جدید ایڈیشن

مقدمہ صحیح بخاری

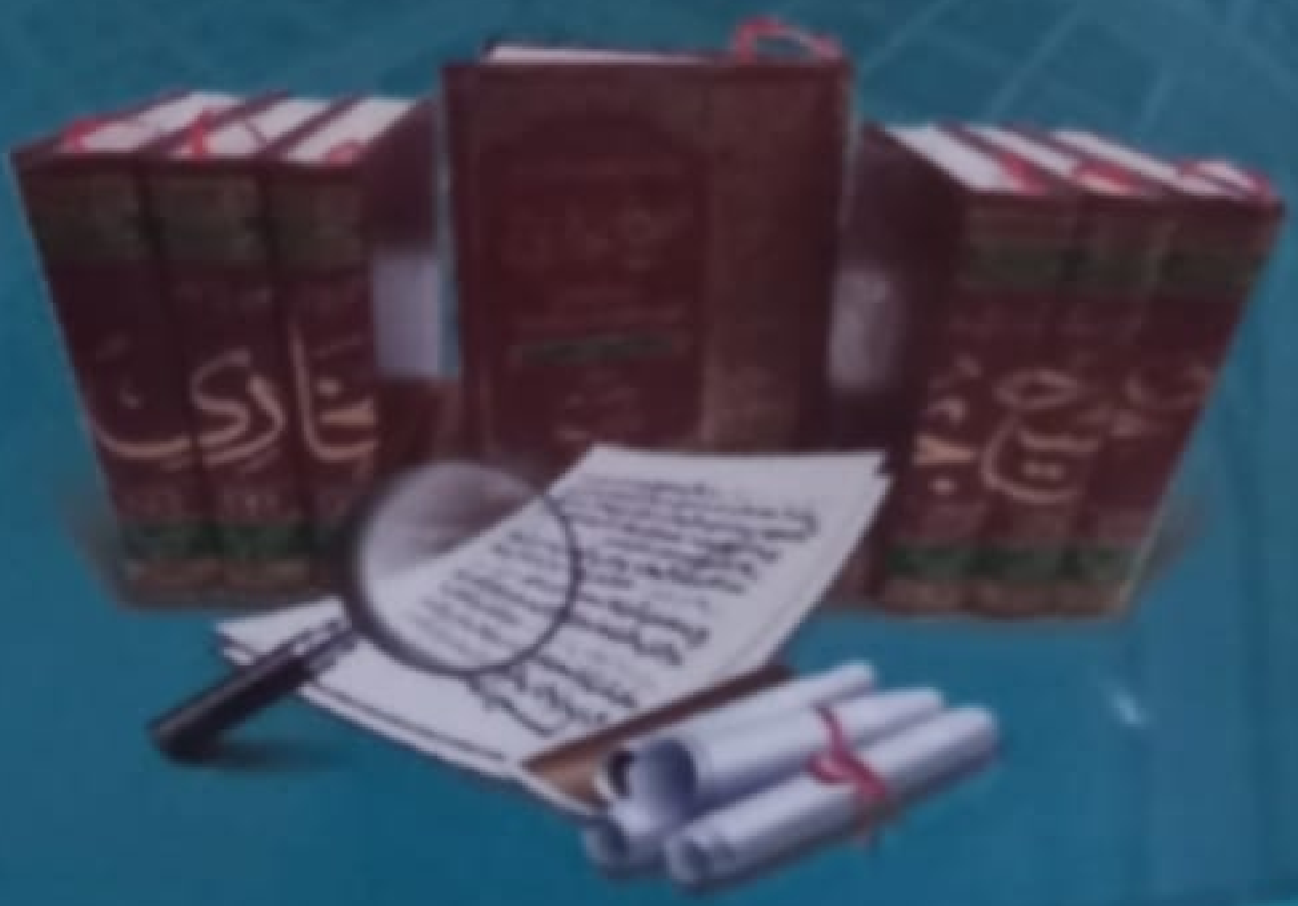

تالیف
مولانا محمد نعمان صاحب
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب ،کے بیانات کتب واٹس ایپ پر حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں 923112645500+

ادارۃ المعارف کراچی

مضامین	صفحہ نمبر

عرضِ مؤلف ۳۹

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں ۴۱

تمہید ۴۲

مقدمۃ العلم

حدیث کا لغوی، اصطلاحی معنی ۴۲

لفظِ حدیث قبل از اسلام ۴۳

لفظِ حدیث کا استعمال لسانِ نبوت سے ۴۳

لفظِ سنت کا استعمال لسانِ نبوت سے ۴۴

حدیث کی وجہ تسمیہ ۴۵

علم حدیث کا موضوع ۴۶

علم حدیث کی غرض وغایت ۴۶

علم حدیث کی اقسام ۴۶

علم روایت الحدیث کی تعریف ۴۷

علم روایت الحدیث کا موضوع ۴۷

علم روایت الحدیث کی غرض وغایت ۴۷

علم درایت الحدیث کی تعریف ۴۷

علم درایت الحدیث کا موضوع ۴۸

علم درایت الحدیث کی غرض وغایت ۴۸

علم اصولِ حدیث کی تعریف ۴۸
علم اصولِ حدیث کا موضوع ۴۸
علم اصولِ حدیث کی غرض وغایت ۴۸
علم حدیث کے تعلیم وتعلّم کی فضیلت ۴۸
علم حدیث کے حصول کا شرعی حکم ۵۰
مرتبہ علم حدیث باعتبارِ تعلیم ۵۰
قرآن میں سنت کا معنی ۵۱
حدیث میں سنت کا معنی ۵۱
فقہ میں سنت کا معنی ۵۲
حدیث وسنت میں فرق ۵۲
پہلا مادہ افتراقی ۵۲
پہلی قسم وہ روایتیں جو منسوخ ہیں ۵۲
دوسری قسم وہ روایتیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں ۵۳
تیسری قسم وہ کام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت کی وجہ سے کیئے ۵۳
دوسرا مادہ افتراقی ۵۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سنت ۵۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ۵۵
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سنت ۵۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت ۵۵

تیسرا مادہ اجتماعی: وہ روایتیں جو حدیث بھی ہیں اور سنت بھی...... ۵۶
اہل سنت والجماعت کا نام ایک حدیث سے ماخوذ ہے...... ۵۷
اَجناسِ علوم...... ۵۷
حواس اور عقل کا دائرہ کار...... ۵۸
اللہ تعالی نے نبوت کے لئے انسانوں کا انتخاب کیا...... ۵۹
نبوت انسانوں میں مردوں کو ملی عورتوں کو نہیں...... ۶۰
وحی کا آغاز وانتہاء...... ۶۱
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء...... ۶۱
تدریجاً قرآنِ مجید کے نزول کی حکمت...... ۶۲
کتابتِ وحی...... ۶۲
کاتبینِ وحی کی تعداد...... ۶۲
نزولِ وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت...... ۶۳
جمع قرآن دورِ نبوت اور خلافتِ صدیق میں...... ۶۳
جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت زید بن ثابت کا لائحہ عمل...... ۶۶
مصحف ابوبکر کی خصوصیات...... ۶۸
حضرت عثمان کے دور میں جمع قرآن اور اس کا سبب...... ۶۸
جمع قرآن فی عہد ابی بکر اور فی عہد عثمان میں فرق...... ۷۰
سوالات جوابات...... ۷۱
منکرینِ قرآن...... ۷۶

مقام حدیث

تین چیزوں کی حفاظت ۷۹

حضور کی چار ذمہ داریاں ۸۰

حدیث کی ضرورت ۸۱

حجیتِ حدیث عقلی طور پر ۸۳

حفاظتِ حدیث ۸۵

کیا قرآن وحدیث میں تعارض ہے؟ ۸۸

حدیث کے ظنی ہونے کی وضاحت ۹۱

انکارِ حدیث کا فتنہ کب شروع ہوا؟ ۹۳

مجتہد کی صفات ۹۵

ایمان بالغیب معتبر ہے نہ کہ بالعقل ۹۵

انسان میں دونوں صلاحیتیں ہیں ۹۶

مقصودِ نبوت ۹۷

حدیث سے مقصود چار چیزیں ہیں ۹۸

ضابطہ نبوت ۹۹

حدیث کا وجود تواتر طبقہ سے ثابت ہے ۱۰۱

تواتر طبقہ اور شہرت میں فرق ۱۰۱

قرآن کے معجزہ ہونے کا تقاضا ۱۰۲

حدیث قرآن کی وضاحت ہے ۱۰۳

مجملاتِ قرآنی میں حدیث کی ضرورت ۱۰۴
اشاراتِ قرآن میں حدیث کی ضرورت ۱۰۵
واقعاتی ارشادات کے لئے حدیث کی ضرورت ۱۰۵
مشکلاتِ قرآنی میں حدیث کی ضرورت ۱۰۶
توسیعاتِ قرآنی میں حدیث کی ضرورت ۱۰۶

تدوینِ حدیث

مدوّنِ اوّل ۱۱۰
تدوینِ حدیث کے چار ادوار ۱۱۱
حدیث کی حفاظت تین طریقوں سے ہوئی ۱۱۲
حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا حیرت انگیز قوتِ حافظہ ۱۱۲
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا متحیر العقول قوتِ حافظہ ۱۱۳
امام بخاری رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ ۱۱۳
ایک دیہاتی کا قوتِ حافظہ ۱۱۴

مکثرین من الصحابہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۱۵
(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۱۱۶
(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۱۱۷
(۴) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۱۸
(۵) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۱۱۸

(۶) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۱۱۹
(۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۱۱۹

کتابتِ حدیث

دورِ نبوت میں حضور کی جانب سے کتابت ۱۲۲
عہد رسالت میں حضراتِ صحابہ کا کتابتِ حدیث ۱۲۶
عہد صحابہ میں حضراتِ تابعین کا کتابتِ حدیث ۱۲۸

دوسری صدی سے چھٹی صدی تک کتبِ حدیث کا اجمالی تعارف

كتاب الآثار ۱۳۰
جامع معمر بن راشد ۱۳۱
الجامع لسفيان الثوری ۱۳۱
موطأ مالك ۱۳۱
كتاب الزهد ۱۳۲
كتاب الآثار برواية أبی يوسف ۱۳۲
موطأ إمام محمد ۱۳۳
كتاب الزهد ۱۳۴
الجامع لابن وهب ۱۳۴
الجامع لسفيان بن عيينة ۱۳۴
مسند أبی داود الطيالسی ۱۳۴
سنن الشافعی ۱۳۵

مصنف عبد الرزاق ۱۳۵
مسند الحمیدی ۱۳۵
سنن سعید بن منصور ۱۳۶
مصنف ابن أبی شیبة ۱۳۶
مسند أحمد ۱۳۷
صحیح البخاری ۱۳۸
صحیح مسلم ۱۳۹
سنن ابن ماجه ۱۴۰
سنن أبی داود ۱۴۰
سنن الترمذی ۱۴۱
رسائل ابن أبی الدنیا ۱۴۳
سنن النسائی ۱۴۳
مسند البزار ۱۴۴
مسند أبي یعلی ۱۴۴
صحیح ابن خزیمة ۱۴۴
شرح معانی الآثار ۱۴۵
صحیح ابن حبان ۱۴۶
المعجم الکبیر، المعجم الأوسط، المعجم الصغیر ۱۴۶
سنن الدار قطنی ۱۴۷

مسند ابن الشاهين ۱۴۸
المستدرک علی الصحيحين ۱۴۸
شعب الإيمان، السنن الكبرى ۱۴۸
التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيد ۱۵۰
تاريخ مدينة دمشق ۱۵۱
قرآن وحدیث کا طریقِ حصول ۱۵۲

حدیث کے وحی ہونے کے دلائل قرآنِ مجید سے

پہلی دلیل ۱۵۳
دوسری دلیل ۱۵۳
تیسری دلیل ۱۵۴
چوتھی دلیل ۱۵۵
پانچویں دلیل ۱۵۶
چھٹی دلیل ۱۵۷
حدیث کے دلیلِ شرعی ہونے کا ثبوت ۱۵۷
حدیثِ نبوی کی حجیت قرآنِ کریم سے ۱۵۸
اکابرِ اہلِ علم کے نزدیک حکمت سے مراد سنت ہے ۱۶۱

حجیتِ حدیث پر ائمہ اربعہ کی شہادتیں

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی شہادت ۱۶۴
امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی شہادت ۱۶۴

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی شہادت ۱۶۵

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی شہادت ۱۶۶

دورِ حاضر کے منکرینِ حدیث

(۱) عبداللہ چکڑالوی ۱۶۸

(۲) حافظ اسلم جیراجپوری ۱۷۰

(۳) نیاز فتح پوری ۱۷۳

(۴) ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۱۷۴

(۵) ڈاکٹر احمد دین ۱۷۷

(۶) علامہ مشرقی صاحب ۱۸۰

(۷) چودھری غلام احمد پرویز ۱۸۲

(۸) تمنا عماوی پھلواروی ۱۸۶

أنواع كتب الحديث

(۱) پہلی قسم: ''كتب الصحاح'' ۱۸۹

(۲) دوسری قسم: ''كتب الجوامع'' ۱۹۰

(۳) تیسری قسم: ''كتب السنن'' ۱۹۲

(۴) چوتھی قسم: ''كتب المسانيد'' ۱۹۲

(۵) پانچویں قسم: ''كتب غريب الحديث'' ۱۹۳

(۶) چھٹی قسم: ''كتب أسباب ورود الحديث'' ۱۹۴

(۷) ساتویں قسم: ''كتب التخريج'' ۱۹۵

(۸) آٹھویں قسم: ''**کتب الموضوعات**'' ۱۹۷

(۹) نویں قسم: ''**کتب شروح الحدیث**'' ۲۰۲

(۱۰) دسویں قسم: ''**کتب المصاحف**'' ۲۰۴

(۱۱) گیارہویں قسم: ''**کتب الأطراف**'' ۲۰۴

(۱۲) بارہویں قسم: ''**کتب الأجزاء**'' ۲۰۵

(۱۳) تیرہویں قسم: ''**کتب الفهارس**'' ۲۰۶

(۱۴) چودہویں قسم: ''**کتب العلل**'' ۲۰۷

(۱۵) پندرہویں قسم: ''**کتب الأحادیث المشتهرة**'' ۲۰۸

(۱۶) سولہویں قسم: ''**کتب المستخرج**'' ۲۱۰

(۱۷) سترہویں قسم: ''**کتب التجرید**'' ۲۱۱

(۱۸) اٹھارہویں قسم: ''**کتب مشکل الحدیث**'' ۲۱۱

(۱۹) انیسویں قسم: ''**کتب الأذکار**'' ۲۱۲

(۲۰) بیسویں قسم: ''**کتب الأمالی**'' ۲۱۳

(۲۱) اکیسویں قسم: ''**کتب الزوائد**'' ۲۱۴

(۲۲) بائیسویں قسم: ''**کتب المسلسلات**'' ۲۱۵

(۲۳) تیئسویں قسم: ''**کتب الجمع**'' ۲۱۵

(۲۴) چوبیسویں قسم: ''**کتب المعاجم**'' ۲۱۸

(۲۵) پچیسویں قسم: ''**کتب المشیخات**'' ۲۲۰

(۲۶) چھبیسویں قسم: ''**کتب الأربعینات**'' ۲۲۰

(۲۷) ستائیسویں قسم: ''کتب الوحدان'' ۲۲۲

(۲۸) اٹھائیسویں قسم: ''کتب المستدرکات'' ۲۲۳

(۲۹) انتیسویں قسم: ''کتب التراجم'' ۲۲۴

(۳۰) تیسویں قسم: ''کتب الثلاثیات'' ۲۲۴

(۳۱) کتیسویں قسم: ''کتب الناسخ والمنسوخ'' ۲۲۵

(۳۲) بتیسویں قسم: ''کتب المختصر'' ۲۲۵

(۳۳) تینتیسویں قسم: ''کتب الترتیب'' ۲۲۶

(۳۴) چونتیسویں قسم: ''کتب الترغیب والترهیب'' ۲۲۶

(۳۵) پینتیسویں قسم: ''کتب الموطآت'' ۲۲۷

(۳۶) چھتیسویں قسم: ''کتب المصنفات'' ۲۲۷

(۳۷) سینتیسویں قسم: ''کتب الأحکام'' ۲۲۸

(۳۸) اڑتیسویں قسم: ''کتب الأفراد والغرائب'' ۲۲۹

فنِ اسماء الرجال

فنِ اسماء الرجال کی ابتدائی کتابیں ۲۳۳

مراتبِ الفاظِ تعدیل ۲۳۴

مراتبِ الفاظِ جرح ۲۳۵

حالاتِ صحابہ پر معروف کتابیں

(۱) معرفة من نزل من الصحابة سائر البلدان ۲۳۶

(۲) کتاب المعرفة ۲۳۶

(۳) كتاب الصحابة ۲۳۶

(۴) معرفة الصحابة ۲۳۶

(۵) الاستيعاب فى معرفة الأصحاب ۲۳۶

(۶) أسد الغابة فى معرفة الصحابة ۲۳۷

(۷) تجريد أسماء الصحابة ۲۳۷

(۸) الإصابة فى تمييز الصحابة ۲۳۷

(۹) عين الإصابة فى معرفة الصحابة ۲۳۷

(۱۰) الرياض المستطابة فى جملة من روى فى الصحيحين من الصحابة ۲۳۷

ایک شہر کی تاریخ ورجال پر لکھی گئی کتابیں

(۱) تاريخ بغداد ۲۳۸

(۲) تاريخ مدينة دمشق ۲۳۸

(۳) النجوم الزاهرة فى ملوك مصر والقاهرة ۲۳۸

(۴) حسن المحاضرة فى تاريخ مصر والقاهرة ۲۳۹

(۵) زبدة الحلب فى تاريخ حلب ۲۳۹

(۶) نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب ۲۳۹

ثقہ راویوں پر لکھی گئی کتابیں

(۱) تاريخ الثقات ۲۳۹

(۲) كتاب الثقات ۲۳۹

(۳) مشاهير علماء الأمصار ۲۴۰

(۴) الثقات لابن شاهين ۲۴۰
(۵) تـاريـخ أسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم ۲۴۰
(۶) تذكرة الحفاظ ۲۴۰
(۷) الـمعيـن فی طبقات المحدثين ۲۴۱

ضعیف راویوں پر لکھی گئی کتابیں

(۱) الـضـعـفـاء الصغير ۲۴۱
(۲) الـضـعـفـاء والـمتـروكون ۲۴۱
(۳) الـضـعفاء والمتروكون ۲۴۱
(۴) الـضـعـفـاء ۲۴۲
(۵) الـمجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين ۲۴۲
(۶) الـكامل فی ضعفاء الرجال ۲۴۲
(۷) كتـاب الـضـعـفاء والمتروكين ۲۴۲
(۸) الـضـعـفاء والوضّاعون ۲۴۲
(۹) ميزان الاعتدال فی نقد الرجال ۲۴۳
(۱۰) لسـان الـميـزان ۲۴۴

ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے روات پر لکھی گئی کتابیں

(۱) الـطبـقـات الكبرى ۲۴۵
(۲) التـاريخ الكبير ۲۴۵
(۳) الـجـرح والتـعديل ۲۴۵

(۴) الجامع فی الجرح والتعديل ۲۴۶

صحاحِ ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

(۱) الكمال فی أسماء الرجال ۲۴۶
(۲) تهذيب الكمال فی أسماء الرجال ۲۴۶
(۳) تذهيب التهذيب ۲۴۷
(۴) تهذيب التهذيب ۲۴۷
(۵) تقريب التهذيب ۲۴۸
(۶) خلاصة تذهيب تهذيب الكمال فی أسماء الرجال ۲۴۸

ائمہ اربعہ کی کتبِ احادیث کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

(۱) تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة ۲۴۹
(۲) الإيثار بمعرفة رواة الآثار ۲۴۹
(۳) الإكمال فی ذكر من له رواية فی مسند الإمام أحمد ممن
ليس فی تهذيب الكمال ۲۵۰
(۴) التذكرة برجال العشرة ۲۵۰

کتبِ طبقات

(۱) الطبقات الكبرى ۲۵۱
(۲) مشاهير علماء الحديث ۲۵۱
(۳) طبقات علماء الحديث ۲۵۲
(۴) تذكرة الحفاظ ۲۵۲

(۵) المعين فی طبقات المحدثين ۲۵۲

(٦) ذكر من يعتمد قوله فی الجرح والتعديل ۲۵۲

(۷) طبقات الحفاظ ۲۵۲

طبقات الرواة من حيث الزمان ۲۵۳

طبقات الرواة من حيث الضبط ۲۵۴

طبقاتِ خمسہ کی روشنی میں صحاح ستہ کی ترتیب ۲۵۴

اغراضِ صحاحِ ستہ ۲۵۵

کنیت اور القاب پر لکھی گئی کتابیں

(۱) كتاب الكنى والأسماء ۲۵٦

(۲) الكنى والأسماء ۲۵٦

(۳) المقتنى فی سرد الكنى ۲۵٦

(۴) نزهة الألباب فی الألقاب ۲۵٦

(۵) رسالة فی معرفة حملة الكنى والأسماء والألقاب ۲۵٦

(٦) المغنی فی ضبط أسماء الرجال ومعرفة كنى الرواة وألقابهم وأنسابهم ۲۵۷

(۷) فتح الوهاب فيمن اشتهر من المحدثين بالألقاب ۲۵۷

انساب پر لکھی گئی کتابیں

(۱) أنساب الأشراف ۲۵۷

(۲) الأنساب ۲۵۷

(۳) اللباب فی تهذیب الأنساب ۲۵۷
(۴) مشتبه النسبة ۲۵۸
(۵) توضیح المشتبه فی أسماء الرجال ۲۵۸
(۶) تبصیر المنتبه بتوضیح المشتبه ۲۵۸
(۷) لب اللباب فی تحریر الأنساب ۲۵۸

روافض کی کتبِ حدیث

(۱) السقیفة ۲۶۰
(۲) قرب الإسناد ۲۶۱
(۳) الجامع الکافی ۲۶۱
(۴) من لا یحضره الفقیه ۲۶۲
(۵) تهذیب الأحکام ۲۶۲
(۶) الاستبصار ۲۶۲
(۷) خصال شیخ صدوق ۲۶۳
(۸) ثواب الأعمال ۲۶۳
(۹) علل الشرائع ۲۶۳
(۱۰) أمالی شیخ صدوق ۲۶۳
(۱۱) معانی الأخبار ۲۶۳
(۱۲) مصنفات شیخ صدوق ۲۶۳
(۱۳) أمالی شیخ طوسی ۲۶۳
(۱۴) الغیبة ۲۶۳

(۱۵) الغیبة ۲۶۳

(۱۶) بصائر الدرجات ۲۶۳

(۱۷) أمالی شیخ مفید ۲۶۳

(۱۸) بحار الأنوار ۲۶۴

(۱۹) وسائل الشیعة ۲۶۴

روافض کی کتبِ اسماءِ رجال

(۱) رجال الکشی ۲۶۴

(۲) الاختیار فی معرفة الرجال ۲۶۴

(۳) کتاب الرجال لابن الغضائری ۲۶۴

(۴) فهرست مصنفی أسماء الشیعة المعروف برجال النجاشی ۲۶۵

(۵) فهرست مصنفی أسماء الشیعة المعروف بالفهرست للشیخ الطوسی ۲۶۵

(۶) رجال الطوسی ۲۶۵

(۷) حل الاشکال فی معرفة الرجال ۲۶۶

(۸) التحریر الطاؤسی ۲۶۶

(۹) الوجیز فی الرجال ۲۶۶

(۱۰) جامع الرواة ۲۶۶

(۱۱) نقد الرجال للتفریشی ۲۶۶

(۱۲) تنقیح المقال فی علم الرجال ۲۶۶

(۱۳) معجم رجال الحدیث ۲۶۶

فائدہ در بیانِ مصطلحات

حدیث ۲۶۷
اَثر ۲۶۷
سنت ۲۶۷
سند ۲۶۸
متن ۲۶۸
راوی ۲۶۸
مَروی ۲۶۸
مسنَد ۲۶۸

علمِ اصولِ حدیث میں استعمال ہونے والے اَلقاب

مسنِد ۲۶۹
محدث ۲۶۹
حافظ ۲۶۹
حجت ۲۶۹
حاکم ۲۷۰
امیر المؤمنین فی الحدیث ۲۷۰

تحمل حدیث سے متعلق اصطلاحات اور اجازت کی اقسام

تحمل ۲۷۰

اداء	۲۷۰
مؤدِّی	۲۷۰
متحمل	۲۷۰
سماع	۲۷۱
قراءت علی الشیخ	۲۷۱
اجازت	۲۷۱
مناولہ	۲۷۱
مکاتبہ	۲۷۱
اِعلام	۲۷۲
وصیت	۲۷۲
وِجادہ	۲۷۲
’’وقال لنا‘‘ کا مطلب	۲۷۲
’’مثله ونحو‘‘ کا فرق	۲۷۳
لفظ ’’ح‘‘ کا مطلب	۲۷۳
اعتبار، متابعت اور شواہد میں فرق	۲۷۳
روایت بالمعنی کا مطلب	۲۷۳
پہلا قول	۲۷۴
دوسرا قول	۲۷۴
تیسرا قول	۲۷۴

امثالِ حدیث ۲۷۴

قواعدِ حدیث ۲۷۷

مراسیلِ صحابہ حجت ہیں ۲۷۸

ترجیح و تطبیق میں ائمہ حنفیہ اور شوافع کا طریقہ کار ۲۷۹

حدیث کی عدم صحت وضع کو مستلزم نہیں ۲۷۹

عدم صحت ضعف کے منافی نہیں ۲۸۰

جرح مبہم قبول نہیں ہوگی ۲۸۰

اقسام حدیث ۲۸۰

کیا حدیثِ معنعن کے ثبوت کے لئے امکانِ لقاء کافی ہے؟ ۲۸۱

دس فقہاء صحابہ ۲۸۳

دس مکثرین صحابہ ۲۸۴

کبار تابعین اہلِ علم ۲۸۴

ائمہ جرح و تعدیل ۲۸۴

معروف محدثین کرام کی سنینِ وفات ۲۸۵

کثیر الاستعمال القابات اور کتب کے رُموز

(۱) الحافظ ۲۸۷

(۲) عبد اللہ ۲۸۷

(۳) شیخین ۲۸۷

(۴) طرفین ۲۸۷

(۵) الفتح ۲۸۷

(٦) العمدة ۲۸۸

(۷) التقريب ۲۸۸

(۸) الخلاصة ۲۸۸

(۹) القارى ۲۸۸

(۱۰) المرقاة ۲۸۸

(۱۱) المجمع ۲۸۸

(۱۲) الجزرى ۲۸۸

(۱۳) النهاية ۲۸۹

(۱۴) المغنى ۲۸۹

(۱۵) الكشف ۲۸۹

(١٦) التذكرة ۲۸۹

(۱۷) الثانية والثالثة إلى الثانية عشرة ۲۸۹

(۱۸) التدريب ۲۸۹

(۱۹) التلخيص ۲۹۰

مقدمة الكتاب

سند کی اہمیت ۲۹۰

برصغیر میں علم حدیث ۲۹۱

سند کا پہلا حصہ ۲۹۱

سند کا دوسرا حصہ ۲۹۲

سند کا تیسرا حصہ ۲۹۳

سوانح امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ

نام ونسب ۲۹۴

بچپن ۲۹۴

امام بخاری رحمہ اللہ کا بے مثال حافظہ ۲۹۵

امام بخاری رحمہ اللہ کی تعلیم واسفار ۲۹۷

حصولِ علم کے دوران تنگدستی وفاقہ ۳۰۰

امام بخاری رحمہ اللہ کی عبادت وریاضت ۳۰۱

امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت وکردار ۳۰۲

امام بخاری رحمہ اللہ کی سخاوت وایثار ۳۰۳

خادمہ کے ساتھ حسنِ سلوک ۳۰۴

امام بخاری رحمہ اللہ کی ذکاوت اور وسعتِ علم ۳۰۴

امام بخاری کے شیوخ وتلامذہ کی تعداد ۳۰۵

امام بخاری رحمہ اللہ اہلِ علم کی نظر میں ۳۰۶

امام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک ۳۰۷

ابتلاء ووصال ۳۰۸

امام بخاری رحمہ اللہ کے حق میں بشارت ۳۱۰

جرح وتعدیل میں امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ ۳۱۱

امام بخاری کا اپنے شاگرد امام ترمذی سے سماعتِ حدیث ۳۱۲
پہلی حدیث ۳۱۲
دوسری حدیث ۳۱۲
امام بخاری رحمہ اللہ کی الفاظِ جرح میں احتیاط ۳۱۲

امام بخاری رحمہ اللہ کی مطبوعہ تصانیف

(۱) صحیح البخاری ۳۱۶
(۲) التاریخ الکبیر ۳۱۶
(۳) التاریخ الأوسط ۳۱۸
(۴) التاریخ الصغیر ۳۱۹
(۵) الضعفاء الصغیر ۳۱۹
(۶) خلق أفعال العباد ۳۱۹
(۷) الأدب المفرد ۳۲۰
(۸) جزء القراءة خلف الإمام ۳۲۰
(۹) جزء رفع الیدین فی الصلاۃ ۳۲۱

امام بخاری رحمہ اللہ کی غیر مطبوعہ تصانیف

(۱) کتاب الوحدان ۳۲۱
(۲) أسامی الصحابة ۳۲۱
(۳) قضایا الصحابة والتابعین ۳۲۱
(۴) کتاب الهبة ۳۲۱

(۵) **کتاب المبسوط**............ ۳۲۱

(٦) **کتاب الکنی**............ ۳۲۱

(۷) **کتاب الفوائد**............ ۳۲۲

(۸) **کتاب العلل**............ ۳۲۲

(۹) **بر الوالدین**............ ۳۲۲

(۱۰) **الجامع الصغیر فی الحدیث**............ ۳۲۲

(۱۱) **کتاب الرقاق**............ ۳۲۲

(۱۲) **کتاب الأشربة**............ ۳۲۲

(۱۳) **المسند الکبیر**............ ۳۲۲

(۱۴) **التفسیر الکبیر**............ ۳۲۲

الصحیح البخاری

بخاری شریف کا مکمل نام............ ۳۲۳

بخاری شریف کا سببِ تالیف............ ۳۲۴

پہلا سبب............ ۳۲۴

دوسرا سبب............ ۳۲۴

بخاری شریف کی تالیف کی ابتداء وانتہاء............ ۳۲۵

صحیح بخاری کا ایک امتیاز............ ۳۲۵

شرائطِ صحیح بخاری............ ۳۲٦

موضوعِ کتاب............ ۳۲٦

صحیح بخاری شریف میں روایات کی تعداد ۳۲۷
بخاری شریف میں کتاب وابواب اور مشائخ کی تعداد ۳۲۷
بخاری شریف کے نسخوں کی تعداد ۳۲۸
صحیح بخاری کی خصوصیات ۳۲۸
''أصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری'' کی وضاحت ۳۳۰
صحیح بخاری کی مسلم پر فوقیت ۳۳۱
ایک غلط فہمی کا ازالہ ۳۳۲

امام بخاری کے صحیح بخاری میں ذکر کردہ اصول

اصول نمبر (۱) ۳۳۵
اصول نمبر (۲) ۳۳۵
اصول نمبر (۳) ۳۳۵
اصول نمبر (۴) ۳۳۵
اصول نمبر (۵) ۳۳۶
صحیح بخاری کی ثلاثیات ۳۳۷

بائیس ثلاثی روایات کی نشاندہی

امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ ۳۴۰

صحیح بخاری میں پندرہ اوہام، اَخطا اور تسامحات

بخاری جلد اول میں صفحہ اور سطر کی نشاندہی ۳۴۲

بخاری جلد ثانی میں صفحہ اور سطر کی نشاندہی ۳۴۷

صحیح بخاری میں مستدلات، اہم فوائد اور نکات کی نشاندہی

بخاری جلد اول میں ۱۰۷ مقامات ۳۵۱
بخاری جلد ثانی میں ۹۵ مقامات ۳۵۸

امام ابوحنیفہ کی مختصر سوانح اور علم حدیث میں مقام ومرتبہ

ولادت باسعادت ۳۶۴
نام ونسب ۳۶۵
ابوحنیفہ کنیت کی وجہ ۳۶۵
اکابر اہلِ علم کا آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کرنا ۳۶۵
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فارسی النسل تھے ۳۶۶
فقہائے ثلاثہ میں سے کوئی بھی فارسی النسل نہیں تھا ۳۶۶
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی ۳۶۷
حدیث کا مصداق امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں ۳۶۸
شرفِ تابعیت ۳۶۹
امام ابوحنیفہ کے تابعی ہونے پر دس اکابر اہلِ علم کی تصریحات ۳۶۹
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علم شریعت کے مدوّنِ اول ہیں ۳۷۲
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایتِ حدیث کیلئے شرط ۳۷۲
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تمام علوم میں مہارت ۳۷۳
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت وعدالت ۳۷۴

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اکابر اہلِ علم کا سماعت حدیث ۳۷۶
بارہ اکابر اہلِ علم کا امام ابوحنیفہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرنا ۳۸۱
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ محدث بنانے والے تھے ۳۸۷
متفق علیہ شخصیت کے متعلق جرح مردود ہے ۳۸۸
امام ابوحنیفہ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی کثرت ۳۹۰
علامہ ابن الوزیر یمانی کے قلم سے امام ابوحنیفہ کا مفصّل دفاع ۳۹۲
علامہ شعرانی کی نظر میں امام ابوحنیفہ کا علم حدیث میں مقام ۳۹۴
علم جرح وتعدیل میں امام اعظم ابوحنیفہ کا نمایاں مقام ۳۹۶
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فنِ جرح وتعدیل ۳۹۹
امام ابوحنیفہ سے مروی روایات کی تعداد ۴۰۱
روایتِ حدیث میں امام ابوحنیفہ کا مقام ۴۰۲
امام ابوحنیفہ حفّاظِ حدیث میں سے ہیں ۴۰۵
امام ابوحنیفہ سے محدثین کرام کا سماعِ حدیث ۴۰۷
امام اعظم ابوحنیفہ کی روایتِ حدیث میں احتیاط ۴۱۰
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا طرزِ استدلال ۴۱۲
فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ میں امام ابوحنیفہ کی سند سب سے عالی ہے ۴۱۳
امام ابوحنیفہ سے مروی ثنائی اور ثلاثی روایات کی تعداد ۴۱۳
امام ابوحنیفہ کی سند ''أصح الأسانید'' اور ''سلسلة الذهب'' ہے ۴۱۴

تراجم بخاری پر لکھی گئی کتابیں

(۱) المتواری علی تراجم أبواب البخاری.......... ۴۱۹

(۲) ترجمان التراجم.......... ۴۱۹

(۳) حل الأغراض المبهمة فی الجمع بین الحدیث والترجمة.......... ۴۱۹

(۴) تعلیق المصابیح علی أبواب الجامع الصحیح.......... ۴۱۹

(۵) شرح تراجم البخاری.......... ۴۲۰

(۶) الأبواب والتراجم.......... ۴۲۰

(۷) الأبواب والتراجم لصحیح البخاری.......... ۴۲۰

صحیح بخاری کے تراجم سے متعلق پچاس اصول

اصول (۱)...... یترجم بحدیث مرفوع لیس علی شروطه.......... ۴۲۱

اصول (۲)...... بنوع من الدلالات.......... ۴۲۲

اصول (۳)...... من قال کذا.......... ۴۲۴

اصول (۴)...... عدم جزم الحکم فی الروایات المختلفة.......... ۴۲۵

اصول (۵)...... التطبیق.......... ۴۲۶

اصول (۶)...... باب فی باب.......... ۴۲۷

اصول (۷)...... باب مکان "ح".......... ۴۲۹

(۸) الحدیث بضد الترجمة.......... ۴۳۰

(۹) استنباط الأحوال التاریخیة.......... ۴۳۱

(۱۰) الإشارة إلی بعض طرق الحدیث.......... ۴۳۱

(۱۱) قليل الجدوى ۴۳۳
(۱۲) تعقبات ۴۳۴
(۱۳) الآداب والعادات المسلوكة ۴۳۴
(۱۴) الترجمة بكل محتمل ۴۳۵
(۱۵) تعدد الطرق ۴۳۵
(۱۶) إرادة العام بالترجمة الخاصة ۴۳۶
(۱۷) الإثبات بالأولوية ۴۳۶
(۱۸) باب بلا ترجمة ۴۳۷
(۱۹) المدلول الالتزامى ۴۳۷
(۲۰) الترجمة الشارحة ۴۳۸
(۲۱) ذكر الآثار لأدنى مناسبة ۴۳۹
(۲۲) الترجمة مطلقة والحديث مقيّد ۴۳۹
(۲۳) الترجمة مقيد والحديث مطلقة ۴۴۰
(۲۴) الاستدلال بالمجموع على المجموع ۴۴۰
(۲۵) الترجمة بقوله: هل ۴۴۱
(۲۶) زيادة "أو غيرها" ۴۴۲
(۲۷) عدم الجزم لاختلاف العلماء ۴۴۲
(۲۸) عدم الذكر لأحد جزئى الترجمة إشارة إلى ما ورد ۴۴۲
(۲۹) عدم الذكر لأحد جزئى الترجمة إشارة إلى عدم الثبوت ۴۴۳

(۳۰) يؤخذ مختار البخارى من الآثار........ ۴۴۳

(۳۱) يقوى بالترجمة حديثا ليس على شرطه........ ۴۴۴

(۳۲) ترجمة غير متعلقة بالكتاب........ ۴۴۵

(۳۴) التطابق بجزء الترجمة........ ۴۴۷

(۳۵) بتّ الحكم مع الاختلاف........ ۴۴۹

(۳۶) عدم الجزم للتوسع........ ۴۴۹

(۳۷) الإشارة إلى حديث آخر لهذا الصحابى........ ۴۵۰

(۳۸) الاستدلال بالعموم........ ۴۵۱

(۳۹) إثبات الأبواب العديدة بحديث واحد........ ۴۵۲

(۴۰) إثبات الترجمة بالنظير والقياس........ ۴۵۳

(۴۱) الإشارة إلى مبدأ الحكم........ ۴۵۴

(۴۲) بعض التراجم تفصيل لما أجمل أولًا........ ۴۵۵

(۴۳) ذكر الأضداد........ ۴۵۶

(۴۴) التراجم المستقلة على أجزاء الحديث الواحد........ ۴۵۶

(۴۵) الترجمة المبهمة لتعارض الأدلة........ ۴۵۷

(۴۶) الإشارة إلى عموم الحكم........ ۴۵۷

(۴۷) بيان مذهب المختار........ ۴۵۷

(۴۸) إيضاح المشكل دون الجلى........ ۴۵۷

(۴۹) ربما جواز العمل إذا كان الترجمة شرطية........ ۴۵۸

(۵۰) الترجمة بمفهوم الحديث إشارة إلى أنه لم يجد على شرطى ۴۵۸
صحیح بخاری پر لکھی گئی شروحات کی تعداد ۴۵۹

صحیح بخاری کی مطبوعہ عربی شروحات

۱...... شرح صحيح البخارى لابن بطال ۴۶۱
۲...... فتح البارى لابن رجب ۴۶۲
۳...... التوضيح لشرح الجامع الصحيح ۴۶۳
۴...... فتح البارى لابن حجر ۴۶۵
"فتح البارى" پر اہل علم کی خدمات ۴۷۳
۵...... عمدة القارى شرح صحيح البخارى ۴۷۶
"عمدة القارى" کی چند اہم خصوصیات ۴۷۹
۶...... التوشيح شرح الجامع الصحيح ۴۸۰
۷...... إرشاد السارى بشرح صحيح البخارى ۴۸۲
۸...... الكواكب الدرارى فى شرح صحيح البخارى ۴۸۳
۹...... منحة البارى شرح صحيح البخارى ۴۸۴
۱۰...... عون البارى لحل أدلة البخارى ۴۸۴
۱۱...... كوثر المعانى الدرارى فى كشف خبايا صحيح البخارى ۴۸۵
۱۲...... تيسير القارى شرح صحيح البخارى ۴۸۵
۱۳...... لامع الدرارى على جامع البخارى ۴۸۶
۱۴...... الكنز المتوارى فى معادن اللامع الدرارى وصحيح البخارى ۴۸۷

۱۵ ...... فیض الباری شرح صحیح البخاری ۴۸۸

معروف غیر مطبوعہ شروحات

۱ ...... النصیحة فی شرح البخاری الصحیحة ۴۸۹
۲ ...... شرح السراج ۴۸۹
۳ ...... شرح المهلّب ۴۸۹
۴ ...... شرح ابن التین ۴۹۰
۵ ...... شرح صحیح البخاری للنووی ۴۹۰
۶ ...... شرح ابن المنیّر ۴۹۰
۷ ...... التلویح شرح الجامع الصحیح ۴۹۰
۸ ...... الفیض الجاری ۴۹۰
۹ ...... منح الباری بالسیح الفسیح الجاری ۴۹۰
۱۰ ...... اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح ۴۹۱
۱۱ ...... الکوکب الساری فی شرح صحیح البخاری ۴۹۱
۱۲ ...... مجمع البحرین وجواهر الحبرین ۴۹۱
۱۳ ...... تلخیص أبی الفتح لمقاصد الفتح ۴۹۱
۱۴ ...... الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری ۴۹۱
۱۵ ...... ضوء الدراری شرح صحیح البخاری ۴۹۱
۱۶ ...... زاد المجد الساری بشرح صحیح البخاری ۴۹۲

صحیح بخاری کی اردو شروحات

۱ ...... انوار الباری شرح صحیح البخاری ۴۹۲

۲......فضل الباری شرح صحیح البخاری ۴۹۳

۳......ارشاد القاری الی صحیح البخاری ۴۹۴

۴...... ایضاح البخاری ۴۹۴

۵......الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری ۴۹۴

۶......الخیر الساری فی تشریحات البخاری ۴۹۵

۷......تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ۴۹۵

۸......کشف الباری عما فی صحیح البخاری ۴۹۵

۹......درسِ بخاری ۴۹۷

۱۰...... انعام الباری ۴۹۸

۱۱......تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری ۴۹۹

۱۲......نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری ۵۰۱

۱۳......تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ۵۰۱

۱۴......تشریحات بخاری ۵۰۲

۱۵...... تحفۃ القاری ۵۰۲

۱۶...... فیوض البخاری شرح صحیح البخاری ۵۰۲

۱۷......تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ۵۰۳

۱۸......نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ۵۰۳

۱۹......نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ۵۰۴

۲۰...... مختصر صحیح بخاری ۵۰۴

۲۱......حل صحیح البخاری ۵۰۴

۲۲......الالف المختارۃ من صحیح البخاری ۵۰۵

صحیح بخاری کے اردو تراجم ۵۰۵

صحیحین کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

۱ ...... رجال البخاری ومسلم ۵۰۶

۲ ...... رجال صحیح البخاری ۵۰۶

۳...... الجمع بین رجال الصحیحین ۵۰۷

۴...... الجمع بین رجال الصحیحین ۵۰۷

۵...... رجال البخاری ومسلم ۵۰۷

۶ ...... رجال صحیح مسلم ۵۰۸

۷...... التعدیل والتجریح لمن خرج له البخاری ی الجامع الصحیح ۵۰۸

۸......الجمع بین رجال الصحیحین ۵۰۹

صحیح البخاری سے متعلق لکھی گئی کتابیں

۱ ...... تسمیة من أخرجهم البخاری ومسلم ۵۱۰

۲ ...... تفسیر غریب ما فی الصحیحین البخاری ومسلم ۵۱۰

۳...... تقیید المهمل وتمییز المشکل ۵۱۰

۴...... مشارق الأنوار علی صحاح الآثار ۵۱۱

۵ ...... المعلم بشیوخ البخاری ومسلم ۵۱۱

۶ ...... شواهد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح ۵۱۲

۷...... بھجة النفوس وغايتها بمعرفة ما لها وما عليها............ ۵۱۲

۸...... التنقيح لألفاظ الجامع الصحيح............ ۵۱۲

۹...... مصابيح الجامع............ ۵۱۲

۱۰...... التنقيح فی حديث التسبيح............ ۵۱۳

۱۱...... تغليق التعليق على صحيح البخاری............ ۵۱۳

۱۲......انتقاض الاعتراض فی الردعلی العينی فی شرح البخاری...... ۵۱۴

۱۳...... الرياض المستطابة فی جملة من روی فی الصحيحين

من الصحابة............ ۵۱۵

۱۴...... التجريد الصريح لأحاديث الجامع الصحيح............ ۵۱۵

۱۵...... كشف الالتباس عما أورده الإمام البخاری على بعض الناس ۵۱۶

۱۶...... نبراس الساری فی أطراف البخاری............ ۵۱۶

۱۷...... هداية الباری إلى ترتيب أحاديث البخاری............ ۵۱۶

۱۸...... ترتيب أحاديث صحيح الجامع وزيادته على الأبواب الفقهية ۵۱۷

۱۹......دليل القاری إلى مواضع الحديث فی صحيح البخاری...... ۵۱۷

۲۰...... دليل فهارس البخاری............ ۵۱۷

۲۱...... الإمام البخاری وكتابه الجامع الصحيح............ ۵۱۷

۲۲...... شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاری............ ۵۱۸

۲۳...... منار القاری شرح مختصر صحيح البخاری............ ۵۱۸

۲۴...... منهج الإمام البخاری فی تصحيح الأحاديث وتعليلها ۵۱۸

۲۵...... الوردة الحاضرة فی أحادیث تلامیذ الإمام الأعظم وأحادیث
علماء الأحناف فی الجامع الصحیح للإمام البخاری.................. ۵۱۹
۲۶...... إنعام المنعم الباری بشرح ثلاثیات البخاری.................. ۵۱۹
۲۷...... درء الدراری فی شرح رباعیات البخاری.................. ۵۱۹
۲۸...... إرشاد القاصد إلی ما تکرر فی البخاری بإسناد واحد............ ۵۲۰

عرضِ مؤلف

راقم الحروف کو۱۴۳۹ھ میں ’’صحیح البخاری ‘‘ کی تدریس سونپی گئی، بفضل اللہ تعالی نہایت محنت و تحقیق کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دینے کی کوشش سال کے آغاز سے رہی، ابتدائی تین ہفتے نہایت تفصیل کے ساتھ مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب سے متعلق تفصیلات بیان کیں۔ درس کے دوران اِن اسباق کو شاگرد رشید حافظ محمد جنید زہری حفظہ اللہ محفوظ کرتے رہے (اللہ تعالی ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے) جو مباحث ان سے رہ جاتیں وہ ریکارڈنگ سے سن کر اسے لکھ لیتے، اس طرح یہ ایک مجموعہ جمع ہوگیا، پھر راقم نے اَز سرِنور دوبارہ اس پر کام کیا، اور حتی الامکان تقریر کو تحریر کا جامہ پہنایا، اور نصف سے زائد مباحث کا اضافہ کیا، اس بات کی مکمل کوشش رہی کہ کوئی اہم بات بغیر حوالہ کے نہ آئے۔ مبادیات سے لے کر منتہی تک تقریباً تمام اہم مباحث اس میں یکجا ہوگئیں، خصوصاً درج ذیل بائیس موضوعات پر:

۱......دوسری صدی سے لے کر چھٹی صدی تک کتبِ حدیث کا اجمالی تعارف

۲......اڑتیس انواعِ کتبِ حدیث کا تعارف

۳......تاریخ ورجال پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۴......ثقہ راویوں پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۵......ضعیف راویوں پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۶......ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۷......صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۸......ائمہ اربعہ کی کتبِ حدیث کے رجال پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۹......طبقات پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۱۰......کنیت اور القاب پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۱۱......اَنساب پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف

۱۲......روافض کی کتبِ حدیث اور کتبِ اسماءِ رجال کا تعارف

۱۳......امام بخاری رحمہ اللہ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کا تذکرہ

۱۴......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مختصر سوانح اور علم حدیث میں مقام ومرتبہ

۱۵......صحیح بخاری میں پندرہ اَوہام، اَخطا اور تسامحات

۱۶......صحیح بخاری میں مستدلات، اہم فوائد اور نکات کی نشاندہی

۱۷......صحیح بخاری کے تراجم سے متعلق پچاس اصول

۱۸......صحیح بخاری کی پندرہ مطبوعہ عربی شروحات کا تعارف

۱۹......صحیح بخاری کی سولہ غیر مطبوعہ عربی شروحات کا تعارف

۲۰......صحیح بخاری کی بائیس اردو شروح وحواشی کا تعارف

۲۱...... صحیحین کے رجال پر لکھی گئی آٹھ کتابوں کا تعارف

۲۲......صحیح بخاری سے متعلق لکھی گئی اٹھائیس کتابوں کا تعارف

اس کے علاوہ دیگر کئی مفید مباحث پر یہ کتاب مشتمل ہے، جن کا تذکرہ فہرست میں موجود ہے۔ علم حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے ان شاء اللہ یہ ایک مفید کاوش ہوگی۔ کتبِ حدیث وانواع مصنّفات الحدیث کے تفصیلی تعارف پر کام چل رہا ہے، قارئینِ کرام سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی محض اپنے فضل وکرم سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کاوش کو قبول فرمائے اور راقم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ ۲۱ ستمبر ۲۰۱۸ء

0332-2557675

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں

سب سے پہلے ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

إن للّٰه عز وجل ثمانية عشر ألف عالم، الدنيا عالم منها. ❶

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالَم پیدا کئے ہیں، دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی تمام مخلوقات میں سب سے اشرف اور معزز مخلوق انسان کو بنایا۔

”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْ آدَمَ “ ہم نے بنو آدم کو معزز بنایا، اسی طرح دوسرے مقام پر چار قسموں کے ساتھ پھر جواب قسم میں چار تاکیدات لا کر فرمایا: تحقیق ہم نے انسان کو سب سے اچھے سانچے میں بنایا ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ.

ان چار قسموں کے بعد فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ.

جواب قسم میں ”لام“ تاکید کا ”قد“ تاکید کا پھر ”خلقنا“ جمع متکلم کا صیغہ تاکید کا، پھر ”أحسن“ صیغہ اسم تفضیل بھی تاکید کے لئے، جواب قسم میں چار تاکیدات لا کر فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ.

تحقیق ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں بنایا ہے۔

تمام مخلوقات میں اشرف المخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا، پھر ان انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم نبوت کے لئے منتخب کیا، اس فتنے کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں علوم

❶ تفسیر قرطبی: ج ۱ ص ۱۳۸

شریعت کی تعلیم وتعلم کے لئے مدرسہ کے پاکیزہ ماحول میں آنے کی توفیق عطا فرمائی اس پر ہم سب اللہ تعالی کا شکرادا کریں،شکر سے اللہ تعالی نعمت میں اضافہ کرتے ہیں۔

تمہید

کتاب کوشروع کرنے سے پہلے دو باتوں کا جاننا ضروری ہے، ایک مقدمۃ العلم، دوسرامقدمۃ الکتاب۔

مقدمۃ العلم میں اس علم کی تعریف،موضوع،غرض وغایت،اس علم کا شرعی حکم،اس کی فضیلت اوراس علم کی تدوین وغیرہ باتوں کا ذکر ہوگا۔

مقدمۃ الکتاب میں مصنف کے حالاتِ زندگی اوراس کتاب سے متعلق بحث ہوگی۔

مقدمۃ العلم

چونکہ بخاری شریف فنِ حدیث سے متعلق ہےاس لئے یہاں اس فن سے متعلق چند گزارشات عرض کروں گا۔

حدیث کا لغوی،اصطلاحی معنی

علامہ جوہری رحمہ اللہ نے صحاح میں لکھا’’**الحدیث الکلام قلیلہ و کثیرہ**‘‘ حضور کی تعلیمات معرضِ بیان میں ہوں تو حدیث ہیں اوراگرمعرضِ عمل میں ہوں تو سنت کہلاتی ہیں۔حدیث میں نسبت بیان کی طرف ہےاورسنت میں عمل کی طرف ہے۔عربی میں لفظِ حدیث قدیم کے مقابلے میں آیاہے،قرآن اللہ کی صفت قدیم غیرمخلوق ہے،اور حدیث جدیداورمخلوق ہے،تاکہ خالق اورمخلوق کے کلام میں فرق رہےاوراصطلاح میں حدیث کہاجاتاہےجس کی نسبت حضور کی طرف کی جائے،چاہے وہ آپ کا قول ہویافعل یا تقریرہو،حتی کہ آپ کی حرکات وسکنات کوبھی حدیث کہاجاتاہے،چاہے بیداری میں ہوں یا

نیند میں:

الْـحَـدِيثُ لُغَةً ضِدُّ الْقَدِيمِ، وَاصْطِلَاحًا: مَا أُضِيفَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا لَهُ أَوْ فِعْلًا أَوْ تَقْرِيرًا أَوْ صِفَةً، حَتَّى الْحَرَكَاتُ وَالسَّكَنَاتُ فِي الْيَقَظَةِ وَالْمَنَامِ. ❶

لفظِ حدیث قبل از اسلام

حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے مہمانوں کی صورت میں آئے ’’هَـــــلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ‘‘

موسیٰ علیہ السلام کی بات کو نقل کیا ’’هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى‘‘

اسی طرح حضور پر احسانات فرمائے ’’وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ‘‘

لفظِ حدیث کا استعمال لسانِ نبوت سے

۱......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لَـقَـدْ ظَـنَـنْـتُ يَـا أَبَـا هُـرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ. ❷

اے ابو ہریرہ! بے شک میرا گمان یہی تھا کہ کوئی شخص تم سے پہلے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں نہ پوچھے گا، کیونکہ تمہاری حدیث کی طرف رغبت کو میں جانتا تھا۔

۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ. ❸

---

❶فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: ج ۱ ص ۲۲ ❷صحيح البخاری: كتاب العلم، باب الحرص على الحديث، ج ۱ ص ۳۱، رقم الحديث: ۹۹ ❸سنن أبی داود: كتاب العلم، باب فضل نشر العلم، ج۳ ص ۳۲۲، رقم الحديث: ۳۶۶۰

اللہ تعالی اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، اُسے یاد رکھا، یہاں تک کہ اُسے کسی دوسرے تک پہنچایا۔

۳......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ. ❶

جس نے میری طرف نسبت کر کے کوئی حدیث نقل کی اور اُسے معلوم ہے کہ یہ جھوٹ ہے، تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

۴......حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُوشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ، يُحَدَّثُ بِحَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِي، فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ہوسکتا ہے کہ تمہیں ایک شخص اپنے تخت کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ملے، اُسے میری حدیثوں میں سے کوئی حدیث سنائی جائی تو وہ کہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان بس اللہ کی کتاب کافی ہے (یعنی حدیث کی ضرورت نہیں)۔

لفظِ سنت کا استعمال لسانِ نبوت سے

۱......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.** ❸

میں روزے رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، تہجد بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور

❶ صحيح مسلم: مقدمة، ج ۱ ص ۷ ❷ سنن ابن ماجه: باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج ۱ ص ۶، رقم الحديث: ۱۲ ❸ صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم الحديث: ۵۰۶۳

میں نے نکاح بھی کیئے ہیں، جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❶

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم اس کو مضبوطی سے تھام کر رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔

۳......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا. ❷

پس تم پر لازم ہے کہ میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھام کر رکھو۔

حدیث کی وجہ تسمیہ

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ حدیث کی وجہ تسمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ''وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ '' اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے جو شریعت آپ کو عطا فرمائی ہے اس سے مخلوقِ خدا کو آگاہ کیجئے، اور اس مفہوم کو صیغہ ''فَحَدِّثْ '' سے بیان کیا گیا ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال، تقاریر وصفات جو بیانِ شریعت کے لئے ہیں ان سب پر حدیث کا اطلاق کیا گیا ہے، اس وجہ سے حدیث کو حدیث کہتے ہیں:

إن إطلاق الحديث على ما يضاف إلى النبي صلى الله عليه وسلم

❶ موطا مالك: النهى عن القول بالقدر، رقم الحديث: ٣٣٣٨

❷ سنن أبى داود: كتاب السنة، باب فى لزوم السنة، رقم الحديث: ٤٦٠٧

مقتبس من قوله تعالى: وأما بنعمة ربك فحدث. ❶

علم حدیث کا موضوع

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے علم حدیث کا موضوع ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے، لیکن ذاتِ رسول اللہ علیہ وسلم "**من حيث إنه رسول**" موضوع ہے۔ ❷

علم حدیث کی غرض وغایت

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم حدیث کی غرض وغایت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محبوب ہیں تو بتقاضائے محبت اس علم کی غرض وغایت یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو پڑھنے اور پڑھانے میں مشغول رہا جائے۔

(۲) علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے علم حدیث کی غرض وغایت "**الفوز بسعادة الدارين**" کو قرار دیا ہے۔ ❸

لیکن یہ بات مجمل ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ علم حدیث کی غرض وغایت صحابہ کرام کے ساتھ مشابہت پیدا کرتی ہے اور وہ مشابہت یوں ہوتی ہے کہ جیسے حضراتِ صحابہ کرام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں احادیث کا سماع کرتے تھے اور ان کو اَخذ کیا کرتے تھے، ایسے ہی مشتغلین بالحدیث بھی کرتے ہیں اور یہ سعادتِ دارین کی کلید ہے۔

علم حدیث کی اقسام

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں:

❶ مقدمة فتح الملهم: ج ۱ ص ۱ ❷ الكواكب الدراری: ج ۱ ص ۱۲

❸ الكواكب الدراری: ج ۱ ص ۱۲

(۱)علم روایت الحدیث (۲)علم درایت الحدیث

علم روایت الحدیث کی تعریف

هو علم يشتمل على نقل أفعال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقواله وصفاته وتقريراته. ❶

علم روایت الحدیث وہ علم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور صفات وتقریرات پر مشتمل ہو۔

علم روایت الحدیث کا موضوع

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم روایت الحدیث کا موضوع ''المرویات والروایات من حیث الاتصال والانقطاع'' ہیں۔ ❷

علم روایت الحدیث کی غرض وغایت

(۱) الاحتراز عن الخطأ في ما أضيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(۲) الفوز بسعادة الدارين.

علم درایت الحدیث کی تعریف

هو علم يبحث فيه عن المعنى المفهوم من ألفاظ الحديث وعن المراد منها، مبنياً على قواعد العربية وضوابط الشرعية ومطابقاً لأحوال النبي صلى الله عليه وسلم. ❸

❶تدريب الراوي: ج ۱ ص ۴۰ ❷مقدمة أوجز المسالك: ص۷

❸مرعاة المفاتيح: ج ۱ ص۳۷۸

علم درایت الحدیث وہ علم ہے جس میں الفاظِ حدیث کے مفہوم اور مراد سے بحث کی جائے، جو عربی قواعد اور شرعی ضوابط پر مبنی ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے مطابق ہو۔

علم درایت الحدیث کا موضوع

الروايات والمرويات من حيث شرح الألفاظ واستنباط الأحكام منها.

علم درایت الحدیث کی غرض وغایت

(۱) تمييز المقبول من المردود.

(۲)الفوز بسعادة الدارين.

علم حدیث کی تعریف:

هو علم بقوانين يعرف بها أحوال السند والمتن. ❶

علم اصولِ حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے سند اور متن کے احوال معلوم ہوتے ہیں۔

علم اصولِ حدیث کا موضوع

السند والمتن من حيث الرد والقبول.

علم اصولِ حدیث کی غرض وغایت

تميز ما يقبل من ذلك وما يرد ومعرفته. ❷

اس علم کو ''اصولِ حدیث''، ''علوم الحدیث'' اور ''علم مصطلح الحدیث'' کہا جاتا ہے۔

علم حدیث کے تعلیم وتعلّم کی فضیلت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

❶ تدريب الراوي: ج ۱ ص ۵۱ ❷ مرعاة المفاتيح: ج ۱ ص ۳۷۸

اللہ تعالی اس شخص کو تر و تازہ رکھے جو ہماری کوئی بات سنے اور اسی طرح آگے پہنچائے جس طرح اس نے سنی ہو، بسا اوقات جس کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ اس کو محفوظ کرنے والا ہوتا ہے:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ، فَرُبَّ مُبَلِّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ. ❶

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حدیث کے ساتھ اشتغال رکھنے والوں کو دعا دی ہے کہ اللہ تعالی ایسے شخص کو تر و تازہ یعنی خوش و خرم رکھے جو ہماری بات سنے اور پھر اُسے آگے پہنچائے، اس دعا میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے کسی اور طبقے کو شامل نہیں فرمایا، صرف حدیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کے متعلق فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً. ❷

اس حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری سنائی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے۔

حدیث کے تعلیم و تعلّم والوں کے لئے یہ بہت بڑی خوشخبری ہے کہ انہیں روزِ قیامت حضور کا قرب نصیب ہوگا، سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے کا موقع عموماً علم حدیث پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلبہ کو ملتا ہے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع، رقم الحدیث: ۲۶۵۷ ❷ سنن الترمذی: أبواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۸۴

علم حدیث کے حصول کا شرعی حکم

اتنا علم حدیث حاصل کرنا جس سے انسان اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار سکے یہ فرض عین ہے، باقی علم حدیث میں خوب دسترس حاصل کرنا، روایات اور اسناد کے جرح وتعدیل کے اصول وضوابط کو سمجھنا اور یاد رکھنا فرض کفایہ ہے۔

مرتبہ علم حدیث باعتبارِ تعلیم

تعلیم کے اعتبار سے علم حدیث کا آخری مرتبہ ہے، یعنی سب سے اونچا مقام ومرتبہ باعتبار تعلیم کے وہ علم حدیث ہے۔

تفصیل اس طرح ہے کہ مدارسِ دینیہ میں دینی علوم حاصل کرنے والے طلبائے کرام کو اولاً قاعدہ پھر ناظرہ قرآن کریم پڑھایا جاتا ہے، اس لئے کہ علوم دینیہ کی بنیاد قرآنِ کریم ہے، قرآنِ کریم کے الفاظ کو درست کرنے کے بعد قرآنِ کریم کے سمجھنے کی طرف طالبِ علم آتا ہے، قرآن فہمی کے لئے اولاً علوم آلیہ مثلاً صرف، نحو وغیرہ علوم پڑھائے جاتے ہیں، اس لئے کہ آلہ ذی آلہ پر مقدم ہوتا ہے، علوم آلیہ کو پڑھنے کے بعد پھر ترجمہ قرآن پڑھایا جاتا ہے، ہمارے یہاں جو تفسیر کے گھنٹے ہیں یہ درحقیقت ترجمہ قرآن کریم کے گھنٹے ہیں۔

اسی طرح علوم آلیہ کی تعلیم کو علوم عالیہ پر مقدم کرنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ طالبِ علم کو علوم آلیہ کی تعلیم دی جائے تاکہ پھر اس کو مقاصد کے سمجھنے میں سہولت ہو اور طالبِ علم میں ان کو سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے، نیز یہ کہ روایت حدیث میں خطرناک قسم کی غلطیوں سے بچ جائے، کیونکہ ان غلطیوں کی وجہ سے خطرہ ہے کہ طالبِ علم کہیں کذب علی النبی کی وعید میں شامل نہ ہو جائے جیسا کہ امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى طَالِبِ الْعِلْمِ إِذَا لَمْ يَعْرِفِ النَّحْوَ أَنْ يَدْخُلَ

فِی جُمْلَةِ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لِأَنَّهُ لَمْ یَکُنْ یَلْحَنُ فَمَهْمَا رَوَیْتَ عَنْهُ وَلَحَنْتَ فِیهِ کَذَبْتَ عَلَیْهِ. ❶

سوال: رہا یہ سوال کہ حدیث کوتفسیر پر کیوں مقدم کیا گیا کہ دورہ حدیث میں صرف علم حدیث ہی پڑھایا جاتا ہے علم تفسیر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ قرآنِ مجید متن ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شرح ہے، اور اصول یہ ہے کہ متن کی تعلیم پہلے ہوتی ہے جوتفسیر کے ذریعے سے دی جاتی ہے اور شرح کی تعلیم بعد میں ہوتی ہے جو احادیث کے ذریعے سے ہے، اس لئے تفسیر کی تعلیم کو حدیث پر مقدم کیا گیا ہے، جیسے کافیہ کی تعلیم مقدم ہے (جوکہ متن ہے) شرح جامی کی تعلیم پر (جوکہ شرح ہے)۔

قرآن میں سنت کا معنی

قرآن مجید میں سنت کا لفظ آیا ہے جیسے ''وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا'' (الاحزاب:۶۲)

قرآنِ کریم میں سنت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کائنات میں جو صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں اور جن کی وجہ سے اسباب سے مسببات وجود میں آتے ہیں ان ودیعت کردہ صلاحیتوں سے مسببات کے وجود میں آنے کا نام اللہ کی سنت ہے، جیسے اللہ تعالی نے آگ میں جلانے کی صلاحیت وقابلیت ودیعت فرمائی اور پانی میں بجھانے کی صلاحیت ودیعت فرمائی، غرض قرآن کریم میں جہاں بھی سنت کا لفظ آیا ہے تو وہاں یہی معنی ہوگا۔

حدیث میں سنت کا معنی

حدیثوں میں بھی سنت کا لفظ آیا ہے، جیسے:

❶ الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: ص ۱۸۴

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❶

تو احادیث میں سنت کے معنی ہیں ''الطريقة المسلوكة فى الدين ''یعنی دین کے اندر وہ رائج راستہ جس پر مسلمانوں کو چلنا ہے۔

فقہ میں سنت کا معنی

فقہ میں جو احکام ہیں وہ یا تو فرض ہوتے ہیں یا واجب یا سنت یا مستحب یا مباح، ان میں سنت کا تیسرا درجہ ہے، اوپر سے بھی نیچے سے بھی، اس خاص درجے کے جو احکام ہیں وہ سنت کہلاتے ہیں، پھر سنت کی دو قسمیں ہیں (۱) سنتِ مؤکدہ (۲) سنتِ غیر مؤکدہ۔

حدیث و سنت میں فرق

حدیث و سنت میں نہ تو تساوی کی نسبت ہے اور نہ ہی تباین کی نسبت ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، اور عموم خصوص من وجہ میں تین مادے ہوتے ہیں، دو افتراقی اور ایک اجتماعی۔

پہلا مادہ افتراقی

یعنی وہ روایتیں جو صرف حدیث ہیں سنت نہیں، یہ تین قسم کی روایتیں ہیں جو صرف حدیث ہیں سنت نہیں۔

پہلی قسم وہ روایتیں جو منسوخ ہیں

جو روایتیں منسوخ ہیں وہ حدیث تو ہیں لیکن سنت نہیں ہیں، جیسے:

تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. ❷

---

❶ موطأ مالک: كتاب القدر، باب النهى عن القدر، ج ۲ ص ۸۹۹ ❷ صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب الوضوء مما مست النار، رقم الحديث: ۳۵۲

یہ روایت اعلی درجہ کی صحیح حدیث ہے لیکن چونکہ منسوخ ہے لہذا اس پر عمل نہیں ہوگا، اور یہ سنت نہیں کہلائے گی۔

منسوخ حدیثوں کا پتہ مختلف طریقے سے ہوتا ہے، کبھی خود صحابہ کی صراحت سے ہوتا ہے، جیسے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. ❶

اور کبھی کسی روایت کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ. ❷

دوسری قسم وہ روایتیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں

تو جو روایتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں اگرچہ وہ حدیث ہیں لیکن سنت نہیں ہیں، جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکاح میں چار ازواج کی قید نہیں تھی آپ کے نکاح میں بیک وقت نو ازواج جمع ہوئیں، تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے یہ حدیث تو ہے مگر سنت نہیں۔

تیسری قسم وہ کام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت کی وجہ سے کئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت کی وجہ سے کوئی بات فرمائی یا کوئی عمل کیا، یا

❶سنن أبی داود: كتاب الطهارة، باب فی ترک الوضوء مما مست النار، رقم الحديث: ۱۹۲ ❷سنن ابن ماجه: كتاب الجنائز، باب ما جاء فی زيارة القبور، رقم الحديث: ۱۵۷۱

کسی مسئلہ کی وضاحت کے لئے کوئی فعل کیا تو وہ حدیث ہوگی لیکن سنت نہیں، جیسے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کی جگہ پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا، یہ حدیث تو ہے مگر سنت نہیں ہے، سنت بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے۔

باقی حضور نے کھڑے ہوکر پیشاب ایک مسئلہ کی وضاحت کے لئے کیا، کبھی انسان کو ایسی مجبوری پیش آتی ہے کہ بیٹھ نہیں سکتا، مثلاً گندگی کی جگہ ہے یا کسی بیماری کی وجہ سے بیٹھ نہیں سکتا ہے تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ کھڑے ہوکر پیشاب کرسکتا ہے۔

دوسرا مادہ افتراقی

کچھ روایتیں سنت تو ہیں مگر وہ حضور کی حدیث نہیں ہیں بلکہ خلفائے راشدین کی سنتیں ہیں، چاروں خلفاء نے جو طریقے رائج کئے ہیں وہ ان کی سنتیں ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سنت

ا...... جب مانعین زکوۃ نے اپنی زکوۃ دارالحکومت کی طرف بھیجنے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنی زکوۃ اپنے غریبوں میں خود تقسیم کریں گے اور انہوں نے یہ کہا یہ زکوۃ دارالحکومت (مدینہ) بھیجنا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا، مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی وہ لوگ قائل ہو گئے اور انہوں نے دارالحکومت (مدینہ) کی طرف اپنی زکوۃ بھیجنا شروع کردی۔

اب مسئلہ معلوم ہوگیا کہ جو چیزیں شعائر اسلام میں سے ہیں اگرچہ وہ سنت ہوں اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت بالاتفاق ان شعائر کو ترک کردے تو ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی، اور ان کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ شعائر اسلام کو قائم کریں، مثلاً کسی علاقے کے لوگ بالاتفاق طے کرلیں کہ وہ اذان نہیں دیں گے، تو اگرچہ اذان دینا سنت ہے فرض یا واجب

نہیں، مگر چونکہ اذان شعائر اسلام میں سے ہے اس لئے ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی، اوران کو اذان دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

۲......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا، حضرت ابوبکر کی خلافت کے اشارے فرمائے مگر صراحت نہیں کی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالاتفاق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ چنے گئے، لیکن صدیق اکبر نے اپنا خلیفہ نامزد کیا، ایک پرچی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھا اور بند کر کے لوگوں کے پاس بھیجا اوراس پر بیعت لی، چنانچہ حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر خلیفہ بن گئے، حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلیفہ نامزد کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ حضرت ابوبکر کی سنت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت

۱......باجماعت تراویح کی نماز کو منظّم کرنا۔

۲......ایک جملہ کی تین طلاق کو تین طلاق قرار دینا۔

۳......ذمیوں پر جزیہ کی شرح (فیصد) مقرر کرنا۔

اس کے علاوہ اور بھی بے شمار سنتیں ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سنت

۱......جمعہ کی پہلی اذان کو مشروع کروایا۔

۲......قرآن کو سرکاری ریکارڈ سے نکال کر لوگوں کو سونپ دیا اور امت کو لغتِ قریش پر جمع کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد مسلمانوں کی آپس میں جنگیں شروع

ہوئیں، پہلی جنگ جمل ہوئی اس جنگ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج ہاری اور مالِ غنیمت اکٹھا ہوا، اور قیدی پکڑے گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قیدیوں میں تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے مال غنیمت کی تقسیم کا مطالبہ کیا تو حضرت علی نے تقریر فرمائی کہ اگر مال غنیمت تقسیم ہوگا تو قیدی غلام و باندی بنائے جائیں گے، پس تم میں سے کون منحوس ہوگا جو اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی باندی بنائے گا؟ بس سناٹا چھا گیا اور مسئلہ طے ہو گیا کہ اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو نہ مال مالِ غنیمت ہوگا اور نہ قیدی غلام و باندی بنائے جائیں گے، تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت ہوئی۔

غرض یہ کہ خلفائے راشدین کے وہ طریقے جو ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں جن کو حدیث شریف کی رو سے اپنانا ضروری ہے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

یعنی میرے طریقہ کو لازم پکڑو اور میرے بعد جو میرے جانشین آئیں گے ان کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑو اور ان کو داڑھوں سے پکڑو۔

تیسرا مادہ اجتماعی: وہ روایتیں جو حدیث بھی ہیں اور سنت بھی

دو مادہ افتراقی کی روایتوں کے علاوہ باقی جتنی بھی روایتیں ہیں وہ حدیث بھی ہیں اور سنت بھی ہیں، اور وہ اٹھانوے فیصد ہیں، صرف ایک فیصد ایسی ہیں جو حدیث تو ہے لیکن سنت نہیں اور ایک فیصد ایسی ہے جو سنت ہے مگر حدیث نہیں ہے۔

فائدہ: بطورِ فائدہ کے یہ سمجھنا چاہئے کہ آپ کے سامنے روایات کی تین صورتیں آ گئیں، ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو حدیث تو ہیں مگر سنت نہیں اور بعض تو وہ جو سنت ہیں حدیث نہیں اور بعض وہ ہیں جو حدیث بھی ہیں اور سنت بھی۔

تو بات فائدہ کی یہ ہے کہ جب عوام کے سامنے بیان ہو مثلاً عیدین میں یا جمعہ میں یا اس کے علاوہ خصوصی بیان ہو تو وہاں پر پہلی قسم کی روایات کو بیان نہیں کرنا چاہئے ان کو صرف درس وتدریس تک محدود رکھیں، کیونکہ اگر اس پہلی قسم یعنی جو حدیث تو ہے سنت نہیں ہے اگر اس کو بیان کرو گے تو فتنہ کا اندیشہ ہے۔

اہل سنت والجماعت کا نام ایک حدیث سے ماخوذ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہوئے اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے، جن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے، تو پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ''مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِیْ'' وہ فرقہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا۔

تو اس حدیث میں ''مَـا أَنَا عَلَيْهِ'' یعنی حضور جس طریقے پر تھے اس کا نام سنت ہے، ''وَأَصْحَابِیْ'' اور صحابہ کی جماعت جس طریقے پر تھی اس کا نام جماعت ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر عمل کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا۔ ❶

اَجناسِ علوم

اجناس علوم میں سے علم حدیث کون سی قسم ہے؟ اجناس علوم کی چار قسمیں ہیں:

پہلی تقسیم: اجناس علوم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) علوم عقلیہ (۲) علوم نقلیہ

علم حدیث علوم نقلیہ کی قسم ہے، یعنی وہ علم جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل ہو کر آیا ہے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب الإیمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الأمة، رقم الحدیث: ٢٦٤٠

دوسری تقسیم: علم کی دو قسمیں ہیں:

(۱)علم شرعی (۲)علم غیر شرعی

علم حدیث علوم شرعیہ میں سے ہے۔

تیسری تقسیم: علوم شرعیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱)علوم آلیہ (۲)علوم عالیہ

علم حدیث علوم عالیہ میں سے ہے۔

چوتھی تقسیم: علوم عالیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱)علوم اصلیہ (۲)علوم فرعیہ

علم حدیث علوم اصلیہ میں سے ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم حدیث اجناس علوم میں سے علوم نقلیہ شرعیہ عالیہ اصلیہ میں سے ہے۔

حواس اور عقل کا دائرہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنانے کے بعد انسان کو حواسِ خمسہ عطا فرمائے، جس کے ذریعہ انسان کسی شے کا علم حاصل کرتا ہے:

(۱) قوتِ باصرہ (۲) قوتِ لامسہ (۳) قوتِ ذائقہ (۴) قوتِ شامّہ (۵) قوتِ سامعہ۔

قوتِ باصرہ سے انسان کسی چیز کو دیکھ کر اس کا علم حاصل کرتا ہے، قوتِ لامسہ سے کسی چیز کو چھو کر اس کا علم حاصل کرتا ہے، قوتِ ذائقہ سے کسی چیز کو چکھ کر اس کا علم حاصل کرتا ہے، قوتِ شامّہ سے کسی چیز کو سونگھ کر اس کا علم حاصل کرتا، اور قوتِ سامعہ سے کسی چیز کو سن کر اس کا علم حاصل کرتا ہے۔

جہاں ان پانچ چیزوں کی انتہاء ہوتی ہے تو وہاں سے عقل کی ابتداء ہوتی ہے، مثلاً میرے سامنے یہ ایک ڈیسک ہے جو ہمیں نظر تو آ رہا ہے لیکن اب یہ کیسے بنا؟ کس نے بنایا؟ اس میں کیا میٹریل استعمال ہوا، تو یہ باتیں عقل نے بتائیں کہ اس کو کسی کاریگر نے بنایا، اس میں لکڑی، کیل وغیرہ استعمال ہوا ہے۔

پھر جہاں عقل کی انتہاء ہوتی ہے تو وہاں سے وحی کی ابتداء ہوتی ہے، مثلاً انسان دنیا میں کیوں آیا؟ اللہ تعالی کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے؟ صغیرہ گناہ کون سے ہیں اور کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ تو یہ تمام باتیں ہمیں وحی کے ذریعے پتہ چلیں۔ تو جہاں پر حواس کی انتہاء ہوتی ہے تو وہاں سے عقل کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں سے عقل کی انتہاء ہوتی ہے تو وہاں سے وحی کی ابتداء ہوتی ہے۔

اللہ تعالی نے نبوت کے لئے انسانوں کا انتخاب کیا

مشرکین مکہ نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالی نے فرشتوں کو نبی بنا کر کیوں نہیں بھیجا؟ تو اللہ تعالی نے آیت نازل فرما کر ان کو جواب دیا:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا. (الإسراء: ۹۵)

آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے اطمینان سے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر اتارتے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اگر زمین میں فرشتے رہتے تو رسول بھی فرشتہ ہوتا، لیکن چونکہ زمین میں انسان رہتے ہیں اس لئے رسول بھی انسانوں میں سے بھیجا گیا۔

دوسری بات یہ کہ اگر فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے تب بھی کافر ایمان نہیں لاتے، دلیل یہ پیش کرتے کہ یہ تو فرشتہ ہے، معصوم ہے، ان سے غلطی کہاں ممکن ہے، ان کو ہماری زندگی کا کیا پتہ، اگر یہ بھی ہماری طرح ہوتے تب ہم مانتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رسول انسانوں میں سے بنا کر بھیجا کیونکہ دنیا میں انسان رہتے ہیں، فرشتوں میں سے نہیں بھیجا کیونکہ یہاں فرشتے آباد نہیں۔

نبوت انسانوں میں مردوں کو ملی عورتوں کو نہیں

اللہ تعالی نے انسانوں میں نبوت کے لئے مردوں کا انتخاب کیا عورتوں کا نہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ إِلَّا رِجَالٗا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡ. (یوسف: ۱۰۹)

ہم نے آپ سے پہلے رسول نہیں بھیجے مگر مردوں کو جن کی طرف ہم نے وحی کی۔

عورتوں میں رسول اس لئے نہیں بنا کر بھیجا گیا کہ ایک تو عورت صنفِ نازک ہے، پھر عورت کے اپنے مسائل ہیں یعنی حیض ونفاس وغیرہ کے، پھر عورتوں کو پردے کا حکم ہے، وہ پردے میں ہوتے ہوئے آگے وحی کو امت تک کیسے پہنچائے گی، پھر عورت نبوت کے اس بوجھ کو برداشت بھی نہیں کرسکتی، کیونکہ نبوت کے بوجھ میں تکالیف بہت زیادہ آتی ہیں، مسائل، مصائب، مشکلات بہت ہیں، اور یہ تکالیف ایک مرد ہی برداشت کرسکتا ہے، عورت نہیں، پھر اگر عورت کو نبی بنایا جاتا تو اس میں فتنے بہت ہوتے، اب لوگ بجائے دین سیکھنے کے کسی اور بہانے نبی کے پاس آتے، اس طرح ہدایت نہیں گمراہی پھیلتی، اس لئے اللہ تعالی نے رسول صرف مردوں میں بنائے۔

سوال: آپ نے کہا کہ اللہ تعالی نے وحی مردوں میں بھیجی عورتوں میں نہیں، حالانکہ قرآن مجید میں آتا ہے ''فَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ'' ہم نے موسی کی ماں کی طرف وحی کی۔

یہاں اللہ تعالی نے فرمایا ہم نے موسی کی ماں کی طرف وحی کی جبکہ وہ تو ایک عورت ہے۔

جواب: یہاں وحی سے وحی کا لغوی معنی مراد ہے، یعنی کسی چیز کو دل میں ڈالنا، جس کو القاء کہا جاتا ہے، تو آیتِ مذکورہ میں القاء مراد ہے، تو آیت کا ترجمہ اب اس طرح ہوگا کہ

ہم نے موسیٰ کی ماں کے دل میں اس بات کو ڈال دیا، جیسے دوسری جگہ شہد کی مکھی کی طرف وحی کی نسبت ہے،تو وہاں بھی القاء مراد ہے ''وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ''

وحی کا آغاز وانتہاء

وحی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، بنی اسرائیل کے سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے چلے جانے کے تقریباً ٥٧٠ سال بعد یعنی ٥٧١ عیسوی میں جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، پیدائش کے چالیس سال بعد یعنی ٦١١ عیسوی کو آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدائش کے چالیس سال بعد نبوت دی گئی، سب سے پہلی وحی میں آپ پر غار حرا میں سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں ''اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ''

فائدہ: اللہ تعالی کے نزدیک علم کا مقام سب سے زیادہ ہے، عرب کے معاشرے میں فحاشی، زنا، قتل، شراب سب گناہ عام تھے باوجود ان سب کے اللہ تعالی نے سب سے پہلی وحی علم کے بارے میں نازل فرمائی، معلوم ہوا کہ علم کا مقام سب سے اونچا ہے۔

اب وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا چالیس سال کی عمر سے لے کر تریسٹھ سال کی عمر تک یعنی تیئیس سال تک وحی کا سلسلہ رہا، اس کے بعد آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

تیئیس سال کے عرصے میں تدریجاً قرآن کریم نازل ہوا۔

تدریجاً قرآنِ مجید کے نزول کی حکمت

قرآن مجید کے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کی کئی حکمتیں اور اَسرار ہیں، مثلاً:

(۱) مشرکین کی ایذاء رسانیوں کے سامنے نبی علیہ السلام کی دلجوئی کرنا۔

(۲) تدریجاً نزولِ وحی کے ذریعے آپ کے دل کو قوی بنانا "لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ"

(۳) احکام سماویہ کی بتدریج (رفتہ رفتہ) مشروعیت۔

(۴) مسلمانوں کے لئے قرآن کے سمجھنے اور یاد کرنے کو آسان کرنا۔

(۵) حوادث اور واقعات کی مناسبت سے وحی نازل کرنا تاکہ اوقع فی النفس ہو۔

(۶) قرآن مجید میں ناسخ آیات بھی ہیں اور منسوخ بھی، مشرکین کے اعتراضات اور صحابہ کے سوالات کے جوابات بھی ہیں، اس لئے موقع محل کی مناسبت سے وحی کا نزول ہوتا رہا۔ ❶

کتابتِ وحی

جب قرآنِ مجید کا نزول ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتبینِ وحی کو بلاتے اور وہ احکامات لکھواتے۔

کاتبینِ وحی کی تعداد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کاتبانِ وحی میں معروف صحابہ درج ذیل تھے:

(۱) حضرت ابو بکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت معاویہ (۶) حضرت ابان بن سعید (۷) حضرت خالد بن ولید (۸) حضرت ابی بن کعب (۹) حضرت زید بن ثابت (۱۰) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

❶ الإتقان فی علوم القرآن: النوع السادس عشر، ص ١٥١

ان تمام صحابہ میں زیادہ کتابتِ وحی کے فرائض حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سرانجام دیتے تھے:

فها هو ذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اتخذ كتابا للوحى كلما نزل شيء من القرآن أمرهم بكتابته مبالغة فى تسجيله وتقييده. وزيادة فى التوثق والضبط والاحتياط فى كتاب الله تعالى حتى تظاهر الكتابة الحفظ ويعاضد النقش اللفظ. وكان هؤلاء الكتاب من خيرة الصحابة فيهم أبو بكر وعمر وعثمان وعلى ومعاوية وأبان بن سعيد وخالد ابن الوليد وأبى بن كعب وزيد بن ثابت وثابت بن قيس وغيرهم. ❶

نزولِ وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِي اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. ❷

میں نے سخت سردی کے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھا پھر جب وحی موقوف ہو جاتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا۔

جمع قرآن دورِ نبوت اور خلافتِ صدیق میں

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چمڑوں پر ہڈیوں پر وحی کو لکھا کرتے تھے گویا کہ جس کو جو چیز میسر ہوتی وحی کو اس پر لکھ دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کتابتِ وحی کا یہی طریقہ جاری تھا۔

---

❶ مناهل العرفان فى علوم القرآن: المبحث الثامن، ج ۱ ص ۲۴۶

❷ صحيح البخارى: باب بدء الوحى، رقم الحديث: ۲

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، انہوں نے اپنی خلافت میں بڑے اہم واقعات اور سخت مشکلات کا سامنا کیا، ان میں سے ایک جنگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوئی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا، دوسری اسود عنسی کے ساتھ، اس نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا، ایک جنگ منکرین زکوۃ کے ساتھ ہوئی، اور ایک جنگ مرتدین کے ساتھ ہوئی۔

ان میں جو جنگ مسلیمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان رونما ہوئی اس جنگ کو جنگِ یمامہ کہا جاتا ہے اور یمامہ کا معرکہ ایک خونریز معرکہ تھا، اس میں تقریبا سات سو قراء صحابہ شہید ہوگئے، اس معاملہ نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہت گراں گزرا، تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا مشورہ دیا، اس اندیشہ سے کہ کہیں حفاظ کی موت کی وجہ سے قرآن ضائع نہ ہوجائے، شروع شروع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تردد ہوا، پھر انہوں نے مصلحت کے واضح ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو لینا مناسب خیال کیا، اور اس عظیم کام کے لئے اللہ تعالی نے ان کے سینے کو کھول دیا، چنانچہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا، ان سے قرآن کو ایک مصحف میں جمع کرنے کا مطالبہ کیا، شروع شروع میں ان کو بھی تردد رہا، پھر اللہ تعالی نے ان کے سینے کو اس عظیم کام کے لئے کھول دیا، جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا۔ اس واقعہ کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ اليَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عِنْدَهُ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ القَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ اليَمَامَةِ بِقُرَّاءِ القُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ القَتْلُ بِالقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ القُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ

تَـأْمُرَ بِجَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَ نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَتَبَّعِ القُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، قَالَ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَتَتَبَّعْتُ القُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ العُسُبِ وَاللِّخَافِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ) حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ❶

حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ یمامہ کی خونریزی کے زمانہ میں حضرت ابوبکر نے مجھے بلایا، اس وقت حضرت عمر بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگِ یمامہ میں بہت سے قرآن پڑھنے والے شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے مقامات میں قاریوں کا قتل ہوگا تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا، اس لئے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا

❶صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحدیث: ۴۹۸۶

حکم دیں، حضرت ابوبکر کا بیان ہے کہ میں نے عمر سے کہا کہ تم کیونکر وہ کام کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم! یہ بہتر ہے اور عمر مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے بھی اس میں وہی مناسب خیال کیا جو عمر نے خیال کیا، حضرت زید کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر نے مجھ سے کہا کہ تم ایک جوان آدمی ہو ہم تم کو متہم بھی نہیں کر سکتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھتے تھے اس لئے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو، اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن کے جمع کرنے سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا زیادہ وزنی نہ ہوتا، میں نے کہا کہ آپ لوگ کس طرح وہ کام کریں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، حضرت ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم! یہ خیر ہے اور بار بار اصرار کر کے مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے سینے کھولے تھے، چنانچہ میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ سورت توبہ کی آخری آیت میں نے ابوخزیمہ انصاری کے پاس پائی، جو مجھے کسی کے پاس نہیں ملی اور وہ آیت یہ تھی ''لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' (التوبۃ: ۱۲۸) چنانچہ یہ صحیفہ حضرت ابوبکر کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا لیا پھر حضرت عمر کے پاس ان کی زندگی میں پھر حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس رہا۔

جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت زید بن ثابت کا لائحہ عمل

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے سلسلے میں انتہائی درست، مضبوط اور معقول منصوبہ تیار کیا، ایسا منصوبہ جس میں پختگی اور غایت درجہ احتیاط تھی، جو اس

قرآن کی شایانِ شان ہے، چنانچہ انہوں نے صرف دلوں میں محفوظ یا کتابوں میں لکھے ہوئے پر اعتماد نہیں کیا اور نہ ہی کانوں سے سنے ہوئے پر اعتماد کیا، بلکہ انہوں نے اپنے نفس کو اس بات کا بھی پابند بنا کر تحقیق شروع کی کہ وہ جمع قرآن میں صرف ان دو مرجع پر اعتماد کریں گے:

۱......اس پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا۔

۲......اس پر جو لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔

چنانچہ دونوں باتوں یعنی حفظ وکتابت کا ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھا، اس قرآن کے معاملے میں ان کے حرص واحتیاط کا یہ حال تھا کہ کسی لکھے ہوئے کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے تھے جب تک دو گواہ اس بات پر قائم نہ ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا ہے۔

اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے امام ابن ابی داود رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور فرمانے لگے کہ جس نے قرآن میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کو چاہئے کہ وہ پیش کرے، وہ لوگ اس وقت صحیفوں، تختیوں اور کھجور کے چھلکوں میں لکھا کرتے تھے، اور حضرت عمر کسی سے کوئی آیت اس وقت تک قبول نہیں فرماتے تھے جب تک کہ وہ اس پر دو گواہ قائم نہ کرے:

أَرَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يَجْمَعَ الْقُرْآنَ، فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: مَنْ كَانَ تَلَقَّى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِنَا بِهِ، وَكَانُوا كَتَبُوا ذٰلِكَ فِي الصُّحُفِ وَالْأَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ، وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا حَتَّى يَشْهَدَ شَهِيدَانِ. ❶

❶ المصاحف لابن أبی داود: ص ٦٢

مصحف ابوبکر کی خصوصیات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کریم جو ایک مصحف میں جمع کیا گیا وہ چند خصوصیات کی بنیاد پر ممتاز تھا، جن میں چند اہم درج ذیل ہیں:

(۱) مکمل تحقیق اور کامل اطمینان کے بعد لکھا گیا۔

(۲) مصحف میں صرف ان چیزوں کو ریکارڈ کیا گیا جن کا نسخ نہ ہونا ثابت ہو چکا تھا۔

(۳) اس میں جو قرآنی آیات لکھی گئیں وہ امت کے اجماع اور تواتر سے لکھی گئیں۔

(۴) اس مصحف میں ان سات قراءتوں کو جمع کیا گیا جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

یہ ہیں وہ خصوصیات جنہوں نے لوگوں کو ایسا بنایا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کو جمع فرما کر ضائع ہونے سے بچایا اور یہ بھی محض اللہ تعالی کی توفیق اور اس کی مدد سے تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں میں مصاحف کے سلسلے میں زیادہ اجر وثواب پانے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، وہ کتاب اللہ کو سب سے پہلے جمع کرنے والے ہیں:

أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الْمَصَاحِفِ أَبُو بَكْرٍ، فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ. (1)

حضرت عثمان کے دور میں جمع قرآن اور اس کا سبب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کو جمع کرنے کا جو سبب تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن کے سبب کے علاوہ تھا، اور وہ سبب یہ تھا کہ اسلامی فتوحات کا دائرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وسیع ہوا اور مسلمان مختلف

(1) المصاحف لابن أبي داود: ص ٤٩

شہروں میں پھیل گئے، اسلامی شہروں میں ہر اس صحابی کی قراءت مشہور ہوگئی جس میں وہ صحابی ان کو قرآن مجید سکھاتا تھا، تو اہلِ شام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت میں، اہلِ کوفہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں، بعض حضرات حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی قراءت میں قرآن مجید پڑھتے تھے، ان وجوہِ قراءت اور حروفِ اداء کے سلسلے میں ان میں اختلاف رونما ہوا، قریب تھا کہ ان کے درمیان جھگڑا اور مخالفت ہوجاتی اور اختلافِ قراءت کی وجہ سے بعض بعض کی تکفیر کرتے، یہ بات جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے تقریر فرمائی کہ تم میرے قریب میں اختلاف کرتے ہو تو جو لوگ مجھ سے دور شہروں میں ہیں وہ تو زیادہ اختلاف کرنے والے ہوں گے:

لَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ جَعَلَ الْمُعَلِّمُ يُعَلِّمُ قِرَاءَةَ الرَّجُلِ، وَالْمُعَلِّمُ يُعَلِّمُ قِرَاءَةَ الرَّجُلِ، فَجَعَلَ الْغِلْمَانُ يَلْتَقُونَ فَيَخْتَلِفُونَ حَتَّى ارْتَفَعَ ذٰلِكَ إِلَى الْمُعَلِّمِينَ قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: حَتَّى كَفَرَ بَعْضُهُمْ بِقِرَاءَةِ بَعْضٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ، فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: أَنْتُمْ عِنْدِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَتَلْحَنُونَ، فَمَنْ نَأَى عَنِّي مِنَ الْأَمْصَارِ أَشَدُّ فِيهِ اخْتِلَافًا. (1)

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح میں اہلِ شام اور اہلِ عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے، تو ان لوگوں کی قراءت میں اختلاف نے حضرت حذیفہ کو خوف زدہ کیا، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہود ونصاری کی طرح کتاب میں اختلاف سے پہلے امت کو سنبھالیئے، تو ان اسباب کی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت

(1) المصاحف لابن أبي داود: ص ۹۵

حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ صحیفہ ان کے پاس بھیج دیں تا کہ وہ ان کو دوسرے مصاحف پر لکھ کر اسے واپس کریں گے، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفہ ان کے پاس بھیج دیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو لکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے مصاحف میں ان کو لکھ دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کے تین آدمیوں کو کہا:

إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ. (1)

جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کا کسی آیت کے بارے میں اختلاف ہو تو اس کو لغتِ قریش میں لکھنا، اس لئے قرآن انہی کی لغت میں اترا۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا حتی کہ ان حضرات نے پانچ نسخے مصحف کے لکھ ڈالے، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے صحیفہ کو واپس کر دیا، ان پانچ نسخوں میں سے ایک اپنے پاس رکھا اور ایک عراق، ایک شام، ایک کوفہ اور ایک بصرہ میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ جو مصحف ہیں ان کو ختم کر دو۔

اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے، اس کا مطلب ہے جامع الناس علی القراءۃ الواحدۃ یعنی لوگوں کو ایک قراءت پر جمع کرنے والے۔

جمع قرآن فی عہد ابی بکر اور فی عہد عثمان میں فرق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن آیتوں کی ترتیب سے مصحف میں لکھنے اور جمع کرنے سے عبارت تھا، جس کو پتھروں، کھجور کے چھلکوں اور اوراق میں جمع

(1) صحیح البخاری: كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحديث: ۴۹۸۷

کیا گیا تھا اور اس جمع کا سبب حفاظ کی شہادت تھی جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن مختلف نسخوں کو منسوخ کرنے سے عبارت تھی، جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا گیا تھا، تاکہ اسلامی حکومت کے مختلف اطراف میں بھیجے جاسکیں اور اس کا سبب قراء کرام کا قرآن کی قراءت میں اختلاف تھا۔ ❶

سوالات جوابات

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید کو ایک مصحف میں کیوں جمع نہیں کیا گیا؟

اس سوال کے مختلف جوابات ہیں۔

۱......قرآن مجید ایک ہی مرتبہ میں نازل نہیں ہوا، وہ تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا ہے، تو نزول کے مکمل ہونے سے پہلے اس کو جمع کرنا ممکن ہی نہ تھا۔

۲......بعض آیتیں عہد نبوی میں منسوخ ہوتی تھیں تو جب قرآن مجید کو منسوخ کا سامنا تھا تو اس کو ایک مصحف میں جمع کرنا کیونکر ممکن ہوسکتا تھا۔

۳......سورتوں اور آیتوں کی موجودہ ترتیب نزول کے موافق نہیں تھی، کیونکہ بعض آیتیں آخر میں نازل ہوئیں، حالانکہ وہ ترتیب کے لحاظ سے سورتوں کے شروع میں ہیں اور یہ بات لکھے ہوئے کی تبدیلی کے متقاضی نہیں ہے۔

۴......آخری نازل ہونے والی آیت ''وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللهِ'' (البقرہ: ۲۸۱) ہے اس کے نزول کے تقریباً نو دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے، نزولِ قرآن کی تکمیل کے بعد آپ کو وقت نہیں ملا اور نزول سے پہلے جمع کرنا ممکن نہ تھا۔

---

❶ مناهل العرفان فی علوم القرآن: ص ۲۶۲

۵......اس وقت ایک مصحف میں جمع کرنے کا کوئی ایسا سبب بھی موجود نہیں تھا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پایا گیا کیونکہ اس وقت مسلمان پُر امن تھے، قراء بھی زیادہ تھے کوئی فتنہ نہیں تھا، جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صرف جنگ یمامہ میں سات سو حفاظ صحابہ کو شہید کیا گیا حتی کہ قرآن مجید کے ضائع ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کیا۔

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا ضرور فرمایا جب بھی کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ فرماتے اس آیت کو فلاں سورت میں رکھو، فلاں آیت سے پہلے یا بعد میں رکھو، اتنا تو آپ نے ضرور فرمایا لیکن با قاعدہ ایک مکمل مصحف کی شکل میں پیش کرنا بظاہر ناممکن تھا ان وجوہ کی بناء پر جو ہم نے ذکر کیں۔

سوال: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان سے جب کسی نے سوال کیا کہ قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ''يَـآ أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ '' ان سے عرض کیا گیا نہیں بلکہ ''اِقْرَأ '' پہلے نازل ہوا ہے، تو فرمایا میں تمہیں وہ حدیث بتاتا ہوں جو نبی علیہ السلام نے ہمیں بتائی ہے، اب سوال یہ ہے کہ آیا ''اِقْرَأ '' کا نزول پہلے ہے یا ''يَآ أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ '' کا؟ ❶

جواب: سب سے پہلی وحی جو پانچ آیتوں کی شکل میں نازل ہوئی وہ سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات ہیں اور مکمل سورت کے اعتبار سے سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت سورہ مدثر ہے، اب کوئی اشکال نہیں رہا۔

سوال: ایک روایت میں آتا ہے کہ ''اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ '' والی آیت سب

❶ صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب قوله: وربک فکبر، رقم الحدیث: ۴۹۲۴

سے آخر میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں ''وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ إِلَی اللّٰهِ'' سب سے آخر میں نازل ہوئی تو اب سوال یہ ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت کون سی ہے؟

جواب: احکامات کے اعتبار سے ''اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' والی آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی، اس کے بعد حلال وحرام کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، اس کے بعد تقریباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی دن زندہ رہے پھر جوارِ رحمت کی طرف منتقل ہوئے، باقی اس آیت کے بعد وعظ ونصیحت کی آیتیں نازل ہوتی رہیں، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نو دن پہلے سورہ بقرہ کی یہ ''وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ إِلَی اللّٰهِ'' نازل ہوئی، اس کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، اور وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ❶

سوال: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن میں تردد کیوں ہوا حالانکہ یہ اچھی بات تھی اور ایسا معاملہ تھا جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ قرآن کے یاد کرنے اور حفظ کرنے میں کوتاہی نہ کریں کہ وہ صرف قرآن کے مصاحف میں موجود ہونے کو کافی سمجھیں، یوں وہ حفظ کرنے میں سستی کا مظاہرہ کریں گے اور جن مصاحف سے تلاوت ممکن ہوا ایسے مصاحف میں قرآن کے جمع ہونے پر اعتماد کی وجہ سے اس کے حفظ کی طرف رغبت کم ہو جائے گی، جبکہ مصاحف نہ ہونے کی صورت میں ہر شخص قرآن کو زبانی یاد کرنے کی مکمل کوشش کرے گا۔

دوسری بات یہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت کی حدود میں مکمل طور پر

❶ الإتقان فی علوم القرآن: النوع الثامن، ج ۱ ص ۱۰۲

رکنے والے شخص تھے اور آثارِ رسول کی مکمل پیروی کرنے والے تھے، انہیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہیں وہ ایسی نئی چیز نہ نکالیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے ہوں، اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ میں کیوں ایسا کام کروں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

نیز انہیں یہ اندیشہ بھی تھا کہ کہیں یہ فعل ان کو مخالفت اور ابتداع کی طرف نہ لے جائے، لیکن جب انہوں نے معاملہ کو اہم سمجھا اور اس نظریہ کو فی نفسہ قرآن مجید کی حفاظت اور اس کو تحریف وضیاع سے بچانے کا وسیلہ سمجھا اور یہ شرح صدر ہو گیا کہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں جو دین سے خارج ہو اور نو ایجاد بدعت ہو تب انہوں نے قرآن کے جمع کرنے کا عزم کیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اعتماد میں لینے کی کوشش کرتے رہے حتی کہ ان کو بھی شرح صدر ہو گیا اور وہ اس عظیم کام کی ذمہ داری کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

سوال: اس نہایت مہتم بالشان کام کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام میں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب کس وجہ سے کیا؟

جواب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں ایسی خداداد عظیم صلاحیتیں موجود تھیں جو ان کو قرآن مجید کے جمع کرنے کا اہل بناتی تھیں، اول تو قرآن کے حفاظ میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی میں سے تھے، سب سے زیادہ کتابتِ وحی کی خدمت انہوں نے سرانجام دی، حضور کی وفات تک اس کام میں سب سے پیش پیش یہی تھے۔ انتہائی متقی، امانتدار، خوش اخلاق اور دین پر قائم رہنے والے صحابی تھے، ذہانت اور کمال میں بھی معروف تھے، بخاری کی روایت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کلام بھی اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جب انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا، تو فرمایا:

إِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَ نَتَّهِمُکَ، وَقَدْ کُنتَ تَکْتُبُ الوَحْیَ لِرَسُولِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ.

بے شک آپ جوان اور سمجھ دار آدمی ہیں، ہم آپ کو متہم نہیں کر سکتے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔

ان قابل تعریف خصوصیتوں کی بناء پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو جمع قرآن کے لئے منتخب کیا۔

ان کی غایت درجہ پرہیزگاری پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

فَوَاللّٰہِ لَوۡ کَلَّفُونِی نَقۡلَ جَبَلٍ مِنَ الۡجِبَالِ مَا کَانَ أَثۡقَلَ عَلَیَّ مِمَّا أَمَرَنِی بِہِ مِنۡ جَمۡعِ الۡقُرۡآنِ. ❶

اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ میرے لئے اتنا بوجھل نہیں تھا جتنا بوجھل یہ کام ہے جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

سوال: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سورہ توبہ کی آخری آیت کو حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کسی اور کے پاس مجھے نہیں ملی، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کیا مقصد ہے؟

جواب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو لکھا ہوا کسی اور صحابی کے پاس نہیں پایا تھا سوائے حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ آیت محفوظ نہیں تھی، اس لئے کہ خود حضرت زید رضی اللہ عنہ کو یہ آیت حفظ تھی بلکہ بہت سارے صحابہ کرام کو یہ آیت یاد تھی، لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ حفظ اور کتابت دونوں کو جمع کرنا چاہتے تھے، انہوں نے یہ محض اعتماد میں زیادتی اور احتیاط میں مبالغہ کی غرض سے کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی قرآن کریم کی متفرق آیتیں لے کر آرہے تھے، ان میں سے یہ آیات سوائے حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے کسی کے

---

❶ صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحدیث: ۴۹۸۶

پاس نہیں ملیں، ورنہ جہاں تک ان آیات کا جزو قرآن ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات تواتر کے ساتھ سب کو معلوم ہے، اول تو سینکڑوں صحابہ حفاظ تھے، نیز صحابہ نے اپنے طور پر جو مجموعے تیار کئے تھے ان میں بھی یہ آیتیں موجود تھیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ مزید احتیاط کے لئے تھا۔ نیز حضرت خزیمہ وہ صحابی ہیں جنہیں لسانِ نبوت سے یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے کہ ان کی گواہی دو کے قائم مقام ہے۔ ❶

منکرینِ قرآن

اللہ تعالی نے ہمیں محفوظ قرآن عطا کیا باوجود اس کے کہ کچھ حضرات نے قرآن کا انکار کیا، قرآن کو نہیں مانتے، ایک رافضی مصنف حسین بن محمد نوری طبرسی (متوفی ۱۳۲۰ھ) نے قرآن کریم میں معاذ اللہ تحریف کے اثبات پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''فصل الخطاب فی إثبات تحریف کتاب رب الأرباب'' ہے، اس کے صفحہ نمبر ۳۲ پر لکھا ہے:

ویروی عن کثیر من قدماء الروافض أن هذا القرآن الذی عندنا لیس هو الذی أنزل اللّٰه علی محمد صلی اللّٰه علیه وسلم بل هو غیّر وبدّل وزید فیه ونقص عنه.

ہمارے بعض قدیم روافض حضرات سے منقول ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے پاس ہے یہ وہ قرآن نہیں ہے جو اللہ تعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے، بلکہ اس میں تبدیلی اور ردو بدل کیا گیا ہے، اس میں کمی وزیادتی کی گئی ہے، لہذا یہ وہ کتاب نہیں جو اللہ تعالی نے حضور پر نازل کی ہے۔

محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸ھ) نے اپنی کتاب ''أصول الکافی'' کی جلد

❶ مناهل العرفان فی علوم القرآن: الشبهة الخامسة، ج ۱ ص ۲۸۴

نمبر۲ صفحہ ۶۳۳ پر لکھتا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن کریم کو لکھا پھر اس کو صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی، اس کو میں نے دو گتوں کے درمیان میں لکھا ہے اس کو لے لو، تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ موجود ہے تمہارے قرآن کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا آج میں نے تم پر قرآن مجید پیش کیا لیکن تم اس کے لینے سے انکار کر رہے ہو، خیر آج کے بعد تم اس قرآن کو نہیں دیکھو گے، البتہ جب میری اولاد میں سے مہدی آئے گا تو تم یہ کتاب دیکھو گے، جب تک مہدی نہیں آئے گا تو تم اصل کتاب مکمل نہیں دیکھ سکو گے۔

بقول روافض جس سال امام بخاری کا انتقال ہوا یعنی ۲۵۶ھ کو اسی سال امام مہدی کی پیدائش ہوئی، تین سال کے بعد یعنی ۲۵۹ھ میں چار سال کی عمر میں امام مہدی اپنے والد حسن عسکری سے اصل قرآن لے کر غار میں چلا گیا اور وہ اصل قرآن اسی کے پاس ہے، جب وہ آئے گا تو اصل قرآن اپنے ساتھ لائے گا۔

روافض کے عقیدہ کے مطابق ہمارے پاس جو قرآن ہے وہ مکمل قرآن نہیں ہے، اصل قرآن نہیں ہے بلکہ یہ صحابہ کا دیا ہوا قرآن ہے اور چونکہ روافض کے یہاں صحابہ کرام قابلِ اعتماد نہیں ہیں تو ان کا دیا ہوا قرآن بھی قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

ان کی مشہور تفسیر ''تفسیر الصافی'' ان کے درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہے، جیسے ہمارے ہاں تفسیر جلالین ہے، اس میں ہے:

أقول: المستفاد من جميع هذه الأخبار وغيرها من الروايات من طريق أهل البيت عليهم السلام إن القرآن الذى بين أظهرنا ليس بتمامه

كما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم بل منه ما هو خلاف ما أنزل الله ومنه ما هو مغير محرف وإنه قد حذف عنه أشياء كثيرة منها اسم علي عليه السلام في كثير من المواضع ومنها غير ذلك وأنه ليس أيضا على الترتيب المرضى عند الله وعند رسوله صلى الله عليه وسلم. ❶

یعنی ہمارے ائمہ کرام سے جو مروی ہے اس سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے پاس یہ جو قرآن موجود ہے یہ مکمل نہیں، جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، بلکہ اس میں سے بہت سی چیزیں نکال دی گئی ہیں یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کو بھی اس سے نکالا گیا ہے اور ہمارے دیگر ائمہ کے نام بھی اس سے نکالے گئے ہیں۔

فائدہ: اس موضوع پر تفصیل کے لئے امام اہل سنت والجماعت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ''ارشاد الشیعہ'' کے بابِ اول کا مطالعہ کریں۔

مقام حدیث

''**لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ**'' سورہ قیامہ آیت نمبر سولہ تا بیس۔ حضور پر جب قرآن نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کے ساتھ پڑھتے تھے، تاکہ کلمات محفوظ ہوں، اور پڑھانے کا انداز محفوظ ہو، یہ دو مقاصد تھے، ''**إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ**'' اس کے کلمات کو محفوظ کرنا اور پڑھنے کے انداز کو محفوظ کرنا ''**فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ**'' اب دیکھئے یہ موقع تعلیم ہے جبرائیل امین سے حضور نے حاصل کرنا ہے، جب تعلیم کا موقع پر پڑھنا نہیں ہے اور خاموش رہنا اور زبان کو حرکت بھی نہیں دینا ہے، جب بوقت تعلیم پڑھنے کی اجازت نہیں ہے حالانکہ مقصود پڑھانا ہے، تو پھر نماز میں کیسے گنجائش ہوگی حالانکہ وہاں پر مقصود سنانا ہے پڑھانا نہیں ہے۔ اس وقت حضور کے سامنے

❶ تفسير الصافي: ص ۴۹

پڑھنے والے جبرائیل ہیں تو جبرائیل کے پڑھنے کو اللہ اپنا پڑھنا بتا رہے ہیں، اب جبرائیل مخلوق ہے:

۱......جنس ایک نہیں ہے۔۲...... کیفیت ایک نہیں۔۳...... بلا ذرائع۔۴......مخلوق ہے۔ ۵......حالت ایک نہیں ہے۔ ۶...... حیثیت ایک نہیں ہے، اس کے باوجود اللہ فرمارہے ہیں جبرائیل کا پڑھنا ہمارا پڑھنا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جبرائیل اللہ کے نمائندے ہیں، اسی طرح امام نماز میں قراءت کررہا ہے وہ فاتحہ اور سورت پڑھے گا اب امام ہمارا نمائندہ ہے، امام اور مقتدی دونوں کی جنس ایک ہے، دونوں مخلوق ہیں، دونوں انسان ہیں، حالت ایک ہے، دونوں قیام کی حالت میں ہیں، دونوں کا ذریعہ ایک ہے، امام زبان سے قرآن پڑھ رہا ہے، مقتدی بھی زبان رکھتا ہے، نیز امام افضل ہوتا ہے حالانکہ جبرائیل اللہ سے افضل نہیں ہے، پھر بھی خاموشی کا حکم ہے تو یہاں بطریقِ اولی حکم ہے، جنس، حالت، ذریعہ اور نمائندہ افضل ہے، لہذا نمائندہ کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہوگا، جیسے جبرائیل کا پڑھنا اللہ کا پڑھنا ہے۔ نیز آپ کو خاموش رہنے کا حکم دیا حدیث میں ہے ''إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا ''اب حضور کی حدیث قرآن کی تفسیر ہے، معلوم ہوا کہ نماز میں پیروی خاموش رہنا ہے، اب اس میں اتباع کا حکم ہے، تسبیحات کے پڑھنے میں خود پڑھے گا جیسے حدیث میں آیا، لیکن قرآن پڑھتے وقت خاموشی کا حکم دیا۔

تین چیزوں کی حفاظت

اللہ نے ان آیات میں تین ذمہ داری لی ہیں:

۱......الفاظ کا محفوظ۔۲...... پڑھنے کی کیفیت۔۳......وضاحت اور تفسیر۔

کلمات کی حفاظت: اب کلمات کی منتقلی کا ذریعہ حضور ہیں، اور پڑھنے کے انداز اور طریقہ بھی ہمیں حضور نے دیا ہے، جب دو باتیں حضور کے ذریعہ ہیں تو تفصیل اور تشریح بھی

جو حضور بتلائے وہی معتبر ہوگی، اب اللہ نے وعدہ کیا ہم اس کی تشریح کریں گے، اب اللہ کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا ہے، وعدہ کے پورے نہ ہونے کے دو سبب ہیں:

(۱) میری نیت میں خرابی، میں نے وعدہ کیا کل آؤں گا لیکن میرا ارادہ ختم ہوگیا، یہ داخلی سبب ہے۔

(۲) خارجی سبب: میں گھر سے نکلا لیکن راستے بند تھے، یا کسی نے چھوڑا نہیں مشکلات آگئیں، اب یہ دونوں چیزیں اللہ میں نہیں ہیں، اللہ مجبور بھی نہیں اور عاجز بھی نہیں، وہ قادر ہے، اس نے وعدہ پورا کیا وہ وعدہ خلافی بھی نہیں کرتا ہے، نیز ''ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ'' وضاحت متن کے علاوہ ہوتی ہے، وضاحت کہتے ہیں متن کے علاوہ اضافی کلمات کو، معلوم ہوا یہ اضافی کلمات اللہ کی طرف سے ہیں۔

(۳) ان کو حجت مان کر اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اب الفاظ کا وہ مجموعہ جس میں وضاحت ہے اسی کو حدیث کہتے ہیں۔

حضور کی چار ذمہ داریاں

قرآن نے حضور کی چار ذمہ داریاں بیان کی ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

۱......تلاوت: کسی اور کتاب کے پڑھنے کو تلاوت نہیں کہتے ہیں، اس میں وہی کلمات ہم پڑھیں گے جو نازل ہوئے ہیں، نیز اس کیفیت اور انداز سے پڑھیں گے جیسے حضور نے بتلایا ہے، معلوم ہوا کہ بلا سمجھے پڑھنا بھی ثواب ہے۔ حضور کی چار ذمہ داریاں ہیں:

۱......کلمات کا پڑھ کر سنانا۔

۲......تعلیم کتاب: قرآن سمجھانا، مفہوم بیان کرنا۔

۳......تعلیم حکمت: قرآن کا فہم سمجھانا کہ قرآن کو کس طرح سمجھا جائے گا۔

۴......قرآن پر عمل کا طریقہ یعنی تزکیہ۔

چار ذمہ داریوں سے چار باتیں وجود میں آئیں:

۱......قرآن کے کلمات اور ادائیگی۔ ۲......وضاحت۔

۳......قرآن کا فہم۔ ۴......قرآن پر عمل کا طریقہ۔

قرآن مجید کے کلمات اور ادائیگی کو قرآن کہتے ہیں، اس کی وضاحت کو حدیث کہتے ہیں، قرآن کے فہم کو فقہ کہتے ہیں اور اس پر عمل کے طریقہ کو سنت کہتے ہیں۔

"إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ" یہاں "إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الۡقُرۡآنَ" نہیں فرمایا، یہاں قرآن کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ ذکر کا لفظ فرمایا اور ذکر نصیحت کو کہتے ہیں، اگر نصیحت کے الفاظ محفوظ نہ ہوں اس کی وضاحت اور اس کا فہم اور اس نصیحت پر عمل کا طریقہ محفوظ نہ ہو تو نصیحت محفوظ نہیں ہوگی، نصیحت اس وقت محفوظ ہوگی جب چاروں چیزیں محفوظ ہوں:

۱......کلمات محفوظ، یعنی قرآن محفوظ۔

۲......تفسیر اور وضاحت محفوظ یعنی حدیث محفوظ۔

۳......فہم محفوظ یعنی فقہ محفوظ۔

۴......نمونہ محفوظ یعنی سنت محفوظ۔

تو قیامت تک یہ چاروں چیزیں محفوظ ہوں گی۔

حدیث کی ضرورت

(۱)......"يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ" وحی پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وحی متلو اور غیر متلو دونوں

پر ایمان ہو۔

(۲) غیر قرآنی وحی معلوم کرنے کا ذریعہ احادیث ہیں: قرآن میں خنزیر کے گوشت کو حرام کہا لیکن گدھے، کتے، بندر کا گوشت حرام ہے یا حلال اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، قرآن میں اشارتاً دنیا پرستوں کی مثال کتے کے ساتھ دی ''کَمَثَلِ الْکَلْبِ ''اور ذلت کو بیان کیا، اب جو چیز ذلیل ہو وہ طیبات میں سے نہیں ہو سکتی، اور جو طیبات میں سے نہ ہو وہ حلال نہیں ہے۔ اسی طرح ''کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْنَ '' اللہ نے ان کو بندر بنایا، معلوم ہوا کہ طیبات میں سے نہیں ہے، لہذا حلال بھی نہیں ہے، ان باریک باتوں کو سمجھنا فقیہ کا کام ہے۔ قرآن میں انسان کے پیشاب اور پاخانے کے حرام ہونے کا ذکر نہیں ہے، چرند پرند وغیرہ تمام چیزوں کی حرمت قرآن میں نہیں ہے، قرآن میں ''وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ '' اس آیت سے بریلویوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ نبی بھی حلال اور حرام کرسکتا ہے، پھر رافضیوں نے کہا ہمارے ائمہ بھی حلال اور حرام کر سکتے ہیں، دوسری طرف منکرین حدیث نے کہا یہ حضور نے بیان کیا ہمیں حدیث کی ضرورت نہیں ہے، اب آیت کا صحیح ترجمہ حضور طیبات کو حلال کہتے ہیں اور خبائث کو حرام بیان کرتے ہیں، حضور حلال اور حرام کو بیان کرتے ہیں، اب جو حلال کو حلال نہیں سمجھتا وہ درحقیقت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے، کیونکہ حضور نے اللہ کے بتلانے پر بیان کیا۔

(۳) قرآنی وحی کی وضاحت کا ذریعہ احادیث ہیں: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے سفید اور کالا دھاگہ رکھا، اب وحی کے ذریعے اس کا علم ہو یہاں دھاگہ سے مراد صبح صادق ہے، اب اس قرآنی وحی کی وضاحت حضور نے کی اس لئے حدیث کی ضرورت ہے۔

(۴) قرآنی اجمال کی تفسیر احادیث ہیں: ''إِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا '' قرآن میں نماز کے اوقات کا تعین نہیں ہے، قرآن سے معلوم ہوا کہ نماز

کے لئے اوقات مقرر ہیں لیکن اوقات کی تعیین قرآن میں نہیں حدیث میں ہے، اب نماز کی رکعتیں، نماز کی مکمل ترکیب، زکوۃ کی مقدار، نصاب کی مقدار، زکوۃ کی شرع، طواف کا طریقہ، سعی کا طریقہ، عرفات میں قیام کا طریقہ، مزدلفہ میں ٹھہرنا یہ سب حدیث سے معلوم ہوا۔

(۵) اللہ تعالی کے احکامات پر صحیح عمل کا معتبر اور مستند نمونہ حضور کا اسوہ حسنہ ہے، نبی وہ ہونا چاہئے جس کے تقاضے ہمارے مطابق ہوں، اب فرشتوں کو تقاضے، ضروریات اور حاجات نہیں ہیں، اس لئے شریعت کے احکامات کا وقوع حضور سے ہوا، ان کا ذکر احادیث میں ہے۔

(۶) نفسانی اور عقلی گمراہی سے بچنے کا ذریعہ: کیونکہ جو ذہن میں آرہا ہے اگر وہی مراد لیں تو گمراہی ہوگی اس لئے حدیث کی ضرورت ہے۔

(۷) حضور کی اتباع اور اطاعت قرآنی حکم پر عمل کا ذریعہ ہے، اب اگر حضور کی اتباع نہ ہو تو قرآن کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔

(۸) نبی کے احوال وصفات کا معلوم ہونا تاکہ حضور کی صفات معلوم ہوں اور اس پر عمل ہوسکے۔

حجیتِ حدیث عقلی طور پر

(۱) قرآن کریم کی خبر کے مطابق پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب غیر کتابی وحی کی تکذیب ہے، اور اس امت کے لئے غیر کتابی وحی حدیث ہے، لہذا ہلاکت سے بچنا ضروری ہے۔

(۲) آپ کی عصمت کا تقاضا: آپ غلطی سے پاک ہیں، ہمارا عقیدہ ہے حضور گناہ سے معصوم ہیں، لہذا آپ کی بات غلط اور گناہ کی نہیں ہوسکتی، لہذا آپ کی بات جب گناہ کی نہیں اور صحیح ہے تو اطاعت بھی ضروری ہوگی۔

(۳) رسالت پر ایمان کا تقاضا: مرسِل نے بھیجا ہے تو مرسَل کی اطاعت ضروری ہوگی، مثال: اگر ایک شخص امریکہ کا سفیر ہو تو اس کی بات بادشاہ کی بات ہوگی، اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ بادشاہ نے ہمیں نہیں کہا، جب سفیر نے کہا تو حقیقت میں بادشاہ نے ہی کہا ہے، یہ سفیر پھر بھی اپنی طرف سے کچھ ملا سکتا ہے جبکہ نبی اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں ملاتا ہے۔

(۴) اللہ کی اطاعت کا ذریعہ۔

(۵) تعلیم و تبیین کی ذمہ داری کا تقاضا: قرآنی تعلیمات کی تبیین حضور کے ذریعے ہے، لہذا ایمان لانا بھی ضروری ہوگا۔

(۶) وحی کی وضاحت کا معتبر ذریعہ: وحی کی وضاحت کی چار صورتیں ہیں:

۱......نفسانی رجحان۔

۲......لغات، اس میں دو قباحتیں (انسانی کوشش اور لغوی و اصطلاحی مفاہیم میں فرق)

۳......عقل، انفرادی عقل کی صورت میں غلطی یقینی اور انتشار و فساد کی کیفیت ہوگی، اجتماعی عقل کی صورت میں غلطی کا امکان موجود ہے، اب عقل کا معیار کیا ہوگا اور یہ فیصلہ کون کرے گا؟ عقل بذاتِ خود رہنمائی کی محتاج ہے۔

۴......وحی، وحی کی وضاحت کا چوتھا ذریعہ وحی ہے، غلطی کے امکان سے پاک ہونا یقینی ہے، وحی نفسانی رجحان سے پاک ہے، نفسانی رجحان کا مطلب یہ ہے کہ ہر نفس اپنے نفس کی خواہش کے مطابق عمل کرے گا تو شریعت پر عمل نہیں ہو سکے گا۔ دوسری بات لغت، لغت بھی انسانوں کی لکھی ہوئی ہے، اس میں بھی غلطیوں کا امکان موجود ہے، اب من حرف بمعنی کنارہ ہے، اب یہ مطلب نہیں من حرف کو کنارہ پر لگاؤ۔ اسی طرح وزیر کا معنی اصطلاحی الگ اور لغت میں بوجھ اٹھانے والے کو کہتے ہیں، اب کوئی وزیر سے کہے میرا بوجھ تم اٹھاؤ۔ حاجی کا لغوی معنی ارادہ، اب میں گھر کی طرف جانے کا ارادہ کروں تو مجھے کوئی حاجی نہیں

کہے گا، اس طرح صرف لغت سے کوئی قرآن نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ''وَامْسَحُوا'' مسح کا لغوی معنی جھاڑنا ہے، اب کوئی کہے میں صرف سر سے مٹی جھاڑتا ہوں تو وضو نہیں ہوگا، اصطلاحی معنی تر ہاتھ پھیرنا ہے۔ اسی طرح یہ امریکہ کا رسول ہے، اب مراد قاصد ہونا ہے، اسی طرح یہ پاکستان کا صدر ہے، اب یہ مراد نہیں اس کا سینہ کیسا ہے، صدر کا لغوی معنی سینہ ہے۔ تیسرا ذریعہ عقل ہے، اب ہر آدمی کی عقل دوسرے سے نہیں ملتی ہے، تو ایک لفظ کے کئی معنی ہو جائیں گے، اگر اجتماعی مراد ہو تو کیسے پتہ چلے گا کہ فلاں کی عقل کامل ہے، فلاں کی ناقص ہے، ہر آدمی اپنے عقل کو کامل سمجھتا ہے، اب فلاں کی عقل کامل ہے، اس کے لئے معیار کیا ہوگا، دولت یا عہدہ یا مملکت؟ نیز عقل خود دوسرے کی محتاج ہے، اب اگر یہ سلسلہ چلتا ہے تو تسلسل ہوگا اور لوٹ آئے تو دَور ہوگا اور یہ دونوں باطل ہیں۔ سب سے پہلے عقل کو ذریعہ شیطان نے بنایا تھا تو گمراہ ہوگیا، عقل کو اس وقت مانیں گے جب وہ شریعت کی تابع ہو، اب چوتھا ذریعہ وحی ہے، جب اللہ نے قرآن حضور پر نازل کیا تو قرآن کی فہم بھی حضور سے سمجھیں گے، جس طرح قانون کی تشریح وکیل سے، ڈاکٹری اصطلاحات کی تشریح ڈاکٹر سے سمجھتے ہیں، فنی اصطلاحات فن کے ماہر سے، اس طرح قرآن کی تشریحات حضور سے سمجھیں گے۔

حفاظتِ حدیث

(۱) ختم نبوت کا تقاضا: قرآن کی وضاحت کا ذریعہ قیامت تک ضروری ہے، اب حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، تو وضاحت کا محفوظ ہونا اور نبی کی تعلیمات کا محفوظ ہونا ضروری ہے، تاکہ قیامت تک کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہو۔

(۲) حفاظت کا ذمہ دار اللہ تعالی ہے، اب قرآن میں ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ'' یہاں ''الذکر'' کا لفظ لائے، اس میں چار چیزیں شامل ہیں:

۱...... نصیحت کے الفاظ ۲...... نصیحت کی وضاحت

۳...... نصیحت کا مفہوم ۴...... نصیحت پر عمل کا طریقہ محفوظ ہو

نصیحت کے الفاظ قرآن ہیں، نصیحت کی وضاحت حدیث ہے، نصیحت کا مفہوم اور مقصود فقہ ہے، نصیحت پر عمل سنت ہے، اب قرآن، حدیث، فقہ اور سنت ان چاروں چیزوں کی حفاظت اللہ نے لی ہے، لہذا یہ قیامت تک محفوظ ہوں گی۔

(۳) ماہرین حدیث کی تحقیق: ماہرین حدیث کی تحقیق بتلاتی ہے کہ حدیث محفوظ ہے۔

(۴) تواتر پر پورا اترنا۔

اشکال: حدیث صحابہ کے لئے تھی ہمارے لئے نہیں ہے؟

جواب: (۱) اگر آپ صرف صحابہ کے نبی ہوتے تو پھر حدیث بھی صرف ان کے لئے ہوتی، جب حضور قیامت تک کے لئے نبی ہیں تو حدیث بھی قیامت تک ہوگی، ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رسول ہیں، ''وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ'' جب قرآن ہمیں پہنچا تو حضور ہمیں ڈرانے والے ہیں، اور وہ کلمات حدیث ہیں۔

(۲) صحابہ اہلِ زبان تھے، جب اہلِ زبان وضاحت کے محتاج ہیں تو بعد والے زیادہ محتاج ہوں گے، حالانکہ صحابہ کی موجودگی میں قرآن اترا تھا۔

(۳) قرآن میں حضور کی ذمہ داری ''وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ'' آپ صحابہ کو قرآن پڑھائیں، تعلیم کہتے ہیں سبقاً سبقاً کسی کو پڑھانا، جب صحابہ تعلیم کے محتاج ہیں تو ہم بطریق اولی محتاج ہیں۔

اشکال: حضور نے منع فرمایا کہ قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ نہ لکھا کرو، جب حدیث نہیں لکھی گئی تو محفوظ کیسے ہوئی؟

جواب: (۱) حضور نے فرمایا مجھ سے حدیث نہ لکھو، یہ الفاظ خود حدیث ہیں اور منکرین حدیث کے ہاں حدیث حجت نہیں ہے، تو یہ ممانعت کے الفاظ بھی حدیث ہیں، قرآن تو نہیں ہے اور منکرین کے ہاں حدیث حجت نہیں ہے تو یہ الفاظ بھی حجت نہیں ہیں۔

(۲) میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں حضور کی ہر بات لکھتا تھا، صحابہ نے مجھے منع کیا تو انہوں نے حضور سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس زبان سے حق کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی ہے۔ ❶

(۳) کئی صحابہ حدیث لکھتے تھے، لکھنے والوں میں حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت عمرو بن عاص، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم، یہ پہلی صدی ہجری کے لوگ ہیں، دوسری صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ۹۹ھ میں امیر المؤمنین بنے، انہوں نے ہر شہر کے علماء کو متوجہ کیا کہ ذخیرہ حدیث کو محفوظ کریں تو امام زہری اور امام ابوبکر بن حزم رحمہما اللہ نے جمع کیا، پھر امام صاحب نے ابواب کی ترتیب سے حدیثیں جمع کیں پھر ائمہ محدثین نے۔

سوال: حدیث کی کتابیں تیسری صدی میں لکھی گئیں اور ان کے لکھنے والے عجمی تھے۔

جواب: (۱) صحاحِ ستہ کے محدثین نے احادیث کا انتخاب کر کے اُن احادیث کو جمع کیا ہے، احادیث تو پہلے سے موجود تھیں، ہر محدث نے اپنے ذوق کے مطابق احادیث کا انتخاب کیا، باقی محدثین جو عجمی ہیں اللہ کی مرضی جس سے کام لے، خود غلام احمد پرویز جو چودہ سو سال بعد آیا وہ بھی تو عجمی ہے، حالانکہ محدثین تو دو سو سال کے بعد آئے ہیں۔

سوال: قرآن آسان ہے اس کے لئے وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب: یہ اشکال خلافِ فطرت ہے، کوئی کام بغیر رہنمائی کے نہیں ہوتا، جب قرآن کا

❶ سنن أبی داود: کتاب العلم، باب کتابة العلم، رقم الحدیث: ۳۶۴۶

سمجھنا آسان ہے پھر تم درسِ قرآن کیوں دیتے ہو؟ کتابیں کیوں لکھتے ہو؟ انہوں نے مفہوم قرآن، مطالبِ قرآن، لغات قرآن، معارف القرآن یہ سب انکار حدیث والوں نے لکھیں ہیں، پھر تم قرآن کا کیوں درس دیتے ہو، جب آسان ہے پھر تم کتابیں فہم قرآن پر کیوں لکھتے ہو۔

کیا قرآن وحدیث میں تعارض ہے؟

سوال: حدیث میں قرآن سے ٹکراؤ یا حدیث کا حدیث سے ٹکراؤ پایا جاتا ہے۔

(۱) خود قرآن میں قرآن سے ٹکراؤ بظاہر موجود ہے، تو پھر قرآن کا بھی انکار کرلو، ''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنَ ''اس سے آگے ''فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ'' اب دونوں میں ٹکراؤ ہے۔

''وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا'' اس میں چار مہینے دس دن کا ذکر ہے، دوسری آیت میں ایک سال کا ذکر ہے۔

''وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ''

''كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ''اس آیت میں والدین کا ذکر ہے انہیں حصہ ملے گا، اب ایک طرف وصیت کرنے کا اختیار ہے دوسری طرف شریعت نے خود حصے مقرر کردیئے یہ ٹکراؤ ہے۔

جب ٹکراؤ ہو تو تقدیم وتاخیر کو دیکھا جائے گا، اگر تقدیم وتاخیر معلوم ہو تو اس پر محمول ہوں گے، جیسے روزہ نہ رکھنے کا اختیار شروع میں تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔ شروع میں عدت ایک سال کی تھی بعد میں چار مہینے دس دن سے منسوخ ہوگئی، اسی طرح وصیت کا اختیار شروع

میں تھا، اب یہ آیت منسوخ ہوگیا۔ اگر تقدیم وتاخیر معلوم نہ ہو تو پھر تطبیق ہوگی، جیسے ’’فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ‘‘

ہرایک شخص پڑھے، ’’وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ‘‘اب ایک آیت میں حکم ہے سب پڑھو، دوسری میں خاموش رہو، اب ’’فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ‘‘

اس کا تعلق انفرادی نماز کے ساتھ ہے، اس کا ذکر تہجد کی نماز کے ذیل میں ہے، تو انفرادی نماز ہے، دوسری آیت کا تعلق جماعت کے ساتھ ہے۔

دونوں کا تعلق الگ الگ ہے۔اس طرح ایک ایک حدیث میں ’’لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ‘‘ یہ روایت بخاری میں ہے، دوسری طرف مسلم میں روایت ہے ’’وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا ‘‘اب دونوں میں تعارض ہے، تو ہم نے ابن ماجہ، طحاوی اور موطا امام محمد کی طرف رجوع کیا تو اس میں یہ حدیث ہے:

’’مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَ ةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَ ةٌ‘‘

مقتدی کی قراءت امام کی قراءت ہے، اور اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو ترجیح ہوگی، جیسے رفع یدین کی روایات میں ترکِ رفع یدین کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

اشکال: قرآن میں سورہ اسراء آیت ۷۹ ’’أَن يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ‘‘ آ گیا تو پھر حدیث میں ’’وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا‘‘ دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: آیت حضور پر نازل ہوئی اور دعا کی تعلیم بھی حضور نے دی ہے۔ یہ مکی سورت ہے اور اذان کا حکم مدینہ میں آیا ہے، اگر ٹکراؤ ہوتا تو حضور تعلیم نہ دیتے۔ہم یہ دعا اپنے لئے کرتے ہیں، آپ ہمارے لئے کھڑے ہوں یعنی ہماری سفارش کریں ’’مقام محمود‘‘ حضور کو ملے اور ہماری سفارش ہو۔

اشکال: حضور پر رحمتیں نازل ہورہی ہیں پھر ہمیں درود پڑھنے کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟

جواب: درود پڑھنے سے ہمارے اوپر دس رحمتیں نازل ہوں گی، ہمارا اپنا فائدہ ہے، اس لئے شریعت نے حکم دیا ہے۔

اشکال: ایک حدیث میں تحویلِ قبلہ ظہر میں ہوئی اور ایک حدیث میں عصر کا ذکر ہے تو احادیث میں تعارض ہے۔

جواب: حضور براء بن معرور کے ہاں گئے تھے، مسجد قبلتین میں ظہر کی نماز میں دو رکعت پڑھنے کے بعد تبدیلی کا حکم آیا، اب جو صحابہ ساتھ تھے انہوں نے کہا پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھی وہ ظہر کی نماز ہے پھر عصر کی نماز حضور نے مسجد نبوی میں پڑھائی، اب جو مسجد قبلتین میں نہیں تھے تو انہوں نے پہلی نماز عصر کی حضور کے پیچھے قبلہ کی طرف پڑھی تو انہوں نے کہا اولِ نماز جو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھی گئی وہ عصر کی نماز ہے، تو ہر صحابی نے اپنے مشاہدہ کے مطابق بتلایا، اب مکمل نماز بیت اللہ کی طرف عصر کی نماز تھی، اب کوئی تعارض نہیں ہے۔

اشکال: حدیث میں ہر بچہ کو شیطان مس کرتا ہے سوائے مریم اور حضرت عیسیٰ کے ان کو شیطان نے نہیں چھوا، اب اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت حضور پر ثابت ہورہی ہے۔

جواب: عیسیٰ کو شیطان نے چھوا اس میں کمال نہیں ہے، حضور کو شیطان نے چھوا ہے پھر اس کے اثرات نہیں ہوئے، تو کمال حضور کا ہے، شیطان نے چھوا پھر بھی آپ محفوظ رہے، یا یہ ایک جزوی فضیلت ہے۔

اشکال: حدیث میں ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَّعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ'' اب آل میں ابولہب بھی شامل ہے کیا اس پر بھی رحمتیں نازل ہوں گی، اب قرآن وحدیث میں تعارض ہے۔

جواب: فرعون کے ساتھ ہزاروں آدمی تھے قرآن میں ''وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ'' کہا، اب یہ سب اس کے رشتے دار نہیں تھے بلکہ پیروکار تھے، اب مطلب جو حضور کے طریقے پر چلے ان پر رحمتیں ہوں گی، امت بھی حضور کی روحانی اولاد ہے۔آل عام ہے اہل خاص ہے، حضرت نوح نے دعا کی میرا بیٹا میرے اہل میں سے، اللہ نے فرمایا تیرے طریقے پر نہیں ہے، لہذا تیرے اہل میں سے نہیں ہے، جب اہل میں سے نہیں ہے تو آل میں سے بطریق اولی نہیں ہوگا۔

اشکال: قرآن میں ''إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا'' میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے جبکہ بخاری کی روایت میں مرتد کی سزا قتل ہے، تعارض ہے۔

جواب: اللہ نے آخرت کی سزا بیان کی اور حضور نے دنیا کی سزا بیان کی ہے، ٹکراؤ اس وقت ہوتا ہے جب قرآن میں ہوتا کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے، پھر تعارض ہوتا، اب قاتل کے لئے قرآن میں ''وَمَنْ يَّقْتُلْ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّم'' اب یہ آخرت کی سزا ہے وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہوگا، اور دنیا میں قصاص ہوگا ''وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ'' کوئی تعارض نہیں ہے۔

حدیث کے ظنی ہونے کی وضاحت

اشکال: حدیث ظنی ہے جبکہ قرآن قطعی ہے اور قرآن میں ''إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا...... اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ...... إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ'' حدیث ظنی ہے لہذا اس کو قبول نہیں کریں گے۔

جواب: سند کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: خبر واحد اور خبر متواتر، خبر متواتر قطعی ہے، خبر واحد ظنی ہے، کیا خبر واحد کے ظنی ہونے سے تواتر کا انکار بھی کیا جائے گا، لہذا حدیث متواتر کو مان لو حالانکہ تم اس کو بھی نہیں مانتے ہو۔ اب جو حدیث ظنی ہے وہ قرآن

کے موافق ہے تو اب وہ ظنی نہ رہی کیونکہ قرآن میں ہے لہذا وہ بھی قطعی ہوگئی، اسی طرح خبر واحد اگر متواتر کے مطابق ہو تب بھی ظنی نہیں رہے گی، اب اکثر احادیث قرآن یا متواتر کے موافق ہیں لہذا ان کو مان لو۔ نیز قرآن میں ''إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا'' اگر ظن قطعیت کے مخالف ہو تب چھوڑا جائے گا، حالانکہ احادیث (حق) کے مخالف نہیں ہیں، بلکہ احادیث حق کے موافق ہیں۔ ''إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ'' یہ نہیں کہا کہ سب ظن گناہ ہیں بلکہ بعض ظن گناہ ہیں، اور حدیث اس ظن میں سے ہے جو گناہ نہیں ہے۔ ''إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ'' یہ مشرکین کے بارے میں جو محض اٹکل پر چلتے ہیں، حالانکہ حدیث وحی ہے، وہ اٹکل نہیں ہے۔ نیز بعض ظن پر قرآن میں مدح ہے، ''اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُمْ مُّلَاقُوْا رَبِّهِمْ'' یہاں پر ظن کی اللہ نے تعریف کی ہے۔ جو ظن بے بنیاد ہو اس کی اتباع نہیں ہوگی، چلو ہم حدیث کو نہیں مانیں تو اب آپ کیا کریں گے قیاس کو لیں گے، اپنی آراء کو لیں گے، آراء سے تو بصدہا بہتر ہے کہ خبر واحد کو لیں۔ حدیث ضعیف جس میں حضور کی طرف نسبت ہوتی ہے اگر چہ کمزور ہوتی ہے اس لئے کمزور نسبت والی بات کو لینا بہتر ہے اس قیاس سے جس میں یقینی طور پر حضور کی طرف نسبت نہ ہو، اس وجہ سے احناف ضعیف حدیث کو بھی رائے پر ترجیح دیتے ہیں۔ اب حدیث کی تین قسمیں ہیں: مرفوع، موقوف اور مقطوع۔ اہل حدیث صرف مرفوع کو لیتے ہیں، بقیہ ان کے ہاں حجت نہیں ہے، گویا انہوں نے ۳۳ فیصد کو لیا باقی ۶۶ فیصد کو چھوڑ دیا، پھر اس مرفوع ۳۳ فیصد میں تین قسمیں ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف۔ اب اس میں صرف صحیح کو لیتے تو ۳۳ فیصد میں ۱۱ فیصد کو لیا اور ۲۲ فیصد کو چھوڑ دیا، اب صرف ۱۱ فیصد رہ گیا اس میں اب دو صورتیں ہیں: متصل اور مرسل، اب اہل حدیث مرسل کو بھی نہیں لیتے ہیں، گویا صرف ساڑھے پانچ فیصد کو لیا، اب غیر مقلدین نے سو فیصد میں سے صرف ساڑھے پانچ فیصد کو لیا، حالانکہ احناف پورے سو فیصد پر عمل کرتے ہیں، ان کے ہاں مرسل، ضعیف اور موقوف سب حجت ہیں۔

حدیث ظنی کا مطلب اس میں غلطی کا امکان ہے، ظن کا مطلب صرف غلطی کا امکان ہے یقینی طور پر غلطی نہیں ہے۔ اب سفر میں نہیں جائیں اس لئے کہ حادثے کا امکان ہے، مکان میں نہ رہیں اس لئے چھت گرنے کا امکان ہے، بوڑھے میاں کو کھانسی آرہی ہے اب اس کے برتن بستر علیحدہ کریں کہ مجھے بھی اس سے کھانسی لگنے کا امکان ہے، خارش لگنے کا امکان ہے، ماں کا ہونا یقینی ہے لیکن باپ کا ہونا ظن سے ثابت ہے، دنیا کا سارا نظام ہی ظن پر ہے۔

انکارِ حدیث کا فتنہ کب شروع ہوا؟

سب سے پہلے عباسی دور میں معتزلہ کا گروہ جنہوں نے کہا معیار عقل ہے، جو بات عقل کے مطابق ہو اس کو قبول کریں گے ورنہ نہیں، مثلاً حضور نے معراج کا واقعہ سنایا مشرکین نے انکار کیا کہ یہ خلافِ عقل ہے، اب صرف اتنی بات تھی کہ مسجد اقصی تک گیا ہوں اور آیا ہوں، اب آگے کا واقعہ حضور نے نہیں بتلایا تھا کہ انہوں نے انکار کر دیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور نے کہا تو سچ کہا ہے، اب انہوں نے عقل کو توڑا۔ معراج میں اللہ لے کر گیا تھا اللہ جس کو لے کر جائے اس کا انکار کرنا یہ خلافِ عقل ہے، حضور کا جانا خلاف عقل نہیں ہے، بلکہ اللہ کی قدرت کا انکار کرنا یہ خلافِ عقل ہے۔ اس جماعت کا بانی واصل بن عطاء پہلی صدی کے آخر میں آیا، دوسری صدی میں امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا، پھر محدثین میں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی ابتداء اور انتہاء میں بتلایا کہ اصل چیز وحی ہے اس کی پیروی کرو، پہلا باب باندھا ''باب بدء الوحی'' اور سب سے آخری حدیث لائے ''كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ العَظِيمِ''

اس میں ہے اعمال کو تولا جائے گا، کتاب کی ابتداء اور انتہاء عقل والوں اور معتزلہ پر رد کیا ہے، اب عقل نے بتلایا کہ معتزلہ بے وقوف تھے، اعمال کو تولا جا سکتا ہے، عقل والوں نے عقل والوں پر رد کیا، حالانکہ وحی پر ایمان لانے والے جس طرح پہلے تھے آج بھی اسی جگہ کھڑے ہیں، معتزلہ کا گروہ مٹ گیا جراثیم اب بھی باقی ہیں۔ معتزلہ نے کہا اللہ کا دیدار نہیں ہوسکتا ہے، ابوبکر شبلی رحمہ اللہ نے معتزلہ کو بلایا اور بغیر کتابوں کے مناظرہ کے لئے آئے اور کہا کبھی یہ خیال آیا کہ کان دیکھے، زبان سنے، آنکھ بولے، جب یہ خیال میں نہیں آتا معلوم ہوا کہ یہ ممکن نہیں ہے، اللہ کے دیدار کا خیال ہر انسان کے دل و دماغ میں آتا ہے میں اپنے رب کو دیکھوں، اس خیال کا آنا یہ دلیل ہے رؤیت باری تعالی کے امکان کی۔ پھر سرسید احمد خان آیا اس نے کہا کہ قرآن وحدیث کو سائنس پر پرکھیں گے، اس نے کہا فرعون کے غرق ہوتے وقت دریا میں مدو جزر تھی، اس طرح اپنی تفسیر میں تمام معجزات کا انکار کیا، اور ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں کہا آگ کا جلانا فطرت ہے، ایسے ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ آگ نہ جلائے، اب کوئی اس سے پوچھے آگ کو جلانے کی فطرت اللہ نے دی ہے تو وہ اللہ اس جلانے کی فطرت کو واپس بھی لے سکتا ہے۔ سرسید کے بعد اس کا نائب چراغ علی نے اس کے نظریات پھیلائے، یہ دونوں پہلے غیر مقلد ہوئے پھر ایمان سے بھی دور ہوگئے، پھر لاہور میں چینیا والی مسجد کا مولوی غلام نبی پہلے غیر مقلد بنا پھر منکر حدیث بنا، اپنا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھا، اور پھر پروفیسر اسلم جیراج پوری یہ بھی غیر مقلد پھر منکر حدیث بنا، پھر اس کے بعد غلام احمد پرویز، اس نے اسلم اور عبداللہ کے نظریات کو لیا اور پرچار شروع کی اور دعوی کیا ہم اہلِ قرآن ہیں۔

غلام احمد پرویز کا دادا دارالعلوم دیوبند کا فارغ تھا، اس نے اس کو شروع میں پڑھایا، دادا کے مرنے کے بعد اس کے نظریات تبدیل ہوئے۔ کہتا ہے ”أطیعوا اللہ و أطیعوا

الرسول ‘‘میں رسول کی اطاعت کا مطلب مرکزی حکومت کی اطاعت ہے،’’أولو الأمر ‘‘ سے مراد ڈپٹی کمشنر کی اطاعت،’’أقیموا الصلاۃ ‘‘ایک فلاحی تنظیم بنا کر اس کو قائم کرو،’’و آتوا الزکاۃ ‘‘اس پر رقم خرچ کرو، پھر قربانی کا انکار کیا، کہتا ہے’’فصل لربک وانحر ‘‘ قربانی کے لئے جگہ مقرر ہے، صرف منٰی میں قربانی ہوگی۔ ان تمام چیزوں کی بنیاد انکارِ حدیث ہے۔

مجتہد کی صفات

مجتہد میں تین صفات ہوتی ہیں:

۱......علم ۲......مسائل نکالنے کی صلاحیت ۳......تقوی۔

مجتہد کی تقلید نہیں کروگے تو غیر مقلد بنوگے پھر چار صورتیں ہوں گی:

۱......نفس کی پیروی ۲......عقل پرستی ۳......غیر مجتہد کی پیروی ۴......تجدد پسندی۔

مغرب والوں سے مرغوب ہو کر ان کی طرح بننا شروع ہوں گے، دین میں تجدید مرغوب ہے اور تجدد گمراہی ہے، تجدید کہتے ہیں اپنا جائزہ لے کر دوبارہ اپنے آپ کو پہلے ایمان کی بنیاد پر لے آنا۔ جب تقلید نہیں ہوگی پھر اس کے یہ نتائج پیدا ہوں گے:

۱......انکارِ فقہ۔ ۲......انکارِ اجماع۔ ۳...... نبی کی صحبت کی تاثیر کا انکار یعنی صحابہ کو وہ مقام نہیں دیں گے جو ان کا ہے۔ ۴......خلفائے راشدین کے فیصلوں کا انکار۔

فتنوں کے دور میں ہر وقت یہ دعا کرنی چاہئے’’اللّٰھم إنی أعوذ بک من الفتن ما ظھر منھا وما بطن ‘‘اللہ سے ہمیشہ دعا کریں کہ پہلے مجھے ہدایت دے پھر عالم باعمل بنا کر دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

ایمان بالغیب معتبر ہے نہ کہ بالعقل

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب کا آغاز بدء الوحی اور اختتام وزنِ اعمال پر کیا، آغاز

میں وحی اوراختتام میں اعمال کے ترازو میں تولنے کا ذکر کیا تو یہاں معتزلہ عقل پرستوں پر رد ہے،اصل چیزحضور کی صداقت پر ایمان رکھ کر ماننا،اب کسی سے پوچھو اللہ ایک ہے یا زیادہ، اب کوئی جواب دے کہ نظام کائنات بتاتا ہے اس کا چلانے والا اللہ ایک ہی ہے،اس نے عقلی دلیل سے اللہ کو ماننا، یہ توحید کو مان رہا ہے دلیل سے لیکن پھر بھی کافی ہے،اب ایک ان پڑھ دیہاتی کہتا ہے کہ اللہ کو اس لئے مانتا ہوں کہ حضور نے خبر دی ہے یہ پکا مؤمن ہے۔ آج کے دور میں عقل نے بہت سی باتوں کی تصدیق کی ہے،حضور کے معراج کا انکار ہوا، کس طرح بھاری جسم اوپر اٹھے گا،آج جہاز منوں وزن کے ساتھ فضا میں اڑ رہا ہے،اب کوئی یہ دیکھ کر مانے کہ وزنی چیز بھی اوپر اٹھ سکتی ہے،لیکن اس وقت حضرت ابوبکر نے حضور کے کہنے پر ایمان لایا،بغیر کسی مشاہدہ ودلیل کے، یہ پختہ ایمان ہے۔حدیث میں مردے سے پوچھا جائے گا''مَاذَا تَقُوْلُ فِيْ هَذَا الرَّجُلِ ''اب عقل پرستوں نے کہا ناممکن ہے، ایک وقت میں ایک انسان متعدد مقامات پر نہیں ہوسکتا،ضعیف الاعتقاد بریلویوں نے کہا حضور حاضر وناظر ہیں جبکہ آج کے دور میں ٹیلی ویژن پر ایک جگہ آدمی ہوتا ہے لیکن اس اسکرین میں اس کا عکس ہر ہر جگہ ہوتا ہے، جہاں ٹیلی ویژن ہو وہاں اس کا عکس ہوتا ہے،تو حضور اپنے روضہ اقدس میں ہوں سب جگہ دکھلائے جا سکتے ہیں، جس طرح ایک انسان سب جگہ باعتبار مجلس کے حاضر ہوسکتا ہے تو حضور بطریق اولی حاضر ہو سکتے ہیں۔عقل کہتی ہے اعراض یعنی اعمال کا وزن نہیں ہوتا ہے لیکن آج کے دور میں بخار کو تولا جاتا ہے حالانکہ وہ اعراض میں سے ہے، اسی طرح درجہ حرارت، اسی طرح بارش کے بارے میں نمی کی مقدار تولتے ہیں، جب انسان اعراض کو تول سکتا ہے تو اللہ بھی اعمال کو تول سکتا ہے۔

انسان میں دونوں صلاحیتیں ہیں

''فَـأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا ''انسانی نفس میں تقوی اور فجور دونوں کی صلاحیتیں

ہیں، خواہشات کے وہ تقاضے ہیں جو حیوان کے تقاضے ہیں، کھانا، پینا انسان میں یہ تقاضے اس لئے ہیں کہ انسان اور حیوان دونوں مٹی سے پیدا ہوئے ہیں، اس لئے حیوانی صفات بھی ہیں، اور انسان میں ملکوتی صفات بھی ہیں، اب تقوی کہتے ہیں ملکوتی صفات کو غالب کرو حیوانی صفات پر، حیوانی خواہشات کو بالکل چھوڑنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ اس پر ملائکہ والی صفات کو غالب کرنے کا حکم ہے، اگر حیوانی صفات انسان سے ختم ہوجائیں دنیا کا نظام ختم ہوجائے گا، مثلاً کھانا پینا نہ ہو، بیوی بچوں سے محبت نہ ہو تو انسان کچھ بھی نہیں کرے گا، نظام درہم برہم ہوجائے گا، یہ ضابطہ کا پابند ہے، اب جانور میں کھانے پینے کی حاجت ہے وہ نہیں دیکھتا ہے حلال ہے یا حرام، بلکہ جو چیز بھی ہو وہ کھاتا ہے لیکن انسان پہلے دیکھتا ہے یہ حلال ہے یا حرام، اس کے مطابق خواہشات کو پوری کرتا ہے، اس طرح شہوت پوری کرنی ہے جانور اپنی ماؤں کے ساتھ بھی خواہشات پوری کرتے ہیں، لیکن انسان حلال اور حرام کو دیکھ کر حلال ذریعے میں خواہش پوری کرتا ہے۔ جس طرح دنیا میں ضابطے ہیں سرخ بتی پر رُکنا ہے، سبز بتی پر گاڑی کو چلانا ہے، اب بھینس پابند نہیں ہے سرخ بتی جل رہی ہے وہ آرہی ہے کیونکہ وہ ضابطے کی پابند نہیں ہے، اب انسان دنیا میں اللہ کے ضابطے کے مطابق زندگی گزارے اور ان ضابطوں کو غالب رکھے حیوانی ضابطوں پر یہ تقوی ہے، اب اللہ نے انسان میں فطرتی طور پر صلاحیت رکھی ہے ہدایت کی، یہ فطری ہدایت ہے، دوسروں کے حقوق چھیننا، چوری کرنا، ظلم کرنا، جھوٹ بولنا، قتل کرنا، زنا کرنا ان سب کو کفار بھی جائز نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں یہ سب کچھ غلط ہے، معلوم ہوا کہ فطری طور پر انسان میں ہدایت ہے، اب جو فطری طور پر اس ہدایت کو بروئے کار لائے تو یہ ایمان ہے۔

مقصودِ نبوت

نبوت یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہے کہ مجھ تک پیغام نہیں پہنچا، اللہ نے حضور

کے واسطے سے امت کو دین پہنچایا، آپ کے واسطے سے قرآن آیا اور آپ ہی نے قرآنی احکامات کی تفصیل کی۔

حدیث سے مقصود چار چیزیں ہیں

۱......پیغام پہنچانا۔۲......تفسیر۔۳......وضاحت۔۴......نمونہ عمل۔

حدیث میں یہ چار چیزیں پائی جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچایا، پانچ نمازیں فرض ہیں کتنی رکعتیں فرض ہیں یہ حضور نے بتایا۔ احکام کی تفسیر، نماز کا طریقہ، زکوۃ کی شرح، حج کی تفصیل، روزہ کی تفصیل حدیث میں ہے۔

وضاحت: قرآن میں بعض جگہ ابہام ہے اس کی وضاحت حدیث سے ہوتی ہے ''اَلَّذِینَ آمَنُوا وَلَمْ یَلْبِسُوا إِیمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِکَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ''

اب اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ پریشان ہو گئے، کیونکہ ظلم کہتے ہیں۔ ''وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّهٖ'' اب معمولی سی کوئی بات جو غیر محل میں ہو یہ ظلم ہوگا، اب معمولی معمولی غیر مناسب کام ظلم ہے، مثلاً بائیں پاؤں مسجد میں داخل کیا، ٹوپی سے جگہ صاف کی، الٹے ہاتھ سے پانی پیا وغیرہ۔ اب حضور نے وضاحت فرمائی کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے، اب حضور کا یہ ارشاد جس حکم میں ہے اس کو حدیث کہتے ہیں۔ اسی طرح سورہ بقرہ کے آخری رکوع میں میں آیت ۲۸۴ ''إِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ أَنْفُسِکُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ'' اب اگر ہر بات کا خیال جو دل میں آئے اور انسان نہ کرے تب بھی گناہ ہوگا، یہ تو مشکل ہے یعنی ہر دل کی بات جس پر انسان کا مواخذہ ہو تو پھر تو کوئی بھی نہیں بچ سکتا، حضور نے فرمایا: تم اطاعت کرو ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا'' اب انہی الفاظ کو اللہ نے قرآن میں بتایا اور اگلی آیات میں آیا کہ ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا'' اس طرح توبہ آیت نمبر ۳۴، ۳۵ ''وَالَّذِینَ یَکْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُونَهَا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ .يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ''

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ پریشان ہوگئے کیونکہ اس دور میں کرنسی سونا چاندی تھی، اب جو بھی رات کو سنبھال کر رکھے گا، اس پر عذاب ہوگا، اب رات آنے سے پہلے سارے مال کا صدقہ کرنا ضروری ہے، یہ دشوار تھا، آپ نے وضاحت کی کہ وہ مال دار جو زکوۃ، صدقاتِ واجبات ادا نہ کرے اور مال اپنے پاس جمع رکھے یہ وعید اس کے لئے ہے، مطلق مال کا جمع کرنے پر وعید نہیں ہے۔ نمونہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل، یہ عمل ہمیں حدیث میں ملتا ہے۔

ضابطہ نبوت

۱......علتِ نبوت وحی ہے، نبوت کی علت کتاب نہیں ہے، بلکہ وحی ہے جب آپ نبی ہیں تو وحی اصل علت ہے، اب یہی علت جس کو حضور بیان کرتے ہیں وہ چیز حدیث ہے۔

۲......گزشتہ اقوام کی ہلاکت کا سبب: قوم ہود، قوم صالح، قوم ثمود، فرعون، قرآن میں کسی قوم کی ہلاکت کا سبب کتاب کی تکذیب نہیں ہے، پورے قرآن میں کسی قوم کے بارے میں نہیں ہے انہوں نے کتاب کو جھٹلایا وہ ہلاک ہوگئے، قرآن میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت صالح علیہم السلام پیغمبر کو انہوں نے جھٹلایا، معلوم ہوا کہ رسول کو جھٹلانا یہ ہلاکت کا سبب ہے تو رسول کی بات وحی ہے۔

۳......قرآن میں آپ کی بیان کردہ ذمہ داریاں ''تعلیم وتبیین اور تزکیہ''، تعلیم صرف متن کے پڑھنے کا نام ہے، تبیین متن کی وضاحت کو کہتے ہیں، اور یہی وضاحت کا نام حدیث ہے، تزکیہ یعنی اصلاح اس وقت ہوگی جب آپ نے کچھ بیان کیا ہوگا تب تزکیہ ہوگا، تعلیم وتزکیہ میں جو حضور نے بیان کیا وہ وحی کے مطابق ہے، کیونکہ اگر وہ وحی نہ ہوتا تو

قرآن ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى'' کبھی نہ کہتا۔ منشأ کے مطابق اس لئے وحی ہے، اور اگر وہ بات کہی جو اللہ نہیں چاہتا تو پھر آپ رسول اور نمائندے نہیں رہیں گے کیونکہ نمائندہ کوئی بات ان کی منشأ کے خلاف نہیں کہتا ہے۔

۴......غیر کتابی وحی کے بارے میں قرآنی تصدیقات: سورہ بقرہ میں بیت المقدس کا قبلہ ہونا، سورہ مائدہ میں وضو کا حکم، سورہ توبہ میں نماز جنازہ، سورہ حشر پہلے رکوع میں بنونضیر کے درخت کاٹنے کا عمل۔

''وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا'' بیت اللہ سے پہلے بیت المقدس قبلہ تھا، ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ مہینے آپ نے بیت المقدس کی طرف رخ کیا۔

اب بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم قرآن میں نہیں ہے، پورے قرآن میں بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم اللہ نے نہیں دیا، اب بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم حضور کے کلمات میں تھا یہی حدیث ہے۔ دوسری بات ہم دیکھنا چاہتے ہیں کون حضور کی اتباع کرتا ہے، معلوم ہوا کہ حضور کی حدیث کو ماننا ضروری ہے۔ وضو کا حکم مدینہ میں آیا اور نماز تو شروع سے پڑھ رہے تھے، اب وضو حضور نے پہلے سکھلایا بعد میں آیت نازل ہوئی، معلوم ہوا کہ وضو کے بارے میں جو طریقہ حضور نے بتلایا وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔
عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز جنازہ حضور نے پڑھائی، اس میں حکمت یہ تھی کہ منافقین نے دیکھا اور بہت سوں کو ایمان کی توفیق ہوگئی، اب اللہ نے فرمایا منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں بلکہ مسلمانوں کا جنازہ پڑھائیں، اب قرآن میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم کہیں بھی نہیں ہے، اب حکم پہلے موجود تھا کہ مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھو، اب اس آیت سے پہلے پورے قرآن میں نماز جنازہ کا حکم کہیں بھی نہیں ہے، حدیث میں حضور کو دیا گیا پھر منافقین سے روک دیا گیا اور مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے کا حکم برقرار رہا۔ بنونضیر سارے قلعہ میں بند ہوگئے، اب آگے جانے کا راستہ نہیں تھا، تو آگے جانے کا راستہ بنانے کے لئے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان درختوں کو جلانے کا حکم دیا، تو یہودیوں نے پروپیگنڈا کیا کہ ملتِ ابراہیمی پر ہونے کے باوجود کھانے کی اشیاء جلادیں اب صحابہ بھی کچھ پریشان ہوگئے، سورہ حشر میں اللہ تعالی نے فرمایا تم نے درختوں کو ہمارے حکم سے کاٹا، اب یہ حکم قرآن میں نہیں ہے بلکہ حدیث میں ہے۔

۵...... اطاعتِ رسول کے قرآنی حکم کی تعمیل: قرآن میں اطاعتِ رسول کا حکم ہے متعدد مقامات پر۔

۶...... نطق اور تلاوت کا فرق: ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحَى'' جہاں قرآنی وحی ہو وہاں لفظ تلاوت ہوتا ہے ''رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ'' اب حضور کا نطق بول چال یہ حدیث میں ہے۔

۷...... حدیث کے وجود کا ثبوت تواتر طبقہ سے ہے، تواتر کی چار قسمیں ہیں:

تواتر طبقہ، تواتر اسناد، تواتر عمل، تواتر قدرِ مشترک۔

حدیث کا وجود تواتر طبقہ سے ثابت ہے

تواتر طبقہ ایک نسل سے دوسری نسل میں کوئی چیز منتقل ہوجائے، جیسے قرآن ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے، اب اس میں سند پر بحث نہیں ہوگی، اسی طرح حدیث کا وجود تواتر طبقہ ہے، حدیث کے وجود کا ثبوت اس ذریعے سے جس سے قرآن کا ثبوت ہے، جیسے مکہ اور مدینہ کا وجود اب اگرچہ کسی نے نہ دیکھا ہو لیکن کوئی اس کا انکار نہیں کرتا اس لئے کہ تواتر طبقہ ہے۔

تواتر طبقہ اور شہرت میں فرق

تواتر سند: اتنے افراد بیان کریں ان کا جھوٹ پر متفق ہونا ممکن نہ ہو۔

اعتراض: کوئی عیسائی کہے ان کی تعداد اربوں میں ہے، یہ سب کہتے ہیں عیسی علیہ السلام کو سولی دی گئی، اب یہ تواتر طبقہ ہے اس کو کیوں نہیں مانتے ہو؟

جواب: ساری مخلوق اگر خالقِ کائنات کے خلاف کوئی بات کہے تو وہ قبول نہیں بلکہ خالق کائنات کی بات قبول ہوگی "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" اللہ کی بات کے مقابلے میں مخلوق کی بات قبول نہیں کریں گے۔

عیسی علیہ السلام کی سولی کا واقعہ پہلے طبقہ کے لوگوں نے بیان نہیں کیا، بلکہ بعد کے طبقوں میں یہ مشہور ہوا اس کو شہرت کہتے ہیں، عینی شاہد اس واقعہ کا ایک بھی نہیں ہے، یہ تواتر سند بھی نہیں ہے، چہ جائیکہ تواتر طبقہ ہو، تواتر طبقہ کہتے ہیں پہلی نسل سے موقع کے گواہ بیان کریں اور بڑی تعداد میں ہوں حالانکہ سولی کا ایک بھی عینی گواہ اور شاہد نہیں ہے، تو یہ طبقہ نہیں بلکہ اس کو شہرت کہتے ہیں۔

تواتر عمل: مقتدی کا آہستہ آہستہ تکبیرات کہنا یہ تواتر عمل ہے۔

تواتر قدر مشترک: مختلف لوگوں نے جو بیان کیا اس سب کے قدرے مشترک مفہوم کو جمع کیا جائے تو ایک نتیجہ نکلے، جیسے کھجور کے تنے کا رونا، انگلیوں سے پانی کے چشمے کا جاری ہونا، ہر ہر معجزہ کو نقل کرنے والی جماعت حدِ تواتر کو نہیں پہنچتی، کسی واقعہ کو نقل کرنے والا ایک کسی کو دو، اب سب کا نتیجہ قدرِ مشترک حضور کی رسالت کا اثبات ہے، انہیں حضور کے معجزات کہا جاتا ہے۔ حدیث کے وجود کا ثبوت تواتر طبقہ سے ہے جس ذریعے سے قرآن کا ہونا ثابت ہے، اسی ذریعے سے حدیث کا وجود ثابت ہے۔

قرآن کے معجزہ ہونے کا تقاضا

حضرت موسی علیہ السلام فرعون کے دربار میں گئے اور عصا کا معجزہ دکھایا، اب یہ موسی علیہ السلام کی نبوت کی علامت ہے، معجزہ نبوت کی علامت ہے، معجزہ دکھانے کے بعد اب لوگوں نے مان لیا، اب اگر اس کے بعد کوئی بات نہ کہی جائے اور احکامات نہ بتلائے جائیں

تو معجزہ کا فائدہ کیا ہوا؟ معجزہ دکھلانے کا مقصد تاکہ لوگ دیکھ کر نبی کی بات سن کر مانیں، اب اگر حضور نے قرآن کے علاوہ کچھ بھی نہیں فرمایا ہو تو پھر قرآن کا معجزہ ہونا ثابت نہ ہوا، کیونکہ معجزہ کا مقصد ہے اس کے ماننے کے بعد نبی جو احکامات بتلائے اس کو مانیں، تو جو احکامات حضور نے اس کے بعد بتلائے اِن کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث قرآن کی وضاحت ہے

۱......قرآن نے کچھ احکامات نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں، مثلاً قانونِ وراثت، شہادت، قانونِ حدود، ایمانیات، اخلاقیات، لیکن نماز، روزہ، حج کے تفصیلی احکام بیان نہیں کئے۔

۲......اسی طرح زندگی کے مسائل قرآن میں صراحتاً نہیں ہیں، مثلاً پانی کا پاک اور ناپاک ہونا، کون سی بیع درست ہے اور کون سی نہیں، زمینوں کے مسائل، مضاربت اور مشارکت کے مسائل کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، اب حدیث کی ضرورت ہوگی۔

۳...... ''وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ'' اب قرآن میں جامعیت کا دعوی ہے کہ اس میں ہر چیز ہے حالانکہ بظاہر اب یہ دعوی درست نہیں ہے، کیونکہ قرآن میں بہت سی چیزیں نہیں ہیں، قرآن کی جامعیت اور وضاحت حدیث سے ہوگی۔

علامہ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

ولو أن امرأ قال لا نأخذ إلا ما وجدنا فی القرآن لکان کافرا بإجماع الأمة. ❶

اگر کسی شخص نے کہا ہم صرف وہی چیز لیں گے جسے ہم قرآن میں پالیں تو وہ شخص

❶ الإحکام فی أصول الأحکام: الباب الحادی عشر، ج۲ ص ۸۰

بالاتفاق کافر ٹھہرے گا۔

علامہ شاطبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

فَالْقُرْآنُ عَلَى اخْتِصَارِهِ جَامِعٌ، وَلَا يَكُونُ جَامِعًا إِلَّا وَالْمَجْمُوعُ فِيهِ أُمُورٌ كُلِّيَّاتٌ. ❶

قرآنِ کریم مختصر ہونے کے باوجود ایک جامع کتاب ہے، اور یہ جامعیت تبھی درست ہوسکتی ہے کہ جب اس میں کلیات کا بیان ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ (موفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا حَكَمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مِمَّا فَهِمَهُ مِنَ الْقُرْآنِ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی حکم بیان فرمایا وہ قرآن سے سمجھا ہے۔

وَقَالَ: جَمِيعُ مَا تَقُولُهُ الْأَئِمَّةُ شَرْحٌ لِلسُّنَّةِ، وَجَمِيعُ السُّنَّةِ شَرْحٌ لِلْقُرْآنِ. ❷

ائمہ کرام جو بھی فرماتے ہیں وہ سنت کی تشریح ہے اور تمام سنت قرآن کی تشریح ہے۔

مجملاتِ قرآنی میں حدیث کی ضرورت

۱...... "أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ" نماز کا طریقہ، تعدادِ رکعات، زکوۃ کا نصاب اور طریقہ کار۔

۲...... "وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ" طواف کی ابتداء، کل چکر، صفا و مروہ کے درمیان کتنی مرتبہ سعی کرنی ہے، پہلے طواف ہوگا یا سعی ہوگی۔

❶ الموافقات: الدليل الأول: الكتاب، ج۴ ص ۱۸۱

❷ مرقاة المفاتيح: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ج ۱ ص ۲۵۰

۳...... ''كُلُوا مِمَّا فِى الْأَرْضِ حَلالًا طَيِّبًا'' اب درندے، شکاری پرندے طیبات میں داخل ہیں یا خبائث میں قرآن میں نہیں ہے۔

۴...... ''أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ'' مچھلی کو ذبح کی ضرورت ہے یا نہیں، سمکِ طافی کا کیا حکم ہے؟

۵...... ''وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ'' اب شکاری کتا اگر اپنے شکار کو خود کھانے لگے تو اس کا کیا حکم ہے، یہ قرآن میں نہیں ہے۔

اشاراتِ قرآن میں حدیث کی ضرورت

۱ ...... جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعَى.

۲ ...... ثَانِىَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى الْغَارِ.

۳...... وَعَلَى الثَّلاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا.

۴...... مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ.

ان کی وضاحت کے لئے حدیث کی ضرورت ہے۔

واقعاتی ارشادات کے لئے حدیث کی ضرورت

۱ ...... فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ.

۲ ...... وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِىُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا.

۳...... مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُوْلِهَا.

۴...... عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَآءَهُ الْأَعْمَى.

۵ ...... إِذْ هُمَا فِى الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ.

۶ ...... وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا تَكُوْنُ لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ.

مشکلاتِ قرآنی میں حدیث کی ضرورت

۱ ...... اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِکَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (صحابہ نے فرمایا) أَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) إن الشرک لظلم عظیم.

۲ ...... کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْأَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْأَسْوَدِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے اپنے تکیے کے نیچے دھاگہ رکھ دیا تھا، حضور نے وضاحت کی۔

۳...... اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ. حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ. حضور نے فرمایا:

أَلَیْسَ یُحَرِّمُونَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُونَهُ، ویُحِلُّونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّونَهُ؟ قُلْتُ: بَلَی، قَالَ: فَتِلْکَ عِبَادَتُهُمْ.

کیا وہ اس چیز کو جو اللہ نے حلال بنائی حرام نہیں ٹھہرا لیتے، سوتم اُسے حرام مان لیتے ہو، اور وہ اسے جو اللہ نے حرام فرمائی حلال ٹھہرا لیتے ہیں اور تم اسے حلال مان لیتے ہو۔ عدی بن حاتم نے اس کا اقرار کیا، تو آپ نے فرمایا یہی تو ان کی عبادت ہے۔

۴...... إِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ أَنْفُسِکُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ. صحابہ نے حضور کی طرف رجوع کیا تو فرمایا: لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا.

توسیعاتِ قرآنی میں حدیث کی ضرورت

۱ ...... أَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْأُخْتَیْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ.

اب حدیث میں آیا پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو بھی جمع نہیں کر سکتے کیونکہ علت پائی جارہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم قرآنی میں وسعت پیدا کردی کہ یہ حکم ان دونوں کو بھی شامل ہے۔

۲ ...... وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ.

اب قرآن میں صرف رضاعی ماں اور بہن کا ذکر ہے جبکہ حدیث میں رضاعی خالہ، پھوپھی، بھائی، باپ یہ سب رشتے ثابت ہوں گے، تو حدیث نے اس میں وسعت پیدا کی۔

۳...... أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا.

قرآن میں سود سے مراد وہ ہے جو قرض پر لیا جائے، اب حدیث میں آیا کہ چھ چیزوں کو چھ چیزوں کے بدلے میں بیچنا جائز نہیں ہے، کھڑی فصل کو کٹی ہوئی فصل کے بدلے میں بیچنا جائز نہیں، اب حدیث کی بنیاد پر بہت سی چیزیں ربا میں داخل ہوگئیں۔

۴...... إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

اب حدیث میں آیا فلاں چیز بھی حرام ہے، فلاں چیز میں نشہ ہے وہ حرام ہے، اس طرح شرط لگانا جوا ہے۔

۵ ...... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

اب صرف عقد نکاح کافی نہیں بلکہ جماع کرنا بھی ضروری ہے، حدیث نے وسعت کی کہ جماع لازمی ہے۔ حدیث نبوی دین میں حرفِ آخر ہے، اگر کسی آیت میں دو مفہوم ہوں اور حضور ایک کی تعیین کردیں تو وہ حرفِ آخر ہوگا اس پر عمل لازمی ہوگا، بخلاف اگر صحابی یا مجتہد تعیین کرے وہ حرفِ آخر نہیں ہوگا۔

تدوینِ حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے علماء کے نام خط بھیجا کہ حدیث نبوی کو جمع کیا جائے، امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى الْآفَاقِ: اُنْظُرُوا حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْمَعُوهُ وَاحْفَظُوهُ؛ فَإِنِّي أَخَافُ دُرُوسَ الْعِلْمِ، وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ. ❶

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تمام آفاق میں لکھ بھیجا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر کے جمع کرو۔

اسی سلسلے میں مدینہ منورہ کے قاضی امام ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ کو بھی خط بھیجا گیا اور انہیں بھی کتابتِ حدیث کا حکم دیا:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللَّهُ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنْ اكْتُبْ إِلَيَّ بِمَا ثَبَتَ عِنْدَكَ مِنَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِحَدِيثِ عَمْرَةَ، فَإِنِّي قَدْ خَشِيتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَهُ. ❷

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی احادیث کو تلاش کر کے مجھے لکھو کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے فنا ہو جانے کا خوف ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور قاسم بن محمد بن ابی بکر کی روایات کے جمع کرنے کا خاص طور پر اس لئے حکم دیا کہ یہ دونوں ام

❶ تاريخ أصبهان: ج ١ ص ٣٦٦

❷ سنن الدارمي: كتاب العلم، باب من رخص في كتابة العلم، رقم: ٥٠٤

المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے برادر زادہ ہیں، ان دونوں کی تعلیم و تربیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زیرِ سایہ ہوئی ہے۔

عمرہ بنت عبد الرحمٰن قاضی ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ کی والدہ کبشہ بنت عبد الرحمٰن کی بہن تھیں، اس بنا پر عمرہ بنت عبد الرحمٰن قاضی صاحب کی خالہ ہوتی ہیں، یہ بھی بڑی فقیہہ تھیں۔

قاضی ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ نے امیر المؤمنین کے حسب الحکم حدیث میں متعدد کتابیں لکھیں، لیکن افسوس کہ جب قاضی صاحب کا یہ کارنامہ پایہ تکمیل کو پہنچا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ وفات پا چکے تھے، علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

فَتُوُفِّیَ عُمَرُ وَقَدْ كَتَبَ ابْنُ حَزْمٍ كُتُبًا قَبْلَ أَنْ يَبْعَثَ بِهَا إِلَيْهِ. ❶

ابن حزم نے متعدد کتابیں لکھیں، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز قبل اس کے کہ ابن حزم یہ کتابیں ان کی خدمت میں بھیجیں وفات پا گئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے امام ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ کے علاوہ مدینہ شریف کے اور علماء کو بھی اس سلسلہ میں لکھا تھا، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

كتب عمر بن عبد العزيز إلى سالم بن عبد الله يكتب إليه بسيرة عمر بن الخطاب في الصدقات، فكتب إليه بالذي سأل. ❷

حضرت عمر بن عبد العزیز نے سالم بن عبد اللہ کو لکھا تھا کہ صدقات کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو معمول رہا ہے وہ ان کو لکھ کر بھیجیں، چنانچہ سالم نے جو کچھ انہوں نے پوچھا تھا وہ ان کو لکھ بھیجا۔

اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کو بھی تدوینِ سنن کا حکم

---

❶ التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: ج ۱ ص ۸۱

❷ تاريخ الخلفاء: عمر بن عبد العزيز، ص ۱۷۳

دیا تھا، امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِجَمْعِ السُّنَنِ فَكَتَبْنَاهَا دُفْتَرًا دُفْتَرًا، فَبَعَثَ إِلَى كُلِّ أَرْضٍ لَهُ عَلَيْهَا سُلْطَانٌ دُفْتَرًا. ❶

ہم کو عمر بن عبدالعزیز نے سنن کے جمع کرنے کا حکم دیا تو ہم نے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے اور پھر انہوں نے ہر اس سرزمین پر کہ جہاں ان کی حکومت تھی ایک دفتر بھیج دیا۔

مدوّنِ اوّل

بہرحال امام زہری رحمہ اللہ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قاضی ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ سے پہلے اس فن کی تدوین کی ہے، کیونکہ ان کی جمع کردہ کتابوں کی نقل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام ممالک میں بھیج دی تھی لیکن قاضی ابوبکر بن حزم ابھی اپنی کتابیں مکمل کر کے خلافت تک بھیج بھی نہ پائے تھے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی، اس لحاظ سے اس سلسلہ میں اولیت کا سہرا امام زہری رحمہ اللہ کے سر ہے، چنانچہ حافظ ابن عبدالبر نے امام مالک رحمہ اللہ کی تصریح نقل کی ہے:

أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ الْعِلْمَ ابْنُ شِهَابٍ.

سب سے پہلے جس نے علم کو مدون کیا وہ ابن شہاب (زہری) ہے۔

مدینہ کے ایک اور امام عبدالعزیز دراوردی رحمہ اللہ بھی امام زہری رحمہ اللہ کے معاصر ہیں، وہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ الْعِلْمَ وَكَتَبَهُ ابْنُ شِهَابٍ. ❷

❶ جامع بیان العلم وفضله: باب ذكر الرخصة فى كتاب العلم، ص ۳۳۱، رقم: ۴۳۸ ❷ جامع بیان العلم وفضله: باب ذكر الرخصة فى كتابة العلم، ص ۳۲۰، ۳۳۱، رقم: ۴۱۵، ۴۳۷

بلا شبہ جیسا کہ ان دونوں بزرگوں کی تصریح ہے مدینہ طیبہ میں اولیت کا شرف اس بارے میں امام زہری رحمہ اللہ ہی کو حاصل ہے، لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تدوین احادیث کے لئے صرف اہلِ مدینہ کو نہیں بلکہ تمام علمائے آفاق کو لکھا تھا، چنانچہ اس کے متعلق حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی روایت ماقبل میں گزر گئی ہے۔

بہر حال پہلی صدی کے آخر میں خلیفہ راشد کے حکم سے کبار ائمہ تابعین نے جمع وتدوین حدیث کا دروازہ کھولا اور دوسری صدی ہجری میں اس سلسلہ کو اتنی ترقی ہوئی کہ احادیثِ مرفوعہ ایک طرف صحابہ کے آثار اور تابعین کے فتاوی اور اقوال تک ایک ایک کر کے اس صدی کی تصنیفات میں مرتب ومدون کر دیئے گئے۔ ❶

تدوینِ حدیث کے چار ادوار

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) اور امام ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰ھ) نے حدیث کو جمع کیا، یہ علی الاطلاق جمع ہوئیں، تدوین علی الابواب یہ سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کی۔

تدوین علی المسانید صحابہ کی ترتیب کے مطابق حدیثیں جمع کیں، اس میں مسند امام احمد، مسند ابوداود طیالسی، اسی طرح اساتذہ کی ترتیب سے معجم ہے۔ چوتھی تدوین علی الصحاح، صحت اور ضعف کے اعتبار سے تدوین، امام بخاری ودیگر محدثین کی ترتیب اس اسلوب پر ہے، اب یہ کل چار ادوار ہوئے:

۱......تدوین علی الاطلاق ۲......تدوین علی الابواب

۳......تدوین علی المسانید ۴......تدوین علی الصحاح

❶ امام ابن ماجہ اور علم حدیث مع تغییر: ص ۱۵۳ تا ۱۵۸

حدیث کی حفاظت تین طریقوں سے ہوئی

جس طرح قرآن مجید کی تدوین اور حفاظت ہوئی اسی طرح احادیثِ مبارکہ کی بھی تدوین اور حفاظت ہوئی، احادیث کی حفاظت تین طریقے سے ہوئی ہے:

۱......تعامل کے ذریعے

۲......حفظ کے ذریعے

۳......کتابت کے ذریعے

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنتے تو فوراً اس پر عمل کرتے، تو اس عمل کی وجہ سے وہ حدیث محفوظ ہو جاتی۔

احادیث کا دوسرا طریقہ حفاظت کا حفظ کا تھا، اللہ تعالی نے عرب کو قوتِ حافظہ کی نعمت خوب عطا فرمائی تھی، انسان تو انسان اپنے گھوڑوں کا نسب بھی ان کو یاد ہوتا تھا، ایک ایک مجلس میں سینکڑوں اشعار سنایا کرتے تھے، اللہ تعالی نے حضراتِ صحابہ کرام اور محدثین کرام کو حیرت انگیز حافظے عطا فرمائے تھے، میں چند واقعات عرض کرتا ہوں جن سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا حیرت انگیز قوتِ حافظہ

بخاری جلد ثانی میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی قوتِ حافظہ کا یہ واقعہ نقل ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ عبید اللہ بن عدی بن خیار حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے، حضرت وحشی سے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے ہو؟ تو حضرت وحشی نے فرمایا: نہیں، البتہ ایک دفعہ میں عدی بن خیار کے پاس داخل ہوا تو ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا، میں اس بچے کو اٹھا کر مرضعہ کے پاس لے کر گیا تھا، اس بچے کا سارا جسم ڈھکا ہوا تھا صرف پاؤں کھلے

تھے، میں نے اس بچے کے پاؤں دیکھے تھے تمہارے پاؤں اس کے مشابہ ہیں، کیا تم وہی تو نہیں ہو، اس پر عبیداللہ بن عدی نے کہا ہاں میں وہی بچہ ہوں۔ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا متحیر العقول قوتِ حافظہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''الإصابة'' میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قوت حافظہ کا چرچا ہوا تو ایک مرتبہ مروان بن حکم نے ان کو بلایا اور ان سے کہا کہ تم احادیث رسول بیان کرتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں، مروان نے امتحان لینے کے لئے کہا مجھے احادیث سناؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے احادیث سنائیں، اس کے بعد رخصت ہو گئے، مروان نے پردے کے پیچھے ایک کاتب کو بٹھایا تھا جو ان کو لکھ رہا تھا، ٹھیک ایک سال کے بعد مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بلایا اور ان سے کہا کہ گزشتہ سال جو احادیث مجھے سنائی تھیں وہی احادیث آج پھر مجھے سناؤ، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بالکل اسی طرح سنائیں جس طرح گزشتہ سال سنائی تھیں، کاتب گزشتہ سال کے لکھے ہوئے مجموعے کو دیکھ رہا تھا، کاتب نے کہا کہ ''فَمَا غَيَّرَ حَرْفًا عَنْ حَرْفٍ'' کسی ایک حرف کی بھی تبدیلی نہیں کی۔ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ

محمد بن سلام بیکندی رحمہ اللہ کے درس میں ایک شخص آیا ان سے محمد بن سلام نے کہا کہ اگر کچھ دیر پہلے آتے تو میں آپ کو ایک ایسا بچہ دکھاتا جس کو ۷۰ ہزار احادیث زبانی یاد ہیں، اگلے دن جب وہ شخص آیا تو امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھنے لگا کیا آپ کو ستر ہزار احادیث یاد ہیں، امام بخاری نے فرمایا مجھے ستر ہزار سے بھی زائد احادیث یاد ہیں، جس

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب قتل حمزة بن عبد المطلب، رقم الحدیث: ۴۰۷۲ ❷ الإصابة فی تمییز الصحابة: ج۷ ص ۳۵۳

صحابی سے نقل کروں گا اس کی پیدائش، وفات اور مساکن بھی بتلاؤں گا:

أَنْتَ الَّذِي يَقُولُ: إِنِّي أَحْفَظُ سَبْعِينَ أَلفَ حَدِيثٍ؟ قَالَ :نَعَمْ، وَأَكْثَر، وَلاَ أَجِيئُكَ بِحَدِيثٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ إِلَّا عَرَّفْتُكَ مولِدَ أَكْثَرِهِم وَوَفَاتَهُم وَمَسَاكِنِهِم. ❶

اس واقعہ سے آپ امام بخاری رحمہ اللہ کے قوت حافظہ کا اندازہ لگائیں کہ جب تیرہ سال کی عمر میں یہ عالم ہے تو دورِ شباب میں کیا ہوگا۔

ایک دیہاتی کا قوتِ حافظہ

امام اسماعیل بن امیہ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے پھر اس نے وہ حدیث سنائی، راوی اسے آزمانے لگا، تو اس دیہاتی نے کہا کہ بھتیجے میں نے ساٹھ حج کئے ہیں ساٹھ اونٹوں پر، وہ مجھے نہیں بھولے، یعنی اونٹوں کے ریوڑ میں، میں ان اونٹوں کو پہچان سکتا ہوں، مجھ سے وہ نہیں بھولے تو بھلا میں حدیثِ سول کو بھلا سکتا ہوں:

يَا ابْنَ أَخِي، أَتَظُنُّ أَنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حَجَّةً، مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبَعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ. ❷

بہر حال قوتِ حافظہ پر تو واقعات بہت زیادہ ہیں، میں نے چند واقعات بطورِ نمونہ کے آپ کے سامنے ذکر کئے ہیں، تفصیل کے لئے ان کتب کی طرف مراجعت کریں:

۱...... تذكرة الحفاظ ۲...... سير أعلام النبلاء ۳...... طبقات الحفاظ ۴...... الحث على حفظ العلم وذكر كبار الحفاظ ۵...... نیز راقم کی کتاب

❶سير أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۱۷ ❷سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، رقم الحديث: ۸۸۷

''علمائے سلف کا شوقِ علم'' کا مطالعہ کریں۔

بہر حال حدیث کی حافظت قوتِ حافظہ کے ذریعہ بھی ہوئی ہے، صحابہ میں جن حضرات کو سب سے زیادہ احادیث یاد تھیں انہیں ''مکثرین من الصحابہ'' کہا جاتا ہے۔

مکثرین من الصحابہ

مکثرین من الصحابہ وہ سات صحابہ کرام ہیں جن سے سب سے زیادہ احادیث منقول ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین من الصحابہ میں پہلے نمبر پر ہیں، صحابہ میں سب سے زیادہ احادیث ان سے منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام صحیح قول کے مطابق عبدالرحمٰن تھا، غزوہ خیبر کے بعد اسلام قبول کیا، قبیلہ دوسی سے تعلق رکھتے تھے، ان سے ۵۳۷۴ روایات مروی ہیں، خود فرماتے ہیں:

مَـا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلاَ أَكْتُبُ. ❶

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے مجھ سے زیادہ احادیث کسی کے پاس نہیں ہیں سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

شروع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت کُن ذہن تھے، جلدی بھول جاتے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسیان کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: چادر بچھاؤ، انہوں نے چادر بچھادی، پھر حضور نے حسی طور پر اپنے دونوں ہاتھوں سے کچھ اٹھا کر اس

❶ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب کتابة العلم، رقم الحدیث: ۱۱۳

چادر میں ڈال دیا، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ چادر اپنے سینے سے لگائی، اس کے بعد فرماتے ہیں میں کبھی کوئی بات نہیں بھولا:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّی أَسْمَعُ مِنْکَ حَدِيثًا کَثِيرًا أَنْسَاهُ؟ قَالَ: ابْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ. [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷۸ سال کی عمر گزار کر سن ۵۸ یا ۵۹ھ میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکثرین من الصحابہ میں دوسرے نمبر پر ہیں، حضرت ابو ہریرہ کے بعد سب سے زیادہ احادیث ان سے منقول ہیں۔

حضور کے دور میں صغار میں شمار ہوتے تھے، اللہ تعالی نے انہیں بڑی فہم عطا کی تھی، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مجمع میں سوال کیا کہ وہ کون سا درخت ہے جو انسان کے مشابہ ہے؟ اس کے پتے نہیں گرتے؟ تو صحابہ جنگل و بیابان کے درختوں کی طرف اپنے ذہن لے گئے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں خاموش رہا کیونکہ ''**فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْم**'' (میں قوم میں سب سے چھوٹا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے، بعد میں حضرت عبداللہ بن عمر نے یہ بات اپنے والد حضرت عمر بن خطاب کو بتلائی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ اس مجلس میں جواب دیتے تو وہ میرے لئے اتنے اتنے سرخ اونٹوں سے زیادہ خوشی کا باعث ہوتا:

---

[1] صحیح البخاری: کتاب العلم، باب حفظ العلم، رقم الحدیث: ۱۱۹

إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَادِيَةِ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنَا بِهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَدَّثْتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفْسِي، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا. ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ۲۶۳۰ روایات مروی ہیں، ۸۷ سال کی عمر گزار کر سن ۷۳ھ میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے، دس سال حضور کی خدمت کی ہے، آپ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رضاعت کا رشتہ تھا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دعوت کی، دعوت کے بعد بطورِ برکت حضور سے کہا کہ میرے گھر میں نماز پڑھ لو، اور میرے اس بچے حضرت انس کے لئے دعا کرو، تو حضور نے حضرت انس کی عمر، مال اور اولاد کی برکت کی دعا فرمائی، حضور کی یہ دعا تیر بہدف ثابت ہوئی، خود حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے سو سے زیادہ اپنے بچوں، پوتوں، پڑپوتوں اور نواسوں وغیرہ کو دفنایا جن کا انتقال ہوا تھا، اور مال میں بھی برکت ہوئی، باقی صحابہ کے باغات سال میں ایک دفعہ پھل دیتے تھے جبکہ میرا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔

اور جان وعمر میں بھی برکت ہوئی، بصرہ کے اندر سب سے آخر میں انتقال ہونے

❶ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم، رقم الحدیث: ۱۳۱

والے صحابی حضرت انس تھے، سن ۹۲ یا ۹۳ ھ میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

آپ کا شمار مکثرین من الصحابہ میں تیسرے نمبر پر ہوتا ہے، آپ سے ۲۲۸۶ روایات مروی ہیں۔ ❶

(۴) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، آپ کی والدہ ام رومان ہے، آپ حضور کی ازواج مطہرات میں سے واحد ایسی تھیں جو کنواری تھیں، چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا، نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، اور ۱۸ سال کی عمر میں حضور سے رفاقت ہوئی، یعنی جب آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی تو حضور آپ سے جدا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے:

عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. ❷

آپ کا شمار مکثرین من الصحابہ میں چوتھے نمبر پر ہوتا ہے، آپ سے ۲۲۱۰ روایات مروی ہیں۔

بالآخر سن ۵۷ یا ۵۸ ھ میں اس دارِ فانی سے پردہ فرما گئیں، آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے چچازاد تھے، والدہ کا نام لبابہ بنت الحارث

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أنس بن مالك، رقم الحديث: ٢٤٨١ ❷ صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب من بنى بإمرأة، رقم الحديث: ٥١٥٨

ہے جو کہ حضرت ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی، ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اور جب حضور دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا ''اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ'' اس وجہ سے آپ امت میں رئیس المفسرین اور حبر الامۃ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو اپنے قریب بٹھاتے تھے اور کبار صحابہ کی موجودگی میں ان سے مشورہ لیتے تھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۷۱ سال کی عمر میں سن ۶۸ھ میں دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے، آپ سے ۱۶۶۰ روایات مروی ہیں۔

(۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، مشہور کبار صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا، مکثرین من الصحابہ میں سے چھٹے نمبر پر ہیں، آپ سے کل ۱۵۴۰ روایات مروی ہیں۔

عبدالملک کی خلافت میں اور مدینہ میں سب سے آخری صحابی جس کا انتقال ہوا وہ آپ ہیں، ۹۴ سال کی عمر میں سن ۷۸ھ میں دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

(۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

''ابوسعید'' آپ کی کنیت ہے، اصل نام سعید بن مالک ہے، آپ کنیت سے مشہور ہوگئے۔ آپ مکثرین من الصحابہ میں سے آخری یعنی ساتویں نمبر پر ہیں، آپ سے کل ۱۱۷۰ روایات مروی ہیں۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰھم علمہ الکتاب، رقم الحدیث: ۷۵

عبد الملک کی خلافت میں سن ۷۴ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔

فَإِنَّهُ رَوَى لِأَبِي هُرَيْرَةَ خَمْسَةَ آلافٍ وَثَلاثِمِائَةٍ وَأَرْبَعَةً وَسِتِّينَ، وَلابْنِ عُمَرَ أَلْفَيْنِ وَسِتَّمِائَةٍ وَثَلاثِينَ، وَلِأَنَسٍ أَلْفَيْنِ وَمِائَتَيْنِ وَسِتَّةً وَثَمَانِينَ، وَلِعَائِشَةَ أَلْفَيْنِ وَمِائَتَيْنِ وَعَشَرَةً، وَلابْنِ عَبَّاسٍ أَلْفًا وَسِتَّمِائَةٍ وَسِتِّينَ، وَلِجَابِرٍ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ وَأَرْبَعِينَ. وَلَهُمْ سَابِعٌ نَبَّهَ عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ تَبَعًا لِابْنِ كَثِيرٍ، وَهُوَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَرَوَى لَهُ بَقِيٌّ أَلْفًا وَمِائَةً وَسَبْعِينَ. ❶

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احادیث کی حفاظت کا دوسرا طریقہ حفظ کا تھا، احادیث کی حفاظت کا تیسرا طریقہ کتابت کا تھا۔

کتابتِ حدیث

شروع شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے سے منع فرمایا جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، یہ منع کرنا اس لئے تھا تاکہ لوگ قرآن وحدیث کو خلط ملط نہ کردیں، لیکن جب قرآن مجید کا کافی حصہ نازل ہو چکا اور عام طور پر لوگ قرآن کے اسلوب سے آشنا ہو گئے اور اس بات کا اندیشہ جاتا رہا کہ کلام الٰہی کے ساتھ احادیث کے الفاظ مل جائیں گے، نیز کتابت کی اجازت دے دی جاتی تو حفظِ حدیث میں سستی واقع ہو جاتی، حالانکہ مقصود یہ تھا کہ حفظِ قرآن کی طرح احادیث کا بھی حفظ ہو۔ نیز اگر ابتداء سے کتابت کا اہتمام کیا جاتا تو آئندہ نسلیں قرآن وحدیث میں امتیاز نہ کر پاتیں اور دونوں کو ایک ہی درجہ دے دیا جاتا، حالانکہ قرآن کا پہلا اور حدیث کا دوسرا درجہ ہے۔ نیز اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں بھی اختلاف ہے، امام بخاری

❶ فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: المكثرون من الصحابة، ج ۴ ص ۱۰۳

رحمہ اللہ نے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے، نیز یہ روایت منسوخ ہے اور دیگر صحابہ کی روایات جن میں کتابت کا تذکرہ ہے وہ ناسخ ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❶

احادیث مرفوعہ صحیحہ میں حضور نے خود احادیث لکھنے کا حکم دیا، دورِ نبوت میں باقاعدہ احادیث لکھی جاتی تھیں، بعض روایات کو امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ''كتابة الحديث'' کے عنوان کے تحت جمع کیا ہے۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحَدِيثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ الحَدِيثَ فَيُعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ لِلْخَطِّ. ❷

ایک انصاری صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتے اور بہت پسند کرتے مگر یاد نہ رکھ پاتے، آخر انہوں نے اپنی یادداشت کی خرابی کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی کہ یارسول اللہ! میں آپ سے حدیث سنتا ہوں، مجھے اچھی لگتی ہے مگر میں اسے یاد نہیں رکھ سکتا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو، اپنے دستِ مبارک سے ان کو لکھنے کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خدمتِ نبوی میں گزارش کی ''يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَنَكْتُبُهَا'' (یارسول اللہ! ہم

---

❶ فتح الباری: كتاب العلم، باب كتابة العلم، ج ۱ ص ۲۰۸ تا ۲۱۰ ❷ سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء في الرخصة فيه، رقم الحديث: ۲۶۶۶

آپ کی فرمودہ باتیں سن کر لکھ لیتے ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اُكْتُبُوا وَلَا حَرَجَ" (لکھ لیا کرو کچھ حرج نہیں)۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغہ امر کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا اور فرمایا لسانِ نبوت سے حق کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا:

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ. ❷

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا حفظ کرنے کے لئے اس کو لکھ لیا کرتا تھا، پھر قریش نے مجھے منع کیا اور کہنے لگے کہ تم جو بات سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، غصہ میں بھی کلام فرماتے ہیں اور خوشی میں بھی، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت سے اپنے دہن کی طرف اشارہ کیا اور فرمانے لگے کہ تم لکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اِس سے سوائے حق کے اور کچھ بھی نہیں نکلتا۔

دورِ نبوت میں حضور کی جانب سے کتابت

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد مواقع پر ضروری احکام وہدایات کو قلمبند

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج ۴ ص ۲۷۶، رقم الحديث: ۴۴۱۰

❷ سنن أبي داود: كتاب العلم، باب في كتاب العلم، رقم الحديث: ۳۶۴۶

کروایا ہے، چند نظیر درج ذیل ہیں:

۱......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فتح مکہ کے سال قبیلہ خزاعہ کے لوگوں نے بنی لیث کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جب اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر سوار ہو کر خطبہ دیا، جس میں حرم کی عظمت وحرمت اور اس کے آداب کی تفصیل اور قتل کے سلسلے میں دیت وقصاص کا بیان تھا، خطبہ سے فراغت ہوئی تو یمن کے ایک صحابی حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر درخواست کی ”اُكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ“ (یارسول اللہ! یہ خطبہ میرے لئے لکھوا دیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرما کر حکم دیا ”اُكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ“ (ابو شاہ کے لئے خطبہ لکھ دو)۔ ❶

۲......علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَ الصَّدَقَاتِ، وَالدِّيَاتِ، وَالْفَرَائِضِ، وَالسُّنَنِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرِهِ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم وغیرہ کے لئے صدقات، دیات، فرائض اور سنن کے متعلق ایک کتاب تحریر کروائی تھی۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں اہلِ نجران پر عامل بنا کر بھیجا تھا، اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جب یہ یمن جانے لگے تو حوالہ کی تھی، سننِ نسائی میں ہے:

❶ صحيح البخاري: كتاب في اللقطة، باب كيف تعرف لقطة أهل مكة، رقم الحديث: ۲۴۳۴ ❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ذكر الرخصة في كتاب العلم، ج ۱ ص ۳۰۱، رقم: ۳۹۲

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقُرِأَتْ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ یمن کی طرف ایک کتاب تحریر کی تھی، جس میں فرائض، سنن اور دیت کے احکام تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کتاب حضرت عمرو بن حزم کے ساتھ روانہ کی تھی، چنانچہ وہ اہلِ یمن کے سامنے پڑھا گیا۔

۳...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ یمن کی طرف حارث بن عبد کلال اور ان کے ساتھ معافر و ہمدان کے دیگر یمنیوں کے نام ایک تحریر لکھی تھی جس میں زرعی پیداوار کی بابت زکوۃ کے احکام درج تھے:

كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ مَعَافِرَ وَهَمْدَانَ: إِنَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ صَدَقَةَ الثِّمَارِ عُشْرُ مَا سَقَى الْعَيْنُ وَسَقَتِ السَّمَاءُ وَعَلَى مَا سَقَى الْغَرْبُ نِصْفُ الْعُشْرِ. ❷

۴...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”كتاب الصدقة“ تحریر فرمائی اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اپنے عاملوں کی طرف روانہ نہ کیا تھا کہ رحلت فرما گئے۔ یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے ساتھ رکھی تھی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا، جب وہ وفات پا گئے تو

❶ سنن النسائي: كتاب القسامة، ذكر حديث عمرو بن حزم في العقول، رقم الحديث: ۴۸۵۳ ❷ سنن الدار قطني: كتاب الزكاة، باب في قدر الصدقة فيما أخرجت الأرض، رقم الحديث: ۲۰۳۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق عمل درآمد کیا، یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہوگئی:

كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ، فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ، فَعَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، ثُمَّ عَمِلَ بِهِ عُمَرُ حَتَّى قُبِضَ. ❶

۵...... حضرت عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل قبیلہ جہینہ کی طرف یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ مردار کی کھال اور پٹھوں کو کام میں نہ لایا جائے، امام ترمذی کی روایت میں زمانہ تحریر وفاتِ نبوی سے دو ماہ قبل کا مذکور ہے:

أَتَانَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ.... أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرَيْنِ.

ان کے علاوہ بھی مختلف قبائل کو تحریر، ہدایات، خط کے جوابات، مدینہ منورہ کی مردم شماری کے کاغذات، سلاطین وقت کے نام، اسلام کے دعوت نامے اور اس قسم کی بہت سی مختلف تحریرات تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتاً فوقتاً قلمبند کروائیں، محدثین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور معاہدات ووثائق کو مستقل تصانیف میں علیحدہ جمع کیا ہے، چنانچہ اسی موضوع پر حافظ شمس الدین محمد بن علی بن احمد بن طولون دمشقی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) کی مشہور تصنیف ''إعلام السائلین عن کتب سید المرسلین'' ہے، اس کتاب میں موصوف نے چھبیس (۲۶) تحریرات سند کے ساتھ ذکر کی ہیں، یہ کتاب دکتور محمود ارناؤوط کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ایک جلد میں مؤسسۃ الرسالہ سے ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی ہے۔

❶ سنن أبی داود: کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، رقم الحدیث: ۱۵۶۸

عہد رسالت میں حضراتِ صحابہ کا کتابتِ حدیث

۱...... ماقبل میں سنن ابی داود کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی یہ تصریح گزری ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتا حفظ کرنے کے ارادہ سے اسے قلمبند کرلیا کرتا تھا، اسی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور آپ کا حکم تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ میں مجھ سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت کرنے والا کوئی نہیں مگر ہاں عبداللہ بن عمرو ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ حدیثیں لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حدیثِ نبوی کی کتابت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس سے ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب تیار ہوگئی تھی، جس کا نام انہوں نے ''**الصحیفة الصادقة**'' رکھا تھا۔

یہ صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کے پوتے شعیب بن محمد بن عبداللہ کو ملا تھا۔ اور شعیب سے اس نسخے کو ان کے صاحبزادے عمرو روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلے سے جتنی بھی روایتیں ہیں وہ سب صحیفہ صادقہ ہی کی حدیثیں ہیں۔

۲...... عہد رسالت کی تحریروں میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صحیفہ بھی ہے جس کے متعلق خود ان کا بیان ہے:

مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. ❷

---

❶ **صحیح البخاری: کتاب العلم، باب کتابة الحدیث، رقم الحدیث: ۱۱۳**

❷ **صحیح البخاری: کتاب الجزیة، باب إثم من عاهد ثم غادر، رقم الحدیث: ۳۱۷۹**

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجز قرآن کے اور جو کچھ اس صحیفہ میں درج کیا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں لکھا۔

یہ صحیفہ چمڑے کے ایک تھیلہ میں تھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار مع نیام کے رکھی رہتی تھی:

سُئِلَ عَلِيٌّ أَخَصَّكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَ: مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً، إِلَّا مَا كَانَ فِي قِرَابِ سَيْفِي هَذَا، قَالَ: فَأَخْرَجَ صَحِيفَةً مَكْتُوبٌ فِيهَا. ❶

۳...... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بھی عہد رسالت میں حدیثیں لکھا کرتے تھے، جس کی اجازت ان کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، چنانچہ ان کے پاس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں تحریری شکل میں موجود تھیں۔

ایک دفعہ مروان نے خطبہ دیا جس میں مکہ معظّمہ اور اس کی حرمت کا ذکر کیا، تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اگر مکہ حرم ہے تو مدینہ بھی حرم ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے اور یہ حکم ہمارے پاس چمڑے پر لکھا ہوا ہے، اگر تم چاہو تو تمہیں پڑھ کر سنا دیں، مروان نے جواب دیا ہاں! ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پہنچا ہے:

خَطَبَ مَرْوَانُ النَّاسَ، فَذَكَرَ مَكَّةَ وَحُرْمَتَهَا، فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، فَقَالَ: إِنَّ مَكَّةَ إِنْ تَكُنْ حَرَمًا، فَإِنَّ الْمَدِينَةَ حَرَمٌ حَرَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ، إِنْ شِئْتَ أَنْ نُقْرِئَكَهُ فَعَلْنَا

❶ صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح، باب تحريم الذبح لغير الله، رقم الحديث: ۱۹۷۸

"فَنَادَاهُ مَرْوَانُ: أَجَلْ قَدْ بَلَغَنَا ذٰلِکَ. ❶

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں کتابتِ حدیث کے لئے تفصیلاً ان دو کتابوں کا مطالعہ کریں، (۱) ''كتابة الحديث بأقلام الصحابة'' حضرت مولانا ساجد الرحمٰن صدیقی صاحب (۲) ''کتابتِ حدیث عہد رسالت اور عہد صحابہ میں'' حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ۔ نیز راقم کی کتاب ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو سنہرے ارشادات'' کے صفحہ ۱۰۸تا ۱۲۹ کا مطالعہ بھی نہایت مفید رہے گا۔

عہد صحابہ میں حضراتِ تابعین کا کتابتِ حدیث

۱......حضرت بشیر بن نہیک رحمہ اللہ جو مشہور تابعی ہیں ان سے منقول ہے:

كُنْتُ أَكْتُبُ مَا أَسْمَعُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُفَارِقَهُ، أَتَيْتُهُ بِكِتَابِهِ فَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: هٰذَا سَمِعْتُ مِنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. ❷

میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیثیں سنتا لکھ لیتا تھا، پھر جب میں نے ان سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو اس کتاب کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو ان کے سامنے پڑھ کر سنایا اور پھر ان سے عرض کیا کہ یہ سب وہی حدیثیں ہیں جو میں نے آپ سے سنی ہیں؟ فرمانے لگے ہاں۔

۲......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات سے ایک صحیفہ ہمام بن منبہ یمانی رحمہ اللہ نے بھی مرتب کیا تھا، اس میں ایک سو اڑتیس (۱۳۸) احادیث ہیں۔

یہ صحیفہ دکتور علی حسن علی بن عبد الحمید کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۴۰۷ھ میں المکتب الاسلامی بیروت سے طبع ہو چکا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بہت سی احادیث

---

❶ مسند أحمد: ج۲۸ ص۵۰۸، رقم الحديث: ۱۷۲۷۲ ❷ سنن الدارمي: كتاب العلم، باب من رخص في كتابة العلم، رقم الحديث: ۵۱۱

اس صحیفے سے نقل کی ہیں، جب وہ اس صحیفے کی کوئی حدیث نقل کرتے ہیں تو فرماتے ہیں:

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ نے اس صحیفے کو تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع کیا ہے، اس صحیفے کی تمام احادیث مسند احمد میں موجود ہیں اور بعض روایات صحیح مسلم، سننِ اربعہ اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہیں، ان کتبِ حدیث میں موجود احادیث میں اور صحیفہ ہمام بن منبہ کی احادیث میں الفاظ وکلمات کا کہیں فرق نہیں ہے۔ یہ احادیث کی حفاظت وصیانت کا بہت بڑا اعجاز ہے کہ بارہ سو سال بعد ملنے والے اس صحیفہ میں اور کتبِ حدیث میں موجود اس سند کی روایات میں کہیں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں آیا۔

۳...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ جو مشہور ائمہ تابعین میں سے ہیں، فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَكْتُبُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي صَحِيفَةٍ. ❶

میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس رہ کر صحیفہ میں لکھتا رہتا تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں رات کو مکہ معظّمہ کی راہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہم رکاب ہوتا وہ مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتے تو میں پالان کی لکڑی پر لکھ لیتا تاکہ صبح کو پھر اسے نقل کرسکوں:

كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ لَيْلًا، وَكَانَ يُحَدِّثُنِي بِالْحَدِيثِ فَأَكْتُبُهُ فِي وَاسِطَةِ الرَّحْلِ، حَتَّى أُصْبِحَ فَأَكْتُبَهُ. ❷

❶ سنن الدارمی: کتاب العلم، باب من رخص فی کتابة العلم، رقم الحديث: ٥١٧

❷ سنن الدارمی: کتاب العلم، باب من رخص فی کتابة العلم، رقم الحديث: ٥١٦

۴......حضرت ابان رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تختیوں پر لکھا کرتے تھے:

رَأَيْتُ أَبَانَ يَكْتُبُ عِنْدَ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي سَبُّورَةٍ. ❶

معلوم ہوا کہ عہد رسالت وعہد صحابہ میں کتابتِ حدیث ہوتی تھی، البتہ باقاعدہ طور پر ایک علم کی صورت میں حدیث کی تدوین نہیں ہوئی تھی۔

دوسری صدی سے چھٹی صدی تک کتبِ حدیث کا اجمالی تعارف

کتاب الآثار

فقیہ وقت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ۱۲۰ھ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جب جامع کوفہ کی اس مشہور علمی درسگاہ میں مسند فقہ وعلم پر جلوہ آراء ہوئے کہ جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے باقاعدہ طور پر چلی آرہی تھی، تو آپ نے جہاں علم کلام کی بنیاد ڈالی وہاں فقہ کا عظیم الشان فن مدون کیا وہیں علم حدیث کی ایک اہم ترین خدمت یہ انجام دی کہ احادیثِ احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابوابِ فقہیہ پر مرتبہ کیا جس کا نام ''کتاب الآثار'' ہے، اور آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم ترین کتاب یہی ہے جو دوسری صدی کے ربع ثانی کی تالیف ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے حدیثِ نبوی کے جتنے صحیفے اور مجموعے لکھے گئے ان کی ترتیب فنی نہ تھی بلکہ ان کے جامعین نے کیف ما اتفق جو حدیثیں ان کو یاد تھیں قلمبند کردی تھیں، امام شعبی رحمہ اللہ نے بیشک بعض مضامین کی حدیثیں ایک ہی باب کے تحت لکھی تھیں لیکن وہ پہلی کوشش تھی جو غالباً چند ابواب سے آگے نہ بڑھ سکی۔ ❷

❶ سنن الدارمی: کتاب العلم، باب من رخص فی کتابة العلم، رقم الحدیث: ۵۰۹

❷ امام ابن ماجہ اور علم حدیث: ص ۱۵۸، ۱۵۹

جامع معمر بن راشد

امام معمر بن راشد رحمہ اللہ کا انتقال ۱۵۳ھ کو ہوا ہے، امام معمر بن راشد رحمہ اللہ کی سند سے مروی تمام روایات ''**جامع معمر بن راشد**'' کے نام سے کتاب میں طبع ہوئی ہیں، یہ کتاب محقق العصر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ دو جلدوں میں المکتب الاسلامی بیروت سے ۱۴۰۳ھ کو شائع ہوئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ تمام روایات امام عبد الرزاق صنعانی رحمہ اللہ نے امام معمر سے نقل کر کے اپنی کتاب ''**مصنف عبد الرزاق**'' میں نقل کی ہیں، موجودہ مصنف کی گیارہویں اور بارہویں جلد میں یہ روایات موجود ہیں۔

الجامع لسفیان الثوری

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تفسیر، حدیث اور فقہ تینوں کے امام تھے، سن ۱۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا، انہوں نے علم حدیث میں ''**الجامع لسفیان الثوری**'' کے نام سے کتاب لکھی۔

موطأ مالک

امام مالک رحمہ اللہ کا انتقال ۱۷۹ھ میں ہوا، انہوں نے ''**موطأ مالک**'' کے نام سے حدیث میں کتاب تصنیف کی، امام مالک رحمہ اللہ مدینہ میں آباد تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت نافع رحمہ اللہ سے زیادہ تر علم حدیث حاصل کیا، اس لئے ان کی وساطت سے منقول روایات ثنائی ہیں۔

ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ جس میں دو راوی ہوں، امام مالک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اس سلسلہ سند میں دو واسطے ہیں، ایک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دوسرے امام نافع رحمہ اللہ۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں مرفوع روایات کے ساتھ ساتھ صحابہ وتابعین کے اقوال وآثار کو بھی جمع کیا اور بعض مواقع پر اپنی رائے بھی ذکر کی ہے۔

کتاب الزھد

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا انتقال ۱۸۱ھ میں ہوا، انہوں نے علم حدیث میں دو کتابیں تصنیف کیں جو مطبوعہ ہیں، ان میں سے ایک ''کتاب الزھد والرقاق'' ہے، اس میں زہد سے متعلق روایات، دوسری ''کتاب الجهاد'' جہاد کے موضوع پر سب سے پہلی کتاب یہی عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کی ہے۔

كتاب الآثار برواية أبي يوسف

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا انتقال ۱۸۲ھ میں ہوا، ان کی تین کتابیں معروف ہیں، اور تینوں مطبوعہ ہیں۔

ایک ''کتاب الآثار'' ہے، ''کتاب الآثار'' کے چار نسخے ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے چار معروف شاگردوں سے منقول ہیں، ''کتاب الآثار'' میں احکاماتِ حدیث سے متعلق وہ روایات ہیں جو انہوں نے امام صاحب کی سند سے سنی ہیں۔

دوسری کتاب ''مسند الإمام لأبي يوسف'' ہے، اس میں امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سند سے صرف مرفوع روایات کو ذکر کیا ہے، یہ کتاب الآثار کے علاوہ ہے۔ یہی تحقیق ہے دو نامور محققین علامہ زاہد الکوثری اور علامہ محمد امین اورکزئی رحمہما اللہ کی، دیکھئے تفصیلاً: (۱)

تیسری کتاب ''کتاب الخراج'' ہے، خراج لغت میں ٹیکس کو کہتے ہیں، اس کے

(۱) حسن التقاضي: ص ۳۲/ مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۸۸، ۸۹

لکھنے کا سبب یہ بنا کہ جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہارون الرشید کے دور میں قاضی بنے تو خراج اور عشر سے متعلق احادیث وآثار اور مسائل کو اس میں یکجا کیا۔

موطأ إمام محمد

امام محمد رحمہ اللہ کا انتقال ۱۸۹ھ میں ہوا، ان کی احادیث میں مطبوعہ چار کتابیں ہیں:

ایک ''**موطأ إمام محمد**'' اس میں وہ تمام احادیث ہیں جو موطا امام مالک میں مذکور ہیں، دراصل امام محمد رحمہ اللہ نے امام صاحب سے علم حدیث وفقہ حاصل کرنے کے بعد امام مالک رحمہ اللہ کے حلقہ درست میں گئے، پھر امام مالک رحمہ اللہ سے مدینہ میں موطا مالک سنی، امام محمد رحمہ اللہ نے اس میں اضافات بھی کیئے، اہلِ کوفہ کے آثار وروایات کو اس میں نقل کیا، اور عموماً ہر باب کے آخر میں اپنی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

ان کی دوسری کتاب ''**كتاب الآثار برواية الإمام محمد**'' ہے، اس میں انہوں نے امام صاحب کی سند سے ذکر کی گئی احادیثِ احکام کو جمع کیا ہے۔

تیسری کتاب ''**مسند الإمام محمد**'' ہے، اس میں امام محمد رحمہ اللہ نے صرف اُن مرفوع روایت کو جمع کیا ہے جو انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سنی ہیں۔ دیکھئے تفصیلاً: ❶

چوتھی کتاب ''**الحجة على أهل المدينة**'' اس کتاب میں امام محمد رحمہ اللہ نے اہلِ کوفہ اور اہلِ مدینہ کے درمیان اختلافی مسائل کو ذکر کیا ہے، اس کتاب میں مسائل کے ساتھ تفصیلاً دلائل کا ذکر ہے، اس میں احناف کے مستدلات کا احادیث وآثار سے بہت بڑا تذکرہ ہے۔

❶ **مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۹۴**

كتاب الزهد

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کا انتقال ۱۹۷ھ میں ہوا، اس میں سند کے ساتھ روایات وآثار کوذکر کیا ہے، یہ کتاب مکتبۃ الدار مدینہ منورہ سے ۱۴۰۴ھ میں طبع ہوئی ہے۔

الجامع لابن وهب

امام عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ کا انتقال ۱۹۷ھ میں ہوا، اس میں صلاۃ، زکوۃ، صوم اور حج سے متعلق ۴۹۸ روایات ہیں۔ یہ کتاب دارالوفاء ۱۴۲۵ھ میں طبع ہوئی ہے۔

الجامع لسفيان بن عيينة

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا انتقال ۱۹۷ھ میں ہوا، انہوں نے ''الجامع لسفيان بن عيينة'' لکھی، لیکن اس کتاب کا مطبوعہ نسخہ مجھے نہیں ملا۔

مسند أبي داود الطيالسي

امام ابو داود طیالسی رحمہ اللہ کا انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا، انہوں نے صحابہ کی ترتیب پر احادیث کو یکجا کیا، پہلے خلفائے راشدین سے مروی روایات کو نقل کیا ہے پھر دیگر صحابہ کرام سے۔ اس کتاب میں ۲۸۹۰ روایات ہیں۔ یہ کتاب ۴ جلدوں میں دار ہجر سے طبع ہے۔

''مسند أبي داود الطيالسي'' کو فقہی ابواب کی ترتیب پر علامہ احمد بن عبد الرحمٰن ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۸ھ) نے مرتب کیا ہے، اس کا نام ''منحة المعبود في ترتيب مسند الطيالسي أبي داود'' ہے۔ ''مسند أبي داود الطيالسي'' کا اردو ترجمہ مولانا ابو احمد محمد دلپذیر نے کیا ہے، اور اس پر عصر حاضر کے محقق مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی صاحب مدظلہ نے نہایت مبسوط مقدمہ لکھا ہے، یہ ترجمہ دو جلدوں میں ادارۃ القرآن کراچی سے طبع ہے۔

سنن الشافعی

امام شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا، اس میں احادیثِ احکام کو فقہی ابواب کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے، اس کتاب میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مستدلات سند کے ساتھ موجود ہیں۔

اس کتاب کی مطبوعہ معروف شروح دو ہیں (۱) ''**الشافی فی شرح مسند الشافعی**'' علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) یہ شرح ۵ جلدوں میں مکتبۃ الرشد سے طبع ہے۔ (۲) ''**شرح مسند الشافعی**'' امام عبدالکریم بن محمد رافعی قزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) یہ شرح ۴ جلدوں میں وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ قطر سے طبع ہے۔

مصنف عبد الرزاق

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا انتقال ۲۱۱ھ میں ہوا، انہوں نے علم حدیث میں مصنف عبد الرزاق لکھی، اب تک کتب حدیث میں صرف مرفوع یا صرف آثار کو جمع کیا جاتا تھا لیکن امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے احادیث میں مرفوع قولی وفعلی اور موقوف قولی وفعلی اور مقطوع قولی اور فعلی تینوں قسم کی روایات کو بالسند جمع کیا ہے۔ یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے۔

اس میں اچھا نسخہ وہ ہے جو محقق العصر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ طبع ہے، یہ دار العلوم دیوبند کے عظیم محدث تھے۔ یہ کتاب ۱۱ جلدوں میں المکتب الاسلامی سے طبع ہے۔

مسند الحمیدی

امام حمیدی رحمہ اللہ کا انتقال ۲۱۹ھ میں ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے

ہیں، موصوف نے اس کتاب میں صحابہ کرام کی ترتیب پر احادیث کو جمع کیا ہے، اولاً عشرہ مبشرہ کی پھر دیگر صحابہ کی۔ اس کتاب میں کل ۱۱۳۴۷ احادیث ہیں۔ یہ کتاب دار السقاء سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

سنن سعید بن منصور

سعید بن منصور رحمہ اللہ کا انتقال ۲۲۷ھ میں ہوا، اس کتاب میں فرائض، وصایا، طلاق اور جہاد سے متعلق ۲۹۷۸ روایات ہیں، اس میں مذکورہ چار مضامین کے علاوہ دیگر موضوعات کی احادیث نہیں ہیں، یہ کتاب مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں الدار السّلفیہ ہند سے طبع ہے۔

مصنف ابن أبی شیبة

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا انتقال ۲۳۵ھ میں ہوا، انہوں نے مرفوع، موقوف، مقطوع، قولی وفعلی ہر طرح کی روایات کو سند کے ساتھ جمع کیا ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کیا ہے:

وهو كتاب كبير جدا، جمع فيه فتاوى التابعين، وأقوال الصحابة، وأحاديث الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم على طريقة المحدثين بالأسانيد. مرتبا على الكتب والأبواب على ترتيب الفقه. (1)

یہ بہت بڑی کتاب ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، صحابہ کے اقوال اور تابعین کے فتاوی جمع ہیں، اس کتاب میں روایات کو محدثین کے طریقے کے مطابق اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے، یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق کتب وابواب کی صورت میں مرتب ہے۔

(1) كشف الظنون: ج۲ ص ۱۷۱۱

موصوف چونکہ کوفہ کے باشندہ تھے اس لئے اس میں اہلِ کوفہ کی روایات بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں، اس میں احناف کے مستدلات بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

اس کتاب کا نہایت مفید نسخہ وہ ہے جو عالم عرب کے مشہور محقق علامہ ابوعوامہ کی تحقیق کے ساتھ ۲۵ جلدوں میں طبع ہوا ہے۔

فائدہ: امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے تقریباً ۱۲۵ مسائل میں امام صاحب پر اعتراض کیا ہے کہ ان کی یہ رائے حدیث کے خلاف ہے، انہوں نے یہ کام نیک نیتی سے کیا، دراصل ان کے سامنے جو مسائل آئے وہ بظاہر حدیث کے خلاف تھے اس لئے انہوں نے اعتراض کیا۔

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

کتاب کا نام ہے ”**النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن أبی شیبة علی أبی حنیفة**“ اسی طرح مولانا محمد بن قاسم حارثی نے نہایت تفصیل سے ان تمام اعتراضات کے جوابات ”**مکانة الإمام أبی حنیفة بین المحدثین**“ میں دیئے ہیں۔

مسند أحمد

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا۔ مسند احمد صحابہ کرام کی ترتیب پر ہے، اس میں اولاً عشرہ مبشرہ پھر دیگر صحابہ سے احادیث نقل کی ہیں، ہر صحابی کی جملہ ابواب سے متعلق روایات کو یکجا کیا ہے، اس میں احادیث فقہی ابواب کی ترتیب پر نہیں ہیں، بلکہ ہر صحابی سے جس قدر انہیں احادیث میسر آئی ہیں انہیں یکجا کر دیا، اس لئے اگر صحابی کا نام معلوم ہو تو روایت مل جاتی ہے، اگر چہ کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔

ورنہ اس سے روایت تلاش کرنا کافی مشکل ہے، مثلاً اگر کسی کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جو جنازہ سے متعلق ہے وہ چاہئے تو اُسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تمام روایات کو پڑھنا پڑے گا پھر کہیں جا کر وہ روایت ملے گی، اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تین ہزار آٹھ سو چھہتر (۳۸۷۶) روایات ہیں، اب مطلوبہ حدیث تک پہنچنے میں کافی دقت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے علامہ احمد بن عبد الرحمٰن ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۸ھ) نے اس کتاب کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا اور نام رکھا ''**الفتح الربانی لترتیب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی**''

''**مسند أحمد**'' کا اردو ترجمہ مولانا ظفر اقبال صاحب نے کیا ہے جو مکتبہ رحمانیہ لاہور سے طبع ہے۔

فائدہ: ''مسند احمد'' کی وہ روایات جن پر علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے وضع کا حکم لگایا ہے اس کا جواب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''**القول المسدد فی الذب عن مسند أحمد**'' کے نام سے دیا ہے۔ یہ رسالہ مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ سے طبع ہے۔

نیز علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے سننِ اربعہ (سنن ابو داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن ترمذی) اور دیگر کتبِ حدیث کی جن روایات پر وضع کا حکم لگایا ہے، ان کا جواب علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ''**القول الحسن فی الذب عن السنن**'' کے نام سے دیا ہے، اس میں ایک سو بیس (۱۲۰) سے زائد روایات کا تذکرہ ہے۔ ❶

نیز علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی ''**الموضوعات**'' کے تعقب پر ''**التعقبات علی الموضوعات**'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

صحیح البخاری

امام بخاری رحمہ اللہ کا انتقال ۲۵۶ھ میں ہوا ہے، انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی

❶ تدریب الراوی: ج ۱ ص ۳۳۰

ہیں، جن کی تفصیل آگے امام بخاری رحمہ اللہ کے حالات میں آئے گی، البتہ حدیث پر ان کی معروف کتابیں دو ہیں، ایک ''صحیح البخاری'' دوسری ''الأدب المفرد''

صحیح مسلم

امام مسلم رحمہ اللہ کا انتقال ۲۶۱ھ میں ہوا ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بھی لکھا، اس مقدمہ میں سند کی اہمیت، ثقہ، متکلم فیہ اور وضاع راویوں کا تذکرہ اور آخر میں حدیثِ معنعن پر تفصیلی بحث کی ہے۔

حدیث معنعن (وہ حدیث جس کو لفظ ''عن عن'' کے ساتھ نقل کیا جائے) کے بارے میں امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ کا بڑا اختلاف ہے کہ آیا معنعن روایت قبول ہوگی یا نہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معنعن روایت کی قبولیت کے لئے دونوں روایوں میں معاصرت اور امکانِ لقاء کافی ہے، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معنعن روایت کی قبولیت کے لئے دونوں راویوں میں معاصرت کے ساتھ ساتھ ''لقاء ولو مرة'' (ایک دفعہ کی ملاقات) کا ہونا ضروری ہے۔

اس بحث کی تفصیل ان شاء اللہ آپ مقدمہ مسلم میں پڑھ لیں گے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے پوری صحیح مسلم میں اپنی کوئی بات بھی نہیں کہی ہے، صرف قراءت خلف الامام کے باب میں جب یہ لفظ آتے ہیں ''إِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا'' تو ان کے شاگرد نے ان سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہے؟ تو امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا ''هُوَ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ'' (یہ میرے نزدیک صحیح ہے) تو پھر شاگرد نے کہا کہ ''لِمَ لَمْ تَضَعْهُ هَاهُنَا'' (آپ پھر اس کو یہاں کیوں نہیں لے کر آئے) تو امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا ''لَیْسَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ وَضَعْتُهُ هَاهُنَا'' (یہ بات نہیں ہے کہ جو بھی

حدیث میرے نزدیک صحیح ہو میں اس کو یہاں ذکر کروں) ''**إِنَّمَا وَضَعْتُ هَاهُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ**'' (یہاں میں وہ حدیث لایا ہوں جس پر اجماع ہوا ہے)

پوری صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کوئی بات نہیں کہی سوائے اس مقام کے۔

یہاں تک کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے تراجم بھی نہیں باندھے، صحیح مسلم کے تراجم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ھ) نے باندھے ہیں، اور انہوں نے مسلم کی شرح لکھی ''**المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج**'' کے نام سے، یہ شرح داراحیاء التراث سے نو جلدوں میں طبع ہے، پاکستانی نسخوں میں یہ پوری شرح حاشیہ میں طبع ہے۔

سنن ابن ماجه

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا انتقال ۲۷۳ھ میں ہوا ہے، یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب ہے، اس میں بہت سی ایسی نادر حدیثیں ہیں جو دیگر کتبِ حدیث میں نہیں ملتیں۔ یہ کتاب اپنی حسنِ ترتیب اور مکررات نہ ہونے کی وجہ سے دیگر کتب کے مقابلے میں اسے ایک امتیاز حاصل ہے۔ اس کتاب میں پانچ روایات ثلاثی ہیں۔ اس کتاب میں بعض روایات موضوع ہیں۔ امام ابن ماجہ اور ان کی کتاب ''**سنن ابن ماجه**'' سے متعلق جملہ مباحث کے لئے محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث'' کا مطالعہ کریں۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ''**الإمام ابن ماجه و كتابه السنن**'' کے نام سے مطبوعات اسلامیہ حلب سے شائع کیا ہے۔

سنن أبی داود

امام ابو داود رحمہ اللہ کا انتقال ۲۷۵ھ میں ہوا ہے، اس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب پر احادیث کو یکجا کیا گیا ہے۔ امام ابو داود سند اور متن پر بھی بقدرِ ضرورت گفتگو کرتے

ہیں، آپ کا کسی حدیث پر خاموشی اختیار کرنا اس کے حسن ہونے کی علامت ہوتی ہے، یہ کتاب اپنی جامعیت، حسنِ ترتیب اور افادیت میں دیگر کتبِ حدیث پر فائق ہے، اس میں ایک روایت ثلاثی ہے، اس کتاب میں چھ سو سے زائد روایات مرسل ہیں، لیکن جمہور امت کے نزدیک مرسل روایت حجت ہے۔ فقہ میں دلچسپی رکھنے والوں ے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ اس کتاب کی اچھی شرح متقدمین میں علامہ خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) کی ''**معالم السنن**'' اور متاخرین میں علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) کی ''**بذل المجھود فی شرح سنن أبی داود**'' ہے۔

سنن الترمذی

امام ترمذی رحمہ اللہ کا انتقال ۲۷۹ھ میں ہوا ہے، انہوں نے علم حدیث میں سنن ترمذی لکھی جو فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، سنن ترمذی کو جامع ترمذی بھی کہا جاتا ہے، بیک وقت سنن بھی ہے اور جامع بھی، سنن اس لئے کہ یہ فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے اور جامع اس لئے کہ اس میں آٹھ مضامین کی احادیث پائی جاتی ہیں:

سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب۔

صحاح ستہ میں جامع بخاری، مسلم اور ترمذی ہیں، لیکن مسلم پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ جامع نہیں ہے کیونکہ اس میں کتاب التفسیر کی روایات بہت کم ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جامع کے لئے روایات کا کثیر تعداد میں موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ روایات کا اس مضمون سے متعلق ہونا ضروری ہے، اگرچہ وہ روایت کم ہی کیوں نہ ہو، تو مسلم شریف میں کتاب التفسیر کی روایت موجود ہیں جامع ہونے کے لئے اتنا کافی ہے۔

سنن ترمذی کی بہت سی خصوصیات ہیں:

۱...... یہ سنن بھی ہے اور جامع بھی۔

۲......ابواب بڑے سہل انداز میں ہیں بخلاف صحیح بخاری کے اس کے ابواب مشکل ہیں۔

۳......''وفی الباب ''میں اس باب سے متعلق دیگر صحابہ سے منقول روایات کے راوی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۴......روایت کا حکم بیان کرتے ہیں۔

۵......فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہیں۔

۶......اس کتاب میں احادیث مکرر نہیں ہیں۔

۷......اگر حدیث کی سند میں کوئی علت یا اضطراب ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

۸......مشتبہ راویوں کا تعارف کراتے ہیں۔

۹......حسنِ ترتیب کی وجہ سے اس کتاب سے حدیث تلاش کرنا آسان ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن میں امام صاحب یا صاحبین رحمہم اللہ کا نام نہیں لیا جبکہ دیگر فقہاء وائمہ کرام کا نام ذکر کیا ہے، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کا مذہب کسی قابلِ اعتماد سند کے ساتھ نہیں پہنچا، کیونکہ امام ترمذی حجاز میں تھے اور امام صاحب کوفہ میں۔ نیز امام ترمذی رحمہ اللہ اپنے شیخ امام بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت سے متاثر تھے۔ (محدثین کو جب تک کوئی سند سے نہ پہنچتی تو وہ اُسے نقل نہیں کرتے تھے، امام ترمذی رحمہ اللہ کو دیگر ائمہ کے اقوال و مذاہب سند کے ساتھ پہنچے انہوں نے ان حضرات کی اسناد ''کتاب العلل ''میں نقل کی ہیں)۔❶

فائدہ: ''وفی الباب ''میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے جن روایات کی طرف اشارہ کیا ہے، ان احادیث کو مولانا حبیب الرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کی خواہش

❶ العرف الشذی: ص ۴۴

پر ''كشف النقاب عما يقول الترمذى وفى الباب''نامی کتاب میں جمع کیا ہے۔

حضرت بنوری رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ دو کام ہونے چاہئیں، ایک سنن ترمذی کی ''وفی الباب'' کی روایت کو جمع کیا جائے، یہ کام مولانا حبیب الرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے کیا، دوسرا ''شرح معانی الآثار'' کی شرح لکھی جائے، یہ کام مولانا محمد امین اورکزئی شہید رحمہ اللہ نے ''نثر الأزهار فى شرح شرح معانى الآثار''کے نام سے کیا، اس کی دو جلدیں طبع ہیں، اگر یہ شرح مکمل ہو جاتی تو شرح معانی الآثار کی شروحات میں اس کا ایک خاص مقام ہوتا۔ دکتور نور الدین عتر نے امام ترمذی اور ان کی جامع پر ایک مفصل کتاب ''الإمام الترمذى والموازنة بين جامعه والصحيحين''کے نام سے لکھی ہے، اہل علم اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

رسائل ابن أبى الدنيا

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کا انتقال ۲۸۱ھ میں ہوا ہے، انہوں نے مختلف موضوع پر رسائل لکھے، ہیں، ان کے رسائل کی تعداد تقریبا ۵۹ ہے، یہ سب رسائل مطبوعہ ہیں، اصلاحِ نفس کے لئے یہ نہایت مفید ہیں۔ البتہ ان رسائل میں غیر مستند روایات کافی ہیں اس لئے نقلِ حدیث تحقیق کے بعد کی جائے۔

سنن النسائى

امام نسائی رحمہ اللہ کا انتقال ۳۰۳ھ میں ہوا ہے، انہوں نے احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب پر نہایت جامعیت کے ساتھ ''السنن الكبرى''کے نام سے جمع کیا، تصنیف کے بعد امیر رملہ کو دکھایا تو ان کو یہ کتاب پسند آئی، انہوں نے امام نسائی رحمہ اللہ کو انعامات سے نوازا اور اس کے بعد پوچھا کیا اس میں تمام احادیث صحیح ہیں، تو انہوں نے جواب دیا اس میں صحیح اور حسن دونوں ہیں، تو امیر نے کہا آپ میرے لئے صحیح احادیث کو منتخب کریں۔

تو امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کی خواہش پر "السنن الکبری" (جو دس جلدوں میں طبع ہے) اس کا اختصار کیا اور اس کا نام "المجتبیٰ" رکھا، پھر یہی انتخاب "السنن الصغری" اور "سنن النسائی" کے نام سے معروف ہوا۔

فائدہ: "السنن الکبری" نام کی دو کتابیں ہیں، ایک امام نسائی رحمہ اللہ کی، دوسری امام بیہقی رحمہ اللہ کی ہے جس کا تعارف ان شاء اللہ عنقریب آئے گا۔

مسند البزار

امام بزار رحمہ اللہ کا انتقال ۲۹۲ھ میں ہوا ہے، انہوں نے صحابہ کرام کی ترتیب پر ۱۰۸۲ احادیث کو جمع کیا ہے، یہ کتاب ۱۸ جلدوں میں مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

مسند أبي يعلى

امام ابویعلی رحمہ اللہ کا انتقال ۳۰۷ھ میں ہوا ہے، انہوں نے علم حدیث میں صحابہ کرام کی ترتیب کے مطابق ۷۵۵۵ احادیث کو جمع کیا ہے، اولاً اس میں خلفائے راشدین کی روایت ہیں، پھر عشرہ مبشرہ پھر دیگر صحابہ اور صحابیات کیں۔ یہ کتاب ۱۳ جلدوں میں دار المامون دمشق سے طبع ہے۔

صحيح ابن خزيمة

۳۱۱ھ میں امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، انہوں نے علم حدیث میں صحیح ابن خزیمہ تصنیف کی، صحت میں صحیح مسلم کے بعد ان کا مقام ہے، یہ صحت میں صحیح ابن حبان پر مقدم ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

ومن الكتب المصنفة في الصحيح المجرد صحيح الإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة وهو شيخ ابن حبان وصحيحه أعلى مرتبة. ❶

❶ مقدمة فتح الملهم: ص ۱۰۲

محض صحیح احادیث پر لکھی گئی کتابوں میں امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ جو امام ابن حبان کے شیخ بھی ہیں ان کی کتاب صحت میں ان سے بڑھ کر ہے۔

اس کتاب میں وضو، نماز، امامت، جمعہ، روزہ، زکوۃ اور حج سے متعلق ۳۰۷۹ احادیث ہیں۔ یہ کتاب ۴ جلدوں میں المکتب الاسلامی بیروت سے طبع ہے۔

شرح معانی الآثار

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کا انتقال ۳۲۱ھ میں ہوا ہے، ان کی علم حدیث میں دو کتابیں معروف ہیں، ایک ''شرح معانی الآثار '' یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، اس میں امام طحاوی کا انداز یہ ہے کہ پہلے روایات کو سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، احناف کا مذہب بیان کرتے ہیں، سند ومتن پر نقد وجرح ذکر کرتے ہیں، اور آخر میں نظر طحاوی ذکر کرتے ہیں، ان سے پہلے کسی محدث نے احکامات کو نظر وعقل سے ثابت نہیں کیا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ ایک حدیث کی مختلف اسانید ذکر کرتے ہیں جس سے ایک محدث کو بہت سے نکات وفوائد معلوم ہوتے ہیں۔ اس میں صحابہ وتابعین کے آثار، فقہاء کے اقوال اور ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا بھی خوب ذکر ہے، اس میں بکثرت ایسی احادیث ہیں جو دیگر کتب میں نہیں ملتیں۔

ان کی دوسری کتاب ''مشکل الآثار '' ہے، اس میں انہوں نے احادیث کے درمیان تعارض کو دور کیا ہے اور ان سے احکام کا استخراج کیا ہے۔

امام ابو الولید باجی مالکی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا اختصار کیا اور اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، پھر علامہ یوسف بن موسی ملطی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۳ھ) نے مزید اختصار کر کے اس کا نام ''المختصر من المختصر من مشکل الآثار ''رکھا، یہ کتاب دو جلدوں میں عالم الکتب بیروت سے طبع ہے۔

صحیح ابن حبان

امام ابن حبان رحمہ اللہ کا انتقال ۳۵۴ھ میں ہوا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کتاب میں اپنی تحقیق کے مطابق صحیح احادیث کو جمع کیا ہے، موصوف نے اس کتاب کی ترتیب بڑی انوکھی رکھی، نہ اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا اور نہ صحابہ کی مسانید کی ترتیب پر، بلکہ اسے اقسام وانواع کی ترتیب پر مرتب کیا، اس لئے یہ کتاب ''**التقاسیم والأنواع**'' کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اس کی پہلی قسم میں اوامر کا دوسری قسم میں نواہی کا، تیسری قسم میں اخبار کا، چوتھی قسم میں مباحات کا اور پانچویں قسم میں افعال النبی کا ذکر ہے۔ اس انوکھی ترتیب کے سبب اس کتاب سے استفادہ کافی مشکل تھا تو علامہ علاء الدین علی بن بلبان فارسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۹ھ) نے اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا اور اس کا نام رکھا ''**الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان**'' اب اس کتاب سے استفادہ طلبہ حدیث کے لئے بہت آسان ہو گیا ہے۔ یہ کتاب مشہور محقق علامہ شعیب ارنؤوط کی تحقیق کے ساتھ ۱۸ جلدوں میں مؤسسۃ الرسالہ سے طبع ہے، اس کتاب میں کل ۷۴۹۱ احادیث ہیں۔

المعجم الکبیر، المعجم الأوسط، المعجم الصغیر

امام طبرانی رحمہ اللہ کا انتقال ۳۶۰ھ میں ہوا ہے، انہوں نے علم حدیث میں تین کتابیں تصنیف کیں:

ایک ''**المعجم الکبیر**'' ہے اس کتاب میں پہلے خلفائے راشدین پھر عشرہ مبشرہ پھر دیگر صحابہ سے حروفِ معجم کی ترتیب کے مطابق احادیث ذکر کی ہیں۔

دوسری کتاب ''**المعجم الأوسط**'' ہے اس میں انہوں نے اپنے شیوخ کے اسماء کو حروفِ معجم کی ترتیب پر مرتب کر کے ان سے حتی الامکان غریب روایات کو جمع کیا ہے، اس

میں مرفوع، موقوف مقطوع تینوں قسموں کی روایات ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

والمعجم الأوسط فی ست مجلدات كبار على معجم شيوخه يأتي فيه عن كل شيخ بما له من الغرائب والعجائب فهو نظير كتاب الأفراد للدارقطني بيّن فيه فضيلته وسعة روايته، وكان يقول: هذا الكتاب روحي، فإنه تعب عليه، وفيه كل نفيس وعزيز ومنكر، وصنف المعجم الصغير وهو عن كل شيخ له حديث واحد. ❶

''**المعجم الأوسط**'' چھ ضخیم جلدوں میں ہے، جس میں آپ نے اپنے شیوخ سے انوکھی اور غریب روایات کو جمع کیا ہے، یہ امام دارقطنی کی ''**کتاب الأفراد**'' کی طرح ہے، مصنف کہتے تھے یہ کتاب میری روح ہے۔ ان احادیث کے جمع کرنے میں انہیں کافی محنت کرنی پڑی، اس کتاب میں عمدہ، عزیز اور منکر ہر قسم کی روایات ہیں، مصنف نے ''**المعجم الصغير**'' بھی تصنیف کی ہے جس میں اپنے ہر شیخ سے ایک ایک حدیث نقل کی ہے۔

تیسری کتاب ''**المعجم الصغير**'' ہے، اس میں امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنے اساتذہ میں سے ہر ایک کی ایک ایک حدیث نقل کی ہے اور اساتذہ کے ناموں کو حروفِ معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔

سنن الدار قطنی

امام دارقطنی رحمہ اللہ کا انتقال ۳۸۵ھ میں ہوا ہے، انہوں نے اس کتاب کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ روایت کے الفاظ وطرق، روات پر جرح وتعدیل اور نصوص پر صحت وضعف کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں، خصوصاً معلول روایات

❶ تذكرة الحفاظ: ج۳ ص۸۵

جوان کا خاص موضوع ہے اس پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں، البتہ اس کتاب میں ضعیف، منکر بلکہ موضوع روایت بھی ہیں:

وسنن الدارقطني جمع فيها غرائب السنن وأكثر فيها من رواية الأحاديث الضعيفة والمنكرة بل والموضوعة.❶

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے اس کتاب پر تعلیقات ''التعليق المغني على سنن الدار قطني'' کے نام سے لکھی ہیں۔

مسند ابن الشاهين

امام ابن شاہین رحمہ اللہ کا انتقال ۳۸۵ھ میں ہوا ہے، انہوں نے صحابہ کی ترتیب پر مسند لکھی، یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

المستدرك على الصحيحين

امام حاکم رحمہ اللہ کا انتقال ۴۰۵ھ میں ہوا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان احادیث کو جمع کیا ہے جو امام بخاری امام مسلم رحمہما اللہ سے چھوٹ گئی ہیں حالانکہ وہ ان کی شرائط پر تھیں۔ اس کتاب میں صحیح احادیث کا بڑا ذخیرہ ہے لیکن امام حاکم رحمہ اللہ کے تساہل کی وجہ سے اس کتاب میں بعض روایات منکر اور موضوع بھی آ گئیں۔ اس لئے اس کتاب کے ساتھ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ''تلخيص المستدرك'' کو ضرور مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔

شعب الإيمان، السنن الكبرى

امام بیہقی رحمہ اللہ کا انتقال ۴۵۸ھ میں ہوا ہے، ان کی علم حدیث میں دو کتابیں

❶ الرسالة المستطرفة: ص ۳۵

معروف ہیں، ایک ''شعب الإیمان '' اور دوسری ''السنن الکبری '' امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الإیمان '' میں ایمان کے ستتر (۷۷) شعبوں کا ذکر کیا ہے، ہر شعبہ کے متعلق نصوص و آثار، سلف کے اقوال اور حکایات ذکر کی ہیں۔ درسِ حدیث اور مواعظ میں اگر ایک ایک شعبہ کا ذکر کیا جائے تو عوام الناس کی عبادات، معاشرت اور معاملات میں بڑی تبدیلی آئے گی، اور شریعت کے مزاج و مزاق سے خوب واقفیت ہوگی۔ یہ کتاب ۱۴ جلدوں میں مکتبۃ الرشد سے طبع ہے۔ اس کتاب کا اختصار علامہ عمر بن عبد الرحمٰن قزوینی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۹ھ) نے ''مختصر شعب الإیمان للبیهقی '' کے نام سے کیا ہے، یہ کتاب ایک جلد میں دار ابن کثیر دمشق سے طبع ہے۔

ان کی دوسری تصنیف ''السنن الکبری '' جو اہلِ علم کے درمیان معروف ہے، اہلِ علم کے فائدے کے لئے اس کتاب کی خصوصیات نمبر وار ذکر کی جاتی ہیں:

۱ ...... رتب المصنف كتابه على الأبواب الفقهية.

۲ ...... يورد تحت كل باب ما يناسبه من نصوص.

۳ ...... يذكر النص بسنده، فإن كان له عنده أكثر من سند ذكرها كلها فى موضع واحد.

۴ ...... وطلب لعدم الإطالة يذكر المتن فى الموضع الأول ثم يقول فى باقى الأسانيد بمثله، بنحوه، بمعناه.

۵ ...... يبين وجوه الخلاف فى الرواية.

۶ ...... يحكم المصنف على رواة النصوص فى أحيان كثيرة.

۷ ...... يبين علل الأحاديث التى يرويها، وما يصح منها، وما لا يصح.

۸ ...... يبين وجوه الاستدلال المختلفة فيما يتعرض له من أحاديث.

۹ ...... يخرج نصوص الكتاب، ويعزوها إلى من خرجها من الأئمة أصحاب الكتب الستة، ويذكر من سند هذا المخرج القدر الذى يلتقى به مع سند الحديث عنده.

۱۰ ...... يبين خلاف الألفاظ فى بعض الروايات.

۱۱ ......يبين غريب الألفاظ، فيما يتعرض له من نصوص فى بعض الأحيان.

۱۲ ...... كما يقوم ببيان وجوه التعارض الظاهرى بين النصوص، وكيفية الجمع والترجيح.

وليس هذا فحسب، بل المؤلف كعادته يضعف ويصحح، ويقارن ويرجح، ويعدل ويجرح، ويقدح ويمدح، بملكته التى أوفت به على تملك زمام الإمامة فى هذا العلم الشريف.

هذا فضلًا عن انتقائه رحمه اللّٰه للنصوص الثابتة وحسبك بالبيهقى فى هذا الباب فهو أحد فرسان هذا العلم معرفة بالرجال وبصيرًا بالعلل، ومن ثم خرجت مادة الكتب منبعًا صافيًا ومعينًا طاهرًا، وبهذا يكون الكتاب مرجعًا لأصحاب الحديث متكامل الجوانب كما أراده مؤلفه رحمه الله تعالى.

امام بیہقی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ۱۰ جلدوں میں دار الکتب العلمیہ سے طبع ہے۔

التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کا انتقال ۴۶۳ھ میں ہوا ہے، علم حدیث میں ان کی معروف تین کتابیں ہیں (۱) ''جامع بيان العلم وفضله'' اس کتاب میں علم اور اہلِ علم کی

فضیلت سے متعلق احادیث وآثار کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔(۲)''التمھید''اس کتاب میں موطا مالک کی احادیث کی تشریح اوراسانید وطرق کا ذکر ہے۔(۳)''الاستذکار''اس کتاب میں موطا کی بقدرِضرورت تشریح،فقہاء کے مذاہب اوردلائل،امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب اوروجوہِ ترجیح ذکر کی ہیں۔روایات کے طرق وعلل اورمعانی پربھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

تاريخ مدينة دمشق

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کا انتقال ۵۷۱ھ میں ہوا ہے،ان کی معروف کتاب''تاريخ مدينة دمشق''یہ کتاب اسی جلدوں میں دارالفکر سے طبع ہے۔اس کتاب میں انہوں نے احادیث وآثاراور واقعات کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، یہ اُن آخری علماء میں سے ہیں جنہوں نے اپنی سند کے ساتھ روایات کو یکجا کیا ہے، چونکہ دورِنبوت اوردورِصحابہ سے چھٹی صدی ہجری تک زمانہ کافی طویل ہے اس لئے مصنف جب اپنی سند کے ساتھ روایت لاتے ہیں تو سند بہت طویل ہوجاتی ہے، کتاب کی ضخامت کی وجہ روایات کی طویل اسناداور تکرار ہے۔اس کتاب کا اختصار''مختصر تاريخ مدينة دمشق''کے نام سے صاحبِ لسان العرب علامہ ابن منظور رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) نے کیا،انہوں نے اسناداورتکرار کو حذف کرکے مصنف ہی کے الفاظ وعبارات کو باقی رکھا، یہ اختصار انتیس (۲۹) جلدوں میں دارالفکر سے طبع ہے۔''تاريخ مدينة دمشق'' کی ایک تہذیب واختصار علامہ عبدالقادر بدران رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) نے کیا، تراجم میں حرفِ عین تک پہنچے تھے کہ رحلت فرماگئے، یہ تہذیب سات (۷) جلدوں میں''تهذيب تاريخ ابن عساكر''کے نام سے طبع ہے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کے بعد اپنی اسناد کے ساتھ روایات ذکر کرنے کا رواج

عموماً ختم ہو گیا، بعد میں جو محدثین آئے انہوں نے شرحِ حدیث اور رجالِ حدیث کی طرف توجہ کی، حدیث ذکر کرنے کے بعد صحاح ستہ یا دیگر کتب حدیث کا حوالہ دے دیتے با قاعدہ اپنی سند کے ساتھ روایات ذکر نہیں کرتے تھے۔

قرآن وحدیث کا طریقِ حصول

قرآن اور حدیث دونوں کا ماخذ وحی الٰہی ہے، چنانچہ علمائے امت نے وحی کی دو قسمیں کی ہیں:

۱......وحی متلو ۲......وحی غیر متلو

وحی متلو وہ وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور وہ قرآنِ عزیز ہے، اور وحی غیر متلو وہ وحی ہے جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اور وہ حدیثِ نبوی ہے۔

وحی متلو کا طریق حصول یہ تھا کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام لوحِ محفوظ سے اخذ کر کے لفظ بہ لفظ محفوظ کر لیتے تھے اور پھر اسی طرح لفظ بہ لفظ حاملِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے تھے، اور وحی غیر متلو (حدیث) کا طریقِ حصول اکثر علماء کے نزدیک یہ تھا کہ بلا وساطت وحی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر مضمونِ حدیث کا القاء ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مضامین کو اپنے لفظوں میں امت کے سامنے بیان کرتے تھے، لیکن حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیث لے کر بھی اسی طرح نازل ہوتے تھے جس طرح قرآن لے کر آیا کرتے تھے:

عَنْ حَسَّانَ قَالَ : كَانَ جِبْرِيلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ.(۱)

---

(۱) سنن الدارمي: كتاب العلم، باب السنة قاضية على كتاب الله، ج ۱ ص ۴۷۴، رقم الحديث: ۶۰۸

قرآن کریم میں پابندی الفاظ کا سخت اہتمام کیا گیا ہے یہاں تک کہ ایک لفظ اور ایک حرف کا بھی کہیں تغیر نہیں ہوا، حدیث میں گو الفاظ کی اس درجہ کی پابندی نہیں کی جاسکی اور بعض راویوں نے کہیں روایت بالمعنی بھی کردی ہے لیکن اس میں اس درجہ احتیاط برتی ہے کہ جس لفظ میں بھی کوئی اشتباہ ہوا ہے وہاں بتلا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو یہ لفظ فرمایا تھا یا یہ، غرض دونوں مترادف الفاظ روایت کرتے ہیں۔

حدیث کے وحی ہونے کے دلائل قرآنِ مجید سے

حدیث بھی قرآن مجید کی طرح منزل من اللہ ہے، حدیث کے وحی ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ. (البقرة: ۱۴۳)

ترجمہ: اور (اے رسول) جس قبلہ کی طرف آپ پہلے منہ کرتے تھے اس کو ہم نے کسی اور مقصد کے لئے مقرر نہیں کیا تھا سوائے اس کہ ہم دیکھ لیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں (کفر کی طرف) واپس ہوجاتا ہے۔

یہ آیتِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دیا تھا، لیکن وہ قرآن مجید میں موجود نہیں ہے، لہذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ کوئی وحی تھی جس کے ذریعے یہ حکم دیا گیا ہے۔

دوسری دلیل

عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ

بَاشِرُوْهُنَّ. (البقرة: ۱۸۷)

ترجمہ: اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو بس اللہ تعالیٰ تم پر متوجہ ہوا اور تمہارا قصور معاف کر دیا، اب تم عورتوں سے میل جول رکھو۔

اس آیت کے نزول سے پہلے پہلے رمضان کی راتوں میں بیویوں کے پاس جانا اور کھانا پینا منع تھا، بعض لوگوں سے اس میں کوتاہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس حکم میں تخفیف کر دی، تخفیف اس وقت ہو سکتی ہے جب پہلے کوئی سخت حکم دیا گیا ہو، اور وہ حکم بھی یہی تھا کہ رمضان کی راتوں میں بھی روزہ رکھا کرو، صرف مغرب کے وقت کھانے پینے کی اجازت تھی لیکن یہ حکم قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں، پس ثابت ہوا کہ وہ حکم نازل تو ہوا تھا لیکن قرآن مجید کے ذریعے نہیں بلکہ حدیث کے ذریعہ سے، لہذا حدیث وحی ہے۔

تیسری دلیل

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. (البقرة: ۲۳۸، ۲۳۹)

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر بیچ کی نماز کی، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو، پھر اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو تو (چلتے پھرتے) پیدل بھی اور سواری پر بھی نماز ادا کر سکتے ہو، لیکن جب امن ہو جائے تو پھر اللہ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح تمہیں اللہ نے سکھایا ہے جس کو تم نہیں جانتے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حالت امن میں کوئی خاص طریقہ ہے جس طریقہ سے نماز ادا کی جاتی ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تمہیں سکھایا، پھر قرآن پڑھ لیجئے، نماز کا طریقہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا، لہذا اللہ تعالیٰ نے کسی اور ذریعے سے

نماز کا طریقہ سکھایا اور یہی وہ ذریعہ ہے جس کو حدیث کہا جاتا ہے، لہذا حدیث بھی منزل من اللہ ہے۔

چوتھی دلیل

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ. (الشوریٰ: ۵۱)

ترجمہ: کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالی اس سے بات کرے سوائے وحی کے ذریعے یا پردہ کے پیچھے سے یا اللہ کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے اس چیز کی جو اللہ چاہے (اس انسان کو) وحی کر دے، بے شک اللہ تعالی بلند و بالا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں کسی رسول یا نبی تک احکام الٰہی پہنچنے کے تین طریقے بیان کئے گئے ہیں:

۱...... براہِ راست وحی کے ذریعے۔

۲...... پردے کے پیچھے براہ راست کلام۔

۳...... اللہ تعالی کے حکم سے وحی کا فرشتہ کے ذریعے آنا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن مجید ان تینوں قسموں میں سے کون سی قسم (وحی) ہے سو اللہ تعالی فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (البقرۃ: ۹۷)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبرئیل کی دشمنی کرے تو (وہ کافر ہے کیوں کہ) اس نے اللہ کے حکم سے اس قرآن کو آپ کے دل پر اتارا۔

ثابت ہوا کہ قرآن کریم وحی کی تیسری قسم ہے، اب وحی کی باقی دو قسمیں رہ جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان کا استعمال بھی ہوا ہوگا اور وہ حدیث کے نزول ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے، لہذا حدیث بھی منزل من اللہ وحی ہے۔

پانچویں دلیل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ. (الجمعة: ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو جلدی سے اللہ کے ذکر کی طرف آؤ اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

یہ آیت کب نازل ہوئی؟ تو اس کا ذکر بھی قرآن میں اس طرح آتا ہے:

وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَةً اَوۡ لَهۡوَا اۨنْفَضُّوۡۤا اِلَيۡهَا وَتَرَكُوۡكَ قَآئِمًا قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ مِّنَ اللَّهۡوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ. (الجمعة: ۱۱)

ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے تجارت یا تماشہ دیکھا تو اس طرف چلے گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے، آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لہو اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب جمعہ کی نماز کے وقت بعض لوگ تجارت کے لئے چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دوران خطبہ کھڑا ہوا چھوڑ گئے، آیت زیر بحث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز جمعہ کے لئے اذان دی جاتی تھی، جمعہ کے دن کوئی خاص نماز تھی جس میں لوگ جمع ہوا کرتے تھے ان دونوں باتوں کا قرآن مجید میں کہیں بھی ذکر نہیں آیا، لہذا یہ دونوں کام کسی ایسے حکم کی تعمیل میں ہو رہے تھے جو قرآن مجید میں نازل نہیں ہوا تھا بلکہ قرآن مجید کے علاوہ تھا اور جب (اس حکم کی) خلاف ورزی عمل میں آئی تو اللہ تعالی نے ان آیات کے ذریعہ تنبیہ کردی، یہ ثابت ہوا کہ وہ حکم بذریعہ حدیث ملا تھا، لہذا احدیث وحی منزل من اللہ ہے۔

چھٹی دلیل

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ. (التحریم: ۳)

ترجمہ: اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے راز میں ایک بات کہہ دی اور اس بیوی نے اس کی (دوسروں کو) خبر دیدی، اللہ نے نبی کو اس پر مطلع کر دیا تو نبی نے اس بیوی کو اس کے قصور کا ایک حصہ تو بتلا دیا اور دوسرے حصے سے درگزر فرمایا، پس جب نبی نے اس بیوی کو اس کا قصور بتلایا تو اس نے پوچھا آپ کو کس نے اس کی خبر دی؟ نبی نے کہا مجھے علیم وخبیر خدا نے بتایا۔

قرآن مجید کی کسی آیت میں نہیں ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی نے آپ کو یہ اطلاع دی تھی کہ تمہاری بیوی نے تمہارے راز کی بات دوسروں سے کہہ دی، ثابت ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا پیغام آتا تھا۔

یہ تمام آیاتِ قرآنی اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیاتِ قرآنیہ اس بات پر ناطق ہیں کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آتی تھی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احوال ہیں جو ہمارے پاس کتبِ احادیث کی صورت میں موجود ہیں۔ (1)

حدیث کے دلیلِ شرعی ہونے کا ثبوت

قرآنِ کریم سے احادیث نبویہ کے واجب الاتباع ہونے کے بیسیوں ثبوت ملتے ہیں، ایک جگہ ارشاد فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ.

(النحل: ۴۴)

(1) التحدیث فی علوم الحدیث: ص ۴۳ تا ۴۹

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان احکام کی وضاحت فرمادیں جو ان کے پاس بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر غور کریں۔

اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ امت کے سامنے اپنے اقوال وافعال سے آیاتِ قرآنیہ کی وضاحت فرمادیں، پس جو وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہی حدیثِ رسول ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ. (القيامة: ۱۶ تا ۱۹)

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اس کو جلدی لیں، ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کو پڑھوا دینا، تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت میں توضیح وتبیین کا جو ذکر ہے وہی ہے جس کا القاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ہوتا تھا اور اس کو حدیثِ نبوی کہتے ہیں۔

حدیثِ نبوی کی حجیت قرآنِ کریم سے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ. (الأحزاب: ۳۶)

ترجمہ: اور کسی ایماندار مرد اور عورت کو گنجائش نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کسی کام کا حکم دیں کہ ان کو اپنے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔

اس سے واضح ہوا کہ جس طرح اللہ تعالی کے فیصلہ اور حکم کے بعد بندہ کو چون وچرا کی گنجائش نہیں رہتی بلکہ اس کا تسلیم کرنا فرض ہو جاتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے فیصلہ وحکم کے بعد بھی اہلِ ایمان کو کسی دوسری شق کا اختیار کرنا باقی نہیں رہتا بلکہ اس کا تسلیم کرنا اور قبول کرنا از روئے قرآن فرض ولازم ہو جاتا ہے۔

۲...... فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (النساء: ۶۵)

ترجمہ: سو قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں، پھر آپ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا (ظاہر و باطن سے) تسلیم کر لیں۔

اس آیت کا صریح مفہوم یہی ہے کہ تمام اختلافات مذہبی ہوں کہ سیاسی، دینی ہوں کہ دنیاوی، مالی ہوں کہ جانی سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ لینا اور اُسے بے چون و چرا دل و جان سے قبول کرنا ایمان کی اولین شرط ہے۔

۳...... وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (الحشر: ۷)

ترجمہ: اور جو تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے رسول تم کو منع کریں اس سے رک جاؤ۔

اس آیت میں ہر اس چیز کو واجب العمل اور واجب الاخذ قرار دیا گیا جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے بیان کی اور جس سے روکا ہے وہ واجب الاحتراز قرار دی اور یہ سب احادیث کے ذریعہ ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ حدیث حجت ہے۔

۴...... فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖٓ أَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ. (النور: ۶۳)

ترجمہ: لہذا جو لوگ اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آ پڑے، یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آ پکڑے۔

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کو واجب الاطاعت قرار دیا گیا ہے اور مخالفت پر وعید کا بیان ہے، تو امرِ رسول ہی احادیث ہیں۔

۵...... اِنَّـآ اَنۡـزَلۡـنَـآ اِلَيۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰهُ. (النساء: ۱۰۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے حق پر مشتمل کتاب تم پر اس لئے اتاری ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس طریقے کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تم کو سمجھا دیا ہے۔

اس آیت میں ''بِمَآ اَرٰکَ اللّٰهُ'' سے اللہ تعالیٰ نے احادیث کے ذخیرہ کو بیان کیا۔

۶...... وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ. (النساء: ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لئے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اس آیت میں اطاعتِ رسول کا مطلب ان احادیث اور فرامین مبارکہ کی اطاعت ہے۔

۷...... لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَکِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ. (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ اُن کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔

اس آیت مبارکہ میں تعلیم کتاب کا ذکر ہے اور یہ بغیر احادیث کے ممکن ہی نہیں، اسی طرح تزکیہ نفوس بغیر احادیث کے کیسے ہوسکتا ہے؟ نیز ''الحکمة'' دانائی کی باتوں کی تعلیم خود احادیث ہیں۔

اکابرِ اہل علم کے نزدیک حکمت سے مراد سنت ہے

علمائے محققین کے نزدیک مذکورہ آیت اور ہر وہ آیت مبارک جن میں کلمہ ''الحکمۃ'' کا ذکر کیا گیا ہے وہ کتاب اللہ سے کوئی مختلف چیز ہے اور وہ اللہ تعالی نے بطورِ احسان ونعمت کے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب وحکمت دونوں سے نوازا ہے، ان آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوجاتی ہے کہ حکمت سے مراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح وتبیین ہے جو آپ نے اپنے قول وعمل کے ذریعے فرمائی ہے، اسلاف نے حکمت سے احادیثِ نبوی ہی مراد لی ہے، اوران آیات کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حکمت (احادیث) بھی دی ہے۔

۱......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

عن الحسن فى قول اللّٰه عز وجل (الحكمة) قال السنة. ❶

حکمت سے مراد سنت ہے۔

۲......حضرت قتادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں:

الحكمة السنة. ❷

یعنی حکمت ہی سنت ہے۔

۳......امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کے ان اہلِ علم سے جن کو پسند کرتا ہوں یہ سنا ہے کہ حکمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نام ہے:

فسمعتُ من أرضى من أهل العلم بالقرآن يقول الحكمة سنة رسول اللّٰه. ❸

---

❶ تفسير ابن أبى حاتم: ج ۲ ص ۴۸۰ ❷ التفسير الطبرى: ج ۶ ص ۴۲۳

❸ الرسالة: بيان فرض اللّٰه فى كتابه اتباع سنة، ج ۱ ص ۷۳

امام شافعی رحمہ اللہ اسی کتاب میں آگے فرماتے ہیں:

وسنته الحكمة الذى أُلقى فى رُوعه عن اللّٰه. ❶

آپ کی سنت وہ حکمت ہے جو آپ کے دل میں اللہ کی طرف سے ڈالی گئی ہے۔

۴......علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

والصواب من القول عندنا فى الحكمة أنها العلم بأحكام اللّٰه التى لا يدرك علمها إلا ببيان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. ❷

صحیح بات یہ ہے کہ حکمت ان احکام الٰہی کا نام ہے جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان (تشریح) سے معلوم ہوتے ہیں۔

۵......حضرت ابن عطیہ اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

والحكمة هى السنة المبينة على لسان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مراد الله فيما لم ينص عليه فى الكتاب. ❸

حکمت سے مراد سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ کی مراد کو واضح کرنے والی ہو جہاں کتاب اللہ میں نص موجود نہ ہو۔

۶......علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

والكتاب القرآن والحكمة السنة. ❹

کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

۷......امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

---

❶ الرسالة: باب ما أبان اللّٰه لخلقه من فرضه على رسوله اتباع ما أوحى إلخ، ج ۱ ص ۹۰ ❷ التفسير الطبرى: ج ۳ ص ۸۷ ❸ المحرر الوجيز فى تفسير الكتاب العزيز، ج ۱ ص ۳۱۰ ❹ زاد المسير فى علم التفسير، ج ۱ ص ۱۱۳

قال أهل العلم بالتأويل آيات الله القرآن والحكمة السنة. ❶

مفسرین اہلِ علم فرماتے ہیں کہ آیات اللہ سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

۸......علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

الحكمة هى السنة. ❷

یعنی حکمت ہی سنت ہے۔

۹......علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف خازن رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۱ھ) فرماتے ہیں:

الكتاب يعنى القرآن والحكمة يعنى السنة التى علمها رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنها لكم. ❸

کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی اور امت کے لئے اس کی وضاحت کی۔

۱۰......علامہ بدر الدین رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

فيكون المراد بالكتاب القرآن وبالحكمة السنة. ❹

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

حجیتِ حدیث پر ائمہ اربعہ کی شہادتیں

احادیث مبارکہ میں وہ روایات بھی موجود ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احادیث کے لئے ''أوحى، نهيت'' وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں، بعض روایات میں

❶تفسير قرطبى: الأحزاب، ج۱۴ ص۱۸۳ ❷مجموع الفتاوى: ج۱۱ ص۵۶۰
❸تفسير خازن: ج۱ ص۱۶۵ ❹عمدة القارى: كتاب العلم، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم اللهم علمه الكتاب، ج۲ ص۶۷

جبرائیل امین کے آنے کی بھی تصریح موجود ہے،بعض روایات میں ''أمــر ربـی، نھـی ربـی ''جیسی تعبیرات بھی موجود ہیں،اورذخیرہ حدیث میں بہت سی احادیث ایسی بھی ہیں جن میں نسبت اللہ رب العزت کی طرف ہے،ان کواحادیثِ قدسیہ کہا جاتا ہے،اس قسم کی تمام روایات وحی غیرمتلو کے قبیل سے ہیں اوروحی غیرمتلوکی حجیت ائمہ اربعہ،محدثین کرام بلکہ یہ بات اسلام میں تواتر قدرمشترک سے ثابت ہے،جس کا بالکلیہ انکارکفر ہے اب ہم ائمہ اربعہ جن کی امامت وجلالتِ شان پرامت کا اتفاق ہے ان کی کتابوں سے وہ روایات نقل کرتے ہیں کہ جس میں اس قسم کے الفاظ موجود ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی شہادت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ.❶

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یا ان کے علاوہ صحابہ کرام میں سے کسی ایک سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پروحی کی گئی کہ آپ سات ہڈیوں پرسجدہ کریں۔

یہ وحی قرآن کریم میں موجودنہیں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی شہادت

أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمنِ إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَا ابْنَ أَخِي إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا .فَإِنَّمَا نَفْعَلُ، كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ.

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ :فُرِضَتِ

❶مسند أبی حنیفة: روابة أبی نعیم، ص ۱۳۴

الصَّلاۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ، فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلاۃُ السَّفَرِ، وَزِیدَ فِی صَلاۃِ الْحَضَرِ ❶.

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا ہم صلاۃ الخوف اور صلاۃ الحضر کا ذکر تو قرآن کریم میں دیکھتے ہیں لیکن صلاۃ السفر کا کہیں ذکر نہیں پاتے، آپ نے فرمایا ہم تو کچھ نہیں جانتے تھے ہم تو وہی کچھ کرتے ہیں جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پہلے نماز حضر وسفر میں دو دو رکعت ہی فرض ہوئی تھی پھر سفر کی نماز تو وہی رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے اکابر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو وحی خداوندی ہی سمجھتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی شہادت

امام ابن طاوس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کے والد کے پاس عقول کے موضوع پر ایک کتاب تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے طور پر نازل ہوئی تھی، اس میں صدقہ وعقول کا بیان تھا:

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِیهِ أَنَّ عِنْدَهُ کِتَابًا مِنَ الْعُقُولِ نَزَلَ بِهِ الْوَحْیُ، وَمَا فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَدَقَةٍ وَعُقَولٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِهِ الْوَحْیُ، وَقِیلَ: لَمْ یُبَیِّنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ إِلَّا بِوَحْیٍ مِنَ اللَّهِ، فَمِنَ الْوَحْیِ مَا یُتْلَى، وَمِنْهُ مَا یَکُونُ وَحْیًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

---

❶ موطأ مالک: کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب قصر الصلاۃ فی السفر، ج ۱ ص ۱۴۵

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسْتَنُّ بِهِ. ❶

ابن طاوس رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس عقول کے بارے میں ایک کتاب تھی جو وحی کے طور پر اتری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صدقات یا بدلے کی رقوم فرض ٹھہرائیں وہ سب وحی سے تھا اور یہ بات کہی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بھی وحی الٰہی کے بغیر بیان نہیں فرمائی، سو وہ بھی وحی ہے جو تلاوت کی جاتی ہے اور وہ بھی وحی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے (یعنی وحی غیر متلو جو حدیث کے ذریعے معلوم ہوتی ہے) پس وہ عمل سنت ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی شہادت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا خَيْرُ الشُّرَكَاءِ فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا فَأَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَأَنَا بَرِيءٌ مِنْهُ. ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں میں سب سے زیادہ بہتر شریک ہوں (جسے اپنے عمل میں شریک کیا جا سکتا ہے) سو جس نے کوئی کام کیا اور اس میں میرے سوا کسی اور کو شریک کیا تو میں اس سے بری ہوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي. ❸

---

❶ مسند الشافعي: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، ج ۱ ص ۲۶۴

❷ مسند أحمد: مسند أبي هريرة، ج ۱۳ ص ۳۷۷، رقم الحديث: ۷۹۹۹

❸ مسند أحمد: مسند أبي هريرة، ج ۱۴ ص ۱۶۸، رقم الحديث: ۸۴۵۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کہیں گے کہاں ہیں وہ جو میرے جلال پر شیدائی تھے، آج میں ان کو اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ (رحمت) کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: كَذَّبَنِی عَبْدِی وَلَمْ یَكُنْ لَهُ لِیُكَذِّبَنِی. ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا مجھے میرے بندے نے جھٹلا دیا اور اسے اس کا حق نہ تھا کہ میری بات جھٹلائے۔

دورِ حاضر کے منکرینِ حدیث

اگر چہ دور حاضر کے منکرین حدیث مختلف طبقات اور متعدد افکار ونظریات میں بٹے ہوئے ہیں اور انکارِ حدیث کے کچے دھاگے کی بودی لڑی میں منسلک ہونے کے باوجود بھی وہ بجائے ایک دوسرے کے نظریات اور افکار میں قریب ہونے کے بعید تر ہیں "تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى"

ان تمام کے نظریات وعقائد اور اخلاق کا بتانا اور مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا تو ہمارے حیطہ امکان سے بالکل باہر ہے اور بغیر اس کے کہ مسلمان ان کے باطل نظریات کو پڑھ کر لاحول پڑھ کر دادِ تحسین دیں اور ان سے نفرت کا اظہار کریں اور فائدہ بھی بھلا کیا ہوسکتا ہے؟ مگر مثال مشہور ہے "مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ"

ہم ان میں سے بعض چیدہ چیدہ حضرات کے (جو بزعم خود اور بخیال اتباع واذناب آنہا بڑے محقق ومدقق صاحبِ علم اور اہلِ قلم ہیں) چند عقائد واقوال اور نظریات وافکار خود

❶ مسند أحمد: مسند أبی هریرة، ج ۱۴ ص ۲۶۲، رقم الحدیث: ۸۶۱۰

انہیں کی عبارت وتحریرات سے بقید کتاب پیش کرتے ہیں تاکہ مسلمان ان کے خیالات ورجحانات سے قدرے واقف وآگاہ ہوجائیں اوران کوبھی دعوت الی القرآن کے نظر بظاہر دلآویز اورخوشنما مگر درحقیقت حددرجہ مہلک پروگرام کاعلم ہوجائے جو ''**كلمة الحق أريد بها الباطل**'' کا مصداق ہے اورصرف ان کا ''قال'' ہی نہیں بلکہ ان کے ''قال'' سے گزر کران کے کچھ عقائد ونظریات کا حال بھی خودان کی زبانی معلوم ہوجائے کیونکہ:

اگرہم عرض کریں گےتو شکایت ہوگی

(۱) عبداللہ چکڑالوی

منکرین حدیث میں سے عبداللہ چکڑالوی بانی فرقہ (نام نہاد) اہل القرآن نے حدیث اورحدیث ماننے والوں کے حق میں جوگوہرافشانی کی ہے اوردلِ ماؤف کی بھڑاس جس انداز سے نکالنے کی لاحاصل کوشش اورکاوش کی ہے ان میں سے چند ملاحظہ کیجئے:

۱......تمام مسلمان براہین قاطعہ کے تحت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اورفخر العالمین ہیں، مگر چکڑالوی صاحب ایسے کہنےکوخرافات اورلغویات میں شمارکرتے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کے ایک نظریہ پرتنقید کرتے ہوئےتحریر کرتے ہیں:

یہ اعتقادرکھتے ہیں کہ آپ اپنے پیٹ پر تین تین دن پتھر بھوک کے مارے باندھے پھرتے تھے،اور(معاذ اللہ)ان کودنیائے فانی میں نان جویں بھی اللہ تعالی کے اتنے بڑے بڑےخزانوں سے مرزوق وموہوب نہیں ہوتی تھی...... باوجوداس قدر ذلت اورحقارت وتوہین واہانت محمد رسول اللہ سلام علیہ پھرطوطے کی طرح سید المرسلین وفخر العالمین وغیرہ وغیرہ۔ ❶

۲......قطعی دلائل سے یہ ثابت ہے کہ کبھی کسی رسول اورنبی پرالقاء شیطان کا اثرنہیں

❶ بلفظہ ترجمۃ القرآن: تحت قوله **قالت هو من عند الله** ج۳ ص۱۴۳

ہوا، اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کبھی نہیں ہوا۔

مگر چکڑالوی صاحب لکھتے ہیں:

رسول اللہ کی زبان مبارک سے دین کے متعلق یا قرآن شریف نکلتا تھا یا سہواً اپنے خیالات وقیاسات جن میں القاء شیطانی موجود ہوتا تھا جن کو خدا تعالی نے منسوخ و مذکور فی القرآن کر کے آپ کی اُن سے بریت کردی۔ ❶

۳...... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام قولی اور فعلی حدیثیں نیز حضراتِ صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق رہا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہئے، اس تکبیر کو تحریمہ کہا جاتا ہے، مگر عبداللہ چکڑالوی صاحب کہتے ہیں کہ اللہ اکبر تو کفارِ مکہ کی تکبیر ہے۔ ❷

ص ۱۳ میں لکھا ہے کہ یہ کلمہ از روئے قرآن مشرکانہ کلمہ ہے۔ اور شرک کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کا معنی ہے اللہ سب سے بڑا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اور بھی الٰہ ہیں مگر اللہ ان سب سے بڑا ہے، لہذا یہ شرک ہوا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ ہے چکڑالوی صاحب کی قرآنی بصیرت، اور منطق، نحو اور گرامر کے اس سہل مسئلہ سے بھی ان کی نگاہ چوک گئی ہے کہ یہاں اسم تفضیل ''أکبر'' اضافت کے ساتھ مستعمل نہیں ہے بلکہ ''من'' کے ساتھ استعمال ہوا ہے اور اصل یوں ہے ''الله أكبر من كل شئ'' یعنی اللہ ہر شے سے بڑا ہے، یہاں اور الٰہوں کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ شرک لازم آتا ہے، اور نعرہ تکبیر مسلمانوں کا ایک امتیازی نشان سمجھا جاتا تھا اور اب بھی بفضلہٖ تعالی سمجھا جاتا ہے، لیکن چکڑالوی صاحب اس کو کفر کی تکبیر اور مشرکانہ کلمہ کہتے ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

آپ کے سامنے چکڑالوی صاحب کے تین خرافات کا ذکر کیا گیا اس طرح کے اس

❶ بلفظہ اشاعۃ القرآن ص ۴۴ ❷ بلفظہ اشاعۃ القرآن: شوال ۱۳۴۰ھ

کے اور بھی بہت سارے خرافات ہیں مثلاً تراویح کی نماز کو ضلالت سے تعبیر کرنا، حضور کی شفاعت کا انکار، ایصالِ ثواب کا انکار، اور بھی بہت سے خرافات ہیں جن کو ہم نے اختصار کے پیش نظر چھوڑ دیا۔

(۲) حافظ اسلم جیراجپوری

حافظ اسلم صاحب بھوپال کے ایک مشہور غیر مقلد عالم مولانا سلامت اللہ صاحب کے فرزند اور موجودہ دور میں انکارِ حدیث کے ایک بہت بڑے ستون بلکہ بعض وجوہ سے مرکز ہیں، انہیں کے علوم وفنون سے متمتع ہوکر جناب پرویز صاحب پروان چڑھے ہیں۔

۱...... اسلم صاحب حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نہ حدیث پر ہمارا ایمان ہے اور نہ اس پر ایمان لانے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے، نہ حدیث کے راوی پر ہمارا ایمان ہے نہ اس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، پھر کس قدر عجیب بات ہے کہ ایسی غیر ایمانی اور غیر یقینی چیز کو ہم قرآن کی طرح دینی حجت مانیں۔ ❶

مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا عین ایمان ہے اور بہت سے احکام ومسائل ایسے ہیں جن کا فیصلہ آپ نے زمانہ رسالت میں صادر فرمایا، اور ایسی تمام جزئیات قرآن کریم میں مذکور نہیں ہیں، اور آپ کے ہر ایسے ارشاد اور حکم کو جو قرآن کریم میں موجود نہ ہو مسلمان اسے حدیث کہتے ہیں، اور اس کی نفی پر کوئی عقلی اور نقلی طور پر کوئی مبنی بر انصاف اور ٹھوس دلیل نہ آج تک کسی نے پیش کی ہے اور نہ ہی تا قیامت پیش کی جاسکتی ہے، شکوک وشبہات، خرافات اور اِدھر اُدھر کی باتوں کا ذکر نہیں کیونکہ وہ تو ابتدائے آفرینش سے آج تک بدستور چلی آرہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہیں گی۔

❶ بلفظہ مقام حدیث: ج ا ص ۱۶۹

کیا جناب اسلم صاحب کا قرآن کریم کے اس محکم اور صریح حکم پر بھی ایمان ہے یا نہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

فَلاَ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (النساء: ۶۵)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے ''یحکموک'' فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ہر اختلاف اور نزاع میں حکم اور فیصل بنایا اور حلف اٹھا کر ضروری قرار دیا گیا۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فیصلہ کو ماننا اور بلا چون و چرا تسلیم کرنا ایمان نہیں تو اللہ تعالی نے قسم اٹھا کر ایسا کیوں فرمایا ہے؟ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم، حدیث اور ارشاد پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا تو اللہ تعالی نے ''حتی یحکموا القرآن'' کی تعبیر کو چھوڑ کر ''حتی یحکموک'' کی تعبیر کو کیوں اختیار فرمائی ہے؟ اور ''مما قضی القرآن'' کی تعبیر کو ترک کر کے ''مما قضیت'' کی تعبیر کو کیوں اختیار فرمائی ہے؟

کاش کہ برائے نام دعوت الی القرآن دینے والے قرآن کریم کے اس صریح اور واضح حکم کو بھی ملاحظہ کر لیتے۔

یہ یاد رہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ بحیثیت رسول اور نبی ہوگا (کیونکہ اسی آیت سے پہلے ''مَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ'' والی آیت میں اس کی تصریح موجود ہے) اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اس فیصلہ کو جو قرآن کریم میں نہ ہو مسلمان وحی خفی اور حدیث سے اسے تعبیر کرتے ہیں اور نص قرآنی سے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، یہ الگ بات ہے کہ منکرین حدیث اعذارِ باطلہ کو بہانہ بنا کر اس آیت کے

صریح حکم سے اعراض کریں:

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

۲......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ.

(لقمان: ٦)

ترجمہ: اور بعض لوگ وہ ہیں جو خریدتے ہیں کھیل (اور گانے بجانے) کی باتیں تاکہ وہ گمراہ کر دیں اللہ کے راستے سے بن سمجھے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بعد ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر، حضرت عکرمہ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد رحمہم اللہ اور دیگر حضرات ''لہو الحدیث'' کی تشریح وتفسیر غناء (گانے) سے کرتے ہیں، مگران کے مقابلے میں حافظ اسلم صاحب اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

اور بعض آدمی وہ ہے جو حدیث کے مشغلہ کے خریدار ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بلا علم (یقین) کے جھٹکا دیں اور اس کو مذاق بنالیں۔ ❶

دیکھا آپ نے منکرین حدیث کے مفسر صاحب کو کہ اس نے کیا شگوفے کھلائے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مظلوم کتاب کو تحریف کی کُند چھری سے کس طرح ذبح کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

قارئین کرام کو یہ یاد رہے کہ اسلم صاحب کے والد کٹر قسم کے اہل حدیث اور غیر مقلد تھے، اور بھوپال کے اندر اپنے وقت میں حدیث کے مشغلہ کے بڑے خریدار بلکہ ٹھیکیدار تو وہی صاحب تھے اور یہ تفسیر اسلم صاحب ان کے والد خدا کی راہ سے بھٹکانے والوں اور خدا

❶ مقام حدیث: ج ا ص ۱۵۷

کے دین کو مذاق بنانے والوں میں پیش پیش تھے، اور باقی کمی تو اسلم صاحب نے پوری کردی۔

پدر نتواں کرد پسر تمام کرد

جناب اسلم صاحب کے خرافات میں سے دو آپ کے سامنے بیان کئے گئے اس طرح کہ ان کے بہت سے خرافات ہیں، مثلاً معراجِ جسمانی و معجزات کا انکار اور آیاتِ قرآنیہ کی جا بجا تحریف وغیرہ۔

(۳) نیاز فتح پوری

یہ نام اور عنوان اس شخص کے متعلق قائم کیا گیا ہے جو زعم خویش قرآن وحدیث اور تاریخ اسلامی پر بڑی گہری نظر رکھتا ہے، اور جو اپنی قابلیت اور لیاقت کی بناء پر عربی، انگریزی اور اردو کا نامور ادیب اور بیلاگ ناقد اور بیباک محقق سمجھا جاتا ہے، جو ''من ویزدان'' وغیرہ متعدد کتابوں کا مؤلف اور رسالہ ''نگار'' کا مدیر ہے، جو علمائے حق سے الحاد وزندقہ کے مختلف خطابات بھی حاصل کر چکا ہے، اس کے نظریات خود اس کی زبانی ملاحظہ کیجئے:

ا......تمام اہل اسلام ہر زمانہ میں اس کے قائل ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی اسی کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف ونقطہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔

مگر نیاز صاحب اس کا سختی سے انکار کرتے ہیں اور اس عقیدہ کو حد درجہ مضحکہ خیز قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ عام مسلمانوں اور مولویوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن اپنے الفاظ اور اپنی ترتیب کے لحاظ سے بہ تمامہا پہلے لوح محفوظ میں منقوش موجود تھا اور فرشتہ

(جبرئیل علیہ السلام) یہی محفوظ و منقوش کلام رسول اللہ کو آکر سناتا تھا، اور رسول اللہ انہی آسمانی الفاظ کو دہرا دیتے تھے، حد درجہ مضحکہ خیز ہے، اگر قرآن کی زبان عربی نہ ہو بلکہ کوئی نئی زبان (شاید کہ سنسکرت یا گورمکھی یا انگریزی اور روسی وغیرہ) ہوئی تو بھی خیر کچھ کہا جا سکتا تھا لیکن جبکہ وہ بھی زبان میں نازل ہوا تھا جو عام طور پر عرب میں رائج تھی تو اس کے لحاظ کو کیونکر خدائی الفاظ کہا جا سکتا ہے؟

بہر حال قرآن کو خدا کا کلام اس حیثیت سے تسلیم کرنا کہ اس کا ایک ایک نقطہ، ایک ایک لفظ خدا کا بتایا ہوا ہے اور خود رسول اللہ کے عقل و دماغ کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا، خدا کو اس کے منصب سے گرا کر انسان کی حد تک کھینچ لانا ہے اور رسول کو سطح انسانیت سے بھی نیچے گرا دینا ہے۔ ❶

جواب: آپ نے نیاز صاحب کا نظریہ ملاحظہ کیا کہ اگر قرآن کریم کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ منزل من اللہ تسلیم کر لیا جائے تو اس سے خدا تعالیٰ کو انسان کی حد تک کھینچ لانا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اگر حدیث سے بیزاری ہے تو لامحالہ قرآن کریم سے بیزاری ہوگی، اگر صحیح معنوں میں قرآن کریم کو تسلیم کر لیا گیا تو حدیث سے بھی ہرگز استغناء نہیں ہو سکتا، اور آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محدثین کرام اور فقہائے عظام کی ترکِ تقلید اس دنیا میں کیا شگوفے کھلاتی ہے اور انسان پر کس طرح رجعت پڑتی ہے؟ اور ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ'' اور ''اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ'' وغیرہ حدیثوں سے بیزاری کیا نتیجہ لاتی ہے؟ بہر حال نیاز صاحب کے اس ناپاک عقیدہ کے بعد ان کے مزید خرافات پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۴) ڈاکٹر غلام جیلانی برق

ڈاکٹر صاحب بزعم خویش علوم عربی پر عمیق نگاہ رکھنے والے اور بڑے محقق بھی تھے اور

❶ بلفظہ من ویزدان: حصہ اول ص ۵

اب تو ماشاء اللہ ایم اے، پی ایچ ڈی کی ڈگری کے بھی مالک ہیں، اور ''دو قرآن'' ''ایک اسلام'' ''حرف محرمانہ'' اور ''دو اسلام'' وغیرہ کے مؤلف بھی ہیں۔

ان کی کتاب ''دو قرآن'' کے رد میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دار العلوم دیوبند نے ایک بلند پایہ علمی رسالہ لکھ کر گرفت کی ہے، اور ''دو اسلام'' کے جواب میں امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراخان صاحب صفدر رحمہ اللہ نے ''صرف ایک اسلام بجواب دو اسلام'' لکھ کر ان کا رد کیا ہے، اربابِ ذوق ضرور ان کا مطالعہ کریں۔

برق صاحب کی بے اعتدالیوں اور کج رویوں کی داستان بھی کافی طویل ہے مگر ہم صرف چند نقول پر اکتفاء کرتے ہیں، طائرانہ نگاہ سے ان کو بھی ذرا دیکھ لیا جائے:

ا...... برق صاحب احادیث سے متعلق لکھتے ہیں:

احادیث از بس نا قابلِ اعتماد ہیں۔ ❶

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

مرزا صاحب درست فرماتے ہیں کہ تمام حدیثیں تحریف معنوی ولفظی سے آلودہ یا سرے سے موضوع ہیں۔ ❷

اور دوسرے مقام پر یوں لکھتے ہیں:

لیکن حدیث اس کا تو وہ ستیاناس ہوا کہ اس سے زیادہ محرف، بریدہ، تراشیدہ اور مسخ شدہ لٹریچر دنیا کے صحیفے پر موجود نہیں۔ ❸

اس کے مقابلے میں برق صاحب کے نزدیک تمام صحف سابقہ تورات، زبور اور انجیل وغیرہ میں کوئی تحریف نہیں ہوئی، چنانچہ وہ اپنے مزعوم تاریخی شواہد میں لکھتے ہیں کہ صحف سابقہ میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ ❹

❶ بلفظہ حرف محرمانہ: ص۴۳ ❷ بلفظہ حرف محرمانہ: ص۵۷ ❸ بلفظہ دو اسلام: ص۱۰۸

❹ ایک اسلام: ص۱۲۲

۲......صرف یہ کہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا ہی برق صاحب کے نزدیک قبولِ اعمال کی بنیادی شرط سے خارج ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ضروری نہیں ہے، چنانچہ ''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ ''وغیرہ صریح آیات کو چھوڑ کر غیر متعلق آیات سے (جن میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو محض اس لئے ملامت کی ہے کہ وہ تورات وانجیل پر باوجود دعوائے ایمان کے ایمان نہیں لائے، کیونکہ اگر وہ ان پر ایمان لاتے تو ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت بھی تسلیم کرتے جن کی خوشخبری تورات اور انجیل میں مصرح ہے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا) استدلال کرتے ہوئے برق صاحب کچھ یوں لکھتے ہیں:

ملاحظہ فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ ''وَلَوْ أَنَّھُمْ قَالُوْا ''میں نیک یہود ونصاریٰ کو مژدہ رحمت سنایا ہے یہ لوگ خدا اور آخرت پر تو ایمان رکھتے تھے لیکن ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل نہ تھے، ممکن ہے کہ مُلّا میری اس تحریر پر بھڑک اٹھے اور کہے کہ لو جی یہ زندیق اور ملحد نجات کے لئے ایمان بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضروری نہیں سمجھتا۔

جی حضرت مولانا! مجھ پر مت برسیئے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ رہا قرآن سنا رہا ہوں، اللہ کا فیصلہ بیان کر رہا ہوں۔ ❶

جواب یہ ہے منکرین حدیث کی قرآنی بصیرت اور قرآنی زاویہ نگاہ جس کی طرف وہ گلے پھاڑ پھاڑ کر اور قلم اور انشاء کا زور صَرف کر کے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں جس میں نہ ایمان بالرسل ضروری ہے اور نہ ہی ایمان بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (العیاذ باللہ)

بالکل سچ فرمایا ہے جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس امت میں اختلاف رونما ہوگا اور ایک ایسا فرقہ پیدا ہوگا جو بات تو اچھی اور معقول کہے گا مگر پرلے درجے کا

❶ بلفظہ ایک اسلام: ص ۴۶

بدعمل ہوگا، وہ قرآن تو پڑھے گا مگر اس کے حلق سے نیچے قرآن نہیں اترے گا، دین سے وہ ایسا نکل جائے گا جیسے تیر شکار کو چھید کر کے آگے نکل جاتا ہے، وہ خدا کی ساری مخلوق سے بدتر ہوگا۔

پھر آگے ارشاد فرمایا:

يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ. ❶

وہ لوگوں کو اللہ کی کتاب کی طرف دعوت تو دے گا مگر کتاب اللہ سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

یقیناً اسی زمانے میں وہ گروہ نام نہاد اہل قرآن کا ہے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ (لاریب فیہ)

برق صاحب کے ان دو خرافات کو دیکھنے کے بعد اب آپ خود ان کا اندازہ لگائیں۔

بہر حال اگر ذوقِ مطالعہ ہو تو حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''صرف ایک اسلام بجواب دو اسلام'' کا مطالعہ کریں، اس میں حضرت نے برق صاحب کی طرف سے حدیث اور دینِ اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے مفصل جواب دیئے ہیں۔

(۵) ڈاکٹر احمد دین

اس گروہ کے ایک رکن ڈاکٹر صاحب بھی ہیں جو حدیث کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور عمل بالحدیث کو شرک قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ کے نام پر منسوب کردہ باطل روایات پر عمل کرنا توحید نہیں بلکہ اصل شرک ہے، جو نہایت ارادہ سے اور بڑے غور سے سمجھ کر کیا جاتا ہے اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ مشرک

❶ سنن أبی داود: كتاب السنة، باب فی قتال الخوارج، رقم الحديث: ۴۷۶۵

کے لئے کبھی بھی نجات نہیں ہے مشرک ابدی جہنمی ہے۔ ❶

نیز لکھتے ہیں:

اور ہم لوگ بھی وحدتِ الٰہی حاصل کرتے ہوئے اہلِ حدیث بنے تھے پھر معلوم ہوا کہ یہاں بجائے وحدتِ الٰہی کے وہ شرک ہے جو نہایت سمجھ سوچ کر بڑے غور سے کیا جاتا ہے۔ ❷

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

کیونکہ کتب صحاح ستہ قطعی طور پر قرآن مجید کے خلاف ہیں۔ ❸

نتیجہ بالکل واضح ہے کہ جب صحاح ستہ بلا استثناء قطعی طور پر قرآن مجید کے خلاف ہے تو ان میں تمام روایات باطل ٹھہریں، اور ان پر عمل کرنا اصل شرک ہے اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ مشرک ابدی جہنمی ہے اس کو لمحہ بھر کے لئے دوزخ سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہزار سال سے زیادہ ہوگیا ہے کہ تمام فقہاء، محدثین اور بزرگانِ دین بلکہ عام مسلمان بھی بقدر وسعت صحاح ستہ پر عمل کرتے رہے ہیں اور اب بھی عمل کرتے ہیں، لہذا یہ سب کے سب مشرک اور جہنمی ہیں اور ان کو کبھی بھی نجات نہیں ہوسکے گی (العیاذ باللہ) ہاں اگر جنت کے وارث ہیں اور توحید کے دلدادہ ہیں تو صرف وہ لوگ ہیں جو حدیث کا سرے سے انکار کرتے ہیں اور اس کو باطل قرار دیتے ہیں۔

لیجئے دین وایمان کتنا سہل اور آسان ہوگیا اور منکرین حدیث کا امت مرحومہ پر کیسا اور کتنا عظیم احسان ثابت ہوگیا کہ وہ تا قیامت ان کے احسان کے شکر کے سبکدوش نہ ہوسکے۔ (العیاذ باللہ)

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا معلوم اگر تم غمگین ہوتے تو کیا کرتے

❶ بلفظ پیغام توحید: ص۵ ❷ پیغام توحید: ص۱۶ ❸ پیغام توحید: ص۵

نیز ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

ان روایات کے مصنفین کی مثال یہ ہے کہ جس طرح سامری نے ''مِنْ أَثَرِ الرَّسُوْلِ'' کہہ کر بنی اسرائیل کی قوم سے بچھڑے کی پرستش کروائی تھی، اسی طرح ان روایات کے مصنفین نے ''قال رسول اللہ'' کہہ کر اس مصنوعی حدیث کی پرستش کروائی ہے۔ ❶

اور ڈاکٹر صاحب ان مصنفین کے نام مع ان کی سنِ وفات کے پیغام توحید کے صفحہ نمبر ۴ میں لکھ کر ان کے نام یہ بتاتے ہیں: بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی۔

اور پھر طویل بحث کے بعد آگے یوں تحریر کرتے ہیں:

یہ مذکورہ لوگ صحاح ستہ روایات کو تیار کرنے والے ہیں جو مسلمانوں میں فرقہ بندی کرنے کے اصل موجد ہیں، جنہوں نے جناب رسول اکرم کی وفات کے اڑھائی سو سال بعد مختلف فرقوں کی بنیادیں قائم کی ہیں، یہ لوگ مسلمانوں کے امام بتائے جاتے ہیں جو محمد رسول اللہ کے نام کی طرح ہی مانے جاتے ہیں۔ ان اماموں نے اپنی بائبل کی جھوٹی روایات کو اور اپنی ذاتی افتراء کو رسول اللہ کے نام پر لوگوں کو منوائی ہیں۔ ❷

ڈاکٹر احمد دین صاحب ان محدثین پر برستے ہوئے لکھتے ہیں:

جناب رسول اللہ اور مؤمنین نے جس وقت تبلیغِ قرآن شروع کی تھی تو مخالفین یہود ونصاری اور دیگر کفار مخالفت کرنے لگے اور ہر طرح سے تبلیغ کو روکتے رہے...... مذکورہ جماعت مخالفین کی ہے جس کی بابت قرآن مجید میں مفصل اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے، یہی جماعت منافقین کی ترقی کرتے ہوئے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ زمانہ گزر جانے کے بعد یہ کتابیں بنا کر اپنے مذہب بائبل کی اشاعت کرنی شروع کر دی۔ ❸

❶ بلفظہ پیغام توحید: ص ۷ ❷ بلفظہ پیغام اتحاد بالقرآن: ص ۴ ❸ بلفظہ پیغام باتحاد القرآن: ص ۱۲

آپ کے سامنے ڈاکٹر احمد دین صاحب کے چند خرافات ذکر کئے گئے سب کے ذکر کے لئے دفاتر چاہئیں۔

(۶) علامہ مشرقی صاحب

علامہ مشرقی کے عقائد اور نظریات اعمال واخلاق کی حقیقت بھی اکثر مسلمانوں پر بالکل منکشف ہے، وہ بھی عام منکرین حدیث کی طرح اپنی ناقص عقل اور ناقص فراست کے بل بوتے پر قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اور حدیث کی پابندیوں کو اپنے دیگر رفقائے کار کی طرح گوارا نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں جو جو تحریفات کی ہیں وہ صرف ان ہی کا حصہ ہوسکتی ہیں۔

علامہ صاحب ایک مقام پر بزعم خود قرآن کریم کے فہم کو حدیث سے آزاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث کے شیدائی اس کی کسی ایک آیت کو صحاح ستہ سے بے نیاز نہیں سمجھتے۔ ❶

نیز لکھتے ہیں:

حتی کہ کسی یقینی اور غیر یقینی حدیث کی بھی ضرورت نہیں۔ ❷

ایک اور موقع پر علوم وفنونِ اسلامی پر برستے ہوئے اپنے ماؤف اور بیمار دل کی بھڑاس یوں نکالتے ہیں:

کہیں ''حدثنا'' اور ''قال قال'' کا بےسُرا راگ ہے۔ ❸

اور حصہ عربی میں ایک جگہ ''لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

بفقهكم وأحاديثكم وجهلكم وأباطيلكم. ❹

❶ بلفظہ دیباچہ تذکرہ: ص ۲۶ ❷ بلفظہ مقدمہ تذکرہ: ص ۹۱

❸ بلفظہ دیباچہ: ص ۵۵ ❹ بلفظہ: ص ۱۲۵

یعنی تم اپنی فقہ اور احادیث اور جہالت اور باطل روایات کے سبب قرآن کریم کی تعلیم میں شور و غل مچاتے ہو۔

جب احادیث اور فقہ کا وجود ہی ان کے نزدیک قرآن کریم کی تعلیم میں رخنہ اندازی اور شور و غل مچانے کے مترادف ہے اور جب ''حدثنا'' اور ''قال قال'' کا راگ ہی بے سرا ہے، حتی کہ غیر یقینی حدیث کی طرح کسی یقینی حدیث کی بھی فہم قرآن اور اس کے اجمال کی تفسیر میں ضرورت نہیں تو کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ اس متاعِ کاسد پر اپنا قیمتی وقت صرف اور ضائع کرے؟ اور اس کو لائق اعتنا سمجھے؟ اور جو حضرات اپنی گراں قدر زندگیاں اس علم کے حصول اور پھر اس کی اس کی اشاعت اور ترویج کے لئے وقف کرتے رہے اور اب بھی بفضل اللہ کر رہے ہیں تو علامہ صاحب نے عوام کی نگاہوں میں انہیں معیوب ومعتوب قرار دینے کے لئے ''مولوی کا غلط مذہب'' کے نام سے متعدد رسالے لکھ کر ان کو رسوا کرنے کی ناکام سعی اور کوشش کی ہے، تاکہ جب تک مولوی کا وجود اور لوگوں میں اس کی قدر و منزلت باقی ہے تو براہِ راست حدیث اور فقہ اور اسی طرح دیگر اسلامی علوم وفنون پر کلوخ اندازی کوہ کندن اور کاہ برآوردن کا مصداق ہے۔

لہذا امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے باک اور نڈر چوکیدار کو درمیان سے ہٹانے کی سعی کیوں نہ کی جائے، تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، پھر اسلام پر اپنی مرضی کے مطابق جتنا اور جس طرح دل چاہے گوشت اور پوست چڑھا دیا جائے یہاں تک کہ مسلمانوں کو کافر اور جہنمی اور کافروں کو جنت کا وارث بنا کر حقِ نمک ادا کیا جائے۔

یہ ہے علامہ مشرقی وغیرہ کا خالص اسلامی نظریہ جس کو نقل کرتے وقت دل سیماب کی طرح لرزاں اور قلم شاخ نازک کی مانند جنبش کرتا ہے، مگر کیا جائے آخر مسلمانوں کو ان کے خیر اندیشوں اور بہی خواہوں کا پتہ بھی تو بتاتا ہے۔

حدیث کے انکار اور اس سے بدظن ہونے کے بعد جو ثمرہ اور نتیجہ نکل سکتا تھا علامہ مشرقی صاحب کو بھی اس سے وافر حصہ ملا ہے، چنانچہ ان کے بعض نظریات خود ان کی زبانی درج ذیل ہیں، بغور ملاحظہ کریں۔ ایک مقام پر خدا تعالی کی ہستی اور مذہب پر گفتگو کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

تعجب ہے کہ مذہب کی طرف اس عام میلان کے باوجود ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ نہ ہوسکا کہ کون سا مذہب سچا ہے، کون سا شارع کائنات اللہ تعالی کی منشا کے عین مطابق ہے، مذہب کی سچائی کا معیار کیا ہے؟ نہیں بلکہ خود مذہب کیا شے ہے؟ اور اس کا مقصود بالذات بعینہ کیا ہے؟ خود خدا کی ہستی اور اس کے صحیح منشا کے متعلق آج تک کوئی حتمی اور متفق علیہ دلیل نہیں مل سکی۔ ❶

اس طرح کہ مشرقی صاحب کے اور بھی بہت سے خرافات ہیں۔

(۷) چودھری غلام احمد پرویز

چودھری صاحب اور ان کی جماعت بھی اس کھلی ہوئی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دورِ حاضر میں اسلم جیراجپوری کے بعد پرویز صاحب کی طرح قرآنی بصیرت اور اس میں غور وفکر کا ملکہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے اور حقیقت ہے کہ قرآن کریم کی تحریف جس طرح پرویز صاحب نے کی ہے وہ صرف انہیں کا حصہ ہوسکتا ہے اور اس تحریف میں ان کو وافر حصہ حاصل ہے اور ان کو ایسا لطف آتا ہے کہ وہ بے چارے پھولے نہیں سماتے۔

ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ العزیز اُن کی قرآنی غلطیوں اور تحریفات کو عوام کے سامنے رکھا جائے گا تا کہ ان کی قرآنی بصیرت عامۃ المسلمین پر بھی آشکارا ہو جائے اور خود ان کو بھی معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اس مظلوم کتاب پر کس طرح اور کس قدر ظلم روا رکھا ہے۔

---

❶ بلفظہ دیباچہ: ص۲

اس جگہ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حدیثِ رسول کو چھوڑنے کے بعد انسان کن عقائد اور نظریات کا حامل ہوتا ہے اور روحِ قرآن اور حقیقتِ شریعت سے محض اپنے نفسِ امارہ کی پیروی میں وہ کس طرح سرکشی کرتے ہیں، اور اس کی نارسا عقل قطعیات اور متواترات کا کس طرح انکار واباء کرتی ہے بلکہ اس کو فخر تصور کرتی ہے، ذیل میں پرویز صاحب کے چند زندیقانہ اور ملحدانہ نظریات ملاحظہ کریں۔

ا...... مسلمانوں کا مذہب اور دین جو قرآن کریم اور احادیث پر مبنی ہے ایک اعلیٰ صداقت کا حامل ہے اور حق مذہب ہے، اسی پر نجاتِ اُخروی موقوف ہے "إن الدين عند الله الإسلام" لیکن پرویز صاحب بلا استثناء تمام مسلمانوں کے مذہب کو غلط تصور کرتے ہیں اور اس کو بیخ دین سے اکھاڑ کر پھینکنے کے درپے ہیں، چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

میری قرآن بصیرت نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ جو تصور آج کل مذہب کا لفظ پیش کرتا ہے وہ تصور قرآن کے خلاف ہے، میرے پیش نظر مقصد یہ ہے کہ میں مسلمانوں پر واضح کردوں کہ مذہب کا جو تصور ان کے ذہن میں ہے وہ قرآنی تصور نہیں۔ ❶

دین اور مذہب کا اختراعی فرق ملحوظ رکھ کر مذہب سے فرار اختیار کرنے کا چور دروازہ اپنے سے کھلا چھوڑنا مبصّر قرآن ہی کو زیب دیتا ہے، آپ حیران ہوں گے کہ پرویز صاحب مسلمانوں کے اس غلط تصور کو مٹا کر کون سا طریقہ ان کو بتانا چاہتے ہیں؟ اور کن مسلمانوں کے ساتھ ان کا تعاون واشتراک ممکن ہوسکتا ہے؟ مگر اس کا جواب بھی خود پرویز صاحب ہی اپنی بصیرت قرآنی کے تحت "میری دعوت" کا عنوان قائم کر کے دیتے ہیں:

اگر میری اس دعوت کی مخالفت ہوتی ہے تو اس میں کوئی چیز وجہ تعجب نہیں، اس لئے کہ میری دعوت لوگوں کے ساتھ ساتھ چلنے کی نہیں بلکہ انہیں ان کی موجودہ روش سے روک کر

❶ بلفظہ مقام حدیث: ج۲ ص ۳۱۳

دوسری راہ پر لے جانے کی ہے، مخالفت اس کی نہیں ہوگی جوان کی روش کی تائید کرے گا لیکن جو انہیں اس روش سے روکے گا اس کی مخالفت ناگزیر ہے۔ ❶

مطلب بالکل واضح ہے کہ مسلمانوں کا مذہب ان کی راہ اوران کی روش بالکل جدا ہے اور پرویز صاحب کی بالکل الگ ہے، وہ مسلمانوں کو اپنی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں جس کا کچھ خاکہ آپ کے سامنے آچکا ہے اور مسلمان اس میں ان کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ مخالفت ناگزیر ہے، پھر مصالحت کیسے اور کیوں ہو:

زبان رکھتے ہیں ہم بھی　　　آخر کبھی تو پوچھو سوال کیا ہے

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری کے علاوہ اکیس کتابیں ہیں جن میں ''الجامع الکبیر، المستند الکبیر، کتاب الوحدان، بر الوالدین ''اور ''الأدب المفرد ''وغیرہ تو خالص حدیث کی کتابیں ہیں، صحیح بخاری میں انہوں نے تقریباً چھ لاکھ احادیث میں سے ضرورت کے مطابق انتخاب فرما کر حسبِ تحقیق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ حضرات نے (۷۲۷۵) اور غیر مکرر (۴۰۰۰) حدیثیں نقل کی ہیں، جو حدیثیں انہوں نے بخاری شریف میں درج نہیں کی ہیں ان میں بھی بیشتر ان کے نزدیک صحیح تھیں، چنانچہ حافظ ابوالفضل بن طاہر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أنهما تركا كثيرا من الصحيح الذى حفظا. ❷

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے بہت سی صحیح حدیثیں جو ان کو یاد تھیں صحیحین میں درج نہیں کی ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ شیخین (امام بخاری وامام مسلم) نے صحیحین میں تمام صحاح روایات کا استیعاب نہیں کیا۔ ❸

❶ بلفظہ مقام حدیث: ج۲ ص۳۱۳ ❷ کتاب شروط الأئمة: ص ۴۹

❸ المستدرک علی الصحیحین: ج ۱ ص ۳

اور امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فإنهما لم يلتزما استيعاب الصحيح بل صح عنهما تصريحهما بأنهما لم يستوعباه وإنما قصدا جمع جمل من الصحيح. ❶

امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ نے تمام صحیح حدیثوں کے استیعاب کا التزام نہیں کیا بلکہ ان کی اپنی تصریح صحیح سند سے ثابت ہے کہ ہم نے صحیحین میں سب صحیح حدیثیں درج نہیں کیں بلکہ ان کا مقصود تو صحیح حدیثوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کرنا تھا۔

ان تمام ٹھوس اقتباسات سے یہ معلوم ہوا کہ نہ تو امام بخاری رحمہ اللہ اس کے قائل تھے کہ جو حدیثیں صحیح بخاری میں درج نہیں ہیں وہ ضعیف اور مسترد ہیں اور نہ محدثین کرام یہ سمجھے ہیں، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی اپنی تصریح سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ''**الجامع الصحيح**'' کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں ہیں جو صحیح ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ ان کو صحیح ہی کہتے ہیں، لیکن اس کے برعکس پاکستان کے مبصّر قرآن جناب پرویز صاحب شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر لکھتے ہیں:

امام بخاری نے چھ لاکھ حدیثیں اکٹھی کیں یعنی جو لوگ ان کے سامنے موجود تھے ان سے سنیں اور اس کے بعد اپنی بصیرت کے مطابق ان میں سے پانچ لاکھ ستانوے ہزار کو نا قابلِ اعتبار سمجھ کر مسترد قرار دیدیا اور بقایا تین ہزار کے قریب اپنی کتاب میں درج کیں۔ ❷

یہاں یہ لکھا ہے اور دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں:

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تقریبا چھ لاکھ روایات میں سے پانچ لاکھ چورانوے ہزار کو مسترد کردیا اور قریب چھ ہزار احادیث کو اپنی کتاب میں درج کیا۔ ❸

❶ شرح النووی علی مسلم: ج ۱ ص ۲۴

❷ بلفظہ مقام حدیث: ج ۱ ص ۷۵ ❸ بلفظہ مقام حدیث: ج ۲ ص ۳۲۴

(۸) تمنا عماوی پھلواروی

منکرین حدیث میں سے تمنا عمادی صاحب کا مقام بہت اونچا ہے، وہ اس جماعت میں بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور ان کی حمایت کے خیال میں ان کو اسماء الرجال اور طبقات رواۃ پر گہرا اور عمیق مطالعہ حاصل ہے اور یہ ایک بالکل حقیقت ہے کہ وہ محض سینہ زوری اور طباعی سے بات کا پتنگڑ بنانے میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں اور اپنے ذہن میں ہوائی قلعے تعمیر کر کے ان میں پناہ گزیں ہوتے ہیں اور رواۃ کے بارے میں زمین آسمان کے خوب قلابے ملاتے ہیں اور اس فن میں ان کو ایسا کمال حاصل ہے کہ تاریخی طور پر جو دو اشخاص بالکل الگ الگ قوم اور نسب، وطن اور زمانہ میں گزرے ہوں مداری کی طرح ان کو ایک ثابت کرنا تمنا صاحب کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔

تمنا صاحب لکھتے ہیں:

''**مثله معه**'' والی حدیث موضوع ومکذوب صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ ❶

جو شخص حدیث کے ذخیرہ کو تسلیم نہیں کرتا یا سب کو موضوع اور مکذوب اور منافقین عجم کی سازش کا نتیجہ قرار دیتا ہے تو اس کو اپنے اس خود ساختہ قاعدہ کے تحت اس حدیث کو بھی موضوع اور مکذوب کہنا چاہئے بحث اس سے نہیں ہے اور نہ ہم اس حصہ میں اس موقع پر ان پر کوئی گرفت کرتے ہیں، بحث صرف اس سے ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے، حالانکہ ''**ألا وإني أوتيت الكتاب ومثله معه إلخ** '' صحاح ستہ کی مرکزی کتاب ابوداود جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ پر موجود ہے۔

تمام اہلِ اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ حضراتِ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے پوری محنت اور مشقت خالصتاً دینی جذبہ اور ولولہ اور کامل خلوص اور للّٰہیت سے آنحضرت صلی

---

❶ مقام حدیث: ج ۲ ص ۶۲ م

اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا اور اپنی تحریرات میں بھی محفوظ رکھا اور بے حد جرأت اور بہادری سے انہوں نے یہ امانتِ عظمیٰ اُمتِ مرحومہ تک پہنچائی ہے۔

مگر عمادی صاحب جمع احادیث کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں کہ منافقین عجم کی سازش کا نتیجہ ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اور منافقین عجم نے اپنے مقاصد کے ماتحت جمع احادیث کا کام شروع کرنا چاہا تو انہیں منافقین عجم کے آمادہ کرنے سے اس وقت خود ابن شہاب کو خیال ہوا کہ ہم حدیثیں جمع کرنا شروع کر دیں تو یہ مدینہ پہنچے اور کوفہ بھی اور مختلف مقامات سے حدیثیں حاصل کیں اور پھر بیسیوں راویوں کے ساتھ رہے۔ ❶

نیز لکھتے ہیں:

انہیں منافقین عجم کی ایک جماعت نے اپنا اثر رسوخ فی الدین اور ظاہری زہد وتقوی دکھا کر ابن شہاب زہری کو جمع احادیث پر آمادہ کیا، یہ اپنی تجارتی اور زراعتی کاروبار کی وجہ سے اپنے وطن مقام ایلہ میں رہا کرتے تھے، مگر ایک بہت بڑی دینی خدمت سمجھ کر اس مہم پر آمادہ ہو گئے اور سن ۱۰۱ھ کے بعد مدینہ آکر یہاں کے لوگوں سے حدیثیں لیں اور پھر کوفہ، بصرہ اور مصر وغیرہ مقامات سے بھی روایتیں حاصل کیں اور ہر راہ چلتے سے جو حدیث بھی مل جاتی لکھ لیتے، اور یاد کر لیتے اور وہی منافقین خود بھی پھر ان کے پاس آکر حدیثیں لکھوانے لگے اور دوسرے وضاعین کذابین کو ان کے پاس بھیج بھیج کر ان سے بھی حدیثیں ان کے پاس جمع کرانے لگے۔ ❷

اور پھر آگے لکھا ہے:

کیونکہ ۱۰۱ھ سے پہلے تحصیل احادیث کے لئے شہر شہر قریہ قریہ کے اسفار کا دستور نہ تھا

❶ بلفظہ طلوعِ اسلام: ص ۱۸ ماہ ستمبر ۱۹۵۰ء ❷ طلوع اسلام: ص ۵۴، ماہ ستمبر ۱۹۵۰ء

نہ کسی کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تھی، منافقین عجم کے ''**قال رسول اللہ، قال رسول اللہ**'' کے مفسدانہ شور سے اہلِ حق کے کان بھر گئے۔

غرض جب ۱۰۱ھ سے پہلے حدیثیں لوگوں سے سنیں تو ان میں زیادہ تر وہی حدیثیں ہوں گی جن کو انہوں نے منافقین عجم ہی سے سنا ہوگا، چاہے وہ ان کا نام لیں یا نہ لیں۔ ❶

یہ ہیں وہ علمی جواہر پارے جو تمنا عمادی صاحب نے صفحہ قرطاس پر ثبت فرمائے ہیں اور طلوعِ اسلام نے ان کے یہ عمل اور گوہر اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے پیش کئے ہیں اور جن منکرین حدیث کو بڑا ناز ہے کہ ہمارے محقق نے حدیث کی بنیادیں ہی کھول کھول کر رکھ دی ہیں۔ اب ہم عوام کو یہ سمجھانے کے قابل ہیں کہ واقعی حدیث کا پس منظر اور پیش منظر نرا سَراب ہے لیکن ایک سمجھ دار اور منصف مزاج آدمی جس کے دل میں خوفِ خدا اور فکر آخرت کے ساتھ اسلام اور اسلامی تاریخ سے کچھ بھی لگاؤ ہے وہ بھلا ان بے معنی باتوں اور لایعنی دلیلوں سے کب تک متاثر ہوسکتا ہے، وہ تو صرف یہ کہہ کر مسکرا دے گا ''**ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ**'' کا صحیح نفس الامری اور خارجی مصداق یہی ہیں۔

فائدہ: منکرینِ حدیث کے متعلق یہ تمام تفصیلات امام اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ''انکارِ حدیث کے نتائج'' سے ماخوذ ہے۔

---

❶ طلوع اسلام: ص ٦٠، ماہ ستمبر ۱۹۵۰ء

أنواع كتب الحديث

پہلے ہم کتب حدیث کی اقسام کو اجمالاً ذکر کریں گے اس کے بعد تفصیلاً ذکر کریں گے:

ا ...... كتب الصحاح ۲ ...... كتب الجوامع ۲ ...... كتب السنن ۴ ...... كتب المسانيد ۵ ...... كتب غريب الحديث ۶ ...... كتب أسباب ورود الحديث ۷ ...... كتب التخريج ۸ ...... كتب الموضوعات ۹ ...... كتب شروح الحديث ۱۰ ...... كتب المصاحف ۱۱ ...... كتب الأطراف ۱۲ ...... كتب الأجزاء ۱۳ ...... كتاب الفهارس ۱۴ ...... كتب العلل ۱۵ ...... كتب الأحاديث المشتهرة ۱۶ ...... كتب المستخرج ۱۷ ...... كتب التجريد ۱۸ ...... كتب مشكل الحديث ۱۹ ...... كتب الأذكار ۲۰ ...... كتب الأمالي ۲۱ ...... كتب الزوائد ۲۲ ...... كتب المسلسلات ۲۳ ...... كتب الجمع ۲۴ ...... كتب المعاجم ۲۵ ...... كتب المشيخات ۲۶ ...... كتب الأربعينات ۲۷ ...... كتب الوحدان ۲۸ ...... كتب المستدرك ۲۹ ...... كتب التراجم ۳۰ ...... كتب الثلاثيات ۳۱ ...... كتب الناسخ والمنسوخ ۳۲ ...... كتب المختصر ۳۳ ...... كتب الترتيب ۳۴ ...... كتاب الترغيب والترهيب ۳۵ ...... كتب الموطآت ۳۶ ...... كتب المصنفات ۳۷ ...... كتب الأحكام ۳۸ ...... كتب الأفراد والغرائب

(۱) پہلی قسم: ''كتب الصحاح''

صحاح صحیح کی جمع ہے، کتب الصحاح احادیث کی ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جس میں اس کے مصنف نے اپنی شرائط واستقراء کے مطابق تمام صحیح روایات کو جمع کیا ہو، جن میں سے چند ایک مطبوعہ کتابیں یہ ہیں:

۱...... ''صحیح البخاری'' اس کے مصنف امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) ہیں۔

۲...... ''صحیح مسلم'' اس کے مصنف امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) ہیں۔

۳...... ''صحیح ابن خزیمة'' یہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۴...... ''صحیح ابن حبان'' یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) کی تصنیف ہے۔

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں تمام احادیث صحیح ہیں، البتہ پہلی دو کتابوں (بخاری، مسلم) کی صحت پر امت کا اجماع ہے، باقی دو کتابوں میں صحیح روایات کے ساتھ حسن اور ضعیف روایات بھی موجود ہیں۔

(۲) دوسری قسم: ''کتب الجوامع''

جوامع جامع کی جمع ہے، کتب الجوامع ان کتب احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں آٹھ قسم کے مضامین کی احادیث ہوں:

۱...... ''سِیَر'' یعنی جہاد اور ان کے احکامات سے متعلق احادیث۔

۲...... ''آداب'' یعنی معاشرت میں آداب سے متعلق احادیث۔

۳...... ''تفسیر'' تفسیر قرآن سے متعلق احادیث۔

۴...... ''عقائد'' عقیدہ سے متعلق احادیث۔

۵...... ''فِتَن'' امت میں قربِ قیامت سے پہلے برپا ہونے والے فتنوں سے متعلق احادیث، اور وہ روایات جن میں آپ نے بڑے بڑے واقعات کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔

۶......''اَشراط'' علاماتِ قیامت سے متعلق احادیث۔

۷......''اَحکام'' احکامات سے متعلق احادیث۔

۸......''مناقب'' صحابہ وصحابیات اور مختلف قبائل وطبقات سے متعلق احادیث۔

ان آٹھ اقسام کو ایک شاعر نے اپنے اس شعر میں قلمبند کیا ہے:

سیر وآداب، تفسیر وعقائد　　　فتن واشراط، احکام ومناقب

کتب الجوامع میں سے چند کتابیں درج ذیل ہیں:

۱......''**جامع معمر بن راشد**'' یہ امام معمر بن راشد رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۳ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......''**جامع سفیان الثوری**'' یہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۳......''**جامع صحیح البخاری**'' یہ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۴......''**جامع صحیح مسلم**'' یہ امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۵......''**جامع سنن الترمذی**'' یہ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔

ان کتابوں میں صحیح مسلم پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ جامع نہیں ہے، دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس میں تفسیر کی احادیث کم ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کتاب کے جامع ہونے کے لئے آٹھ مضامین کی احادیث کا اس میں موجود ہونا شرط ہے چاہے وہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں ہوں، جامع ہونے کے لئے کثرت کی قید نہیں ہے۔ لہٰذا صحیح مسلم جوامع میں شامل ہے۔

(۳) تیسری قسم: ''کتب السنن''

سنن سنت کی جمع ہے، کتب السنن ان کتبِ احادیث کو کہا جاتا ہے کہ جن میں احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو۔

کتب السنن کی مطبوعہ کتب میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱......''سنن الشافعی'' یہ امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......''سنن سعید بن منصور'' یہ امام سعید بن منصور رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) کی تصنیف ہے۔

۳......''سنن ابن ماجه'' یہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) کی تصنیف ہے۔

۴......''سنن أبی داود'' یہ امام ابوداود رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) کی تصنیف ہے۔

۵......''سنن الترمذی'' یہ امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔

۶......''سنن النسائی'' یہ امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) کی تصنیف ہے۔

۷......''سنن الدار قطنی'' یہ امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی تصنیف ہے۔

(۴) چوتھی قسم: ''کتب المسانید''

مسانید مسند کی جمع ہے، کتب المسانید ان کتبِ احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں احادیث کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو۔

پھر کبھی صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے احادیث کو جمع کیا جاتا ہے، مثلاً پہلے خلفائے راشدین کی احادیث، پھر بقیہ عشرہ مبشرہ کی احادیث۔ کبھی تقدم زمانی کے اعتبار سے احادیث کو جمع کیا جاتا ہے، یعنی سب سے پہلے جس صحابی نے ایمان لایا پہلے اس کی احادیث پھر اس کے بعد ایمان لانے والے کی احادیث، اسی طرح ترتیب سے الی آخرہ۔ اور کبھی صحابہ کی احادیث کو حروفِ تہجی کے اعتبار پر جمع کیا جاتا ہے، مثلاً پہلے ''الف'' سے جن

صحابہ کے نام آتے ہیں ان کی روایات پھر جن صحابہ کے نام ''ب'' سے آتے ہیں ان کی روایات الی آخرہ۔

کتب مسانید میں سے چند معروف کتب درج ذیل ہیں:

۱......''**مسند أبی داود الطیالسی**'' یہ امام ابوداود طیالسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......''**مسند الحمیدی**'' یہ امام حمیدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) کی تصنیف ہے۔

۳......''**مسند أحمد**'' یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی تصنیف ہے۔

(۵) پانچویں قسم: ''کتب غریب الحدیث''

کتب غریب الحدیث ان کتبِ احادیث کو کہا جاتا ہے کہ جن میں احادیث کے اندر موجود مشکل الفاظ کی تشریح کی گئی ہو۔

کتب غریب الحدیث میں سے چند کتب درج ذیل ہیں:

۱......''**غریب الحدیث**'' یہ علامہ ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......''**غریب الحدیث**'' یہ امام ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۳......''**غریب الحدیث**'' یہ علامہ خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) کی تصنیف ہے۔

۴......''**الفائق فی غریب الحدیث**'' یہ علامہ جاراللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی

۵۳۸ھ) کی تصنیف ہے۔

۵..... "النھایۃ فی غریب الحدیث" یہ علامہ ابن اثیری الجزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۶..... "مجمع بحار الأنوار فی غریب التنزیل ولطائف الأخبار" یہ علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ) کی تصنیف ہے۔

فائدہ: اس فن کی کتابوں میں سے آخری دو کتابیں "النھایۃ" اور "مجمع بحار الأنوار" جس کے پاس ہوں تو فی الجملہ اس کو دوسری کتابوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔

علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ نے قرآن وحدیث دونوں کے غریب الفاظ کی تشریح کی ہے۔ آپ نے کتب احادیث کے حاشیہ میں دیکھا ہوگا کہ وہاں "النھایۃ" یا "مجمع" لکھا ہوتا ہے، ان سے انہی دو کتابوں کی طرف اشارہ ہے، اس فن پر اردو میں مولانا وحید الزمان صاحب کی "لغات الحدیث" بہت ہی عمدہ ہے، لیکن انہوں نے اس کتاب میں بعض مواقع پر ایسی تشریح کی ہے کہ جس سے کچھ شیعیت کی بو آتی ہے، مزید تفصیل کے لئے علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ کی "آثار الحدیث" ج ۲ ص ۴۳۰ تا ۴۳۵ کا مطالعہ کریں۔

اس کے علاوہ علامہ خالد محمود صاحب کی تین اور کتابیں ہیں جو بہت ہی مفید ہیں:

۱..... آثار التنزیل ۲..... آثار التشریع ۳..... آثار الاحسان

(۶) چھٹی قسم: "کتب أسباب ورود الحدیث"

ان کتب احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں احادیث کے شانِ ورود کا بیان ہوتا ہے، اس موضوع کی مطبوعہ کتب میں مفید دو کتابیں ہیں:

۱..... "اللمع فی أسباب ورود الحدیث" یہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......"جامع أسباب ورود الحدیث" یہ علامہ حمزہ دمشقی کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

(۷) ساتویں قسم: "کتب التخریج"

ان کتبِ احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں کسی کتاب کی معلّق یا بے حوالہ احادیث کی اصل مراجع سے تخریج کی جائے۔

۱......امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) نے "إحیاء علوم الدین" کے نام سے کتاب لکھی، اس میں موجود احادیث کی تخریج حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے استاذ علامہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے کی، اور اس کا نام "المغنی عن حمل الأسفار فی الأسفار فی تخریج ما فی الإحیاء من الأخبار" رکھا، یہ تخریج اصل کتاب کے ساتھ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ کے نسخے میں موجود ہے۔

۲......علامہ جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) نے تفسیر کشاف لکھی، اس میں موجود احادیث کی تخریج علامہ زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے "الکاف الشافی فی تخریج أحادیث الکشاف" کے نام سے کی، اور یہ تخریج اصل تفسیر کے ساتھ قدیمی کتب خانہ سے طبع نسخے میں موجود ہے۔

۳......علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ المعروف صاحبِ ہدایہ (متوفی ۵۹۳ھ) نے فقہ میں ہدایہ تصنیف کی، اس کے اندر موجود احادیث کی تخریج علامہ زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے کی اور انہوں نے اس تخریج کا نام "نصب الرایة فی تخریج أحادیث الهدایة" رکھا۔

اس "نصب الرایة" کی تلخیص حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے کی اور انہوں نے اس کا نام "الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة" رکھا، یہ تلخیص ہدایہ کے

ساتھ مکتبہ رحمانیہ کے نسخے میں طبع ہے۔

۴......امام بغوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) نے ''مصابیح السنة''لکھی،اور خطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۱ھ) نے اس کتاب کی احادیث کا ماخذ لکھا،صحابی کا نام لکھا اور فصلِ ثالث کا اضافہ کیا،اور اس کا نام ''مشكاة المصابيح''رکھا۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس کتاب کی احادیث کی تخریج کی اور اس کا نام ''هداية الرواة في تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة''رکھا۔

۵......امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے ''الأذكار''کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی،اس میں موجود احادیث کی تخریج حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے کی اور اس کا نام ''نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار''رکھا۔

۶......قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۶ھ) نے تفسیر بیضاوی لکھی،اس میں بعض مواقع پر موضوع روایات بھی موجود ہیں خصوصاً سورتوں کے فضائل میں،اس کتاب کی احادیث کی تخریج علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے کی اور اس کا نام انہوں نے ''الفتح السماوي بتخريج أحاديث البيضاوي''رکھا۔

۷......ہدایہ کی احادیث کی تخریج علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے ''نصب الراية''کے نام سے کی،پھر اس کی تلخیص حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''الدراية''کے نام سے کی،ان دو حضرات سے تخریج کے دوران جو احادیث رہ گئیں یا ان کو وہ احادیث نہیں ملیں ان کی تخریج علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے کی اور اس کا نام ''منية الألمعي فيما فات من تخريج أحاديث الهداية للزيلعي''رکھا۔

۸......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بخاری کی شرح ''فتح الباري''کے نام سے لکھی اس میں انہوں نے جابجا بہت سی احادیث اور آثار نقل کئے،ان

روایات وآثار کی تخریج شیخ نبیل بن منصور بن یعقوب کویتی نے ''أنیس الساری فی تخریج أحادیث فتح الباری'' کے نام سے کی۔

(۸) آٹھویں قسم: ''کتب الموضوعات''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں موضوع ومن گھڑت روایات کو یکجا کیا گیا ہو۔ اس فن کی چند کتب درج ذیل ہیں:

۱...... ''الموضوعات'' یہ کتاب علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی تصنیف ہے، چونکہ مزاج میں کچھ تشدد تھا اس لئے بعض صحیح وحسن اور ضعیف روایات کو بھی موضوع کہہ دیا، اس وجہ سے بعد کے اہلِ علم نے اس کتاب پر بالکلیہ اعتماد نہیں کیا، اور ایسی روایات کی نشاندہی کی۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ''مسند أحمد'' کی جن روایات کو موضوع کہا حالانکہ وہ موضوع نہیں تھیں ان کا جواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ''القول المسدد فی الذب عن مسند أحمد'' کے نام سے دیا۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے سننِ اربعہ (ترمذی، نسائی، ابوداود اور ابن ماجہ) کی جن روایات پر وضع کا حکم لگایا حالانکہ وہ موضوع نہیں تھیں تو ان کا جواب علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ''القول الحسن فی الذب عن السنن'' کے نام سے دیا۔

اور مکمل کتاب کا تعقب علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ''التعقبات علی الموضوعات'' کے نام سے کیا۔

۲...... ''العلل المتناهیة فی الأحادیث الواهیة'' علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اس کتاب میں وہ معلول روایات جمع کی ہیں جن کی سند پر کوئی کلام ہو یا متن میں کوئی مخفی علت ہو۔ مصنف نے اس کتاب میں بعض ایسی روایات پر بھی کلام کیا

ہے جو محدثین کے ہاں درست ہیں، اس لئے علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان دونوں کتابوں کی، پہلی کتاب کا نام ”**تلخیص الموضوعات لابن الجوزی**“ اور دوسری کتاب کا نام ”**تلخیص العلل المتناهية لابن الجوزی**“ رکھا۔

ان دونوں کتابوں (**الموضوعات، العلل المتناهية**) کے ساتھ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی تلخیص کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، جب تک امام ذہبی رحمہ اللہ کسی روایت میں علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی موافقت نہ کرلیں تو اس وقت تک اس روایت پر وضع کا حکم نہ لگائیں، کیونکہ ان کے مزاج میں تشدد ہے۔

۳...... ”**اللآلی المصنوعة فی أحادیث الموضوعة**“ یہ کتاب علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے موضوع روایات کو فقہی ابواب کی ترتیب پر یکجا کیا ہے، اس کے بعد عموماً حکم بھی لگایا ہے۔

۴...... ”**تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأخبار الشنیعة الموضوعة**“ یہ علامہ ابن عراق رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۳ھ) کی تصنیف ہے، اب تک اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں یہ کتاب جامع ہے، اس کتاب میں تقریباً موضوع روایات کا استیعاب ہے، نیز مصنف کے مزاج میں اعتدال ہے، اور انھوں نے سند اور متن دونوں پر حکم کو بیان کیا اور پھر اس روایت کے دیگر طرق کو بیان کر کے اس پر حکم بھی لگایا ہے، اس لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔

۵...... ”**الموضوعات الکبری، الموضوعات الصغری**“ ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اس فن میں دو کتابیں تصنیف کیں، ایک ”**الموضوعات الکبری**“ دوسری ”**الموضوعات الصغری**“ یہ کتاب ”**المصنوع فی معرفة أحادیث الموضوع**“ کے نام سے بھی طبع ہے۔

''الموضوعات الکبری ''میں حروف تہجی کے مطابق موضوع روایات کو جمع کیا گیا ہے اور''الموضوعات الصغری ''میں مختصر موضوع روایات جو معاشرے میں رائج ہیں انہیں یکجا کیا ہے۔اس کتاب کا اچھا نسخہ وہ ہے جو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تحقیق سے طبع ہے، شیخ عالم عرب کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کے شاگرد ہیں۔

۶......''الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة ''یہ کتاب علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے موضوع روایات کو ابواب کی ترتیب پر یکجا کیا ہے۔

۷......''الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة ''یہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی تصنیف ہے، یہ رسالہ رسائل لکھنوی میں موجود ہے۔

۸......''سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة ''یہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی تصنیف ہے، اس میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے موضوع روایات کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر یکجا کیا ہے، یہ کتاب ۲۰ جلدوں میں طبع ہے۔مصنف نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ روایات کے سند ومتن پر کلام کیا ہے لیکن چونکہ مزاج میں کچھ حدت اور تشدد تھا اس لئے انہوں نے بہت سی حسن لذاتہ، حسن لغیرہ، صحیح لغیرہ اور ضعیف روایات کو بھی موضوع کہا۔نیز انہوں نے جو سننِ اربعہ کے اجزاء کئے:

''صحیح سنن الترمذی،ضعیف سنن الترمذی، صحیح سنن أبی داود، ضعیف سنن أبی داود، صحیح سنن النسائی، ضعیف سنن النسائی، صحیح سنن ابن ماجه، ضعیف سنن ابن ماجه''

اس سے امت کو نقصان پہنچا، اعمال کی طرف رغبت کم ہوگئی، عموماً فضائل، ترغیب

ومناقب سے متعلق روایات میں معمولی ضعف ہوتا ہے، جمہور علماء نے فضائل میں ضعیف احادیث کو حجت مانا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے اس موقف سے حدیث کے بہت بڑے ذخیرے سے محروم ہونا پڑے گا۔ کیا ان محدثین کو معلوم نہیں تھا کہ یہ روایات ضعیف ہیں؟ جو امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری کی صورت میں تمام صحیح احادیث جمع کر سکتا ہے کیا وہ ''**الأدب المفرد**'' میں تمام صحیح احادیث نہیں لا سکتے تھے؟ کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ روایات ضعیف ہیں؟ آج علامہ البانی رحمہ اللہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے ''**صحیح الأدب المفرد**'' ''**ضعیف الأدب المفرد**'' علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کی کتابوں میں بھی سینکڑوں روایات ضعیف ہیں جو انہوں نے فضائل میں نقل کی ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے ''**تحقيق المقال فى تخريج أحاديث فضائل الأعمال**'' امت نے ان کتابوں کو صحاح ستہ کہا لیکن انہوں نے سننِ اربعہ کے اجزاء کر کے یہ تاثر دیا کہ اس میں تو اکثر روایات ضعیف ہیں۔ موصوف سے احادیث پر حکم لگانے میں تسامحات ہوئے ہیں، اور حدیث پر حکم لگانے میں ان کے اقوال میں تناقض پایا جاتا ہے کہ کہیں ایک روایت کی تصحیح ہے تو دوسری جگہ تضعیف، کہیں تحسین ہے تو کہیں اسی روایت پر وضع کا حکم ہے، اس طرح کے تناقضات کے لئے ''**تناقضات الألبانى الواضحات**'' کا مطالعہ کیا جائے۔

نیز آپ کی تصنیف میں تصحیح سے تضعیف اور تضعیف سے تصحیح، تحسین سے تصحیح اور تصحیح سے تحسین کی طرف جو رجوع پایا جاتا ہے اس کے لئے ''**تراجع العلامة الألبانى فيما نص عليه تصحيحا وتضعيفا**'' کا مطالعہ کریں۔ شیخ حسن بن علی سقاف ''**تناقضات الألبانى الواضحات**'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں ''**لا يجوز التعويل على تحقيقاته ولا لاغترار بتصحيحاته أو تضعيفاته**'' یعنی البانی کی تحقیقات پر اعتماد کرنا اور ان کی

تصحیحات وتضعیفات سے دھوکہ کھانا جائز نہیں۔ اہل علم حضرات محمود سعید ممدوح کی اس کتاب کو بھی مطالعہ میں رکھیں ''**التعریف بأوهام من قسم السنن إلی الصحیح والضعیف**'' نیز محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی یہ تصنیف مطالعہ میں رکھیں ''**الألبانی شذوذه وأخطاؤه**'' شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی یہ تصنیف بھی قابل دید ہے ''**کلمات فی کشف أباطیل وافتراءات**'' شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے علامہ البانی رحمہ اللہ کی زندگی میں فرمایا تھا ''**عنده علم کثیر فی تصحیح الحدیث وتضعیفه وله أوهام وخطاء**'' ❶

اہل حدیث مسلک کے عالم ابومحمد خرم شہزاد صاحب نے کتاب لکھی ''**الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة من سلسلة الأحادیث الصحیحة للألبانی**'' اس کتاب میں انہوں نے وہ روایات جن کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''**سلسلة الأحادیث الصحیحة**'' میں صحیح کہا ہے اور مصنف کی تحقیق کے مطابق وہ ضعیف ہیں تو ایسی روایات کو انہوں نے تحقیق وتخریج کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس کتاب پر نظر ثانی حافظ زبیر علی زئی اور شیخ ابوالحسن مبشر احمد رحمانی نے کی ہے۔ مصنف کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

میں نے شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی ''**سلسلة الأحادیث الصحیحة**'' کی پہلی چھ جلدوں کا مطالعہ شروع کیا اور جن احادیث کی صحت پر دل مطمئن نہ تھا تحقیق کرنے پر وہ روایات واقعی ضعیف نکلیں گو کہ شیخ البانی نے ان احادیث کو حسن یا صحیح کہا ہے، بے شک شیخ البانی اس دور کے بہت بڑے عالم دین، محقق اور محدث العصر تھے، لیکن چونکہ وہ بھی انسان تھے لہذا بشری تقاضوں کی وجہ سے ان سے غلطیاں ہوئی ہیں، حالانکہ خود شیخ البانی نے تقریبا (۷۰) احادیث پر پہلے حسن یا صحیح ہونے کا حکم لگایا تھا پھر اپنی وفات سے پہلے ان (۷۰)

❶ أنوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل: ص ۲۰۰

احادیث کوضعیف کہا،اس طرح (۱۹۷)احادیث کوضعیف کہا پھر اپنی وفات سے پہلے اپنے پہلے حکم سے رجوع کرتے ہوئے ان (۱۹۷)احادیث کوحسن یا صحیح کہا۔بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترم علمائے کرام کا یہ فرض ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے علاوہ خود بھی ہر حدیث کی تحقیق کر کے پھرعوام الناس میں بیان کریں۔❶

علامہ البانی رحمہ اللہ کی جلالتِ شان،علم وفضل، وسعتِ اطلاع، حدیث ورجال پر گہری نظراوران کی علم حدیث کی خدمات کاانکارنہیں کیاجاسکتالیکن ”کل أحد یؤخذ من قوله ویترک سوی قول الله ورسوله“

(۹)نویں قسم:”کتب شروح الحدیث“

ان کتبِ احادیث کوکہا جاتا ہےجن میں کسی کتاب کی احادیث کی توضیح وتشریح کی گئی ہو،جن میں سے چندایک درج ذیل ہیں:

۱......”فتح الباری“ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے صحیح بخاری کی شرح ”فتح الباری“ لکھی۔

۲......”عمدة القاری“ علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے صحیح بخاری کی شرح ”عمدة القاری“ لکھی۔

۳......”المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج“ امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے صحیح مسلم کی شرح ”المنهاج“ لکھی۔

۴......”معالم السنن“ علامہ خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) نے سنن ابوداود کی شرح ”معالم السنن“ لکھی۔

۵......”تهذیب السنن“ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے سنن ابی داود

❶ الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة: ص ۱۷، ط: مکتبہ اسلامیہ لاہور

کی شرح ''تهذيب السنن'' لکھی۔

۶......''عارضة الأحوذی'' علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) نے سنن ترمذی کی شرح ''عارضة الأحوذی'' لکھی۔

۷......''معارف السنن'' علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۷ھ) نے سنن ترمذی کی شرح ''معارف السنن'' لکھی (یہ ابواب الحج تک ہے)۔

۸......''تحفة الأحوذی'' علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) نے سنن ترمذی کی شرح ''تحفة الأحوذی'' لکھی۔

۹......''عون المعبود فی شرح سنن أبی داود'' علامہ شرف الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۹ھ) سنن ابی داود کی شرح ''عون المعبود'' کے نام سے لکھی۔

۱۰......''نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار'' علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے علامہ مجدالدین عبدالسلام ابن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ) کی کتاب ''المنتقى من أخبار المصطفى'' کی شرح ''نيل الأوطار'' کے نام سے لکھی۔

۱۱......''التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيد'' علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ''موطا مالک'' کی شرح لکھی ہے۔

۱۲......''أوجز المسالک شرح موطأ مالک'' شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) نے موطا امام مالک کی شرح ''أوجز المسالک'' کے نام سے لکھی، یہ بیس جلدوں میں طبع ہے۔

۱۳......''لامع الدراری شرح صحيح البخاری'' مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے والد صاحب مولانا محمد یحیی رحمہ اللہ نے علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے درس بخاری کے افادات کو جمع کر کے اس کا نام ''لامع الدراری'' رکھا، اس پر مولانا

محمد زکریا رحمہ اللہ نے نہایت مفید تعلیقات لکھیں، جس سے شرح افادیت بڑھ گئی۔

۱۴......"الکوکب الدری علی جامع الترمذی "مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے والد صاحب مولانا محمد یحیی رحمہ اللہ نے علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے درسِ ترمذی کے افادات کو جمع کیا ہے، پھر اس پر مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے حواشی لکھے۔

(۱۰) دسویں قسم: "کتب المصاحف"

کتب مصاحب ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں قرآن کریم کی جمع وترتیب، اختلافِ قراءات اور اختلافِ نسخ کی تاریخ بیان کی جائے۔اس موضوع پر معروف مطبوعہ صرف ایک کتاب ہے۔

۱......"کتاب المصاحف "یہ امام ابوداود رحمہ اللہ کے صاحبزادے امام ابوبکر بن ابی داود عبداللہ بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۳۱٦ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب ایک مستشرق کی تحقیق کے ساتھ لندن سے طبع ہے۔

(۱۱) گیارہویں قسم: "کتب الأطراف"

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی حدیث کے اول وآخر کے الفاظ ذکر کئے جائیں، جن کی معرفت سے پوری حدیث معلوم ہو جائے اور آخر میں حدیث کا حوالہ بھی ذکر کیا جائے۔ان کتابوں کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات انسان کو پوری حدیث یاد نہیں ہوتی، حدیث کا ایک جزء یاد ہوتا ہے تو وہ ان کتابوں سے بآسانی ان احادیث کو تخریج کے ساتھ معلوم کر سکتا ہے۔

۱......"الإشراف علی معرفة الأطراف "یہ کتاب علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انھوں نے سنن ترمذی، ابوداود اور نسائی کے

اطراف جمع کیے ہیں، مجھے اس کتاب کا اب تک کوئی مطبوعہ نسخہ نہیں ملا۔

۲..... ''تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف '' یہ کتاب علامہ جمال الدین مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ ۱۳ جلدوں میں طبع ہے، انہوں نے اس کتاب میں صحاح ستہ کی احادیث کے اطراف کو حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق بیان کیا ہے۔

اس کتاب پر مفید حاشیہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کا ہے جو ''النکت الظراف علی الأطراف '' کے نام سے طبع ہے، اس میں حافظ نے علامہ مزی سے جو باتیں رہ گئیں ان کو بھی لکھا اور مزید مفید معلومات کا اضافہ بھی کیا۔

۳..... ''ذخائر المواریث فی الدلالة علی مواضع الحدیث '' یہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴۳ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے صحاح ستہ اور موطا مالک کے اطراف کو ذکر کیا ہے۔

(۱۲) بارہویں قسم: ''کتب الأجزاء''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی ایک موضوع کی احادیث کو یکجا کیا گیا ہو۔

۱..... ''جزء رفع الیدین '' یہ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے، اس میں رفع یدین سے متعلق احادیث کو یکجا کیا گیا ہے۔

۲..... ''جزء قراء ة خلف الإمام '' یہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے قراءت خلف الامام سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے۔

۳..... ''جزء قراء ة خلف الإمام '' یہ امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) کی تصنیف ہے، اس میں قراءت خلف الامام سے متعلق احادیث کو یکجا کیا ہے۔

۴..... ''جزء حجة الوداع '' یہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) کی تصنیف ہے، اس میں حجۃ الوداع سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے۔

۵......"**التصریح بما تواتر فی نزول المسیح**" یہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول سے متعلق احادیث کو یکجا کیا ہے۔

(۱۳) تیرہویں قسم: "کتب الفھارس"

فہارس فہرست کی جمع ہے، "**کتب الفھارس**" ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی ایک یا زائد کتاب کی احادیث کی فہرست ذکر کی جائے تا کہ احادیث تلاش کرنے میں آسانی ہو، جیسے (۱) "**فھارس البخاری**" (۲) "**فھارس المسلم**" (۳) "**فھارس سنن الأربعة**" (۴) "**المعجم المفھرس لألفاظ حدیث النبوی صلی اللّٰہ علیہ وسلم**" یہ ڈاکٹر وینسک کی کتاب ہے جو کہ ایک مستشرق مصنف ہے، یہ کتاب اس فن میں بہت ہی مفید ہے، اس میں انہوں نے صحاح ستہ، موطا مالک، سنن دارمی اور مسند احمد کی احادیث کی فہرست مرتب کی ہے۔

فائدہ: مستشرق اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کو اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ اسلام کی تعلیمات کے بارے میں خوب معلومات ہوں، تو ڈاکٹر وینسک ایک مستشرق ہونے کے باوجود اس نے وہ کام کیا جس کی نظیر اس موضوع پر اس نہج کے ساتھ موجود نہیں ہے، حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

یعنی اللہ تعالی دین کی حفاظت ایک فاسق فاجر شخص کے ذریعے بھی کرواتے ہیں۔

تو ڈاکٹر وینسک نے نو کتبِ احادیث (صحاح ستہ، مسند احمد، موطا مالک، سنن دارمی) کی اطراف کی فہرست سات جلدوں میں "**المعجم المفھرس**" کے نام سے یکجا کی۔ اس کو انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا، اگر کسی کو حدیث کا ایک لفظ بھی یاد ہو تو وہ اس

کتاب سے اس حدیث کوتلاش کر سکتا ہے، مثلاً ’’لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ ‘‘میں ’’یؤمن ‘‘ کا لفظ تلاش کرنا ہے تو حرفِ ’’یاء ‘‘ کے تحت دیکھیں وہاں آپ کواس کی پوری فہرست مل جائے گی کہ ’’یؤمن ‘‘ بخاری میں کتنی مرتبہ ہے اور کہاں کہاں ہے، مسلم میں کتنی مرتبہ ہے اور کہاں کہاں ہے الی آخرہ۔۔۔

یہ سارا کام انہوں نے اپنی محنت سے کیا ہے وہ شاملہ کا دور نہیں تھا کہ ایک لفظ لکھ دو تو ساری فہرست آجائے، بہرحال ایک مستشرق سے اللہ تعالی نے وہ کام لیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

پھر انہوں نے خود اس کتاب کا اختصار کیا، علامہ فواد عبدالباقی نے اس کتاب کو انگریزی سے عربی زبان میں منتقل کیا، یہ کتاب ’’مفتاح کنوز السنة‘‘ کے نام سے طبع ہے۔

(۱۴) چودہویں قسم: ’’کتب العلل‘‘

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایسی روایات اور آثار کو ذکر کیا جائے جن کی سند یا متن پر کلام ہو، یا اس میں کوئی مخفی علت ہو (جس کو ماہرِ فن ہی جانتا ہے)۔

۱......’’کتاب العلل ‘‘ یہ کتاب علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......’’کتاب العلل ‘‘ یہ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۳......’’العلل الصغیر، العلل الکبیر ‘‘ یہ دونوں امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہیں، ’’العلل الصغیر ‘‘سنن ترمذی کے آخر میں موجود ہے، یہ درحقیقت سنن ترمذی کا مقدمہ ہے، نام تو علل ہے لیکن علل سے متعلق اس میں احادیث نہیں ہیں، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس میں فنِ اصولِ حدیث کی کچھ مباحث اور اپنی اصطلاحات کا تذکرہ کیا ہے۔

"العلل الصغیر" کی شرح علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) نے "شرح علل الترمذی" کے نام سے لکھی، اردو میں اس کی کوئی مستقل شرح تو نہیں ہے لیکن حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری صاحب مدظلہ کے افادات "تحفۃ الالمعی" کے آخر میں اس کا ترجمہ ہے جس سے کتاب بہت خوب حل ہو جاتی ہے، مقدمہ کے حل کے لئے نہایت مفید ہے جیسا کہ مقدمہ مسلم کے حل کے لئے ان کی "فیض المنعم" مفید ہے۔

۴......"العلل الواردة فی الأحادیث النبویة" یہ کتاب امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی تصنیف ہے جو اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے۔

۵......"العلل المتناهیة فی الأحادیث الواهیة" یہ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی تصنیف ہے، لیکن اس کتاب کے ساتھ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی "تلخیص العلل المتناهیة" ضرور مطالعہ میں رکھیں۔

فائدہ: بعض کتابیں ایسی ہیں جن میں روایات کی تخریج کے دوران علل پر بھی گفتگو کی گئی ہے: (۱) "فتح الباری لابن حجر" (۲) "نصب الرایة للزیلعی" (۳) "التلخیص الحبیر لابن حجر" (۴) "إرواء الغلیل لألبانی" (۵) "التمهید لابن عبد البر" (۶) "الجوهر النقی للترکمانی" (۷) "شرح مسلم للنووی" (۸) "عمدة القاری للعینی"

(۱۵) پندرہویں قسم: "کتب الأحادیث المشتهرة"

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایسی احادیث کی تحقیق ذکر کی جائے جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہوں۔

۱......"التذکرة بالأحادیث المشتهرة" یہ علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) کی تصنیف ہے۔

۲...... ''الدرر المنتشرة فی الأحادیث المشتهرة '' یہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۳...... ''المقاصد الحسنة فی بیان کثیر الأحادیث المشتهرة علی الألسنة '' یہ کتاب علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ اس فن کی سب سے مفید کتاب ہے، علامہ سخاوی رحمہ اللہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، علم حدیث اور رجال سے گہری مناسبت رکھتے تھے، اس کتاب کو انہوں نے حروف تہجی کے مطابق مرتب کیا ہے۔

۴...... ''کشف الخفاء ومزیل الإلباس عما اشتهر من الأحادیث علی ألسنة الناس '' یہ علامہ عجلونی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) کی تصنیف ہے، اس کا اصل ماخذ ''المقاصد الحسنة '' ہے، البتہ موصوف نے جابجا اضافات بھی کئے ہیں، اور اپنی تحقیق بھی ذکر کی ہے۔

۵...... ''أسنی المطالب فی أحادیث مختلفة المراتب '' یہ علامہ محمد بن درویش رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۷ھ) کی تصنیف ہے، حروفِ تہجی کی ترتیب سے مشہور روایت کو ذکر کر کے حکم بیان کرتے ہیں، کتاب کے آخر میں من گھڑت واقعات کی بھی نشاندہی کی ہے، مثلاً حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ واقعہ کہ انہیں ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ان کے جسم کا گوشت سڑ کر گرنے لگے اور ان کو کچرے کی جگہ پھینک دیا گیا اور ان کے جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ یہ واقعہ بالکل من گھڑت ہے، اللہ تعالی اپنے نبی کو کبھی ایسی بیماری میں مبتلا نہیں کرتا جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں:

سیدنَا أَيُّوب عَلَيْهِ السَّلَام وَأَن اللَّه سلط عَلَيْهِ إِبْلِيس فَنفخ عَلَيْهِ فَأَصَابَهُ الجذام حَتَّى تناثر الدُّود من بدنه إِلَى آخر مَا يذكرهُ أهل الْقَصَص

وَبَعض الْمُفَسّرين من النفرات طبعا، كل ذَلِك زور، وَكذب وافتراء مَحْض وَلَا عِبْرَة بِمن نقل ذَلِك، وَإِن كَانَ من الأجلاء حَيْثُ إِن هَذَا لم يرد لَا فِي كتاب اللَّه، وَفِي سنة رَسُوله، حَتَّى وَلَا فِي طَرِيق ضَعِيف، وَلَا واه، بل هُوَ مُجَرّد نقل بِغَيْر سَنَد.

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ جب حضور کی وفات کے بعد مدینہ آئے تو حسن وحسین کی فرمائش پر اذان دی تو لوگوں کو حضور کے دور کی آذان یاد آ گئی، پورے مدینہ میں شور برپا ہو گیا، عورتیں باہر نکل گئیں، رونا پیٹنا شروع ہو گئیں، اس واقعہ کی اصل نہیں ہے:

رحيل سيدنَا بِلَال رَضِي اللَّه عَنهُ إِلَى الشَّام، وَأَنه رَجَعَ بعد مَوته صلى اللَّه عَلَيْهِ وَسلم إِلَى الْمَدِينَة بِسَبَب رُؤْيَته عَلَيْهِ السَّلَام فِي الْمَنَام، وَأذنه بهَا وارتجاج أهل الْمَدِينَة لتذكرهم الْأَذَان فِي حَيَاة رَسُول اللَّه صلى اللَّه عَلَيْهِ وَسلم، لَا اصل لَهُ. ❶

(۱۶) سولہویں قسم: ''کتب المستخرج''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کوئی مصنف دوسرے مصنف کی احادیث کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کرے اس میں دوسرے مصنف کا واسطہ نہ ہو۔

اس موضوع پر مطبوعہ کتب میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱......''**المستخرج على صحيح مسلم**'' یہ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۲......''**المستخرج على صحيح مسلم**'' یہ امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصنیف ہے۔

❶ أسنى المطالب: ص ۳۴۷، ۳۴۸

(۱۷) سترہویں قسم: ''کتب التجرید''

''کتب التجرید'' ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی متعین کتاب کی روایات کی سندوں اور مکررات کو حذف کر کے صرف متون کو ذکر کیا جائے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱...... ''تجرید صحیح البخاری'' امام احمد بن علی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)

۲...... ''تجرید صحیح مسلم'' امام احمد بن عبد اللطیف زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۳ھ)

۳...... ''تجرید الصحیحین'' امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ)

ان کتابوں کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان سے مطلوبہ حدیث تک جلد رسائی ہو جاتی ہے۔

(۱۸) اٹھارہویں قسم: ''کتب مشکل الحدیث''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایسی احادیث کو ذکر کیا جائے جن کے درمیان تعارض ہو پھر تعارض کو ختم کیا جائے، یا مشکل المراد احادیث کی وضاحت کی جائے۔ دفع تعارض تین طرح سے ہوتا ہے:

۱...... تطبیق کے ذریعے۔

۲...... ترجیح کے ذریعے۔

۳...... تنسیخ کے ذریعے۔

چند معروف کتب درج ذیل ہیں:

۱...... ''اختلاف الحدیث'' یہ امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصنیف ہے۔

۲...... ''اختلاف الحدیث'' یہ امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۳...... ''**اختلاف الحديث** ''امام ابوبکر بن فورک رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔

۴...... ''**مشكل الآثار** ''یہ امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصنیف ہے، اس فن کی سب سے جامع، مفصل و محقق یہی کتاب ہے، یہ سولہ جلدوں میں مؤسسۃ الرسالۃ بیروت سے طبع ہے۔

اس کتاب کا اختصار حافظ ابو الولید باجی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۴ھ) نے کیا اور ابواب فقہیہ پر اس کو مرتب کیا، پھر اس کتاب کا اختصار قاضی یوسف بن موسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۳ھ) نے ''**المعتصر من المختصر** '' کے نام سے کیا۔

(۱۹) انیسویں قسم: ''کتب الأذکار''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اَدعیہ اور اذکار کو ذکر کیا جائے۔

۱...... ''**الأذكار** '' یہ امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی تصنیف ہے، یہ اس فن کی معروف کتاب ہے۔ اس میں موجود احادیث کی تخریج حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ''**نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار** '' کے نام سے کی۔

۲...... ''**الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين** '' یہ علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کی شرح علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے ''**تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين** '' کے نام سے لکھی۔

۳...... ''**الكلم الطيب** '' علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی تصنیف ہے۔

۴...... ''**الوابل الصيب من الكلم الطيب** '' علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی تصنیف ہے۔

(۲۰) بیسویں قسم: ''کتب الأمالی''

''أمـــالـــی'' املاء کی جمع ہے، یہ ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں محدث درس کے دوران احادیث بیان کرے اور تلامذہ ان کو اپنی تحریر میں جمع کریں، اس طرح شاگردوں کے پاس جو مجموعہ تیار ہوتا تھا اُسے شیخ کی ''أمالی'' کہتے تھے، احادیث کی باقاعدہ طباعت کے بعد اس کا رواج ختم ہوگیا۔ اب احادیث کی تشریح ہوتی ہے اور استاذ کے افادات کو جمع کیا جاتا ہے، یہ بھی ایک قسم کا املاء ہے۔

۱...... ''لامــع الــدراری'' یہ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے درس بخاری کے افادات ہیں، جن کو مولانا یحیی رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے۔

۲...... ''الـکـوکب الدری'' یہ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے درسِ ترمذی کے افادات ہیں، جن کو مولانا یحیی رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے۔

۳...... ''فیـض البــاری'' یہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کے درسِ بخاری کے افادات ہیں جن کو علامہ بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے۔

۴...... ''العرف الشذی'' یہ حضرت شاہ صاحب کے درسِ ترمذی کے افادات ہیں جن کو مولانا چراغ پوری صاحب نے جمع کیا ہے۔

۵...... ''درس ترمذی'' یہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے درس ترمذی کے افادات ہیں۔

۶...... ''انعام الباری'' یہ شیخ الاسلام صاحب کے درس بخاری کے افادات ہیں۔

۷...... ''کشف الباری'' یہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کے درسِ بخاری کے افادات ہیں۔

(۲۱)اکیسویں قسم:''کتب الزوائد''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں صحیحین کے علاوہ کی احادیث کو جمع کیا ہو اور ان کی اسناد و مکررات کو حذف کردیا گیا ہو۔

۱......''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' یہ علامہ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) کی کتاب ہے، اس میں موصوف نے فقہی ترتیب پر چھ کتابوں کی احادیث کو جمع کیا ہے، وہ چھ کتابیں یہ ہیں:

مسند أحمد المسند البزار مسند أبی یعلی

المعجم الکبیر المعجم الأوسط المعجم الصغیر

مصنف نے نقلِ روایت کے ساتھ رواۃ پر بھی کلام کیا ہے۔

۲......''المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانیة'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے فقہی ابواب کی ترتیب پر صحاح ستہ سے ہٹ کر آٹھ کتب کی احادیث کو یکجا کیا ہے، ان احادیث سے سند اور مکررات کو حذف کیا گیا ہے، وہ آٹھ کتب یہ ہیں:

۱ ...... **مسند أبو داود الطیالسی.**

۲ ...... **مسند الحمیدی.**

۳...... **مسند ابن أبی عمر.**

۴...... **مسند مسدد.**

۵...... **مسند أحمد بن منیع.**

۶ ...... **مسند أبو بکر بن أبی شیبة.**

۷...... **مسند عبد بن حمید.**

۸...... **مسند الحارث.**

(۲۲) بائیسویں قسم: ’’کتب المسلسلات‘‘

ان کتب کو کہا جاتا ہے جن کے اندر ایسی احادیث ذکر ہوں جن میں تمام راوی کسی خاص صفت یا خاص فعل پر متفق ہوگئے ہوں، مثلاً تمام راوی فقیہ ہوں یا محدث ہوں، یا روایت کے وقت کوئی خاص فعل کیا مثلاً مصافحہ وغیرہ۔

اس فن پر اچھی کتاب علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی ’’جیاد المسلسلات‘‘ ہے، جس میں انہوں نے تیئیس (۲۳) مسلسلات کو جمع کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) کی ’’الفضل المبین فی المسلسل من حديث النبی الأمین‘‘ بھی اس موضوع پر مفید کتاب ہے۔

(۲۳) تیئسویں قسم: ’’کتب الجمع‘‘

’’کتب الجمع‘‘ ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایک سے زائد کتبِ حدیث کی روایتوں کو بحذفِ تکرار جمع کیا جائے۔

۱...... ’’الجمع بین الصحیحین‘‘ یہ امام حمیدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) کی ہے، اس میں انہوں نے صحیحین کی احادیث کو جمع کیا ہے۔

۲...... ’’تجرید صحاح ستة‘‘ حافظ رزین معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے چھ کتابوں کی احادیث کو جمع کیا ہے:

(۱) بخاری (۲) مسلم (۳) نسائی (۴) ابوداود (۵) ترمذی (۶) موطا مالک

۳...... ’’جامع الأصول فی أحادیث الرسول‘‘ یہ علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے مذکورہ بالا چھ کتبِ حدیث کی روایات کو یکجا کیا، یہ کتاب بارہ جلدوں پر مشتمل ہے، فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے، یہ کتاب حافظ رزین معاویہ رحمہ اللہ کی کتاب سے زیادہ مفید ہے۔

۴......''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' یہ علامہ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں چھ کتابوں کی احادیث فقہی ابواب کی ترتیب پر بحذفِ سند وتکرار جمع ہیں، وہ چھ کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) مسند أحمد (۲) المسند البزار (۳) مسند أبی یعلی

(۴) المعجم الکبیر (۵) المعجم الأوسط (۶) المعجم الصغیر

مصنف ہر روایت کے ذکر کے بعد اس روایت کا حکم بیان کرتے ہیں اور اگر راوی پر کلام ہو تو اختصار کے ساتھ وہ بھی ذکر کرتے ہیں، اس کتاب میں کل ۱۸۷۷۶ روایات ہیں۔

۵......''جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد'' یہ کتاب محمد بن سلیمان (متوفی ۱۱۹۴ھ) کی ہے، اس میں موصوف نے درج ذیل چودہ کتابوں کی احادیث کو یکجا کیا ہے:

(۱) صحیح البخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن أبی داود (۴) سنن الترمذی (۵) سنن النسائی (۶) سنن ابن ماجه (۷) موطأ مالک (۸) مسند أحمد (۹) مسند أبی یعلی (۱۰) المسند البزار (۱۱) المعجم الکبیر (۱۲) المعجم الأوسط (۱۳) المعجم الصغیر (۱۴) سنن الدارمی

مصنف نے اس کتاب میں ''جامع الأصول'' اور ''مجمع الزوائد'' میں موجود ۱۲ کتابوں کی احادیث کے ساتھ دو کتابوں کا اضافہ کیا ہے (۱) سنن ابن ماجہ (۲) سنن دارمی۔

فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق اس کتاب میں کل ۱۰۱۳۱ احادیث موجود ہیں، مصنف نے جمعِ حدیث میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے لیکن ان سے بھی بہت سی روایات چھوٹ گئی ہیں۔

۶......''**الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر والنذیر**'' یہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے پہلے ''**جمع الجوامع**'' کے نام سے کتاب لکھی اس میں تمام ذخیرہ احادیث کو جمع کرنے کی کوشش کی، اس میں قولی احادیث کو حروفِ تہجی پر اور فعلی روایات کو صحابہ کی مسانید کی ترتیب پر جمع کیا، پہلے یہ کتاب نایاب تھی اوراب ''**جامع الأحادیث الکبیر**'' کے نام سے طبع ہے۔ نیز ''**جامع الأحادیث**'' نامی کتاب میں بھی ''**جمع الجوامع**'' کی تمام روایات موجود ہیں۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ ''**جمع الجوامع**'' کی تلخیص ''**الجامع الصغیر**'' کے نام سے کی، اس میں حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق تمام احادیث کو یکجا کیا، اس کتاب میں صحیح، حسن، ضعیف، منکر اور بعض روایات موضوع بھی ہیں۔

اب ضرورت تھی کہ اس سارے ذخیرہ حدیث کی تشریح کی جائے تو علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے ''**فیض القدیر شرح الجامع الصغیر**'' لکھی، اس میں حدیث کا حکم بھی بیان کرتے ہیں اوراحادیث کے معانی ومطالب کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ مصنف نے اپنی اس شرح کا اختصار ''**التیسیر بشرح الجامع الصغیر**'' کے نام سے کیا، یہ دونوں کتابیں مطبوعہ ہیں۔

جامع الصغیر کی ایک شرح علامہ عزیزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۰ھ) نے ''**المداوی لعلل الجامع الصغیر وشرحی المناوی**'' کے نام سے لکھی، اس میں زیادہ تر استفادہ علامہ مناوی رحمہ اللہ کی شرح سے کیا ہے۔ یہ شرح مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

علامہ احمد بن محمد بن صدیق غماری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۰ھ) نے ''**السراج المنیر شرح الجامع الصغیر**'' کے نام سے لکھی، موصوف نے اس کتاب میں علامہ سیوطی اور علامہ مناوی رحمہما اللہ سے سند، متن، علل، رواۃ، حکم حدیث اور ماخذ حدیث سے متعلق جو تسامحات ہوئے ہیں ان کی نشاندہی کی ہے، موصوف کو صناعتِ حدیث میں خوب دسترس

ہے، ''**من أراد صناعة الحديث فعليه بالمداوی** ''اس کتاب میں شرحِ حدیث نہیں ہے بلکہ حدیث پر اصولِ حدیث کی روشنی میں گفتگو ہے، موصوف کے مزاج میں اگرچہ کچھ شدت ہے لیکن اس کتاب کی نظیر نہیں ہے، اہلِ علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔ آج ہمارے دروس واردو شروح میں حدیث پر فقہی اعتبار سے تو خوب گفتگو ہوتی ہے لیکن حدیث پر محدثین کے طرز پر گفتگو نہیں ہوتی۔

''**الجامع الصغير** ''میں موجود موضوع روایات کی نشاندہی کے لئے علامہ غماری حسنی رحمہ اللہ کی کتاب ''**المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير** ''کا مطالعہ کریں۔

۷......''**کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال** ''یہ علامہ علی متقی ہندی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۵ھ) کی تصنیف ہے، جمعِ حدیث پر لکھی گئی کتابوں میں یہ سب سے جامع کتاب ہے، اس کتاب میں تیس سے زائد کتابوں کی احادیث حروفِ تہجی کی ترتیب پر جمع ہیں، اس میں مرفوع، موقوف اور مقطوع تینوں قسم کی روایات ہیں، اس میں موجود روایات کی کل تعداد ۴۶۶۲۴ ہے۔ روایاتِ احادیث کا یہ ایک انسائیکلو پیڈیا ہے، کسی بھی روایت کے تلاش کے لئے یہ بہترین رہنما ہے، اس کی وساطت سے ماخذ تک رسائی ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کتاب پر اب تک کوئی خاطر خواہ علمی وتحقیقی کام نہیں ہوا، دو کتابوں پر تحقیق وتخریج ہوجائے تو یہ امت کے لئے بڑا علمی سرمایہ ہوگا:

(۱)''**الدر المنثور** ''(۲)''**کنز العمال** ''

''**کنز العمال** '' کی موضوع روایات کو اگر الگ کردیا جائے تو یہ مفید کاوش ہوگی۔

(۲۴) چوبیسویں قسم: ''کتب المعاجم ''

''**المعاجم** '' معجم کی جمع ہے، ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں روایات کو شیوخ کی

ترتیب پر جمع کیا جائے، خواہ پھر اس میں شیخ کی وفات کے تقدم کا اعتبار ہو یا شیخ کے علم وفضل کا یا حروف تہجی کا ہو، بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ جس میں حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق احادیث جمع کی جائیں، خواہ یہ ترتیب صحابہ کرام میں ہو یا شیوخ میں۔

''المعجم الکبیر'' میں امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے پہلے عشرہ مبشرہ اور پھر صحابہ کرام سے حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق احادیث نقل کی ہیں، ''المعجم الأوسط'' میں حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق اپنے شیوخ سے وہ غرائب روایات جمع کی ہیں جو دیگر محدثین سے منقول نہیں ہیں۔ اس طرح کی روایت جمع کرنے کے لئے انہیں خوب عرق ریزی کرنی پڑی، مصنف اس کتاب کے متعلق کہتے تھے کہ یہ کتاب میری روح ہے:

والمعجم الأوسط فی ست مجلدات کبار علی معجم شیوخه یأتی فیه عن کل شیخ بما له من الغرائب والعجائب فهو نظیر کتاب الأفراد للدارقطنی بیّن فیه فضیلته وسعة روایته، وکان یقول: هذا الکتاب روحی فإنه تعب علیه وفیه کل نفیس وعزیز ومنکر. ❶

''المعجم الصغیر'' میں مصنف نے اپنے ہر ہر شیخ سے ایک ایک حدیث نقل کی ہے:

وصنف المعجم الصغیر وهو عن کل شیخ له حدیث واحد. ❷

۴...... ''المعجم لابن الأعرابی'' یہ امام ابن اعرابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) کی ہے۔

۵...... ''المعجم لابن عساکر'' یہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی ہے۔

❶ تذکرة الحفاظ: ج۳ ص ۸۵ ❷ تذکرة الحفاظ: ج۳ ص ۸۵

(۲۵) پچیسویں قسم: ''کتب المشیخات''

''مشیخات''"مشیخہ" کی جمع ہے، یہ ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی ایک استاذ یا شیخ کی روایات کو یکجا کیا ہو خواہ وہ روایات کسی بھی موضوع سے متعلق ہوں، اس میں ترتیب شرط نہیں ہے، اکثر اہلِ علم نے حروف تہجی کی ترتیب پر اس طرح کی روایات کو جمع کیا ہے۔

۱ ...... مشیخة الحافظ أبی یعلی الخلیلی (المتوفی ۴۴۶ھ)

۲......مشیخة أبی طاهر أحمد بن محمد السلفی (المتوفی ۵۷۶ھ)

۳......مشیخة للشیخ شهاب الدین البکری السهروردی (المتوفی ۶۳۲ھ)

(۲۶) چھبیسویں قسم: ''کتب الأربعینات''

''أربعینات''اربعینہ کی جمع ہے، اربعین ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں چالیس احادیث مذکور ہوں، خواہ ایک موضوع سے متعلق ہوں یا کئی موضوعات سے جس کو ہمارے یہاں ''چہل حدیث'' کہتے ہیں، چہل حدیث کے حفظ سے متعلق ایک روایت میں ہے:

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِ بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهًا، وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا. [1]

یعنی جو شخص میری امت میں سے دین سے متعلق چالیس احادیث حفظ کر لے تو قیامت کے دن اللہ اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس پر گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

---

[1] شعب الإیمان: فصل فی فضل العلم وشرف مقداره، ج۳ ص ۲۴۰، رقم الحدیث: ۱۵۹۷

یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا متن مشهور فيما بين الناس وليس له إسناد صحيح.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے لیکن اس کی کوئی سند علت قادحہ سے محفوظ نہیں ہے:

ثُمَّ جَمَعْتُ طُرُقَهُ فِي جُزْءٍ لَيْسَ فِيهَا طَرِيقٌ تَسْلَمُ مِنْ عِلَّةٍ قَادِحَةٍ. ❶

امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے:

واتفق الحفاظ على أنه حديث ضعيف وإن كثرت طرقه. ❷

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أما الحديث فقد ورد من طرق كثيرة بروايات متنوعة...... واتفقوا على أنه حديث ضعيف وإن كثرت طرقه. ❸

وقال ابن عساكر: الحديث روى عن على وعمر وأنس وابن عباس وابن مسعود ومعاذ وأبى أمامة وأبى الدرداء وأبى سعيد بأسانيد فيها كلها مقال ليس للتصحيح فيها مجال لكن كثرة طرقه تقويه وأجود طرقه خبر معاذ مع ضعفه. ❹

بہر حال تعددِ طرق اور کثرتِ اسانید کی وجہ سے اس روایت کو حسن لغیرہ کہا جا سکتا ہے، اس موضوع پر محدثین کا کثرت سے لکھنا بھی اسی طرف مشیر ہے کہ اس روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ہے، نیز محدثین فضائل ومناقب میں تساہل برتتے ہیں۔ چالیس کے عدد میں بڑی تاثیر ہے جیسا کہ عقل ومشاہدہ بھی اس کی گواہی دیتا ہے۔ اس موضوع پر محدثین نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

---

❶ التلخيص الحبير: كتاب الوصايا، ج۳ ص ۹۳ ❷ الأربعين النووية: ص ۵

❸ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۲ ❹ فيض القدير: ج۶ ص ۱۱۸، رقم الحديث: ۱۲۳۳۵

اس موضوع پر سب سے پہلی تصنیف حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی ہے۔"اربعین" پر لکھی گئی کتابوں کی تفصیلات کے لئے حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کی "کشف الظنون" کا مطالعہ کریں۔علامہ ابوطاہر احمد بن سلفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۶ھ) نے اپنے چالیس شیوخ سے چالیس مختلف شہروں میں چالیس روایات نقل کی ہیں۔علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے اورانہوں نے چالیس حدیثیں چالیس مختلف شیوخ سے چالیس مختلف شہروں میں چالیس مختلف صحابہ سے نقل کی ہے"أربعین حدیثا عن أربعین شیخا فی أربعین بلدا عن أربعین صحابیا" ❶

۵......حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی ایک چہل حدیث لکھی ہے، یہ بہت ہی مختصر ہےاوراس کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر حدیث دو جملوں پر مشتمل ہے۔ ❶

(۲۷)ستائیسویں قسم:"کتب الوحدان"

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایسے رواۃ اور روایات کا ذکر ہو جن سے نقل کرنے والا ایک شخص ہو، جیسے صحابہ میں مسیّب بن حزن سے روایت نقل کرنے والے تنہا ان کے بیٹے سعید بن مسیّب ہیں۔تابعین میں محمد بن ابی سفیان ثقفی سے صرف امام زہری رحمہ اللہ نے روایت نقل کی۔اس موضوع پر امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی"المفردات والوحدان" ہے۔

اس علم سے مجہول العین راوی کی پہچان ہوتی ہے اگر وہ صحابی نہ ہو تو اس کی روایت مردود ہوگی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴ ❶ تقریر بخاری: ص ۷

ومن فوائده معرفة المجهول إذا لم يكن صحابيا لم يقبل. ❶

یعنی ان کتابوں کا فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ جہالت صحابہ کے علاوہ میں ہو تو روایت قبول نہیں ہوگی۔

(۲۸) اٹھائیسویں قسم: ''کتب المستدرکات''

مستدرک ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایسی احادیث مذکور ہوں جو کسی مصنف کی کتاب کی شرط کے مطابق ہوں لیکن مصنف نے اس کو اپنی کتاب میں ذکر نہ کیا ہو، خواہ عمداً ہو یا سہواً۔

ا...... ''**كتاب الإلزامات**'' یہ امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو شیخین کی شرائط کے مطابق ہیں لیکن ان کی صحیحین میں موجود نہیں ہیں۔

۲...... ''**المستدرك على الصحيحين**'' یہ امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی ہے، یہ سب سے زیادہ رائج اور مشہور ہے، اس میں انہوں نے وہ احادیث نقل کی ہیں جو صحیحین میں موجود نہیں ہیں، لیکن ان کی تحقیق کے مطابق وہ بخاری و مسلم کی شرائط پر اترتی ہیں۔ اس کتاب میں امام حاکم رحمہ اللہ عموماً ہر روایت کے ذکر کے بعد یہ بتلاتے ہیں کہ یہ روایت کس کی شرائط پر ہے، اس کتاب میں بعض روایات شیخین کی شرائط پر ہیں، بعض روایت صرف صحیح بخاری کی شرائط پر ہیں، اور بعض روایات صرف صحیح مسلم کی شرائط پر ہیں اور بعض روایات صحیح ہیں لیکن کسی کی شرائط پر نہیں ہیں، اور بعض روایات حسن اور بعض ضعیف ہیں۔ اس کتاب میں بعض روایات موضوع بھی ہیں، اس لئے اصل کتاب کے ساتھ امام ذہبی رحمہ اللہ کی تلخیص ضرور مطالعہ میں رکھنی چاہیئے، اگر یہ امام حاکم رحمہ اللہ کی

---

❶ تدريب الراوي: ج ۲ ص ۷۳۹

موافقت کریں تو اس روایت کو قبول کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

(۲۹) انتیسویں قسم: ”کتب التراجم“

تراجم ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی خاص سند کو لے کر اس سند سے جتنی بھی روایتیں مروی ہیں چاہے صحیح ہوں یا ضعیف، سب کو ذکر کر دیا جائے، مثلاً ”**مالک عن نافع عن ابن عمر**“ یا ”**هشام عن أبيه عن عائشة**“ اس نوع میں وہ بھی داخل ہیں جو ”**من روى عن أبيه عن جده**“ کہلاتی ہیں۔

(۳۰) تیسویں قسم: ”کتب الثلاثیات“

ثلاثیات ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ایسی روایات مذکور ہوں جن میں محدث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین واسطے ہوں۔

صحیح بخاری میں (۲۲) ثلاثی روایات ہیں، جن میں سے بیس کے راوی حنفی ہیں، امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ سے (۱۱) امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ سے (۶) اور محمد بن عبد اللہ انصاری سے (۳) روایات منقول ہیں، یہ تینوں حنفی ہیں، جبکہ ایک روایت امام خلاد بن یحیی رحمہ اللہ اور ایک روایت عصام بن خالد حمصی سے مروی ہے۔

سنن دارمی میں (۱۵) ثلاثی روایات ہیں جنہیں ابو عمران عیسی بن عمر بن عباس اور عفیف محمد بن نور الدین ایجی نے ”**ثلاثيات الدارمي**“ کے نام سے جمع کیا ہے۔

مسند احمد میں موجود ثلاثی روایات کی تشریح امام سفارینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) نے ”**شرح ثلاثيات مسند الإمام أحمد**“ کے نام سے کی ہے۔ ”**مسند أبي داود الطيالسي**“ میں موجود ثلاثی روایات ”**الثلاثيات المنتقاة من مسند أبي داود الطيالسي**“ کے نام سے رسالہ میں جمع ہیں۔ اسی طرح دیگر محدثین سے مروی ثلاثی

روایات کی تفصیلات کے لئے شیخ اشرف عبدالرحیم کی کتاب ''الثلاثیات فی الحدیث النبوی ''اور عفیف محمد نورالدین ایجی کی تصنیف ''الثلاثیات '' کا مطالعہ کریں۔

فائدہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ صحاح پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ آپ سے سینکڑوں روایات ثنائی مروی ہیں، جبکہ ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی ایک سے بھی ایک روایت بھی ثنائی منقول نہیں ہے۔ ''جامع المسانید للخوارزمی ''میں آپ سے مروی (۳۶۶) روایات کا تذکرہ ہے، جبکہ ''کتاب الآثار لأبی یوسف ''میں (۸۱) اور ''کتاب الآثار للإمام محمد ''میں (۵۹) روایات ہیں، تفصیلاً دیکھئے ''الإمام الأعظم أبو حنیفة والثنائیات فی مسانیده ''نیز ''جامع المسانید ''میں امام صاحب سے مروی ثلاثی روایات کی تعداد (۶۷) ہے۔

(۳۱) اکتیسویں قسم: ''کتب الناسخ والمنسوخ''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں یہ بتلایا گیا ہو کہ کون سی حدیث ناسخ ہے اور کون سی منسوخ ہے۔

اس فن پر سب سے جامع کتاب امام ابوبکر حازمی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۴ھ) کی ''الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار ''ہے، اس کتاب میں اولاً پچاس وجوہِ ترجیح کا ذکر ہے پھر فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق ناسخ ومنسوخ روایات کا ذکر ہے۔

(۳۲) بتیسویں قسم: ''کتب المختصر''

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی مؤلف کی کتاب کی اسانید اور مکررات کو حذف کر کے جامع روایات کا انتخاب کیا جائے۔

۱...... ''مختصر سنن أبی داود ''امام منذری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)

۲...... ''مختصر صحیح مسلم ''امام منذری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)

۳......"مختصر شعب الإيمان" علامہ قزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۹ھ)

۴......"مختصر قيام الليل للمروزی" علامہ مقریزی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۵ھ)

(۳۳) تینتیسویں قسم: "كتب الترتيب"

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی غیر مرتب کتاب کی احادیث کو کسی خاص ترتیب کے ساتھ جمع کیا جائے، مثلاً "مسند أحمد" چونکہ مسانید کی ترتیب پر ہے اس لئے متاخرین کا خصوصاً اس سے استفادہ کافی دشوار تھا، تو علامہ احمد بن عبد الرحمٰن الساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا اور نام رکھا "الفتح الربانی لترتيب مسند أحمد بن حنبل الشيبانی" اسی طرح "صحيح ابن حبان" انواع کی ترتیب پر مرتب تھی جس سے استفادہ نہایت دشوار تھا، تو علامہ علاء الدین علی بن بلبان فارسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۹ھ) نے اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا اور نام رکھا "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"

(۳۴) چونتیسویں قسم: "كتب الترغيب والترهيب"

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ترغیب وترہیب سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں۔

۱......"الترغيب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک" یہ علامہ ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے ابواب قائم کر کے سند کے ساتھ ۵۸۱ احادیث نقل کی ہیں۔

۲......"الترغيب والترهيب" علامہ اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی اصبہانی المعروف قوام السنہ (متوفی ۵۳۵ھ) نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر ابواب بندی کر کے سند کے ساتھ ۲۵۲۰ احادیث نقل کی ہیں۔ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو جائے تو عوام الناس کے لئے بہت مفید ہوگا۔

۳......"الترغیب والترھیب" علامہ عبدالعظیم بن عبدالقوی المعروف امام منذری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) یہ اس فن کی سب سے معروف کتاب ہے، اس میں ابواب کی ترتیب کے ساتھ ۵۷۶۶ احادیث موجود ہیں، مصنف راوی کا نام، روایت کا ماخذ اور روایت پر حکم بیان کرتے ہیں، اگر سند یا متن پر کلام ہو تو ائمہ حدیث کے حوالہ سے وہ بھی نقل کرتے ہیں۔

(۳۵) پینتیسویں قسم: "کتب الموطآت"

یہ ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب ہوں جن میں مرفوع، موقوف اور مقطوع روایات کے ساتھ صاحبِ کتاب کے اقوال بھی مذکور ہوں۔ مصنف میں بھی تینوں قسم کی روایات ہوتی ہیں البتہ صاحبِ کتاب کے اقوال نہیں ہوتے۔

۱......"موطأ مالک" امام مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) اس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب پر صحیح احادیث کو جمع کیا ہے، جب تک صحیح بخاری نہیں لکھی گئی تھی اس کتاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا تھا، چونکہ صحیح بخاری میں یہ روایات اور دیگر صحیح روایات موجود ہیں اس لئے اب یہ مقام صحیح بخاری کا ہے۔

۲......"موطأ الإمام محمد" امام محمد بن حسن بن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) اس میں امام محمد رحمہ اللہ موطا مالک کی روایات کے ساتھ دیگر روایات و آثار اور فقہی آراء کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶) چھتیسویں قسم: "کتب المصنفات"

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں احادیثِ نبویہ کے ساتھ صحابہ و تابعین کے ارشادات کو بھی جمع کیا جائے، یہ کتابیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں۔

۱......"مصنف عبد الرزاق" امام عبدالرزاق بن ہمام حمیری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ)

اس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب پر احادیث جمع ہیں، عموماً مصنف پہلے مرفوع پھر موقوف اور مقطوع روایات ذکر کرتے ہیں، اس میں (۳۱) کتب کے تحت دسیوں ابواب قائم کر کے ۱۹۴۱۸ روایات ذکر کی ہیں۔ اس میں ثلاثی روایات بھی کافی تعداد میں ہیں۔ اس کتاب کا محقق نسخہ وہ ہے جو محدث العصر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ ۱۱ جلدوں میں طبع ہے۔

۲...... ''مصنف ابن أبی شیبة'' امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۵ھ)

اس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق مرفوع، موقوف اور مقطوع تینوں قسم کی روایات یکجا ہیں، اس کتاب میں صحابہ وتابعین کے آثار کثیر مقدار میں ہیں، موصوف چونکہ کوفہ کے باشندے تھے اس لئے وہاں پر موجود صحابہ وتابعین کی روایات کثرت سے نقل کی ہیں، اس کتاب میں حنفیہ کے مستدلات کثیر تعداد میں ہیں۔ اس کتاب میں امام صاحب پر تقریباً (۱۲۵) اعتراضات ہیں، ان کے جوابات تفصیلاً علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے ''النکت الطریفة فی التحدث عن رد ود ابن أبی شیبة علی أبی حنیفة'' میں دیئے ہیں، اسی طرح علامہ محمد بن قاسم حارثی نے ''مکانة الإمام أبی حنیفة بین المحدثین'' میں بھی نہایت بسط کے ساتھ اس پر گفتگو کی ہے۔

(۳۷) سینتیسویں قسم: ''کتب الأحکام''

وہ کتابیں کہلاتی ہیں جن میں مصنفین احکامات سے متعلق احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق جمع کریں۔

۱...... ''الأحکام الکبری'' امام عبدالحق بن عبدالرحمٰن اشبیلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ)

۲...... ''عمدة الأحکام عن سید الأنام'' علامہ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ)

۳......''الإمام فی أحادیث الأحکام'' علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ)

۴......''بلوغ المرام من أدلة الأحکام'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ)

(۳۸) اڑتیسویں قسم: ''کتب الأفراد والغرائب''

وہ کتابیں کہلاتی ہیں جن میں ایک طرق سے مروی روایات یکجا کی جائیں۔

۱......''کتاب الأفراد'' امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)

فنِ اسماء الرجال

صحابہ سب کے سب عادل ہیں ''لِأَنَّ الصَّحَابَةَ عُدُولٌ وَنَقْلُهُمْ صَحِيحٌ فَلَا وَجْهَ لِلْخِلَافِ'' ❶

صحابہ کے دور میں فتنے سب سے پہلے کوفہ اور بصرہ سے اٹھے، کوفہ میں دو علمی مرکز تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت علی کے نام سے غلط باتیں اور روایات گھڑنا شروع کردیں، تو پھر یہ اصول بنا جو روایات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کریں اِسے قبول کیا جائے گا، چنانچہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۰ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ❷

امام ابن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فتنوں کے ظہور کے بعد سند کا مطالبہ کرتے تھے:

❶ مرقاة المفاتیح: کتاب فضائل القرآن، ج۴ ص ۱۵۰۹

❷ مقدمة صحیح مسلم: ج ۱ ص ۱۰

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ، قَالُوا: سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ، فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ، وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ. ❶

کوفہ سے تشیع اٹھا اور بصرہ سے انکارِ قدر کی صدا اٹھی:

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ. ❷

اب با قاعدہ ائمہ تابعین نے ان رجال کی نشاندہی کر کے ان پر کلام کیا، چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) ''کتاب العلل'' میں لکھتے ہیں:

وَقد وجدنَا غير وَاحِد من الْأَئِمَّة من التَّابِعين قد تكلمُوا فِي الرِّجَال مِنْهُم الحسن الْبَصْرِيّ وطاووس تكلما فِي معبد الجُهَنِيّ وَتكلم سعيد بن جُبَير فِي طلق بن حبيب وَتكلم إِبْرَاهِيم النَّخعِيّ وعامر الشّعبِيّ فِي الْحَارِث الْأَعْوَر وَهَكَذَا رُوِيَ عَن أَيُّوب السّخْتِيَانِيّ وَعبد اللّٰه بن عون وسليمَان التَّيْمِيّ وَشعْبَة بن الْحجَّاج وسُفْيَان الثَّوْرِيّ وَمَالك بن أنس وَالْأَوْزَاعِيّ وَعبد اللّٰه بن الْمُبَارك وَيحيى بن سعيد الْقطَّان ووكيع بن الْجراح وَعبد الرَّحْمَن بن مهْدي وَغَيرهم من أهل الْعلم أَنهم تكلمُوا فِي الرِّجَال وضعفوا. ❸

اس فن کا سبب یہ بنا کہ واقعہ جمل اور واقعہ صفین کے بعد باطل فرقوں نے موضوع روایات گھڑنا شروع کر دیں، تو اب ضرورت تھی اس بات کی کہ رواۃ کے حالات کو قلمبند

❶مقدمة صحيح مسلم: ج ١ ص ١١ ❷مقدمة صحيح مسلم: ج ١ ص ٢٧

❸سنن الترمذي: كتاب العلل، ج ٢ ص ٢٣٥

کیا جائے اور راوی کی توثیق وتضعیف کو ذکر کریں تاکہ جو راوی کذاب اور متہم ہے اس سے بچا جائے، اور ان کی روایات سے آنے والی امت کو محفوظ کیا جائے، اس لئے رواۃ کے حالات معلوم کرنے کے لئے بعض محدثین نے قریہ قریہ، شہر شہر جا کر ایک ایک راوی کے حالات معلوم کئے۔

جرح وتعدیل کا سلسلہ دورِ صحابہ ہی میں شروع ہو چکا تھا، خوارج وروافض کے ظہور کے بعد تحقیق وتفتیش ہی کے بعد روایت کو قبول کیا جانے لگا۔

جب تابعین کا دور اخیر آیا یعنی سن ۱۳۰ھ کے قریب قریب تو ائمہ کی ایک جماعت نے توثیق وتضعیف پر باقاعدہ کلام کیا، چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أكذب من جابر الجعفي.

میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا آدمی نہیں دیکھا۔

اور امام اعمش رحمہ اللہ نے ایک جماعت کی تضعیف کی اور دوسروں کی توثیق کی اور امام شعبہ رحمہ اللہ نے رجال کے بارے میں غور وفکر سے کام لیا یہ بڑے محتاط تھے، اور بجز ثقہ کے تقریباً کسی سے روایت نہیں کرتے تھے، امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی حال تھا۔ صالح بن جزرہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے رجال پر کلام امام شعبہ رحمہ اللہ نے کیا، پھر ان کی پیروی امام یحیی بن قطان رحمہ اللہ نے کی، پھر امام احمد اور امام یحیی بن معین رحمہما اللہ نے:

أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الرِّجَالِ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، ثُمَّ تَبِعَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، ثُمَّ بَعْدَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ (1).

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے رجال پر شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان نے کلام کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے

(1) مقدمة ابن الصلاح: ص ۳۸۸

با قاعدہ جرح وتعدیل کو فن کی حیثیت دی اور اس کو مدوّن کیا:

أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الرِّجَالِ شُعْبَةُ، ثُمَّ تَبِعَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، ثُمَّ أَحْمَدُ وَابْنُ مَعِينٍ، فَيَعْنِي أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ تَصَدَّى لِذَلِكَ ❶.

محدثین کرام نے راویانِ حدیث کی تحقیق میں انتہائی دیانت داری وحق گوئی کی مثال قائم کی ہے، اس میں انہوں نے اپنے باپ بیٹے کسی کی رعایت نہیں کی، جو راوی قابل تنقید تھا اس پر نقد کیا اور جو قابلِ توثیق تھا اس کی ثقاہت کو بیان کیا۔

معاذ بن معاذ وہ بزرگ ہیں کہ ان کو ایک شخص نے دس ہزار دینار صرف اس معاوضہ میں پیش کرنا چاہا کہ وہ ایک شخص کو معتبر (عادل) اور غیر معتبر پر کچھ نہ کہیں یعنی ان کے متعلق خاموش رہیں، انہوں نے اشرفیوں کے اس تھیلی کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور فرمایا کہ میں کسی حق کو چھپا نہیں سکتا:

وكان على مسائل معاذ بن معاذ، فجعل له عشرة آلاف دينار على أن يقف على تعديل رجل فلا يقول عدلا ولا غير عدل، قالوا له: قف، لا تقل فيه شيئًا، فأبى، فقال: لا أبطل حقًّا من الحقوق ❷.

کیا تاریخ اس سے زیادہ احتیاط ودیانتداری کی مثال پیش کر سکتی ہے؟

جن ائمہ کی امامت کو امت نے تسلیم کیا ہے ان پر کسی کی جرح معتبر نہیں، علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''**الجرح مقدم على التعديل**'' کا ضابطہ ہر جگہ استعمال نہیں کیا جائے گا بلکہ جس راوی کی عدالت وثقاہت ثابت ہو چکی ہو اس کے بارے میں مدح وتوثیق کرنے والوں کی کثرت ہو، اس کے ناقدین قلیل ہوں اور کوئی ایسا قوی قرینہ موجود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جرح مذہبی تعصب کی بناء پر کی گئی ہے، تو یہ جرح

❶ تدریب الراوی: ج ۲ ص ۱۸۹ ❷ الثقفات للعجلی: ج ۱ ص ۳۳۶

غیر معتبر ہے، کسی ناقد کی جرح اس شخص کے حق میں قبول نہیں ہوگی جس کی اطاعت معصیت پر غالب ہو اور مذمت کرنے والوں کے مقابلے میں مادحین کی کثرت ہو، اس کی توثیق کرنے والے ناقدین سے زائد ہوں، اور کوئی مذہبی تعصب یا دنیاوی تناصب کا ایسا قوی قرینہ بھی موجود ہے جس سے معلوم ہورہا ہے کہ یہی اس جرح کا باعث بنا جیسا کہ معاصر علماء میں ہوا کرتا ہے، چنانچہ سفیان ثوری وغیرہ کا امام اعظم ابوحنیفہ پر اور ابن ذئب وغیرہ کا امام مالک پر اور ابن معین کا امام شافعی پر اور امام نسائی کا امام احمد بن حنبل پر اسی طرح ہے، اگر ہر جگہ ''الجرح مقدم علی التعدیل'' کا ضابطہ برتا جائے تو کوئی بھی ایسا نہیں جو تنقید سے محفوظ رہ سکے۔ (1)

فنِ اسماء الرجال کی ابتدائی کتابیں

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) نے ''کتاب العلل'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) نے ''کتاب العلل ومعرفة الرجال'' امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) نے ''التاریخ الکبیر'' امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے مقدمہ صحیح مسلم میں، امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے ''کتاب العلل'' میں، امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) نے ''کتاب الضعفاء والمتروکین'' میں، امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے ''کتاب الجرح والتعدیل'' میں، امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے ''العلل الواردة فی الأحادیث النبویة'' میں رجال پر گفتگو کی ہے۔

(1) مقدمة أوجز المسالک: الفائدة السادسة، ص ۱۸۵، ۱۸۶ / طبقات الشافعية الکبری: ج ۲ ص ۹

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں: ''**الفقہ فی معانی الحدیث نصف العلم و معرفة الرجل نصف العلم**''

مراتبِ الفاظِ تعدیل

۱......الفاظِ تعدیل میں سب سے ارفع لفظ یہ ہے کہ کسی راوی کی توثیق ایسے لفظ سے کی جائے جس میں مبالغہ کے معنی پائے جائیں، یا اسم تفضیل کے صیغہ سے اس کی تعدیل کی گئی ہو جیسے ''**أوثق الناس، أضبط الناس، و إليه المنتهى فى التثبت**'' اور اسی درجہ میں ''**لا أعرف له نظيرا فى الدنيا**'' ہے۔

۲......توثیق ایسی صفت کے ساتھ کی گئی ہو جو راوی کی توثیق و علت پر دلالت کرے خواہ اسی لفظ کو مکرر لایا گیا ہو یا اس کے ہم معنی دوسر لفظ ہو جیسے ''**ثقة ثقة، ثقة مأمون، ثقة حافظ**''

۳......توثیق ایسے لفظ سے کی گئی ہو جو راوی کی عدالت کے ساتھ اس کے ضبط کو بھی ظاہر کر رہا ہو جیسے ''**ثبت، متقن، حجة، إمام**''

۴......ایسے لفظ سے راوی کی توثیق کی گئی ہو کہ اس میں ضبط و اتقان ظاہر نہ ہو رہا ہو جیسے ''**صدوق، مأمون، لا بأس به**''

۵......راوی کی توثیق ایسے لفظ سے کی گئی ہو جو راوی کی صداقت کی طرف اشارہ کرے مگر اس کے ضبط پر دلالت نہ کرے یہ چوتھے مرتبہ کے قریب قریب ہے، مگر اس کا درجہ اس کے بعد ہے، جیسے ''**محله الصدق، صالح الحديث**''

۶......ایسے لفظ سے توثیق کی گئی ہو کہ راوی مجروح ہونے کے قریب پہنچ جائے جیسے پانچویں درجہ کے الفاظ کے ساتھ ''**إن شاء الله**'' کا اضافہ کر دیا گیا ہو یا ''**شيخ ليس ببعيد من الصواب، صُويلح، صدوق إن شاء الله**''

مراتبِ الفاظِ جرح

۱......جو لفظ جرح پر مبالغہ کے ساتھ دلالت کرے جیسے ''أكذب الناس، ركن الكذب''

۲......جرح، کذب یا وضع کے سبب کی گئی ہو جیسے ''كذاب، وضاع'' الفاظ بھی مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں مگر ان کا مرتبہ پہلے درجہ کے بعد ہے۔

۳......ایسے لفظ سے جرح کی گئی ہو جس سے راوی کا متہم بالکذب یا متہم بالوضع ہونا معلوم ہوتا ہو جیسے ''متهم بالكذب، متهم بالوضع، يسرق الحديث'' اسی درجہ میں یہ الفاظ بھی ہیں ''هالك، متروک، ليس بثقة''

۴......ایسے لفظ سے جرح کی گئی ہو جو راوی کے ضعفِ شدید کو ظاہر کرے جیسے ''رُدّ حديثه، طرح حديثه، ضعيف جدا، لا يكتب حديثه''

۵......اس درجہ میں وہ تمام الفاظ داخل ہیں جو راوی کے ضعیف ہونے یا اس کے حفظ کے اضطراب پر دلالت کریں جیسے ''مضطرب الحديث، لا يحتج به، ضعفوه، ضعيف له مناكير''

۶......راوی پر ایسے وصف کے ساتھ جرح کی گئی ہو جو اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرے لیکن تعدیل سے بھی قریب ہو، جیسے ''ليس بذلک القوی، فيه ضعف، غيره أوثق منه''

حالاتِ صحابہ پر معروف کتابیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد تو ایک لاکھ سے زائد تھی مگر عام طور پر کتابوں میں صرف انہیں حضرات کے تراجم ملتے ہیں جنھوں نے نقلِ حدیث اور روایت کی خدمت انجام دی ہے، یا کسی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہو۔

۱......''**معرفة من نزل من الصحابة سائر البلدان**'' یہ امام ابوالحسن علی بن عبد اللہ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) کی ہے۔

۲......''**كتاب المعرفة**'' یہ امام ابومحمد عبداللہ بن عیسیٰ مروزی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۳ھ) کی ہے۔

۳......''**كتاب الصحابة**'' یہ امام ابن حبان بستی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) کی ہے۔

۴......''**معرفة الصحابة**'' امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) اس کتاب میں عشرہ مبشرہ کا تذکرہ ہے، پھر محمد نام کے صحابہ کا تذکرہ ہے، پھر حروفِ معجم کی ترتیب پر صحابہ کے تذکرے کے ساتھ ان سے مروی ایک یا دو روایات بھی ذکر کرتے ہیں، اس میں کل ۴۳۰ صحابہ کا ذکر ہے، اور اس میں تراجم کے دوران ذکر کردہ روایات کی تعداد ۱۴۰۲ ہے۔

۵......''**الاستيعاب فى معرفة الأصحاب**'' یہ علامہ ابن عبدالبر قرطبی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی ہے۔ مصنف نے اس کتاب کا نام ''**الاستيعاب**'' اس خیال سے رکھا ہے کہ اس میں تمام صحابہ کرام کے ذکر کا استیعاب کروں لیکن موصوف سے بہت سے صحابہ کرام کا ذکر چھوٹ گیا ہے، اس کی ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا تذکرہ ہے پھر حروفِ معجم کی ترتیب پر صحابہ کرام کا ذکر ہے، اس میں کل ۳۵۰۰ صحابہ کا ذکر ہے۔

۶......"**أسد الغابة فی معرفة الصحابة**" یہ علامہ ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں ۷۵۰۰ صحابہ کرام کا تذکرہ ہے، اس میں قدرے تفصیل کے ساتھ صحابہ کرام کے حالات ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

۷......"**تجرید أسماء الصحابة**" یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ہے، اس میں صرف صحابہ کرام کے اسماء کا تذکرہ ہے۔

۸......"**الإصابة فی تمییز الصحابة**" حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع اور مشہور ہے، اس میں کل ۱۲۲۶۷ صحابہ وصحابیات کا تذکرہ ہے، اس موضوع پر یہ ایک کتاب موجود ہو تو دوسری کسی کتاب کی فی الجملہ ضرورت نہیں ہے۔

۹......"**عین الإصابة فی معرفة الصحابة**" علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) یہ کتاب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی "الإصابة" کا اختصار ہے۔

۱۰......"**الریاض المستطابة فی جملة من روی فی الصحیحین من الصحابة**" یہ شیخ یحیی بن ابوبکر عامر یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۳ھ) کی ہے، اس میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہے جن سے صحیحین میں روایات مروی ہیں، مصنف نے حروفِ تہجی کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا ہے۔

ایک شہر کی تاریخ ورجال پر لکھی گئی کتابیں

(۱) تاریخ بغداد

خطیب بغدادی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اس میں مصنف نے بغداد شہر اور وہاں آنے والوں کا تذکرہ اور مختلف فوائد لکھے ہیں، اس کو مصنف نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، اس میں بادشاہ، وزراء، قضاۃ، ثقات، ضعفاء ومتروکین سب کا ذکر ہے، یہ تیرہ جلدوں میں طبع ہے۔

(۲) تاریخ مدینة دمشق

علامہ ابن عساکر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) یہ نہایت عظیم الشان اور جامع کتاب تھی، اَسی جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں دمشق آنے والے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علماء، صلحاء اور صوفیاء کا تذکرہ ہے، ابتدائی دو جلدیں سیرت پر مشتمل ہیں، اس میں موصوف نے ہر بات اپنی سند کے ساتھ ذکر کی ہے، سند کی طوالت، روایات کے تکرار اور تراجم کی طوالت کی وجہ سے یہ کتاب بہت ضخیم ہوگئی، اب ضرورت تھی اختصار کرنے کی، تو علامہ ابن منظور رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) نے اس کا اختصار ۲۹ جلدوں میں ''**مختصر تاریخ مدینة دمشق**'' کے نام سے کیا۔ شیخ عبدالقادر بدران نے اسانید ومکررات کو حذف کر کے اس کی تہذیب کی جو ''**تهذيب تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر**'' کے نام سے طبع ہے۔

(۳) النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة

علامہ یوسف بن تغری بردی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۴ھ) اس کتاب میں مصر اور قاہرہ

کے امراء، وزراء، قضاۃ اور اہلِ علم کا تذکرہ ہے۔

(۴) حسن المحاضرة فی تاریخ مصر و القاهرة

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) اس کتاب میں مصر اور مصر میں آنے والے اربابِ فکر ونظر اور اصحابِ علم وکمال کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ ہے۔

(۵) زبدة الحلب فی تاریخ حلب

علامہ کمال الدین ابن العدیم رحمہ اللہ (متوفی ٦٦٠ھ) اس کتاب میں انہوں نے حلب میں آنے والے افراد کا ۳۰ قسموں میں تذکرہ کیا ہے۔

(٦) نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب

علامہ شہاب الدین تلمسانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴۱ھ) اس کتاب میں اندلس میں آباد امراء، وزراء، علماء اور صلحاء کا تذکرہ ہے، یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے، اس میں اہلِ اندلس کی تصانیف کا بھی ذکر ہے۔

ثقہ راویوں پر لکھی گئی کتابیں

(۱) تاریخ الثقات

امام عجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲٦۱ھ) اس کتاب میں ثقہ راویوں کا تذکرہ ہے، لیکن یاد رہے کہ امام عجلی رحمہ اللہ متساہل ہیں، اس لئے اس کتاب میں کسی راوی کے تذکرے سے اس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں ہوگا جب تک دیگر محدثین سے اس کی ثقاہت ثابت نہ ہو۔

(۲) کتاب الثقات

یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) کی ہے، اس میں ثقہ راویوں کا تذکرہ

ہے، اس کتاب میں بہت سے مجہول راویوں کا ذکر بھی ہے، اس لئے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ کے ہاں ہر وہ راوی جس پر جرح نہ ہوا گرچہ وہ مجہول ہو اس کے حالات معلوم نہ ہوں تب بھی ان کے ہاں ثقہ ہے، ان کی ثقاہت درجات توثیق میں ادنی درجہ کی ہے۔ انہوں نے بہت سے وہ راوی جن کا اس کتاب میں تذکرہ کیا تھا ان کا ذکر اپنی دوسری کتاب ''الضعفاء والمجروحین'' میں بھی کیا اور ان کے ضعف کی بھی نشاندہی کی ہے۔

(۳) مشاهير علماء الأمصار

امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) اس کتاب میں مختلف شہروں کے ۱۶۰۲ ثقہ راویوں کا تذکرہ ہے۔

(۴) الثقات لابن شاهين

یہ امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی ہے، ایک جلد پر مشتمل ہے، اس میں صرف ثقہ راویوں کے اسماء ہیں۔

(۵) تاريخ أسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) اس میں ان ثقہ راویوں کے اسماء ہیں جن سے احادیث منقول ہیں۔

(٦) تذكرة الحفاظ

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ہے، اس کتاب میں موصوف نے حفاظ محدثین کے حالات کو قلمبند کیا ہے جو فنِ اسماءِ رجال کے امام ہیں، لوگ متن وسند میں اور رواۃ کی توثیق وتضعیف میں ان کی طرف مراجعت کرتے ہیں، یہ تین جلدوں میں طبع ہے، اس میں مصنف نے حفاظ کے حالات کو اکیس طبقات میں ذکر کیا ہے۔ دورِ صحابہ سے

لے کر اپنے دور تک ۱۲۱۲ حفاظِ حدیث کے حالات ذکر کئے ہیں۔

اس کتاب کی تلخیص علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے "**طبقات الحفاظ**" کے نام سے کی، اس میں انہوں نے ان محدثین کا بھی اضافہ کیا جو امام ذہبی رحمہ اللہ کے بعد تشریف لائے ہیں۔

(۷) المعین فی طبقات المحدثین

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ہے، اس میں انہوں نے دورِ صحابہ سے لے کر اپنے دور تک ۲۴۲۴ محدثین کے طبقات کی ترتیب پر اسماء ذکر کئے ہیں۔

ضعیف راویوں پر لکھی گئی کتابیں

(۱) الضعفاء الصغیر

یہ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی ہے، اس میں انہوں نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر نہایت اختصار کے ساتھ ۴۱۸ ضعیف راویوں کا ذکر کیا ہے، اس میں راوی کا نام، کنیت اور جرح ہے، ترجمہ ایک سے دو سطر میں ہے۔

(۲) الضعفاء والمتروکون

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) اس میں اختصار کے ساتھ ضعیف رواۃ کے اسماء اور ان پر جرح کا ذکر ہے۔

(۳) الضعفاء والمتروکون

امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) مصنف نے اس کتاب میں ۶۷۵ ضعیف راویوں کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

(۴) الضعفاء

امام عُقیلی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۲ھ) اس میں مصنف نے ضعیف رواۃ کا تذکرہ کیا ہے لیکن مصنف جرح میں متعنّت ہیں۔

(۵) المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین

امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) اس فن پر لکھی گئی کتابوں میں یہ نہایت مفید ہے، اس کے مطالعہ سے محدثین میں جو مجروح ہیں ان کا علم ہوتا ہے لیکن مصنف متشدد ہیں یہاں تک کہ بعض ثقہ راویوں پر بھی اس کتاب میں جرح کی ہے۔

(٦) الکامل فی ضعفاء الرجال

یہ امام ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳٦۵ھ) کی ہے، اس میں انہوں نے ضعیف راویوں کا ذکر بھی کیا ہے، اور ان کی غیر مستند روایات کو بھی ذکر کیا ہے، مصنف نے اس کتاب میں ہر اس راوی کا تذکرہ کیا ہے جس پر ائمہ محدثین نے کلام کیا ہے اگرچہ وہ راوی نفس الامر میں ثقہ کیوں نہ ہو۔ اس میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بالسند موجود ہیں، ترجمہ کے آخر میں عموماً خلاصہ بیان کرتے ہیں، راوی پر حکم بیان کرتے ہیں، لیکن مصنف احناف رواۃ کے تذکرے میں قدرے متعنت ہیں۔

(۷) کتاب الضعفاء والمتروکین

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) مصنف نے اس کتاب میں ٦۳۲ ضعیف رواۃ کا تذکرہ کیا ہے لیکن مصنف قدرے متشدد ہیں۔

(۸) الضعفاء والوضّاعون

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) مصنف نے اس کتاب میں ضعفاء اور

وضّاع راویوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس کتاب میں بعض ثقہ راویوں کا تذکرہ بھی آ گیا ہے۔

(۹) میزان الاعتدال فی نقد الرجال

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ہے، انہوں نے اس موضوع پر تفصیلی کام کیا ہے، یہ کتاب سات جلدوں میں مکتبہ رحمانیہ سے طبع ہے، یہ اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں سب سے احسن اور جامع ہے، موصوف نے اس میں روات پر ائمہ جرح وتعدیل کے حوالے سے جامع گفتگو کی ہے، ضعفاء پر لکھی گئی کتابوں کا مواد خصوصاً ''الکامل'' کا مواد اس میں حسن ترتیب کے ساتھ یکجا ہے، اس کتاب میں انہوں نے کسی صحابی کا اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے، ان کی جلالتِ شان اور عظمت کی وجہ سے:

وكذا لا أذكر فى كتابى من الأئمة المتبوعين فى الفروع أحدا لجلالتهم فى الإسلام وعظمتهم فى النفوس مثل أبى حنيفة والشافعى والبخارى❶.

اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر ہے جس پر تکلم ہوا ہے اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، مصنف فرماتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ اور دیگر مؤلفین اس کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی ان کا ذکر نہ کرتا ان کی ثقاہت کی وجہ سے:

وفيه من تكلم فيه مع ثقته وجلالته بأدنى لين، وبأقل تجريح، فلولا أن ابن عدى أو غيره من مؤلفى كتب الجرح ذكروا ذلك الشخص لما ذكرته لثقته.

اس کتاب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر ۱۱۰۵۳ تراجم کا ذکر ہے، مصنف عموماً راوی کا نام، کنیت، نسبت اور لقب کے ذکر کے بعد ان کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے

❶ میزان الاعتدال: ص ۲

ہیں، پھر اس راوی کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کرتے ہیں، بسا اوقات اپنی رائے بھی بیان کرتے ہیں اور اس سے مروی موضوع روایات بھی ذکر کرتے ہیں، اس طرح بیک وقت راوی اور اس سے مروی روایات دونوں کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔ اس کتاب پر علامہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے ذیل لکھا ہے جو بعض نسخوں میں اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے۔

(۱۰) لسان المیزان

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) مصنف نے اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''میزان الاعتدال'' کو مکمل کیا ہے، جو تراجم ان سے چھوٹ گئے تھے ان کا اضافہ کیا ہے، بعض مواقع پر امام ذہبی رحمہ اللہ پر تعقب کیا، نہایت مفید استدراکات، وضاحتیں اور مفید نکات ذکر کئے، علامہ عراقی رحمہ اللہ کے ذیل سے جو فوائد ذکر کئے ہیں ان کے شروع میں حرفِ ''ذ'' لکھا ہے اور جو اضافات مصنف نے کئے ہیں ان کے شروع میں حروفِ ''ز'' لکھا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کا کلام ذکر کرتے ہیں پھر ''انتھی'' ذکر کرکے آگے اپنا کلام ذکر کرتے ہیں۔ اس میں کل ۱۴۳۴۳ روات کا ذکر ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کی میزان اور حافظ کی یہ کتاب اس موضوع کی نہایت مفید کتابیں ہیں، علم حدیث اور رجال کا کوئی طالب ان دو کتابوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

جملہ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ایک کتاب میں دستیاب ہوجاتے ہیں، جس سے راوی کے متعلق فیصلہ آسان ہوجاتا ہے، یہ کتاب عالم الکتب بیروت سے ۱۴۰۲ھ میں طبع ہوئی ہے۔

ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ پر لکھی گئی کتابیں

(۱) الطبقات الکبری

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) اس کتاب میں ثقات اور ضعفاء دونوں قسم کے رواۃ کا ذکر ہے، اس لئے اس کتاب کو اس موضوع میں شامل کیا ہے۔

(۲) التاریخ الکبیر

یہ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے، اس میں ۳۶۵۲ رواۃ کا ذکر ہے، سب سے پہلے محمد نام کے رواۃ کے حالات ذکر کئے ہیں تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے برکت حاصل ہو جائے، پھر انہوں نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر دیگر رواۃ کے حالات کا تذکرہ کیا، اس میں امام بخاری رحمہ اللہ مختصراً ہر راوی کے ایک دو اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں۔ دورِ نبوت سے لے کر اپنے دور تک کے ثقہ، حسن، متکلم فیہ، منکر اور ضعیف ہر قسم کے رواۃ کا اس میں ذکر ہے، مصنف الفاظِ جرح میں نہایت احتیاط کرتے تھے، عموماً "فیہ نظر" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، سب سے زیادہ سخت ان کے الفاظ "منکر الحدیث" ہیں، اسی طرح کسی راوی کی توثیق میں بھی مبالغہ نہیں کرتے بلکہ "ثقة" یا "حسن الحدیث" کے الفاظ استعمال کرتے۔

(۳) الجرح والتعدیل

یہ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب حیدر آباد دکن سے نو جلدوں میں طبع ہے، اس میں مصنف نے اپنے والد امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) اور امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) سے راویوں کے حالات نقل کئے ہیں، اس کتاب میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کا تذکرہ ہے،

مقدمہ میں مصنف نے اپنے والد کے حالات تفصیلاً قلمبند کئے ہیں۔اس کتاب میں ۱۸۰۵۰ رواۃ کا ذکر ہے۔

(۴) الجامع فی الجرح و التعدیل

امام ابو معاطی نوری اوران کے دیگر رفقاء نے اس کتاب میں ایک راوی کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے جتنے اقوال ہیں سب ذکر کئے ہیں،اس کتاب میں امام بخاری،امام مسلم،امام عجلی،امام ابوزرعہ،امام ابوداود،امام ابوحاتم رازی،امام ترمذی،امام نسائی،امام بزار،امام دارقطنی رحمہم اللہ کے کلام کوذکرکیاہے،اس کتاب کا فائدہ یہ ہے کہ ایک راوی کے متعلق جملہ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ایک کتاب میں دستیاب ہوجاتے ہیں،جس سے راوی کے متعلق فیصلہ آسان ہوجاتا ہے، یہ کتاب عالم الکتب بیروت سے ۱۴۰۲ھ میں طبع ہوئی ہے۔

صحاحِ ستہ کے رجال پرلکھی گئی کتابیں

(۱) الکمال فی أسماء الرجال

یہ امام عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ ھ) کی تصنیف ہے،لیکن یہ کتاب مخطوطہ ہے اب تک طبع نہیں ہوئی۔

(۲) تھذیب الکمال فی أسماء الرجال

امام ابوالحجاج جمال الدین مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے اس کتاب میں ''الکمال'' سے صحاح ستہ کے رجال کوتہذیب واضافات کے ساتھ جمع کیا ہے۔

اس میں ہرراوی کے ترجمہ میں اس کے اساتذہ وتلامذہ کا حتی الامکان استیعاب کیا گیا

ہے، شیوخ وتلامذہ کا ذکر حروفِ معجم کی ترتیب پر ہے، شیوخ کا تذکرہ ''روی عن فلان'' اور تلامذہ کا تذکرہ ''روی عنہ'' سے کرتے ہیں۔ اس کتاب میں رواۃ کے حالات حروفِ معجم کی ترتیب پر ہیں، البتہ لفظ ''الف'' کے تحت ''احمد'' کے راویوں اور لفظِ ''میم'' کے تحت ''محمد'' نام کے راویوں کے حالات پہلے ذکر کئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے، مصنف راوی کا نام، اس کے والد کا نام، دادا کا نام، نسبت، کنیت، لقب، تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات حتی الامکان ذکر کرتے ہیں۔ رواۃ کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب دکتور بشار عواد کی تحقیق کے ساتھ ۳۵ جلدوں میں طبع ہے۔

اس کتاب کا تکملہ علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے ''إکمال تهذيب الكمال فی أسماء الرجال'' کے نام سے ۱۲ جلدوں میں لکھا۔

(۳) تذهيب التهذيب

یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ہے، یہ ''تهذيب الكمال'' کی تلخیص ہے، اس میں انہوں نے ہر راوی کے مشہور اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کیا، اور چند اہلِ علم کی آراء اور سنِ وفات ذکر کی۔ انہوں نے ''تهذيب الكمال'' کا ایک اختصار ''الكاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة'' کے نام سے کیا، یہ تین جلدوں میں طبع ہے، اس میں انہوں نے ہر راوی کا نام، چند اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ اور ایک یا دو اہلِ علم کی آراء ذکر کی ہیں، اور آخر میں حتی الامکان متوفی بھی ذکر کی ہے۔

(۴) تهذيب التهذيب

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب امام مزی رحمہ اللہ

کی ''تھذیب الکمال'' کی تلخیص ہے۔

اس میں حافظ نے ہر راوی کے مشہور اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کیا، ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی اسناد حذف کر کے مفید اقوال اختصار کے ساتھ ذکر کئے، سنِ وفات میں عموماً راجح قول ذکر کیا، امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''تـذهيـب التهـذيـب'' اور علامہ مغلطائی رحمہ اللہ کی ''إكـمـال تهـذيـب الكمال'' سے دیگر فوائد ونکات ''قـلـت'' کے ساتھ ذکر کئے۔ یہ کتاب ۷ جلدوں میں دار الکتب العلمیہ سے طبع ہے۔

(۵) تقريب التهذيب

یہ بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، جب ''تهذيب التهذيب''، مکمل ہوئی تو حافظ نے دیکھا کہ یہ کتاب کچھ طویل ہوگئی ہے تو انہوں نے اس کا اختصار ''تـقـريـب التهـذيـب'' کے نام سے کیا، یہ کتاب اختصار کے باوجود نہایت مفید ہے، اس میں رواۃ کا تذکرہ عموماً تین سطروں میں ہے، اس میں راوی کا نام، اس کے والد اور دادا کا نام، کنیت، لقب، راوی کا زمانہ، طبقہ، ایک دو سے لفظوں میں اس کا مرتبہ اور آخر میں سنِ وفات ذکر کرتے ہیں۔ اس کتاب میں رواۃ کا بارہ طبقات میں ذکر کیا ہے۔ اس کا محقق نسخہ وہ ہے جو شیخ عوامہ کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوا ہے۔

(٦) خلاصة تذهيب الكمال في أسماء الرجال

علامہ صفی الدین خزرجی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''تـذهيب التهـذيـب'' کا اختصار ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو دو قسموں میں ذکر کیا ہے، قسم اول رجال کے تراجم پر ہے اور قسم ثانی نساء کے تراجم پر۔ مصنف ہر راوی کے چند شیوخ وتلامذہ

کا ذکر کر کے ائمہ جرح وتعدیل کا راوی کے متعلق جرحاً وتعدیلاً کلام ذکر کرتے ہیں۔صحابہ کے تراجم میں صحاح ستہ میں ان سے مروی روایات کی تعداد بھی بتلاتے ہیں اوران روایات کی تعداد بھی بتلاتے ہیں جن پر شیخین متفق ہیں،اور بخاری ومسلم میں منفرد روایات کی تعداد بھی بتلاتے ہیں۔

ائمہ اربعہ کی کتبِ احادیث کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی علم حدیث میں ''**مسند أبی حنیفة**'' ہے، امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی ''**سنن الشافعی**'' ہے،امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی ''**موطأ مالک**'' ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی ''**مسند أحمد**'' ہے۔

(۱) تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے،اس میں انہوں نے ائمہ اربعہ کی چاروں کتب کے رجال کے حالات قلمبند کئے ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں دار البشائر الاسلامیہ سے طبع ہے،اس میں ''**مسند أبی حنیفة، موطأ مالک، مسند الشافعی**'' اور ''**مسند أحمد**'' کے رجال کا تذکرہ ہے۔

(۲) الإیثار بمعرفة رواة الآثار

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، اس میں امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی ''**کتاب الآثار**'' جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی روایات پر مشتمل ہے اس کے رجال کے حالات ذکر کئے ہیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔

(۳) الإكمال فی ذكر من له رواية فی مسند الإمام أحمد ممن ليس فی تهذيب الكمال

یہ امام شمس الدین حسین رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی تصنیف ہے، اس میں ''مسند أحمد'' کے اُن رجال کا تذکرہ ہے جن کا ذکر ''تهذيب الكمال'' میں نہیں ہے۔

(۴) التذكرة برجال العشرة

امام ابن حمزہ محمد بن علی حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) اس کتاب میں صحاح ستہ ''مسند أبي حنيفة'' ''موطأ مالك'' ''سنن الشافعي'' اور ''مسند أحمد'' کے رجال کے حالات ہیں، حافظ کی ''تعجيل المنفعة'' کا ماخذ یہی کتاب ہے۔

فائدہ: علامہ کتانی رحمہ اللہ نے ''الرسالة المستطرفة'' میں لکھتے ہیں کہ دینِ اسلام کا مدار دس کتابوں پر ہے، چھ صحاح ستہ اور چار ائمہ اربعہ کی کتبِ حدیث:

فهذه هی كتب الأئمة الأربعة وبإضافتها إلى الستة الأولى تكمل الكتب العشرة التی هی أصول الإسلام وعليها مدار الدين. ❶

❶ الرسالة المستطرفة: ص ۱۹

کتبِ طبقات

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے رجال کے مختلف طبقات قائم کیے ہیں اوران کے حالات طبقہ بعد طبقہ اپنے عہد تک بیان کیے ہیں، اس طرز پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

(۱) الطبقات الکبری

یہ مؤرخ محمد بن سعد بصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی تصنیف ہے، اس کی ابتدائی دو جلدیں سیرت پر ہیں پھر صحابہ کے طبقات کا ذکر ہے، اس میں انہوں نے صحابہ کے پانچ طبقات بیان کیے ہیں:

۱...... **من شهد بدرا من المهاجرين والأنصار.**

۲...... **من لهم إسلام قديم ولم يشهد بدرا، ومن شهد أحدا.**

۳...... **من أسلم بعد أحد وقبل فتح مكة.**

۴...... **من أسلم عند فتح مكة وبعدها.**

۵...... **من توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم صغار.**

اس کے بعد تابعین، اتباعِ تابعین سے لے کر اپنے دور تک کے رجال کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت عمدہ کتاب ہے، تاریخ ورجال کے اہم مصادر میں اس کا شمار ہوتا ہے، مصنف عموماً رجال کے تذکرہ میں جرحاً وتعدیلاً کلام بھی کرتے ہیں اور ان کا یہ کلام ائمہ حدیث کے ہاں معتبر ہے۔

(۲) مشاهير علماء الحديث

امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) اس میں مصنف نے رواۃ کو چار طبقات

میں تقسیم کیا ہے:

ا......صحابہ ۲......تابعین ۳......تبع تابعین ۴......اتباعِ تبع تابعین

(۳) طبقات علماء الحديث

امام ابن عبدالہادی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) اس میں مصنف نے عصر روایت سے لے کر اپنے دور تک محدثین اہلِ علم کا تذکرہ کیا ہے۔

(۴) تذكرة الحفاظ

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے، طبقاتِ محدثین پر یہ سب سے عمدہ کتاب ہے، اس میں دورِ صحابہ سے لے کر مصنف کے شیوخ تک ۲۱ طبقات کا ذکر ہے، اس میں کل ۱۱۷۶ تراجم ہیں۔

(۵) المعين فى طبقات المحدثين

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس میں ۲۸ طبقات کے تحت ۲۲۰۰ محدثین کا ذکر کیا ہے۔ حدیث کے طالب علم کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے اس سے دورِ صحابہ سے آٹھویں صدی تک کے محدثین کے طبقات سے واقفیت ہو جاتی ہے۔

(۶) ذكر من يعتمد قوله فى الجرح والتعديل

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ کا رسالہ ہے، اس میں مصنف نے ۲۲ طبقات کے تحت ۷۱۵ ان ائمہ رجال وحدیث کا تذکرہ کیا ہے جن کا قول رواۃ کی جرح وتعدیل میں معتبر ہے۔

(۷) طبقات الحفاظ

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب امام

ذہبی رحمہ اللہ کی ''**تذکرۃ الحفاظ**'' کی تلخیص ہے، اس میں انہوں نے ۲۴ طبقات ذکر کیئے ہیں، ۲۱ طبقات وہی ہیں جو امام ذہبی رحمہ اللہ نے ذکر کیئے، بقیہ تین طبقات کا انہوں نے اضافہ کیا، اس میں ان ائمہ حدیث کا تذکرہ ہے جو امام ذہبی رحمہ اللہ کے بعد آئے ہیں۔

طبقات الرواۃ من حیث الزمان

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ''**تقریب التہذیب**'' میں رواۃ کو بارہ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اولی: یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طبقہ ہے۔

طبقہ ثانیہ: یہ کبار تابعین کا طبقہ ہے، جیسے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ۔

طبقہ ثالثہ: یہ طبقہ وسطی من التابعین کا ہے، جیسے حسن بصری و ابن سیرین رحمہما اللہ۔

طبقہ رابعہ: یہ طبقہ بعد الوسطی من التابعین کا ہے، جیسے امام زہری، حضرت قتادہ رحمہما اللہ۔

طبقہ خامسہ: یہ طبقہ صغار تابعین کا ہے، یعنی وہ تابعین جنہوں نے ایک یا دو صحابہ کو دیکھا ہو لیکن ان کا صحابہ سے سماع ثابت نہیں ہے، جیسے امام اعمش رحمہ اللہ۔

طبقہ سادسہ: یہ طبقہ اخیر من التابعین کا ہے، پانچویں طبقہ کے ہم عصر ہیں، ان کی صحابہ میں سے کسی سے بھی ملاقات ثابت نہیں ہے، جیسے امام ابن جریج رحمہ اللہ۔

طبقہ سابعہ: یہ طبقہ کبار من تبع التابعین کا ہے، جیسے امام مالک، سفیان ثوری رحمہما اللہ۔

طبقہ ثامنہ: یہ طبقہ اوساط من تبع التابعین کا ہے، جیسے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ۔

طبقہ تاسعہ: یہ طبقہ صغار من تبع التابعین کا ہے، جیسے امام شافعی رحمہ اللہ۔

طبقہ عاشرہ: یہ طبقہ الکبار آخذین من تبع التابعین کا ہے ان کی تابعین سے ملاقات ثابت نہیں ہے، جیسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

طبقہ احدی عشرۃ: یہ طبقہ الاوساط آخذین من تبع التابعین کا ہے، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ۔

طبقہ اثنا عشرۃ: یہ طبقہ الصغار آخذین من تبع التابعین کا ہے، جیسے امام ترمذی رحمہ اللہ۔

طبقات الرواۃ من حیث الضبط

ضبط کے اعتبار سے رواۃ کے پانچ طبقات ہیں:

طبقہ اولی: راوی قوی الضبط اور کثیر الملازمہ ہو۔

طبقہ ثانیہ: روی قوی الضبط اور قلیل الملازمہ ہو۔

طبقہ ثالثہ: راوی قلیل الضبط اور کثیر الملازمہ ہو۔

طبقہ رابعہ: راوی قلیل الضبط اور قلیل الملازمہ ہو۔

طبقہ خامسہ: ضعفاء یا مجاہیل میں سے ہو۔

طبقاتِ خمسہ کی روشنی میں صحاح ستہ کی ترتیب

امام بخاری رحمہ اللہ پہلی قسم کے راوی کو استقلالاً ذکر کرتے ہیں اور دوسری قسم کے راوی کو تبعاً ذکر کرتے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ پہلی دو قسم کے راوی کو استقلالاً ذکر کرتے ہیں اور تیسری قسم کے راوی کو تبعاً ذکر کرتے ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ پہلے تینوں قسم کے راوی کو استقلالاً ذکر کرتے ہیں اور تبعاً کسی کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔

امام ابوداود رحمہ اللہ پہلی تینوں قسموں کے راویوں کو استقلالاً ذکر کرتے ہیں اور چوتھی قسم کے راوی کو تبعاً ذکر کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ پہلی چار قسم کے راویوں کو استقلالاً ذکر کرتے ہیں اور پانچویں قسم کو تبعاً ذکر کرتے ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ پانچوں قسم کے راویوں کو استقلالاً ذکر کرتے ہیں۔ ❶

فائدہ: بعض حضرات نے صحاح ستہ میں چھٹے نمبر پر موطا مالک کو داخل کیا ہے، بعض نے مسند دارمی کو، اسی طرح بعض حضرات نے سنن ابی داود کو تیسرے نمبر پر شمار کیا ہے، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طحاوی شریف بھی تیسرے درجہ کی کتاب ہے۔

ترمذی کا مشہور اور راجح پانچواں نمبر ہے، بعض نے تیسرے اور بعض نے چوتھے نمبر پر بھی شمار کیا ہے۔ ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں چھٹے نمبر پر ہے۔

اغراضِ صحاحِ ستہ

امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض استنباطِ احکام ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کی غرض باب سے متعلق روایت کے دیگر طرق ذکر کرنا، تاکہ روایت کا معنی خوب واضح ہو جائے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کی غرض استنباطِ احکام کے ساتھ ساتھ علت پر بھی تنبیہ کرنا ہے لیکن یہ اصل غرض نہیں ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کی غرض دلائلِ فقہاء کو ذکر کرنا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کی غرض مذاہبِ ائمہ کو بیان کرنا ہے دلائل کے ساتھ۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی غرض دلائلِ فقہاء کو ذکر کرنا ہے، لیکن فرق اتنا ہے کہ امام ابو داود رحمہ اللہ ضعیف روایت پر تنبیہ کرتے ہیں جبکہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ضعیف روایت پر تنبیہ نہیں کرتے۔

---

❶ ماخوذ درس ترمذی: ج ا ص ۷۶، ۷۷

کنیت اور القاب پر لکھی گئی کتابیں

محدثین کرام نے جس طرح راویانِ حدیث کے تراجم واحوال پر کتابیں تصنیف کیں اسی طرح ان حضرات نے اس ضرورت کے پیش نظر کہ باہم ان کے ناموں میں اشتباہ والتباس پیدا نہ ہوسکے تو انہوں نے اسماء، کنیت اور القاب پر بھی کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے چند معروف درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب الکنی والأسماء

یہ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی تصنیف ہے۔

(۲) الکنی والأسماء

علامہ محمد بن احمد دولابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) کی تصنیف ہے۔

(۳) المقتنی فی سرد الکنی

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب امام حاکم کرابیسی رحمہ اللہ کی ''الکنی'' کا اختصار ہے۔

(۴) نزهة الألباب فی الألقاب

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، رواۃ کے القابات کے لئے یہ سب سے مفید کتاب ہے، اس میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر ۳۲۷۹ رواۃ کے القابات کا ذکر ہے۔

(۵) رسالة فی معرفة حملة الکنی والأسماء والألقاب

علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس کتاب میں رواۃ کے اسماء، القابات اور کنیتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۶) المغنی فی ضبط أسماء الرجال ومعرفة کنی الرواة وألقابھم وأنسابھم

علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ) اس میں نہایت اختصار کے ساتھ راوی کے نام کا تلفظ، کنیت، نسب اور القاب کا ذکر ہے۔

(۷) فتح الوھاب فیمن اشتھر من المحدثین بالألقاب

یہ علامہ محمد بن حماد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تصنیف ہے، اس میں ان محدثین کا تذکرہ ہے جو القابات سے مشہور ہیں۔

انساب پر لکھی گئی کتابیں

(۱) أنساب الأشراف

یہ علامہ بلاذری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔

(۲) الأنساب

یہ علامہ عبد الکریم سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ اس فن کی نہایت جامع کتاب ہے، اس کے شروع میں انسابِ عرب سے متعلق ایک مفید مقدمہ ہے، اس میں نہایت تفصیل کے ساتھ رواۃ کے انساب کا ذکر ہے، اور رواۃ کی نسبتوں کی وضاحت ہے کہ وہ والد کی طرف منسوب ہیں یا دادا کی طرف یا شہر یا بیٹے کی طرف۔ ’’لم یصنف فیہ مثلہ‘‘ اس فن پر اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(۳) اللباب فی تھذیب الأنساب

علامہ یہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ ’’الأنساب‘‘ کی

تلخیص ہے، چونکہ ''الأنساب'' بہت تفصیلی کتاب تھی اس لئے مصنف نے اس کی تلخیص کی۔

فائدہ: ابن اثیر کے نام سے دو بھائی معروف ہیں، صاحبِ ''تحفة الأحوذی'' کو اشتباہ ہوگیا اور دونوں کو ایک شمار کیا، یہ دونوں الگ الگ بھائی ہیں، ایک بھائی محدث ہیں، ان کی متوفی ٦٠٦ھ ہے، ان کی تصانیف میں دو کتابیں معروف ہیں، ایک ''جامع الأصول فی أحادیث الرسول'' اور دوسری ''النهاية فی غريب الحديث'' اور دوسرے بھائی مؤرخ ہیں، ان کی متوفی ٦٣٠ھ ہے، ان کے تصانیف میں ایک ''الكامل فی التاريخ'' ہے اور دوسری ''اللباب فی تهذيب الأنساب'' معروف ہے۔

(۴) مشتبه النسبة

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے۔

(۵) توضيح المشتبه فی أسماء الرجال

علامہ ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب کی توضیح وتشریح اور تعلیقات پر مشتمل ہے۔

(٦) تبصير المنتبه بتوضيح المشتبه

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ان کا ماخذ امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''المشتبه'' ہے۔ یہ کتاب اس موضوع پر جامعیت، اختصار اور حسن ترتیب کے لحاظ سے سب پر فائق ہے۔

(۷) لب اللباب فی تحرير الأنساب

یہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے ''اللباب'' کی تلخیص کی ہے، یہ ایک جلد میں طبع ہے۔

روافض کی کتبِ حدیث

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں محفوظ قرآن عطا کیا، اور محفوظ احادیثِ رسول عطا کیں، لیکن روافض اس سے محروم ہیں، عجیب بات یہ ہے کہ جس طرح وہ محفوظ قرآن سے محروم ہوگئے تو اسی طرح وہ احادیثِ رسول سے بھی محروم ہوگئے، کیونکہ احادیث صحابہ کے واسطے سے پہنچی ہیں، اور یہ صحابہ کو مرتد سمجھتے ہیں (العیاذ باللہ) محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸ھ) نے ''روضہ کافی'' میں لکھا ہے:

عن أبی جعفر قال: کان الناس أهل ردة بعد النبی صلی الله علیه وسلم إلا ثلاثة فقلت: من الثلاثة؟ فقال المقداد بن الأسود و أبو ذر الغفاری وسلمان الفارسی. ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ مرتد ہوگئے سوائے تین کے، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

اب آپ خود بتائیں جو لوگ صحابہ کو مرتد سمجھیں تو ان کے پاس احادیثِ رسول کہاں سے آئیں گی، احادیثِ رسول کے حصول کے لئے صحابہ کو ماننا پڑے گا۔

رافضی مذہب کے پاس حدیثِ رسول میں کوئی کتاب نہیں ہے، انہوں نے ہماری صحاح ستہ کے مقابلے میں جو حدیثیں جمع کی ہیں وہ ان کو حدیثِ اہلِ بیت کہتے ہیں، باقاعدہ ان کی کتبِ حدیث کے اوپر واضح طور پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ حدیثِ اہلِ بیت ہے۔

پوری جلد میں آپ کو چند روایات ایسی ملیں گی جن میں انہوں نے کہا ہوگا ''قال رسول الله صلی الله علیه وسلم''، لیکن وہ بھی منقطع ہیں کیونکہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) تابعی ہیں، ان کی حضور سے ملاقات اور سماع ثابت نہیں، اس لئے ان

❶ الروضة الکافی: ج۸ ص ۲۴۵

کی روایتیں منقطع ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بارہ اماموں میں سے کوئی امام بھی کہے کہ یہ رسول کا قول ہے تو ہم اس کو تسلیم کریں گے، مثلاً گیارہواں امام حسن عسکری کہے کہ یہ رسول کا قول ہے تو ہم اس کو بھی تسلیم کریں گے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے اماموں میں سے ہر ایک کا قول رسول کے قول کی طرح ہے:

حديثي حديث أبي، وحديث أبي حديث جدي، وحديث جدي حديث الحسين، وحديث الحسين حديث الحسن، وحديث الحسن حديث أمير المؤمنين، وحديث أمير المؤمنين حديث رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، وحديث رسول اللّٰه قول اللّٰه عز وجل. ❶

بہرحال ان کے پاس احادیثِ رسول کی کوئی کتاب نہیں ہے لیکن ان کے گمان کے مطابق ان کے پاس حدیث اہلِ بیت ہیں، تو انمیں سے چند معروف کتب کا ذکر درج ذیل ہے:

(۱) السقيفة

یہ کتاب سلیم بن قیس کے نام سے معروف ہے، روافض کے بقول یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا، حجاج بن یوسف کے دور میں یہ بھاگ گیا، اور ابان بن ابی عیاش کے گھر میں چھپ گیا، جب مرنے کے قریب آیا تو اس نے ابان سے کہا کہ تو نے میرا بہت خیال رکھا ہے اس لئے اب میں تم پر ایک احسان کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس حضرت علی کے صحیفہ میں سے کچھ باتیں ہیں وہ میں تمہیں دیتا ہوں، تو یہ اس کو دیدی، روافض کے ہاں جس کے پاس کتاب سلیم بن قیس نہیں ہے تو اس کے پاس احادیث میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔

❶ أصول الكافي: ج ۱ ص ۵۳

(۲) قرب الإسناد

یہ عبداللہ بن جعفر حمیری (متوفی ۲۹۲ھ) کی تصنیف ہے۔

(۳) الجامع الکافی

یہ محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب روافض کے اصولِ اربعہ میں شمار ہوتی ہے، یہ کتاب تین حصوں اور آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ "أصول من الکافی" ہے اور دوسرا حصہ "فروع من الکافی" ہے اور تیسرا حصہ "روضة من الکافی" ہے، "أصول من الکافی" میں ان کے عقائد کی روایات مذکور ہیں، یہ دو جلدوں میں ہے، اور "فروع من الکافی" میں ان کے احکامات کی روایات مذکور ہیں، یہ پانچ جلدوں میں ہے، اور "روضة من الکافی" میں ان کے اماموں کے حالات وواقعات مذکور ہیں، یہ ایک جلد میں ہے۔

روافض کا کہنا ہے کہ امام مہدی ۲۵۶ھ کو پیدا ہوئے، اور ۲۶۰ھ میں اپنے والد حسن عسکری سے قرآن مجید کو لے کر غار میں چلا گیا، ابتداء کے ۷۰ یا ۷۳ سال میں یہ غَیبت غیبتِ صغریٰ تھی، یعنی اس غَیبت میں ان سے مخصوص حضرات ملاقات کر سکتے تھے، اس کے بعد یہ غیبتِ کبریٰ میں چلے گئے۔ تو جب یہ غیبت صغریٰ کا زمانہ چل رہا تھا تو محمد بن یعقوب کلینی نے "الجامع الکافی" امام کو نماز میں پیش کی تو امام نے کہا یہ بہت ہی اچھی ہے، اور یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے:

یعتقد بعض العلماء أنه عرضه علی القائم فاستحسنه وقال کاف لشیعتنا. (1)

(1) مقدمة أصول کافی: ص ۲۵

’’جامع الکافی ‘‘ کا درجہ ان کے ہاں ایسا ہے جیسے ہمارے یہاں صحیح بخاری کا ہے۔

ملا خلیل قزوینی (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے اصولِ کافی کی فارسی میں ’’الصافی شرح أصول الکافی ‘‘ کے نام سے دو جلدوں میں شرح لکھی۔ ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے عربی میں ’’مرآۃ العقول فی شرح أخبار الرسول ‘‘ کے نام سے مفصل شرح لکھی۔ یہ شرح چھبیس (۲۶) جلدوں میں ہے اور دو جلدوں میں مرتضی حسن عسکری کا اس پر مقدمہ ہے، اب یہ مکمل (۲۸) جلدوں میں تہران سے طبع ہے۔ اسی طرح شیخ مازندانی (متوفی ۱۰۸۱ھ) نے اصولِ کافی اور روضہ کافی کی شرح ’’شرح المازندانی ‘‘ کے نام سے ۱۲ جلدوں میں لکھی۔

(۴) من لا یحضرہ الفقیہ

یہ کتاب حسین بن علی (جو شیخ صدوق کے لقب سے مشہور ہیں) (متوفی ۳۸۱ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب بھی ان کے اصولِ اربعہ میں شمار ہوتی ہے۔

(۵) تہذیب الأحکام (۶) الاستبصار

یہ دونوں کتابیں محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) کی ہیں، یہ دونوں کتابیں بھی اصولِ اربعہ میں شمار ہوتی ہیں، ’’تہذیب الأحکام ‘‘ دس جلدوں میں ہے، ’’الاستبصار ‘‘ چار جلدوں میں ہے، ’’الاستبصار ‘‘ میں انہوں نے متعارض فیہ روایات کے درمیان تطبیق دی ہے، جیسے ہمارے ہاں طحاوی شریف ہے۔

روافض کی یہ چاروں کتابیں ’’الجامع الکافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الأحکام، الاستبصار ‘‘ یکجا کتابی شکل میں بھی طبع ہیں، اس کا نام ’’کتب الأربعة ‘‘ ہے، یہ آٹھ جلدوں میں ہے۔

(۷) خصال شیخ صدوق (۸) ثواب الأعمال (۹) علل الشرائع (۱۰) أمالی شیخ صدوق (۱۱) معانی الأخبار

یہ تمام حسن بن علی شیخ صدوق (متوفی ۳۸۱ھ) کی تصنیفات ہیں۔

(۱۲) مصنفات شیخ صدوق

یہ بھی شیخ صدوق کی تصنیف ہے، اس میں ان کے چھ رسالوں کو جمع کیا گیا ہے:

۱......"الاعتقادات" ۲......"صفات الشیعة" ۳......"فضائل الشیعة"

۴......"مصادقة الإخوان" ۵......"المواعظ" ۶......"فضائل الأشهر الثلاثة"

(۱۳) أمالی شیخ طوسی

یہ محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) کی تصنیف ہے۔

(۱۴) الغیبة

یہ محمد ین یعقوب کلینی کے شاگرد محمد بن ابراہیم نعمانی (متوفی ۳۶۵ھ) کی تصنیف ہے، یہ ان کی کتبِ اجزاء میں سے ہے، یہ امام مہدی کے متعلق ہے۔

(۱۵) الغیبة

یہ محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب بھی ان کی کتبِ اجزاء میں سے ہے، یہ بھی امام مہدی کے متعلق ہے۔

(۱۶) بصائر الدرجات

یہ شیخ الصفار کی تصنیف ہے، تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی، کلینی کے دور کا ہے۔

(۱۷) أمالی شیخ مفید

یہ محمد بن محمد بن نعمان شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ھ) کی تصنیف ہے۔

(۱۸) بحار الأنوار

یہ ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب ۱۱۰ جلدوں پر مشتمل ہے، انہوں نے پہلے کے تمام حضرات کی کتب سے ائمہ اثنا عشریہ کے اقوال، صفات اور اُن سے مروی روایات کو لیا اور اس کی سندوں کو حذف کیا، جیسے ہمارے یہاں ''**مشکاۃ المصابیح**'' ہے یا ''**جامع الصغیر للسیوطی**'' ہے، اسی طرح یہ ''**بحار الأنوار**'' بھی ہے، اس میں انہوں نے ائمہ کی روایات کو جمع کیا ہے۔

(۱۹) وسائل الشیعۃ

یہ محمد بن حسن الحر العاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) کی تصنیف ہے، یہ باقر مجلسی کا استاذ رہا ہے، یہ کتاب دس جلدوں میں طبع ہے، کسی زمانے میں یہ کتاب پچاس جلدوں میں ہوتی تھی۔

روافض کی کتبِ اسماءِ رجال

(۱) رجال الکشی

یہ محمد بن عمرو بن عبد العزیز کی ہے، روافض کے قول کے مطابق ان کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی، یہ محمد بن جعفر قولویہ (متوفی ۳۶۹ھ) کا ہم عصر ہے۔

(۲) الاختیار فی معرفۃ الرجال

یہ محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) کی ہے، روافض کا کہنا تھا کہ ''**رجال الکشی**'' میں بہت سی غلطیاں تھیں مصنف نے ان غلطیوں کی اصلاح کی اور اس کا نام ''**الاختیار فی معرفۃ الرجال**'' رکھا۔

(۳) کتاب الرجال لابن الغضائری

یہ ابن غضائری (متوفی ۴۱۴ھ) کی ہے انہوں نے اس کتاب میں صرف ضعیف

راویوں کو جمع کیا ہے۔

(۴) فهرست مصنفی أسماء الشيعة المعروف برجال النجاشی

یہ احمد بن علی النجاشی (متوفی ۴۵۰ھ) کی ہے، اس نے اپنے دور تک جتنی بھی کتبِ شیعہ لکھی جا چکی تھی ان کے مصنفین کے حالات اور ان کی کتابوں کا تذکرہ اس کتاب میں کیا ہے۔

(۵) فهرست مصنفی أسماء الشيعة المعروف بالفهرست للشيخ الطوسی

یہ محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) کی ہے، اس نے بھی اپنے دور تک کے مصنفین اور ان کی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

(۶) رجال الطوسی

یہ بھی محمد حسن طوسی کی ہے، اس میں انہوں نے اپنے اماموں کے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے، پھر ان پر حکم بھی لگایا ہے کہ یہ ضعیف ہے یا ثقہ۔

یہ چار کتابیں ''رجال الطوسی، فهرست للشیخ الطوسی، رجال النجاشی، رجال الکشی'' ان کے فنِ اسماء رجال میں اصولی کتابیں کہلاتی ہیں۔

(۷) حل الاشکال فی معرفة الرجال

یہ احمد بن موسیٰ الطاوسی (متوفی ۶۶۴ھ) کی ہے، اس نے مذکورہ کتابوں کے رواۃ کے حالات کو جمع کیا ہے، جہاں ان کی عبارت پر اعتراضات واقع ہوئے ہیں تو ان کے جوابات ذکر کئے ہیں، اور کچھ فوائد بھی ذکر کئے ہیں، یہ کام انہوں نے اس لئے کیا تاکہ ان کے بزرگوں کی کتابیں محفوظ ہو جائیں ضائع نہ ہوں۔

(۸) التحریر الطاوسی

یہ حسن بن زین الدین (متوفی ۱۰۱۱ھ) کی ہے، انہوں نے سمجھا کہ باقی پانچ کتابوں کے رواۃ کے حالات تو محفوظ ہوگئے ہیں لیکن شیخ طاوسی کے جو حواشی و تحریرات ہیں وہ محفوظ نہیں ہیں یہ کہیں ضائع نہ ہوجائیں اس لئے انہوں نے شیخ طاوسی کے تحریرات کو جمع کیا۔

(۹) الوجیز فی الرجال

یہ ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) کی ہے، اس کے بارے میں روافض کا خیال ہے کہ اس طرح کا محدث آج تک پیدا نہیں ہوا۔

(۱۰) جامع الرواۃ

یہ محمد بن علی اردبیلی کی ہے، یہ دو جلدوں میں ہے۔

(۱۱) نقد الرجال للتفریشی

یہ مصطفیٰ بن حسین التفریشی کی ہے، یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۱۲) تنقیح المقال فی علم الرجال

یہ عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے اپنے دور تک کی تمام کتابوں سے رواۃ کے حالات کو جمع کیا ہے، یہ تین جلدوں میں طبع ہے۔

(۱۳) معجم رجال الحدیث

یہ کتاب ابوالقاسم خوی الموسوی (متوفی ۱۹۹۲ء) کی ہے، انہوں نے ہر راوی کے حالات لکھے پھر اس کے بعد اس راوی کی روایت "جامع الکافی" میں کہاں کہاں ہے اور کتنی مرتبہ آئی ہے، اسی طرح اس راوی کی تمام کتبِ حدیث میں روایت کہاں کہاں آئی

ہے اور کتنی مرتبہ آئی ہے سب کو ذکر کیا ہے۔اس طرح کی کتاب اہلسنت میں سے کسی نے تصنیف نہیں کی کہ اس راوی سے بخاری میں کہاں کہاں روایت ہے اور دیگر کن کن کتابوں میں کہاں کہاں روایت ہے سب کی نشاندہی کی ہو۔

فائدہ در بیانِ مصطلحات

حدیث

حدیث لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں، اصطلاح میں حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریرات اور صفات کو کہا جاتا ہے۔

اَثر

اثر لغت میں باقی ماندہ چیز کو کہا جاتا ہے، اس کی جمع آثار آتی ہے۔لفظ اثر کا اطلاق اصطلاح میں تین چیزوں پر ہوتا ہے:

ا......حدیث پر۔

۲......صحابی کے قول پر۔

۳......صحابی اور تابعی کے قول پر، یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

سنت

سنت لغت میں طریقے اور عادات کو کہا جاتا ہے، اس کی جمع سنن آتی ہے، اصطلاح میں سنت کے کئی مطلب ہیں:

ا......سنت کا مطلب حدیث ہے، یہی معروف اور راجح ہے۔

۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل سنت کہلاتا ہے۔

۳......کتاب اللہ اور احادیثِ رسول سے جو حکم ثابت ہو وہ سنت ہے۔

۴......جو کام بدعت کے مقابلے میں ہو وہ سنت ہے۔

۵......ایسے افعال جن کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عتاب ہو وہ سنت ہے۔

۶......صحابہ وتابعین کے معمولات جن سے اصول وقواعد نکلتے ہیں ان کو سنت کہا جاتا ہے۔

سند

سند لغت میں سہارے کو کہتے ہیں، اس کی جمع اَسناد ہے، اصطلاح میں ناقلین حدیث کے ناموں پر مشتمل حصہ کو سند کہا جاتا ہے۔

متن

متن لغت میں زمین کی سطح کو کہتے ہیں اس کی جمع متون ہے، اصطلاح میں متن کہا جاتا ہے اس چیز کو جو سند کے بعد ہو یعنی اصل مغز کو متن کہا جاتا ہے۔

راوی

راوی لغت میں نقل کرنے والے کو کہتے ہیں، اس کی جمع رُوات ہے، اصطلاح میں راوی ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو سند میں آجائے۔

مَروی

لغت میں روایت نقل کیے ہوئے کو کہتے ہیں، اس کی جمع مرویات ہے، اصطلاح میں کہا جاتا ہے وہ امر یا وہ بات جس کو نقل کیا جائے اس کو متن بھی کہا جاتا ہے۔

مسنَد

مسنَد (مفعول بہ) لغت میں سہارا دیا ہوا کو کہتے ہیں، اصطلاح میں تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۱......جس کتاب میں کسی ایک آدمی کی مرویات جمع ہوں جیسے مسند امام ابوحنیفہ۔

۲......ایسی حدیث جو مرفوع اور متصل ہو اس کو مسند کہا جاتا ہے۔

۳......مسند کبھی سند کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

علمِ اصولِ حدیث میں استعمال ہونے والے اَلقاب

مسنِد

لغت میں نسبت کرنے والے کو کہتے ہیں، اصطلاح میں سند کے ساتھ روایت کو بیان کرنے والے کو مسنِد کہا جاتا ہے۔

محدث

محدث لغت میں حدیث بیان کرنے والے کو کہا جاتا ہے، اس کی جمع محدثین ہے، اصطلاح میں محدث اس عالم کو کہا جاتا ہے جسے الفاظِ حدیث و معانی حدیث دونوں کا علم ہو اور راوی اور مروی کے بھی بڑے حصے سے واقفیت ہو۔

حافظ

حافظ لغت میں یاد کرنے والے کو کہتے ہیں، اس کی جمع حفاظ ہے، اصطلاح میں یہ تین معنی پر بولا جاتا ہے۔

۱......حافظ، محدث کو کہا جاتا ہے۔

۲...... ہر طبقے کے متعلق اس کی معلومات اس کی غیر معلومات سے زیادہ ہوں۔

۳......وہ عالم جس کو ایک لاکھ احادیث زبانی یاد ہوں۔

حجت

حجت لغت میں دلیل کو کہتے ہیں، اس کی جمع حجج آتی ہے، اصطلاح میں حجت اس

محدث کو کہا جاتا ہے جس کو تین لاکھ احادیث یاد ہوں۔

حاکم

لغت میں بادشاہ کو کہتے ہیں، اصطلاح محدثین میں حاکم اس محدث کو کہا جاتا ہے جس کی حدیث سے واقفیت اتنی جامع ہو کہ شاید کہ کوئی حدیث اس کی معلومات سے باہر ہو۔

امیر المؤمنین فی الحدیث

امیر المؤمنین لغت میں ایمان والوں کے (مسلمانوں کے) بادشاہ کو کہا جاتا ہے، اصطلاح میں امیر المؤمنین ان اہل تحقیق وائمہ حدیث کے لئے بولا جاتا ہے جن کو حدیث کی جملہ معلومات اپنے ہم عصروں سے بڑھ کر ہو، لوگ ان کی طرف حدیث کی تحقیق میں رجوع کرنے والے ہوں۔

تحمل حدیث سے متعلق اصطلاحات اور اجازت کی اقسام

تحمل

حدیث کی اصطلاح میں شیخ سے احادیث حاصل کرنے کو کہا جاتا ہے۔

اداء

استاذ جب شاگرد کو حدیث سناتا ہے تو اُسے ادا کہتے ہیں۔

مؤدِّی

اس شخص کو کہتے ہیں جو شاگرد کو حدیث سناتا ہے۔

متحمل

اس شخص کو کہا جاتا ہے جو استاذ سے حدیث اخذ کرتا ہے۔

سماع

اس کا مطلب یہ ہے کہ استاذ حدیث پڑھے اور شاگرد سنے، اس صورت میں شاگرد ''حدثنی، أخبرنی، سمعت فلانا'' کے صیغے استعمال کرے گا۔

قراءت علی الشیخ

اس کا مطلب یہ ہے کہ شاگرد پڑھے اور استاذ سنے، اس قسم میں ''أخبرنی، أنبأنی، قرأت علیه'' کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔

اجازت

لفظی طور پر یا تحریری طور پر روایتِ حدیث کی اجازت دینے کو اجازت کہتے ہیں۔

مناولہ

شیخ اپنی مرویات کا کوئی مجموعہ اپنے شاگرد کے حوالے کردے تو اسے مناولہ کہا جاتا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں اس میں صراحتاً اجازت ضروری ہے لیکن دوسرے بعض حضرات کہتے ہیں کہ حوالہ کرنا ہی اجازت ہے، صراحتاً اجازت کی ضرورت نہیں ہے، یہی راجح ہے، اس صورت میں شاگرد روایت کرتے وقت ''ناولنی'' کے الفاظ استعمال کرے گا۔

مکاتبہ

خط لکھ کر کسی کے پاس روایت بھیجنا اس کو مکاتبہ کہا جاتا ہے، راجح قول کے مطابق اس میں شاگرد کو صراحتاً اجازت کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ وہ استاذ کے خط کو جانتا ہو، اس صورت میں شاگرد روایت کو بیان کرتے وقت ''کاتبنی'' کے الفاظ استعمال کرے گا۔

اِعلام

استاذ اپنے شاگرد کو خبر دے کہ یہ جو حدیثیں ہیں یہ میرے مسموعات میں سے ہیں، یہ لے لو، تو اس کو اعلام کہا جاتا ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ شاگرد اس کتاب سے روایت نقل کرسکتا ہے یا نہیں، بہت سے محدثین کے نزدیک روایت نقل کرسکتا ہے، لیکن بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے روایت نقل کرنا جائز نہیں ہے، جب تک شیخ اس کو صراحتاً اجازت نہ دے، یہی قول راجح ہے۔

وصیت

شیخ دورانِ سفر یا بسترِ مرگ پر صراحتاً یہ کہہ دے کہ میں فلاں شاگرد کو فلاں کتاب کی روایت نقل کرنے کی وصیت (اجازت) دیتا ہوں، اس صورت میں ''**أوصي إليّ فلان كذا**'' یا ''**حدثني فلان وصية**'' کے الفاظ استعمال کرے گا۔

وِجادہ

کسی شیخ کی مرویات کے مجموعے کا شیخ کے علاوہ کسی اور طریقے سے مل جانا اِسے وجادہ کہا جاتا ہے۔ تو اسے روایت کرنا جائز ہوگا یا نہیں، اکثر محدثین کہتے ہیں کہ روایت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ بعض حضرات اس روایت کے نقل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، اس شرط کے ساتھ کہ یہ جانتا ہو کہ یہ شیخ کا خط ہے، تو بیان کرتے وقت ''**وجدت بخط فلان**'' کے الفاظ کے ساتھ روایت کرنا درست ہے۔

''وقال لنا'' کا مطلب

اکثر امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ''**حدثنا**'' کی جگہ ''**وقال لنا**'' لاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کو جب کوئی حدیث مذاکرہ میں ملے تو اس حدیث کو بیان کرتے

وقت ''وقال لنا'' کا جملہ استعمال کرتے ہیں اور جب کوئی حدیث درس کے دوران مل جائے تو اس کو بیان کرتے وقت ''حدثنا'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

''مثله و نحو'' کا فرق

عموماً جب کوئی محدث کسی روایت یا سند کے آخر میں ''مثله'' کہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث بعینہ ماقبل والی حدیث کے الفاظ کی طرح ہے، لیکن جب ''مثله'' کی جگہ ''نحوه'' لائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث معنی کے اعتبار سے ماقبل والی حدیث کی طرح ہے نہ کہ الفاظ کے اعتبار سے۔

لفظ ''ح'' کا مطلب

لفظ ''ح'' تحویل سند کا اختصار ہے، مثلاً جب کوئی محدث ایک ہی حدیث کو اپنے دو مختلف شیوخ سے سن لے تو پھر اس کو بیان کرتے وقت ایک استاذ کا نام ذکر کر کے دوسرے استاذ کے نام کو ذکر کرنے سے پہلے لفظ ''ح'' لے کر آتے ہیں پھر آگے جا کر مدارِ سند سے دوبارہ سند کو بیان کرتے ہیں، کیونکہ وہاں سے آگے سند ایک ہی ہوتی ہے۔

اعتبار، متابعت اور شواہد میں فرق

متابعت اور شواہد میں فرق یہ ہے کہ متابع میں درجہ صحابیت میں راوی اُسی صحابی کا ہونا ضروری ہے جو متابع میں ہے جبکہ شاہد میں یہ کافی ہے کہ اس میں درجہ صحابیت میں راوی حدیث وہ صحابی نہ ہو بلکہ دوسرا اصحابی ہو۔

کسی حدیث کے لئے شاہد یا متابع کے تتبع اور تلاش کو اصولِ حدیث کی اصطلاح میں اعتبار کہا جاتا ہے۔

روایت بالمعنی کا مطلب

روایت بالمعنی کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے اصل الفاظ کی بجائے مرادف الفاظ ذکر

کئے جائیں،اس میں اہلِ علم کے تین اقوال ہیں۔

پہلا قول

اکثر حضرات (محدثین ،فقہاء اور اصحابِ اصول) روایت بالمعنی کے جواز کے قائل۔

ان حضرات کی سب سے اہم اور قوی دلیل یہ ہے کہ اہلِ عجم کے لئے ان کی زبانوں میں تشریح کرنے کے جواز پر اجماع ہے، بشرطیکہ تشریح کرنے والا دونوں زبانوں سے اچھی طرح واقف ہو، جب قرآن وسنت کو عربی کے علاوہ کسی دوسری عجمی زبان سے بدلنا جائز ہے تو پھر عربی کو عربی سے بدلنا تو بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔

دوسرا قول

ایک قول یہ ہے کہ حدیث کے مفردات میں روایت بالمعنی جائز ہے مرکبات میں جائز نہیں ہے، کیونکہ مفردات کے مرادفات ظاہر اور واضح ہوتے ہیں اور اس صورت میں کم الفاظ کو بدلنا پڑتا ہے بخلاف مرکبات کے۔

تیسرا قول

ایک قول یہ ہے کہ روایت بالمعنی اس شخص کے لئے جائز ہے جسے حدیث کا مفہوم تو یاد ہو مگر اس کے الفاظ یاد نہ ہوں۔

امثالِ حدیث

احادیثِ مبارکہ میں بہت سی احادیث ہیں جن میں حضور نے احکام شریعت کو مثال دے کر سمجھایا، جس طرح قرآن کریم میں جابجا امثلہ موجود ہیں، قرآنی امثلہ کو علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے ’’الأمثال فی القرآن‘‘ کے نام سے جمع کیا ہے۔

۱ ...... **إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ**

وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اوران پیغمبروں کی مثال جو مجھ سے پہلے گزر گئے ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اوراس کو بہت عمدہ اور خوشنما بنایا، اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی،لوگ جب اس مکان میں جاتے تو تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۲...... مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اوراس کی مثال جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے، اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہےاور میں تمہیں واضح ڈرانے والا ہوں۔

۳...... إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَ تْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا، فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَهُمْ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا. ❸

❶صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ٣٥٣٥ ❷صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي، رقم الحديث: ٦٤٨٢ ❸صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي، رقم الحديث: ٦٤٨٣

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی ہے کہ جس نے آگ سلگائی، پس اس کے اردگرد روشنی پھیل گئی، تو پروانے اور وہ کیڑے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنے لگے، وہ آدمی انہیں کھینچ کر باہر نکالنے لگا اور وہ اس پر غالب آ کر اس آگ میں گرے جاتے تھے۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے باہر کھینچتا ہوں اور تم ہو کہ اس میں داخل ہوئے جاتے ہو۔

۴...... **أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ: ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا، قَالَ: فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الخَطَايَا.** ❶

اگر کسی کے دروازے پر کوئی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو، تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رکھے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کے جسم پر بالکل میل نہ رہے گا، آپ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۵...... **مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ، لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ، أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ، أَوْ ثَوْبَكَ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً.** ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہاروں کی بھٹی، مشک والے کے پاس سے تم بغیر فائدے کے واپس نہ ہوگے

❶ صحیح البخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ، رقم الحدیث: ۵۲۸ ❷ صحیح البخاری: کتاب البیوع، باب فی العطار وبیع المسک، رقم الحدیث: ۲۱۰۱

یا تو اسے خریدو گے یا اس کی بو پاؤ گے، اور لوہار کی بھٹی تیرے جسم کو یا تیرے کپڑے کو جلا دے گی یا تم اس کی بد بو سونگھو گے۔

قواعدِ حدیث

محدثین نے احادیث کو ویسے ہی جمع نہیں کیا بلکہ قواعد کی روشنی میں قبول کیا، کسی بھی بات کو قبول کرنے کے لئے دو چیزیں ہوتی ہیں: (۱) یادداشت اچھی ہو۔ (۲) دیانت دار ہو۔ جبرائیل علیہ السلام اللہ کی باتیں حضور تک پہنچاتے تھے، اب ان کی صفات میں ایک راوی کی حیثیت سے ہمارے لئے رہنما اصول ہیں، ''عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوَى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوَى وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى'' پھر ''إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ وَّمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ'' ان آیات میں تمام راوی کی صفات کا ذکر ہے، تفصیل تفسیر عزیزی میں ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راوی میں اصولاً دو چیزیں ہیں، (۱) عدالت (۲) ضبط، فقدانِ عدالت سے پانچ کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں:

۱...... کذب، ۲...... تہمتِ کذب، ۳...... فسق، ۴...... جہالت، ۵...... بدعت۔

فقدانِ ضبط سے بھی پانچ کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں:

۱...... فرطِ غفلت ۲...... کثرتِ غفلت ۳...... مخالفتِ ثقات

۴...... وہم ۵...... سوئے حفظ

پھر حدیث کی بنیادی چار قسمیں ہیں:

۱...... صحیح لذاتہ، ۲...... صحیح لغیرہ، ۳...... حسن لذاتہ، ۴...... حسن لغیرہ۔

جبرائیل علیہ السلام اور حضور دونوں معصوم تھے، اس لئے ان میں خبر واحد اور متواتر

دونوں برابر ہوں گے، اس لئے کہ غلطی کا کوئی احتمال نہیں ہے، جہاں عصمت نہ ہو وہاں کثرتِ رواۃ سے بات میں پختگی آئے گی۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ. (الحجرات: ٦)

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

ا......فاسق کی روایت ازخود حجت نہیں۔

۲......فاسق کی روایت کلیتاً واجب الرد بھی نہیں ہے۔

۳......خبر واحد قابل قبول ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی خبر کے بارے میں دو باتیں موجبِ جرح ہیں:

ا......راوی کا فسق ۲......صورتِ واقعہ سے بے خبری

امام مسلم رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم جلد ا صفحہ ۲۶ میں اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا "**باب ما جاء فی إجازة الخبر الواحد الصدوق فی الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام**"

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے چودہ احادیث سے استدلال کیا ہے۔

فاسق کی روایت پر عمل کرنے سے قبل التحقیق روکا گیا ہے، مطلقاً اس سے نہیں روکا گیا، تفصیل مقدمہ فضل الباری میں ہے۔

اسلام میں اگر خبر واحد کا اعتبار نہ ہوتا تو قرآن فاسق کی روایت کو فسق کی بناء پر رد نہ کرتا بلکہ اس لئے رد کرتا کہ یہ خبر واحد ہے۔

مراسیلِ صحابہ حجت ہیں

صحابہ کے مرسلات سب کی سب حجت ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ تابعین کی

مرسلات میں اختلاف ہے، صحابہ کی مراسیل تمام علماء کے ہاں حجت ہے:

أَنَّ مُرْسَلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ. ❶

راوی حدیث معنی کو زیادہ جانتا ہے۔

وَرَاوِي الْحَدِيثِ أَعْرَفُ بِالْمُرَادِ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ وَلَا سِيَّمَا الصَّحَابِيَّ الْمُجْتَهِدَ. ❷

راوی حدیث، حدیث کا معنی زیادہ جانتا ہے جبکہ وہ مجتہد صحابی بھی ہو۔

ترجیح و تطبیق میں ائمہ حنفیہ اور شوافع کا طریقہ کار

وإذا تعارض الحديثان ففي كتب الشافعية يعمل بالتطبيق ثم بالترجيح ثم بالنسخ ثم بالتساقط، وفي كتبنا يؤخذ أولاً بالنسخ ثم بالترجيح ثم بالتطبيق ثم بالتساقط. ❸

جب دو حدیثوں میں تعارض ہو جائے تو کتبِ شوافع میں ہے کہ پہلے تطبیق پھر عمل کریں گے پھر ترجیح پھر نسخ اور پھر تساقط، پھر ہماری کتابوں میں ہے کہ پہلے نسخ کو لیا جائے گا پھر ترجیح پھر تطبیق اور پھر تساقط کو۔

حدیث کی عدم صحت وضع کو مستلزم نہیں

لا يلزم من كون الحديث لم يصح أن يكون موضوعا.

حدیث کے صحیح نہ ہونے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ یعنی ممکن ہے کہ حدیث صحیح نہ ہو بلکہ حسن درجہ کی ہو یا ضعیف ہو۔ ❹

❶ شرح صحيح مسلم للنووي: ج۲ ص۱۹۷ ❷ فتح الباري: ج۱ ص۴۴۵ ❸ العرف الشذي: أبواب الطهارة، باب في النهي عن استقبال القبلة، ج۱ ص۵۲ ❹ القول المسدد في الذب عن مسند أحمد: ص۳۷

عدم صحت ضعف کے منافی نہیں

أَنَّ قَوْلَ السَّخَاوِيِّ لَا يَصِحُّ لَا يُنَافِي الضَّعْفَ وَالْحُسْنَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ لَا يَثْبُتُ. ❶

علامہ سخاوی کا قول ''لا یصح'' حسن اور ضعف کے منافی نہیں، ہاں اگر یہ مراد ہو کہ یہ روایت ثابت نہیں (تو پھر وہ روایت موضوع ہوگی ورنہ عدم صحت ضعف یا حسن ہونے کے منافی نہیں)۔

جرح مبہم قبول نہیں ہوگی

۱ ...... وَلَا يُقْبَلُ الْجَرْحُ إِلَّا مُبَيَّنَ السَّبَبِ. ❷

۲ ...... (مَسْأَلَةٌ: أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَمِنْهُمُ الْحَنَفِيَّةُ وَ) أَكْثَرُ (الْمُحَدِّثِينَ) وَمِنْهُمُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ (لَا يَقْبَلُ الْجَرْحَ إِلَّا مُبَيَّنًا) سَبَبُهُ كَأَنْ يَقُولَ الْجَارِحُ فُلَانٌ شَارِبُ خَمْرٍ أَوْ آكِلُ رِبًا. ❸

۳...... والجرح المبهم غير مقبول عند الحذاق من الأصوليين. ❹

اقسام حدیث

(۱) باعتبارِ علم ...... حدیثِ مشہور، حدیثِ متواتر، خبر واحد، خبر عزیز۔

(۲) باعتبارِ روات ...... صحیح، حسن، ضعیف۔

(۳) باعتبارِ نوع ...... قولی، فعلی، تقریری۔

(۴) باعتبارِ متن ...... حدیثِ قدسی، حدیثِ مرفوع، حدیثِ موقوف۔

(۵) باعتبارِ سند ...... متصل، مرسل، منقطع، معلق۔

---

❶ الأسرار الموضوعة فى أخبار الموضوعة: ص ۳۴۹ ❷ التقريب للنووى: ص ۴۹ ❸ التقرير والتحبير: ج ۲ ص ۲۵۸ ❹ البناية شرح الهداية: ج ۱ ص ۴۲۵

(۶) باعتبارِ علت......منکر، شاذ، معلول۔

(۷) باعتبارِ موضوع......حدیثِ شرعی اور حدیثِ دنیوی۔

کیا حدیثِ معنعن کے ثبوت کے لئے امکانِ لقاء کافی ہے؟

صحت حدیث کے لئے جو پانچ شرائط ہیں ان میں ایک اتصالِ سند ہے اور حدیث معنعن میں سماع اور عدم سماع دونوں کا احتمال ہے، اب اس کی چار صورتیں ہیں:

(۱) راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک نہ ہو۔

(۲) زمانہ ایک ہو مگر ملاقات نہ ہونا ثابت ہو۔

(۳) زمانہ ایک ہو ملاقات نہ ہونا ثابت نہ ہو مگر راوی مدلس ہو۔

ان تینوں صورتوں میں روایت کو انقطاع پر محمول کیا جائے گا۔

(۴) زمانہ ایک ہو اور امکانِ لقاء ہو، راوی مدلس نہ ہو تو یہ معنعن روایت امام مسلم کے نزدیک سماع پر محمول ہوگی، دو دلیلیں ہیں:

(۱) علمائے متقدمین میں سے کسی نے ثبوتِ لقاء کی شرط نہیں لگائی۔

(۲) بہت سی ایسی مثالیں ہیں جن میں ملاقات ثابت نہیں ہے صرف امکانِ لقاء کی وجہ سے وہ روایتیں اتصال پر محمول ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کی سولہ مثالیں دی ہیں، مثلاً عبداللہ بن یزید (صحابی صغیر) نے حضرت حذیفہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی مگر ان کی آپس میں ملاقات اور سماع براہِ راست ثابت نہیں صرف امکانِ لقاء ہے۔

ثبوتِ لقاء والی رائے محلِ نظر ہے، اس کی وجہ راوی کی ایک بار ملاقات ہو جائے تب بھی بعض متعین روایتیں اس نے براہِ راست نہیں سنی ہوتیں بلکہ واسطہ کے ساتھ سنی ہوتی ہیں، پھر راوی وہ واسطہ حذف کر کے ''عــــن'' کے ساتھ نقل کرتا ہے، مثلاً ہشام بن عروہ کا

اپنے والد سے لقاء اور سماع ہے مگر یہ روایت حضرت عائشہ کی انہوں نے اپنے والد سے نہیں بلکہ اپنے بھائی عثمان بن عروہ سے سنی:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ، وَلِحِرْمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ. ❶

اب جب ذکر کرتا ہے تو بھائی کا نام حذف کر کے ''عن عروۃ'' کہتا ہے، ایسی چار مثالیں امام مسلم نے پیش کیں، ثبوتِ لقاء کی شرط امام بخاری اور امام علی بن مدینی رحمہما اللہ نے لگائی ہے۔

ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ نے طولِ صحبت کی شرط لگائی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں طولِ صحبت کی شرط لگانا یا صرف امکانِ لقاء کو کافی سمجھنا دونوں میں افراط وتفریط ہے، معتدل قول ایک دفعہ ثبوتِ لقاء ہے جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا، امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ رد امام بخاری رحمہ اللہ پر نہیں کیا، اس لئے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے جو مثالیں پیش کیں ان میں سے سات روایتیں بخاری میں ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وَقَالَ الْخَطِيب إِنَّمَا قفى مُسلم طَرِيق الْبُخَارِيّ وَنظر فِي علمه وحذا حذوه'' ❷

بخاری پہلے لکھی گئی ہے تو پھر امام مسلم رحمہ اللہ کہہ سکتے تھے کہ امام بخاری خود یہ روایتیں کیوں لائے ہیں؟

۳......امام ذہلی رحمہ اللہ نے کہا ''من قال باللفظ فلا يحل له أن يحضر مجلسنا'' تو دو آدمی اٹھے ایک احمد بن سلمہ دوسرے امام مسلم، تو انہوں نے امام ذہلی کو ان

❶ مقدمه صحیح مسلم: ص ۳۱

❷ النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي: ج ۱ ص ۱۶۷

کی روایات واپس کر دیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد امام علی بن مدینی ہیں اس لئے کہ انہوں نے صحتِ حدیث کے لئے لقاء کی شرط لگائی ہے، جبکہ امام بخاری نے یہ شرط صحتِ حدیث کے لئے نہیں لگائی بلکہ صحیح بخاری میں اس کا التزام کیا ہے۔ ❶

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولما ورد البخاری نیسابور فی آخر عمره لازمه مسلم.

امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ ''**منتحلی الحدیث**'' امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں نہیں کہے اس لئے کہ وہ ان کا بڑا احترام کرتے تھے، یہ الفاظ بہت سخت ہیں۔

دس فقہاء صحابہ

۱......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸ھ)

۲......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹ھ)

۳......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ)

۴......ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (۳۲ھ)

۵......حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ)

۶......حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۴ھ)

۷......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵ھ)

۸......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ٦٨ھ)

۹......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴ھ)

۱۰......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۸ھ)

---

❶ اختصار علوم الحدیث: ج ۱ ص ۵۲

دس مکثرین صحابہ

۱......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ)

۲......حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۵ھ)

۳......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۲ھ)

۴......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۵ھ)

۵......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۸ھ)

۶......حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۹ھ)

۷......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵ھ)

۸......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۲ھ)

۹......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴ھ)

۱۰......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳ھ)

کبار تابعین اہلِ علم

۱...... امام طاوس رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵ھ) ۲...... امام عکرمہ (متوفی ۱۰۷ھ) ۳......حضرت حسن بصری (متوفی ۱۱۰ھ) رحمہ اللہ ۴......امام ابن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) ۵......امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) ۶......امام نافع رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) ۷......امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) ۸......امام سلیمان تیمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳ھ) ۹......امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۶ھ) ۱۰......امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۷ھ)

ائمہ جرح وتعدیل

۱......امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) ۲......امام سفیان ثوری رحمہ اللہ

(متوفی ۱۶۱ھ) ۳......امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) ۴......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) ۵......امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) ۶......امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) ۷......امام یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) ۸......امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) ۹......امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) ۱۰......امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) ۱۱......امام احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ۱۲......امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) ۱۳......امام دارمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۵ھ) ۱۴......امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ)

معروف علمائے کرام کی سنینِ وفات

۱......امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) ۲......امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) ۳......امام ابوداود رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) ۴......امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) ۵......امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) ۶......امام دارمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۵ھ) ۷......امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) ۸......امام ابوبکر بن شیبہ رحمہ اللہ (۲۳۵ھ) ۹......امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۱ھ) ۱۰......امام ابوبکر بزار رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) ۱۱......امام ابویعلی الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۷ھ) ۱۲......امام ابن جارود نیشاپوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۷ھ) ۱۳......امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) ۱۴......امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) ۱۵......امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) ۱۶......امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) ۱۷......امام ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) ۱۸......امام خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) ۱۹......امام امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۵ھ) ۲۰......امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)

۲۱......امام ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) ۲۲......امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) ۲۳...... امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) ۲۴......خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) ۲۵......امام بغوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) ۲۶......علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) انہوں نے ''جامع الأصول'' اور ''النهاية'' تصنیف کی ہے۔ ۲۷......امام علی متقی ہندی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۵ھ) ۲۸......علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ) ۲۹...... شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) ۳۰......امام ابوالحسن سندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) ۳۱......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) ۳۲...... علامہ مرتضی حسن زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) ۳۳......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) ۳۴......حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) ۳۵......حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۳ھ) ۳۶......حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۰ھ) ۳۷......علامہ عبد العزیز ی فرہاروی صاحبِ نبراس (متوفی ۱۲۴۶ھ) ۳۸......علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) ۳۹......علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ۴۰......علامہ نیموی صاحبِ آثار السنن (متوفی ۱۳۲۲ھ) ۴۱......علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) ۴۲...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) ۴۳......علامہ عبد الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) ۴۴......علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۹ھ) ۴۵......علامہ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۷ھ)

کثیر الاستعمال القابات اور کتب کے رُموز

اکثر شروح یا مقدمہ یا حاشیہ وغیرہ میں جو الفاظ والقابات استعمال ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) الحافظ

جب مطلق حافظ کہا جائے تو اس سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مراد ہوتے ہیں۔

(۲) عبد اللہ

جب حدیث کی کتابوں میں مطلق عبد اللہ بولا جائے تو اس سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوتے ہیں۔

(۳) شیخین

شیخین کا لفظ تین جگہ پر بولا جاتا ہے:

۱......صحابہ میں ۲......فقہ میں ۳......حدیث میں

جب صحابہ میں شیخین کا لفظ بولا جائے تو اس سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما مراد ہوتے ہیں، جب شیخین کا لفظ فقہ میں بولا جائے تو اس سے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ مراد ہوتے ہیں، اور جب حدیث میں بولا جائے تو اس سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ مراد ہوتے ہیں۔

(۴) طرفین

جب طرفین بولا جائے تو اس سے امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ مراد ہوتے ہیں۔

(۵) الفتح

جب مطلق لفظ ’’الفتح‘‘ آجائے تو اس سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ’’فتح الباری‘‘ مراد ہوتی ہے۔

(٦) العمدة

اس سے علامہ عینی رحمہ اللہ کی ''عمدة القاری'' مراد ہوتی ہے۔

(۷) التقریب

اس سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ''تقریب التهذیب'' مراد ہوتی ہے۔

(۸) الخلاصة

اس سے علامہ صفی الدین خزرجی رحمہ اللہ کی کتاب ''خلاصة تذهیب تهذیب الکمال'' مراد ہوتی ہے۔

(۹) القاری

اس سے صاحبِ ''مرقاة المفاتیح'' علامہ علی بن سلطان القاری رحمہ اللہ مراد ہوتے ہیں۔

(۱۰) المرقاة

اس سے ''مرقاة المفاتیح'' مراد ہے۔

(۱۱) المجمع

اس سے علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ کی ''مجمع بحار الأنوار'' مراد ہے۔

(۱۲) الجزری

اس سے صاحب ''جامع الأصول فی أحادیث الرسول'' علامہ مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری المعروف بابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ مراد ہوتے ہیں۔

(۱۳) النهاية

اس سے علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کی ’’النهاية فی غريب الحديث ‘‘مراد ہوتی ہے۔

(۱۴) المغنی

اس سے علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ کی ’’المغنی فی ضبط أسماء الرجال ‘‘ مراد ہے۔

(۱۵) الكشف

اس سے مراد حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کی ’’كشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون‘‘ مراد ہے۔

(۱۶) التذكرة

اس سے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی ’’تذكرة الحفاظ‘‘ مراد ہے۔

(۱۷) الثانية والثالثة إلى الثانية عشرة

جب ’’من الثانية‘‘ یا ’’من الثالثة‘‘ وغیرہ کہا جائے تو اس سے طبقات الرواۃ مراد ہوتے ہیں، جس کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ’’تقريب التهذيب ‘‘ کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

(۱۸) التدريب

اس سے مراد علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی ’’تدريب الراوی فی شرح تقريب النووی‘‘ مراد ہے۔

(۱۹) التلخیص

اس سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ''التلخیص الحبیر'' مراد ہوتی ہے۔

مقدمة الكتاب

سند کی اہمیت

علم حدیث میں سند کی اہمیت مخفی نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتو ہر شخص جو چاہے کہے گا:

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ. ❶

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ سند مؤمن کا ہتھیار ہے، اگر اس کے پاس ہتھیار نہ ہوتو کس چیز کے ساتھ لڑے گا:

الْإِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ، فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ. ❷

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ حدیث کو بغیر سند کے حاصل کرنے والے کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی رات کو لکڑیاں جمع کرے (تو اندھیرے کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ لکڑیاں ہیں یا خس وخاشاک یا ازدہا وغیرہ)۔

مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ الْحَدِيثَ بِلَا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ حَاطِبِ لَيْلٍ. ❸

کبار اہلِ علم کے اقوال سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ علم حدیث میں سند کی کیا اہمیت ہے۔ بہر حال علم حدیث میں سند ایک بنیادی چیز ہے اس کے بغیر حدیث قبول نہیں کی جاتی۔

---

❶ مقدمة صحيح مسلم: باب بيان أن الإسناد من الدين، ص ٦ ❷ شرف أصحاب الحديث: ص ٤٢ ❸ فتح المغيث: العالي والنازل، ج٣ ص ٣٣١

پہلے محدثین کا طریقہ یہ تھا کہ ہر محدث حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنی سند بیان کرتا اور پھر حدیث ذکر کیا کرتا تھا، لیکن اب احادیث کتابی شکل میں مدوّن ہوگئیں، تو اب یہ کافی سمجھا جانے لگا کہ کوئی محدث حدیث بیان کرے اور پھر ماخذ کا حوالہ دے۔

برصغیر میں علم حدیث

یاد رکھنا کہ برصغیر میں علم حدیث کو لانے والے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) اور ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) ہیں، انہوں نے مدینہ شریف جا کر شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کُردی رحمہ اللہ سے علم حدیث حاصل کیا، پھر آ کر برصغیر میں اس چشمہ نبوت کو پھیلانے لگے، چنانچہ ہر فرقہ کی سند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ہی سے جا کر ملتی ہے، اور ہمارے اکابر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تک اپنی سند کو بیان کرتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے لے کر مصنفین کتبِ حدیث تک ان کی اسانید ان کی کتاب ''**الإرشاد إلى مهمات الإسناد**'' میں مذکور ہے۔

گویا کہ اب ہماری سند کے تین حصے ہوئے، ایک حصہ اپنے شیخ سے حضرت شاہ ولی اللہ تک اور دوسرا حصہ حضرت شاہ ولی اللہ سے لے کر مصنفین کتبِ حدیث تک اور تیسرا حصہ مصنفین کتب حدیث سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

چونکہ سند کا تیسرا حصہ کتاب میں ہر حدیث کے ساتھ مکتوب ہے اس لئے ہم یہاں سند کے پہلے اور دوسرے حصہ کا اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔

سند کا پہلا حصہ

میں نے صحیح بخاری شریف فضیلۃ الشیخ محدث العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ سے پڑھی، اور میرے شیخ کو فضیلۃ الشیخ محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے خصوصی تلمذ حاصل ہے، انہوں نے فضیلۃ الشیخ

محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سے، انہوں نے شیخ الہند حضرت علامہ محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ سے، انہوں نے قاسم العلوم والخیرات علامہ محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور رفقیہ العصر علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے پڑھی، ان دونوں حضرات نے شیخ عبد الغنی مجددی رحمہ اللہ سے، انہوں نے امام حجت شیخ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ سے، اور انہوں نے اپنے والد عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے بخاری شریف پڑھی۔

سند کا دوسرا حصہ

یہ سند کا دوسرا حصہ ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تک ہے:

قال عارف بالله ولى الله أحمد بن عبد الرحيم الدهلوى قال أخبرنا الشيخ أبو طاهر محمد بن إبراهيم الكردى، قال أخبرنا والدى الشيخ إبراهيم الكردى، قال: قرأت على الشيخ أحمد القشاشى قال: أخبرنا الشيخ أحمد بن عبد القدوس الشِناوى قال: أخبرنا الشيخ محمد بن أحمد الرملى عن الشيخ زكريا بن محمد أبى يحيى الأنصارى قال: قرأت على الشيخ الحافظ الحجة أحمد بن على بن حجر العسقلانى عن الشيخ إبراهيم بن أحمد التَّنّوخى عن الشيخ أحمد بن أبى طالب عن الشيخ سراج الدين الحسين بن المبارك عن الشيخ عبد الأول بن عيسى الهروى عن الشيخ عبد الرحمن بن مظفر الداودى، عن الشيخ عبد الله بن أحمد السرخسى عن الشيخ أبى عبد الله محمد بن يوسف الفربرى عن الإمام الجليل الحافظ الحجة أمير المؤمنين فى الحديث أبى عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة بن بردزبة الجعفى البخارى

رحمهم الله تعالى ومتعنا بعلومهم وفيوضهم وبركاتهم. (آمين)

سند کا تیسرا حصہ

سند کا تیسرا حصہ امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کا ہے، اور یہ سلسلہ سند صحیح بخاری کی ہر حدیث کے شروع میں مکتوب ہے۔

فائدہ: ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے علاقوں میں جو سلسلہ سند ہے اس کا مدار حضرت شاہ عبد الغنی مجددی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۶ھ) ہے، انہوں نے اپنی اسانید اپنی کتاب ”**اليانع الجني في أسانيد الشيخ عبد الغني**“ میں ذکر کی ہیں۔ حضرت شاہ عبد الغنی رحمہ اللہ کے بعد جو حضرات تشریف لائے ان کی اسانید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ”**الإزدياد السني على اليانع الجني**“ میں ذکر کیں، اس میں اکابر علمائے دیوبند کی اسانید موجود ہیں، خصوصاً حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ وغیرہ۔

فائدہ: سند کے پہلے اور دوسرے حصہ میں موجود ائمہ محدثین کی مختصر سوانح اور تصانیف کے لئے دیکھئے: ❶

---

❶ کشف الباری: ج ۱ ص ۵۲ تا ۱۲۱

سوانح امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ

نام ونسب

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بردزبہ فارسی کا لفظ ہے، اور اہلِ بخارا یہ لفظ کاشتکار کے لئے استعمال کرتے ہیں، بردزبہ فارسی تھا اور اپنی قوم کے دین پر تھا، گویا یہ آتش پرست تھا۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کے پردادا مغیرہ بخارا کے حاکم یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے، تو دستور کے مطابق ولاءِ اسلام کے پیش نظر مغیرہ فارسی کو جعفی کہا جانے لگا کیونکہ وہ یمانِ جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے، اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی جعفی کہا جاتا ہے۔

امام بخاری کے دادا ابراہیم کے حالات سے بھی تاریخ خاموش ہے، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد محترم کے حالات کتابوں میں مختصر ملتے ہیں، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں نقل کیا ہے:

رأى حماد بن زيد وصافح ابن المبارك بكلتا يديه. ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد نے انتقال کے وقت کہا کہ میں نے اپنے مال میں ایک درہم بھی حرام اور مشتبہ نہیں چھوڑا ہے، جو کچھ ہے وہ حلال کمائی اور حلال رزق ہے۔ ❸

بچپن

امام بخاری رحمہ اللہ کا ابھی بچپن ہی تھا کہ ان کے والد اسماعیل بن ابراہیم کا انتقال

❶ هدى السارى: ص ۴۷۷ ❷ التاريخ الكبير: ج ۱ ص ۳۴۳

❸ هدى السارى: ص ۴۷۷

ہو گیا اور تربیت کی ساری ذمہ داری والدہ ماجدہ پر آ گئی، ادھر اسی بچپن کے زمانے میں امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی زائل ہو گئی، جس سے والدہ کو بہت صدمہ ہوا، جبکہ امام بخاری کی والدہ بڑی عبادت گزار اور خدا رسیدہ خاتون تھیں، الحاح وزاری کے ساتھ انہوں نے دعائیں کیں، ایک مرتبہ رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو انہوں نے بشارت سنائی کہ تمہاری دعا کی برکت سے اللہ تعالی نے تمہارے بیٹے کی بینائی لوٹا دی ہے:

ذهبت عينا محمد بن إسماعيل فى صغره فرأت والدته فى المنام إبراهيم الخليل عليه السلام فقال لها: يا هذه قد رد اللّٰه على ابنك بصره لكثرة بكائك، أو لكثرة دعائك قَالَ فأصبح وقد رد اللّٰه عليه بصره. ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کا بے مثال حافظہ

بچپن سے ہی حفظِ حدیث کا شوق پیدا ہوا جبکہ عمر دس سال سے متجاوز نہ تھی، مکتب سے نکلنے کے بعد محدث داخلی رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین کے حلقہ ہائے دروس میں شرکت شروع کی۔ ایک دن امام داخلی رحمہ اللہ نے ایک سند بیان کی ''**سفيان عن أبى الزبير عن إبراهيم**'' امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے عرض کیا ''**أبو الزبير لم يرو عن إبراهيم**'' استاذ نے طفلِ نو آموز سمجھ کر توجہ نہیں دی بلکہ جھڑک دیا، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے سنجیدگی سے عرض کیا کہ آپ کے پاس اصل ہو تو مراجعت فرما لیں، بات معقول تھی، محدث داخلی اندر گھر میں گئے اور اصل کو ملاحظہ فرمایا تو امام بخاری رحمہ اللہ کی بات درست نکلی، واپس آئے تو پوچھا لڑکے! اصل سند کیا ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ''**هو الزبير وهو ابن عدى عن إبراهيم**'' قلم لے کر اصلاح کرتے

❶ تاریخ بغداد: ج۲ ص ۱۱

ہوئے فرمایا ''صدقت'' کسی نے پوچھا کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ فرمایا گیارہ برس۔ ❶

علامہ بیکندی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ محمد بن اسماعیل جب درس میں آجاتے ہیں تو مجھ پر تحیر کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور میں حدیث بیان کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔

ایک مرتبہ سلیم بن مجاہد رحمہ اللہ علامہ بیکندی رحمہ اللہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم تھوڑی دیر پہلے آتے تو میں تمہیں ایسے لڑکے سے ملواتا جس کو ستر ہزار احادیث یاد ہیں:

كُنتُ عِندَ مُحَمَّدِ بنِ سَلاَمٍ البِيكَنْدِيِّ، فَقَالَ: لَوْ جِئتَ قَبْلُ لرَأَيْتَ صَبِيّاً يَحْفَظُ سَبْعِيْنَ أَلفِ حَدِيْثٍ. ❷

ایک مرتبہ علامہ بیکندی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ سے فرمایا کہ تم میری تصنیف پر نظر ڈالو اور جہاں غلطی ہو اصلاح کردو، تو کسی نے بڑے تعجب سے کہا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ یعنی علامہ بیکندی امام العصر ہو کر اس سے اپنی کتاب کی اصلاح کے لئے کہہ رہے ہیں، تو بیکندی نے فرمایا اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ ❸

حافظ رحمہ اللہ نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ حاشد بن اسماعیل کا بیان ہے کہ ہم امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بصرہ کے مشائخ کے پاس جایا کرتے تھے، ہم لوگ لکھا کرتے تھے اور بخاری نہیں لکھتے تھے، بطورِ طعن رفقاءِ درس امام بخاری رحمہ اللہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں احادیث لکھتے نہیں، زیادہ چھیڑ چھاڑ جب ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ کو غصہ آگیا اور فرمایا اپنی لکھی ہوئی حدیثیں لاؤ، اس وقت تک پندرہ ہزار احادیث لکھی جاچکی تھیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث کو سنانا شروع کردیا تو سب

❶ هدى الساري: ص ٤٧٨ ❷ سير أعلام النبلاء: ج ١٢ ص ٤١٧

❸ هدى الساري: ص ٤٨٣

حیران رہ گئے، پھر حدیثیں لکھنے والے حضرات اپنے نوشتوں (تحریرات) کی تصحیح کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ کے حفظ پر اعتماد کرنے لگے۔ ❶

اسی طرح ایک مرتبہ جب امام بخاری رحمہ اللہ بغداد تشریف لائے، وہاں کے محدثین نے امام بخاری کے امتحان کا ارادہ کیا اور دس آدمی مقرر کئے، ہر ایک کو دس دس احادیث سپرد کیں جن کے متون واسانید میں تبدیلی کردی گئی تھی، جب امام بخاری رحمہ اللہ تشریف لائے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہ حدیثیں پیش کیں جن میں تبدیلی کردی گئی تھی، تو امام بخاری رحمہ اللہ ہر ایک کے جواب میں ''لا أعرفه'' کہتے رہے، عوام تو یہ سمجھنے لگے کہ اس شخص کو کچھ نہیں آتا لیکن ان میں جو علماء تھے وہ سمجھ گئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ان کی چال سمجھ گئے ہیں، اس طرح دس آدمیوں نے سو احادیث پیش کردیں جن کی سندوں اور متون میں تغیر کیا گیا تھا، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ہر ایک کے جواب میں ''لا أعرفه'' فرمایا، اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نمبر وار ایک ایک کی طرف متوجہ ہونے لگے اور بتاتے گئے کہ تم نے پہلی روایت اس طرح پڑھی تھی جو غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے، اسی طرح ترتیب وار سب غلط احادیث کی اصلاح فرمائی، اب سب پر واضح ہوگیا کہ یہ کتنے ماہر فن ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعجب اس پر نہیں کہ انھوں نے غلطی پہچان لی اور اس کی اصلاح کردی کیونکہ وہ حافظِ حدیث تھے، ان کا کام ہی یہ ہے لیکن تعجب درحقیقت اس بات پر ہے کہ غلط احادیث کو ایک ہی مرتبہ سن کر ترتیب وار محفوظ اور پھر ترتیب کے ساتھ ان کو بیان کرکے اصلاح کی۔ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کی تعلیم واسفار

امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے تمام کتبِ متداولہ اور مشائخ بخارا کی کتابوں کو زبانی

❶ ھدی الساری: ص ۴۷۸ ❷ ھدی الساری: ص ۴۸۶

حفظ کیا، علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فلما طعنت فی ست عشرة سنة حفظت کتب ابن المبارک ووکیع وعرفت کلام هؤلاء یعنی أصحاب الرأي. ❶

ابھی میری عمر سولہ برس کی تھی کہ میں نے عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی کتابیں حفظ کرلی تھیں (عبداللہ بن مبارک حضرت امام ابوحنیفہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں) اور علمائے عراق کے علوم سے واقف ہوگیا تھا۔

حجاز کے سفر سے پہلے اپنے شہر میں محدث داخلی رحمہ اللہ کے علاوہ عبداللہ بن محمد بن جعفر بن یمان الجعفی اور محمد بن سلام البیکندی اور بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کرچکے تھے، بلخ میں مکی بن ابراہیم، مرو میں عبدان بن عثمان، علی بن الحسن بن شقیق، صدقہ بن الفضل وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا، نیشاپور میں یحیی بن یحیی سے احادیث کی سماعت کی۔

۲۱۰ھ میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی والدہ ماجدہ اور بھائی احمد بن اسماعیل کے ہمراہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ کا سفر اختیار فرمایا، حج سے فراغت کے بعد والدہ محترمہ اور بھائی وطن واپس آگئے اور امام بخاری رحمہ اللہ طلب علم کی غرض سے مکہ مکرمہ ٹھہر گئے، اور حج کے بعد مجاز کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور پھر حجاز ہی سے نہیں اس زمانے میں علم حدیث کے جو بڑے بڑے مراکز تھے، مثلاً شام، مصر، الجزائر، بصرہ، کوفہ اور بغداد ان تمام علاقوں کا سفر کیا اور علم حدیث حاصل کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اگر ابتداء تعلیم کے وقت علمی اسفار کو اختیار کرلیتے تو اپنے دوسرے معاصرین کی طرح وہ بھی طبقہ عالیہ کے مشائخ کو پالیتے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یمن جانے کا ارادہ تو کیا تھا امام حافظ عبدالرزاق رحمہ اللہ کی

---

❶ هدی الساری: ص ۴۷۸

خدمت میں حاضر ہوں اور ان سے استفادہ کروں مگر ان سے کہا گیا کہ شیخ عبدالرزاق کا انتقال ہوگیا ہے، اس لئے یمن جانے کا ارادہ ترک کردیا، بعد میں معلوم ہوا کہ شیخ صاحب زندہ ہیں۔

جب امام بخاری رحمہ اللہ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو انہوں نے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں کے جلیل القدر محدثین سے استفادہ کیا۔

آپ نے اٹھارہ برس کے قلیل ترین عمر میں قیام مدینہ کے دوران ''**قضایا الصحابة والتابعین**'' تصنیف کی، اسی سفر میں مدینہ منورہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے میں چاندنی راتوں میں ''**التاریخ الکبیر**'' لکھی۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ بصرہ تشریف لے گئے، وہاں ابو عاصم النبیل، محمد بن عبداللہ انصاری، عبدالرحمٰن بن حماد رحمہم اللہ وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔

امام صاحب حجاز میں چھ سال مقیم رہے، بصرہ کا سفر چار مرتبہ کیا ہے لیکن بغداد اور کوفہ میں کتنی دفعہ تشریف لے گئے تو وہ فرماتے ہیں:

ولا أحصی کم دخلت إلی الکوفة وبغداد مع المحدثین. ❶

اور کوفہ اور بغداد اتنی مرتبہ گیا ہوں کہ مجھے شمار یاد نہیں ہے۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے علم حدیث کے حصول کے لئے شام، مصر، الجزائر، بصرہ، کوفہ، بغداد، بلخ، ہرات، نیشا پور وغیرہ میں تشریف لے گئے اور وہاں کے محدثین سے علم حدیث واحادیث کی سماعت کی۔

الغرض امام بخاری نے تقریباً تمام ممالکِ اسلامی کا سفر کیا اور خود لکھتے ہیں:

کتبت عن ألف وثمانین نفسا لیس فیهم إلا صاحب حدیث. ❷

❶ هدی الساری: ص ۴۷۸ ❷ هدی الساری: ص ۴۷۹

یعنی ایک ہزار اسی محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔

حصولِ علم کے دوران تنگدستی وفاقہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام یحیی بن ابی کثیر رحمہ اللہ کے اس سنہرے قول کو اپنا مطمح نظر بنالیا تھا:

لا يستطاع العلم براحة الجسم.

جسم کو ناز ونعمت اور راحت وآسائش میں ڈال کر علم میں کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ طلب علم کے زمانہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کو فاقے اور تنگدستی کا سامنا بھی کرنا پڑا، درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر وقت گزارا، بعض اوقات اپنا لباس تک فروخت کردینے کی نوبت بھی آئی۔

عمر بن حفص الاشقر کا بیان ہے کہ ہم چند آدمی ہم سبق تھے اور بصرہ میں شیخ سے احادیث لکھتے تھے، ہمارے ساتھ امام بخاری بھی تھے، ایک مرتبہ امام بخاری کئی دن تک سبق میں حاضر نہ ہوئے، تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے پاس خرچہ ختم ہوگیا اور امام بخاری کو اپنا زائد لباس جو بدن پر تھا اس کو فروخت کرنے کی نوبت پیش آئی ہے، تو ہم رفقاء نے چندہ کرکے ان کے لئے کپڑے خرید لئے۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے زندگی کا ایک بڑی حصہ سالن استعمال نہیں کیا۔ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، اطباء نے ان کا قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ قارورہ ایسے پادری کا معلوم ہوتا ہے جو سالن استعمال نہیں کرتا، تو امام بخاری نے فرمایا کہ میں نے چالیس سال سے سالن استعمال نہیں کیا، اطباء نے ان کا علاج سالن تجویز کیا تو امام بخاری نے انکار کیا اور جب علماء ومشائخ نے بہت اصرار کیا تو یہ منظور فرمایا کہ روٹی کے ساتھ شکر استعمال کرلوں گا۔ ❷

❶ سير أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۴۸ ❷ هدى الساري: ص ۴۸۱

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اس عظیم مرتبہ پر پہنچے کہ بڑے اور چھوٹے سب ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی عبادت وریاضت

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

كان محمد بن إسماعيل البخارى إذا كان أول ليلة من شهر رمضان يجتمع إليه أصحابه فيصلى بهم ويقرأ فى كل ركعة عشرين آية، وكذلك إلى أن يختم القرآن. وكان يقرأ فى السحر ما بين النصف إلى الثلث من القرآن فيختم عند السحر فى كل ثلاث ليال، وكان يختم بالنهار كل يوم ختمة وكون ختمة عند الإفطار كل ليلة، ويقول: عند كل ختم دعوة مستجابة. ❶

جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات آتی تو امام بخاری رحمہ اللہ اپنے اصحاب کو جمع کرتے اور ان کو نماز پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے اور اسی طرح پڑھتے رہتے یہاں تک کہ قرآن مجید ختم کر لیتے اور سحری کے وقت نصف سے لے کر تہائی قرآن تک پڑھتے اور تین راتوں میں قرآن ختم کر لیتے اور دن میں ہر روز ایک قرآن کریم ختم کرتے ، افطار کے وقت قرآن ختم کرتے تو فرماتے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

ابوسعید بکر بن منیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری رحمہ اللہ نماز پڑھا رہے تھے کہ زنبور (بھڑ) نے ان کو سترہ دفعہ ڈس لیا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

انظروا أيش هذا الذى آذانى فى صلاتى؟ فنظروا فإذا الزنبور قد ورمه فى سبعة عشر موضعا ولم يقطع صلاته. ❷

❶ تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۱۲ ❷ تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۱۲

دیکھو نماز میں مجھے کیا چیز ایذا پہنچا رہی تھی؟ تو لوگوں نے دیکھا کہ زنبور کے کاٹنے سے ان کے جسم پر سترہ جگہ ورم آ گیا تھا لیکن انہوں نے نماز کو نہیں توڑا۔

ایک روایت میں ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ جب پہلی دفعہ زنبور نے آپ کو ڈسا تو آپ نے نماز کیوں نہیں توڑی؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

كنت في سورة فأحببت أن أتمها. ❶

میں ایک سورت کی تلاوت کر رہا تھا کہ میں نے چاہا کہ اس کو مکمل کرلوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت و کردار

ابوسعید بکر بن منیر بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس فروخت کے لئے کچھ سامان آیا، شام کو ان کے پاس کچھ تاجر آئے اور پانچ ہزار درہم کے نفع پر وہ سامان خریدنا چاہا، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: میں تمہیں کل بتاؤں گا، دوسرے دن تاجروں کا دوسرا گروہ آیا، انہوں نے دس ہزار درہم کے نفع پر وہ سامان خریدنے کی کوشش کی، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: کل جو تاجر آئے تھے میں نے دل میں ان کو فروخت کرنے کی نیت کرلی تھی، اب میں پانچ ہزار درہم کے نفع کی خاطر اپنی نیت بدلنا نہیں چاہتا۔ ❷

علی بن محمد بن منصور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی سے تنکا نکال کر مسجد کے فرش پر ڈال دیا:

فرأيت محمد بن إسماعيل ينظر إليها وإلى الناس، فلما غفل الناس رايته مد يده فرفع القذاة من الأرض فأدخلها في كمه، فلما خرج من المسجد رايته أخرجها فطرحها على الأرض. ❸

❶ تاريخ بغداد: ج ۲ ص ۱۳ ❷ تاريخ بغداد: ج ۲ ص ۱۲ ❸ تاريخ بغداد: ج ۲ ص ۱۳

توامام محمد بن اسماعیل بخاری اس کی طرف دیکھ رہے تھے، اور لوگوں کی طرف بھی دیکھ رہے تھے، جب لوگ غافل ہوئے تو امام بخاری نے وہ تنکا اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا، اور جب امام بخاری مسجد سے نکلے تو وہ تنکا مسجد کے باہر پھینک دیا۔

بکر بن منیر بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے تھے:

إنی أرجو أن ألقی اللّٰه ولا یحاسبنی أنی اغتبت أحدا. ❶

مجھے امید ہے کہ میں اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کروں گا کہ اللہ عزوجل مجھ سے حساب نہیں کریں گے کہ میں نے کسی کی غیبت کی ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی سخاوت وایثار

محمد بن ابی حاتم بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا ایک قطعہ زمین کا تھا جس کا وہ ہر سال سات سو درہم کرایہ لیا کرتے تھے، کرایہ دار بعض اوقات امام بخاری کے لئے ایک یا دو ککڑیاں لایا کرتا تھا، کیونکہ امام بخاری کو ککڑی بہت پسند تھی، اور وہ اس کو خربوزے پر ترجیح دیتے تھے، امام بخاری اس شخص کو ککڑی لانے کے عوض میں ہر سال سو درہم دیا کرتے تھے۔ ❷

امام بخاری فرماتے تھے: مجھے ہر ماہ پانچ سو درہم آمدنی ہوتی تھی میں وہ سب کی سب علم دین کے طلبہ پر خرچ کر دیتا تھا، میں نے کہا:

کم بَیْنَ مَنْ ینفقُ عَلَی هَذَا الوَجهِ، وَبَیْنَ مَنْ کَانَ خِلْواً مِنَ المَالِ، فَجَمَعَ وَکسبَ بِالعِلْمِ، حَتَّی اجْتَمَعَ لَهُ. فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ :مَا عِنْدَ اللَّهِ خَیْرٌ وَأَبْقَی. ❸

❶تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۱۳ ❷سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۴۹

❸تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۱۳

ان دو شخصوں میں کتنا فرق ہے جو مال کو اس طرح خرچ کرتا ہے اور جو مال کو اپنے لئے جمع کرتا ہے، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب دیا جو اللہ کے پاس ہے وہ زیادہ اچھا ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

خادمہ کے ساتھ حسنِ سلوک

عبداللہ بن محمد صارفی بیان کرتے ہیں کہ میں امام بخاری کے ساتھ ان کے گھر میں تھا، ان کی باندی آئی اور ان کے سامنے لڑکھڑا کر گر گئی، امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا تم کیسے چلتی ہو؟ اس نے تنگ ہو کر کہا جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں؟

فَبَسَطَ يَدَيْهِ، وَقَالَ لَهَا: اِذْهَبِيْ فَقَدْ أَعتَقْتُكِ. قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ فِيمَا بَعْدُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، أَغضَبْتُكَ الجَارِيَةُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَغضَبَتْنِي فَإِنِّي أَرضَيْتُ نَفْسِي بِمَا فَعَلْتُ. ❶

امام بخاری نے ہاتھ اٹھا کر کہا جاؤ میں نے تمہیں آزاد کر دیا، بعد میں امام بخاری سے کہا گیا اس باندی نے تو آپ کو بدتمیزی سے جواب دیا تھا، تو امام بخاری نے کہا میں نے جو کچھ کہا اس سے میں نے اپنے نفس کو راضی کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی ذکاوت اور وسعتِ علم

جعفر بن محمد قطان بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری نے مجھے بتایا:

كَتَبْتُ عَنْ أَلفِ شَيْخٍ وَأَكْثَرَ، عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُم عَشْرَةُ آلافٍ وَأَكْثَرَ، مَا عِنْدِي حَدِيثٌ إِلَّا أَذْكُرُ إِسْنَادَهُ. ❷

میں نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے احادیث لکھی ہیں اور ہر شیخ سے دس ہزار سے

---

❶ تاريخ بغداد: ج٢ ص٦ / سير أعلام النبلاء: ج١٢ ص٤٥٢

❷ سير أعلام النبلاء: ج١٢ ص٤٠٧

زیادہ احادیث لکھی ہیں اور میں ہر حدیث کی سند ذکر کرتا ہوں۔

محمد بن ابی حاتم بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ میں فریابی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا میں نے ایک حدیث بیان کی، ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی:

عَنْ أَبِی عُرْوَةَ، عَنْ أَبِی الخَطَّابِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَطُوْفُ عَلَی نسَائِهِ فِی غُسْلٍ وَاحِدٍ. فَلَمْ یعرِفْ أَحَدٌ فِی المَجْلِسِ أَبَا عُرْوَةَ، وَلا أَبَا الخَطَّابِ. فَقُلْتُ: أَمَا أَبُو عُرْوَةَ فَمَعْمَرٌ، وَأَبُو الخَطَّابِ قَتَادَةُ. ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی غسل کے ساتھ تمام ازواج مطہرات کے پاس گئے، اس مجلس میں کوئی نہیں جان سکا کہ ابوعروہ کون ہے، اور نہ یہ جان سکا کہ ابوالخطاب کون ہے، تو پھر میں نے بتایا کہ ابوعروہ معمر ہے اور ابوالخطاب قتادہ ہے۔

امام محمد بن خمیرویہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا:

أَحفَظُ مائةَ أَلْفِ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ، وَأَحفَظُ مَائَتَی أَلفِ حَدِیْثٍ غَیْرِ صَحِیْحٍ. ❷

مجھے ایک لاکھ احادیث صحیحہ حفظ ہیں اور دو لاکھ غیر صحیحہ حفظ ہیں۔

امام بخاری کے شیوخ وتلامذہ کی تعداد

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ کی تعداد ایک ہزار اسی ہے جبکہ آپ کے تلامذہ جنہوں نے آپ سے صحیح بخاری کی سماعت کی ہے ان کی تعداد علامہ فربری رحمہ اللہ کے قول کے مطابق نوے ہزار ہے۔ ❸

❶ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۱۳ ❷ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۱۵

❸ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۳۹۸/ تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۹

امام بخاری رحمہ اللہ اہلِ علم کی نظر میں

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ محمد بن سلام بیکندی نے امام بخاری سے فرمایا ''**انظر في كتبي فما وجدتَ فيها من خطا فاضرب عليه كي لا أرويه** ''امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی حدیثوں پر نظر ثانی کی، چنانچہ جن احادیث کے بارے میں امام نے اطمینان ظاہر کیا ان پر ان کے استاذ نے لکھ دیا ''**رضي الفتىٰ** ''اور جو احادیث ضعیف تھیں ان پر لکھا ''**لم يرض الفتىٰ**'' ❶

آپ کے استاذ اسماعیل بن ابی اویس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس لطیف طریقے سے بخاری نے میری حدیثوں کی اصلاح کی اس طرح کسی نے نہیں کی۔

اسماعیل بن ابی اویس رحمہ اللہ ہی کا قول ہے کہ انہوں نے اپنے شاگرد امام بخاری رحمہ اللہ سے فرمایا ''**انظر في كتبي وما أملكه لك، وأنا شاكر لك ما دمتُ حيا**''

حافظ رجاء بن مرجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فضل محمد بن إسماعيل على العلماء كفضل الرجال على النساء.

نیز فرمایا:

هو آية من آيات الله يمشي على ظهر الأرض.

امام یعقوب بن ابراہیم دورقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محمد بن إسماعيل فقيه هذه الأمة.

جب امام بخاری رحمہ اللہ بصرہ تشریف لے گئے تو محمد بن بشار رحمہ اللہ نے فرمایا:

دخل اليوم سيد الفقهاء.

یہ تمام تعریفی کلمات یا تو ان کے اساتذہ کے ہیں یا ان کے معاصرین کے، امام بخاری

❶ تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۲۴

رحمہ اللہ کے بارے میں بعد کے علماء کے جواقوال ہیں وہ حد سے متجاوز ہیں، چنانچہ حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولو فتحت باب ثناء الأئمة عليه ممن تاخر عن عصره لفنى القرطاس ونفدت الأنفاس فذاک بحر لا ساحل له. ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک

امام بخاری کے مسلک کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول: سب سے مشہور قول یہ ہے کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے، کسی کے مقلد نہیں تھے، یہ قول علامہ ابن تیمیہ اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہما اللہ کا ہے، حضرت شیخ الحدیث نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول راجح ہے، اس لئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اہلِ عصر وزبان نے ان کے تفقہ اور امامت کی تصریح کی ہے اور اس زمانے میں کسی کو فقیہ یا امام کہنے کا مطلب اس کو مجتہد ماننا ہوتا تھا۔

دوسرا قول: یہ قول امام ابو عاصم عبادی اور علامہ تاج الدین سبکی رحمہما اللہ کا ہے، انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعیہ میں شمار کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری نے زعفرانی، ابوثور، کرابیسی اور حمیدی رحمہم اللہ سے فقہ وحدیث حاصل کی ہے، اور یہ سب امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ لیکن یہ بات اس لئے درست نہیں کیونکہ تلمذ سے یہ لازم نہیں آتا کہ تلمیذ کا مذہب بھی وہی ہو جو استاذ کا ہو، ورنہ امام بخاری کے بہت سے اساتذہ احناف میں سے ہیں۔ ❷

تیسرا قول: امام بخاری رحمہ اللہ حنبلی ہیں، چنانچہ امام ابن ابی یعلی رحمہ اللہ نے ان کو ''**طبقات الحنابلة**'' میں ذکر کیا ہے۔ ❸

---

❶ **هدى السارى: ص ۴۸۵** ❷ **طبقات الشافعية الكبرى: ۲ ص ۳، ۴**

❸ **ما تمس إليه الحاجة: ص ۲۶**

ابتلاء ووصال

امام بخاری رحمہ اللہ بہت بڑے آدمی تھے، اور قاعدہ یہ ہے کہ جب آدمی ترقی کرتا ہے تو اس کے حاسدین پیدا ہو جاتے ہیں، اور اس کو طرح طرح سے تکلیف واذیت پہنچائی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی اس صورتِ حال کا سامنا رہا، چنانچہ ان کو اپنے وطن سے بھی نکلنا پڑا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی تین مرتبہ جلاوطنی ہوئی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ جب ۲۵۰ھ میں نیشاپور تشریف لے گئے تو امام محمد بن یحیٰی ذہلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کل محمد بن اسماعیل کے استقبال کے لئے چلنا ہے جو چلنا چاہے تو وہ ہمارے ساتھ چلے۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا ایسا استقبال ہوا کہ کبھی کسی والی، حاکم، گورنر وغیرہ کا نہیں ہوا تھا، جب آپ نیشاپور تشریف لائے تو امام ذہلی رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں کو امام بخاری کے پاس جانے اور ان سے احادیث کا سماع کی ہدایت کی اور انہوں نے امام بخاری سے فرمایا کہ آپ صرف احادیث بیان کریں مسائل کو مت بیان کرنا۔

لیکن قاعدہ ہے کہ "**الإنسان حريص فيما منع**" کہ انسان کو جس چیز سے منع کرو تو وہ اس کے حصول کے لئے حریص بن جاتا ہے، چنانچہ درس میں کسی نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ قرآن کے الفاظ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے آیا وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ جواب دینے سے اعراض کرتے رہے، لیکن بہت اصرار کرنے پر امام بخاری نے فرمایا کہ "**القرآن كلام الله غير مخلوق وأفعال العباد مخلوقة، والامتحان بدعة**"

بہرحال امام بخاری کے اس جواب پر شور مچ گیا، تو یہ بات امام ذہلی رحمہ اللہ تک پہنچ گئی، تو امام ذہلی کو یہ بات بہت ناگوار گزری، تو انہوں نے اعلان کیا کہ "**ألا من قال**

بالقرآن "یعنی جو کہے کہ "لفظی بالقرآن مخلوق" تو اس کے لئے ہماری مجلسوں میں حاضر ہونا جائز نہیں ہے۔

تو اس اعلان کے بعد امام مسلم رحمہ اللہ اسی وقت مجلس سے اٹھ پڑے اور جتنی احادیث امام مسلم نے امام ذہلی سے لی تھیں ساری واپس کر دیں۔ اور امام بخاری کے پاس تشریف لائے، اس کے بعد امام ذہلی نے کہہ دیا کہ "لا یساکننی هذا الرجل فی البلد" تو امام بخاری وہاں سے روانہ ہو کر بخارا تشریف لے گئے۔ ❶

جب امام بخاری رحمہ اللہ کو نیشاپور سے جلاوطن ہونا پڑا تو اپنے شہر بخارا تشریف لائے اور وہاں کے لوگوں نے آپ کا زبردست استقبال کیا اور آپ نے وہاں پر احادیث کا درس دینا شروع کر دیا تو لوگ جوق درجوق آپ کے درس میں تشریف ہونے لگے۔

اسی اثناء میں خالد بن احمد ذہلی حاکم بخارا نے امام بخاری سے درخواست کی آپ شاہی دربار میں آ کر مجھے بخاری شریف اور تاریخ کا درس دیں، ایک روایت میں ہے کہ حاکم بخارا نے کہا کہ میرے پاس آ کر میرے بیٹوں کو بخاری اور تاریخ کا درس دیں، تو اس پر امام بخاری نے فرمایا "أنا لا أذل العلم ولا أحمله إلى أبواب الناس" اور فرمایا کہ اگر تمہیں ضرورت ہے تو میری مسجد یا درس میں شرکت کر لو، تو یہ بات حاکم بخارا کو ناگوار محسوس ہوئی اور انہوں نے چند لوگوں کی مدد لے کر امام بخاری کے مذہب پر تنقید کرنا شروع کر دی اور امام بخاری کو مبتدع قرار دیا اور جلاوطنی کا حکم دیدیا، اس کے بعد آپ نے اہل سمرقند کی دعوت پر سمرقند جانے کا ارادہ کیا اور روانہ ہو گئے۔ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ سمرقند کی طرف روانہ ہو گئے چھ میل کا سفر باقی تھا کہ قاصد آیا کہ

❶ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۶۰

❷ تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۳۲/ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۶۴

وہاں کے لوگوں کے درمیان اختلاف ہوا گیا ہے، بعض نے کہا کہ امام بخاری کو آنے دیا جائے اور بعض نے امام بخاری کے آنے پر انکار کیا، تو امام بخاری رحمہ اللہ وہیں خرتنگ مقام پر رک گئے، وہاں آپ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے۔

پورا رمضان کا مہینہ وہیں قیام کیا یہاں تک کہ عید میں دو دن باقی تھے کہ قاصد آیا کہ سمرقند کے لوگ متفق ہو گئے وہ آپ کو بلا رہے ہیں، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے جانے کا ارادہ کیا اور سواری طلب کی، دو آدمیوں کے سہارے چند قدم آگے چلے تھے کہ فرمایا مجھے بٹھاؤ، پھر آپ نے کچھ دعا کی اور وہیں خرتنگ مقام پر عید الفطر کی شب سن ۲۵۶ھ میں آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون، یکم شوال ۲۵۶ھ عید الفطر کے دن بروز جمعہ ظہر کی نماز کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ ادا ہوئی۔

آپ کے جنازے میں اتنے لوگ تھے کہ وہاں کی جگہ ہی ان کے لئے تنگ پڑ گئی، اس لئے اس جگہ کا نام ہی خرتنگ پڑ گیا، اور وہیں پر امام بخاری رحمہ اللہ کو سپردِ خاک کیا گیا، چالیس دن تک امام بخاری کی قبر سے خوشبو آتی رہی، اللہ تعالی نے امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر کو مستجاب الدعوات بنایا ہے۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کے حق میں بشارت

عبد الواحد بن آدم طواویسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں، میں نے سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہم محمد بن اسماعیل بخاری کا انتظار کر رہے ہیں۔

(۱) تاريخ بغداد: ج ۲ ص ۳۴/ سير أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۶۹/ هدى الساري: ص ۴۹۳

چند دنوں کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو یہ بعینہ وہی وقت تھا جس وقت میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ ❶

جرح وتعدیل میں امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ

جرح وتعدیل کے باب میں محدثین نے ان کے مراتب مقرر کیے اور پھر ہر ایک کے لیے مخصوص اصطلاحیں مقرر ہوئیں، چنانچہ جرح کے مراتب میں ''فلان کذاب'' وغیرہ الفاظ شائع وذائع ہیں۔

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ عام محدثین کی طرح وضاع اور کذاب کا لفظ بہت کم استعمال کرتے ہیں، وہ ''منکر الحدیث، فیه نظر، سکتوا عنه'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

إذا قلت: فلان فی حدیثه نظر، فهو متهم واه. ❷

نیز فرماتے ہیں:

کل من قلت فیه: منکر الحدیث، فلا تحل الروایة عنه. ❸

گویا کہ امام بخاری نے جرح کے باب میں بھی احتیاط کا دامن نہیں چھوڑا۔

پھر امام بخاری نے اخذِ حدیث میں بھی بہت احتیاط سے کام لیا، ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا جس میں تدلیس کا گمان تھا، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم میرے بارے میں تدلیس کا شبہ کر رہے ہو حالانکہ میں نے تو ایک محدث کی دس ہزار احادیث اسی اندیشے کی وجہ سے ترک کر دیں، اور شبہ ہی کی بنیاد پر ایک اور محدث کی اتنی ہی یا اس سے بھی زائد احادیث چھوڑ دیں۔ ❹

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۶۸ ❷ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۴۱

❸ میزان الاعتدال: ج ۱ ص ۶ ❹ هدی الساری: ص ۴۸۱

امام بخاری کا اپنے شاگرد امام ترمذی سے سماعتِ حدیث

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ سے باوجود شاگرد ہونے کے دو احادیث کی سماعت کی ہے، جس کی تصریح خود امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سنن الترمذی'' میں کی ہے۔

پہلی حدیث

سنن الترمذی جلد ثانی (صفحہ نمبر ۶۳۸ مکتبہ رحمانیہ) کتاب التفسیر سورۃ الحشر کے تحت

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا.

والی روایت کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا:

سَمِعَ مِنِّی مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا الحَدِيثَ.

دوسری حدیث

سنن الترمذی جلد ثانی (صفحہ نمبر ۶۹۳ مکتبہ رحمانیہ) ''أبواب المناقب، باب ما جاء فی مناقب علی بن أبی طالب'' میں کئی ابواب بلا ترجمہ کے بعد یہ حدیث نقل کی:

عَنْ أَبِی سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ: يَا عَلِیُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنِبُ فِی هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِی وَغَيْرِكَ.

پھر اس کے بعد امام ترمذی نے فرمایا:

وَقَدْ سَمِعَ مِنِّی مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا الحَدِيثَ.

امام بخاری رحمہ اللہ کی الفاظِ جرح میں احتیاط

امام بخاری رحمہ اللہ روّات پر تنقید کے معاملے میں نہایت محتاط تھے، نہایت جچے تلے الفاظ میں جرح کرتے تھے، بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ کسی راوی کے متعلق ''کذاب'' یا

’’وضاع‘‘ کے الفاظ استعمال کرتے:

وَقَلَّ أَنْ يَقُوْلَ: فُلَانٌ كَذَّابٌ، أَوْ كَانَ يَضَعُ الحَدِيْثَ.

امام بخاری رحمہ اللہ کسی راوی کے متعلق فرمائیں کہ اس کی حدیث میں نظر ہے تو یہ راوی متہم ہوتا ہے:

إِذَا قُلْتُ: فُلَانٌ فِي حَدِيْثِهِ نَظَرٌ، فَهُوَ مُتَّهَمٌ وَاهٍ. ❶

علامہ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ ’’فلان فيه نظر ‘‘یا’’وفلان سكتوا عنه ‘‘ کے الفاظ استعمال کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روایت کو انہوں نے ترک کر دیا ہے:

فلان فيه نظر، وفلان سكتوا عنه: يقولهما البخاري فيمن تركوا حديثه. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قوله: فيه نظر، وفي حديثه نظر، لا يقوله البخاري إلا فيمن يتهمه غالبا. ❸

فائدہ: محدثِ کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ اہلِ علم امام عراقی اور امام ذہبی رحمہما اللہ کا کلام ذکر کرتے ہیں لیکن اس کی رعایت نہیں رکھتے، بہت سے وہ راوی جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے ’’فيه نظر‘‘ کہا اس کی توثیق کرتے ہیں اور ایسے روات کو صحیح اور (سنن) میں ذکر کرتے ہیں۔ ایسے کئی راوی ہیں کہ اُن سے سننِ اربعہ بلکہ صحیح مسلم میں بھی روایات موجود ہیں۔ دیگر ائمہ جرح نے ان

❶سير أعلام النبلاء: ج١٢ ٤٣٩، ٤٤١ ❷شرح الألفية: ج٢ ص ١١
❸ميزان الاعتدال: مقدمة، ص٣، ٤

کی توثیق کی ہوتی ہے۔موصوف نے ایسے روّات کا ذکر کیا ہے،افادہ قارئین کے لئے اُسے نقل کیا جارہاہے:❶

❶قال الشيخ المحدث حبيب الرحمن الاعظمى تعليقا على قول العراقى والذهبى: لا ينقضى عجبى حين أقرأ كلام العراقى والذهبى هذا، ثم أرى أئمة هذا الشأن لا يعبأون بهذا، فيوثقون من قال فيه البخارى: فيه نظر، أو يدخلونه فى الصحيح، وإليك أمثلته:

١ ...... تمام بن نجيح، قال فيه البخارى: فيه نظر. ووثقه ابن معين. وقال البزار فى موضع: هو صالح الحديث. وروى له البخارى نفسه أثرا موقوفا معلقا فى رفع عمر بن عبد العزيز يديه حين يركع (أعنى فلم يتركه البخارى نفسه) ولم يتركه أبو داود ولا الترمذى.

٢ ...... راشد بن داود الصنعانى، قال فيه البخارى: فيه نظر. لكن وثقه إمام هذا الشأن يحيى بن معين وقال: ليس به بأس ثقة. وقال دحيم: هو ثقة عندى. وذكره ابن حبان فى الثقات. وروى له النسائى. وقال فيه الحافظ ابن حجر: صدوق له أوهام.

٣...... ثعلبة بن يزيد الحمانى قال فيه البخارى: فى حديثه نظر لا يتابع فى حديثه. وقال النسائى: ثقة. وقال ابن عدى: لم أر له حديثا منكرا فى مقدار ما يرويه. وقال الحافظ ابن حجر: صدوق شيعى.

٤...... جعدة المخزومى: قال البخارى: لا أعرف له إلا هذا الحديث وفيه نظر. وروى له الترمذى. وقال فيه الحافظ ابن حجر: مقبول. ومعلوم: أن الحافظ ابن حجر يقول هذا فيمن ليس له من الحديث إلا القليل، ولم يثبت فيه ما يترك به حديثه. (جاری ہے)

(گذشتہ سے پیوستہ) ۵...... جميع بن عمير التيمى، قال البخارى: فى أحاديثه نظر. وقال أبو حاتم: محله الصدق صالح الحديث. وقال الساجى: صدوق. وقال العجلى: تابعى ثقة. وقال ابن حجر: صدوق يخطء ويتشيع. وروى له الأربعة. وحسن الترمذى حديثه فى سننه فى مناقب أبى بكر الصديق فى الباب الرابع.

٦...... حبيب بن سالم، قال البخارى: فيه نظر. وقال ابن عدى: ليس فى متون أحاديثه حديث منكر، بل قد اضطرب فى أسانيد ما يروى عنه. وقال الآجرى عن أبى داود: ثقة. وذكره ابن حبان فى الثقات. وروى له مسلم والاربعة. وقال ابن حجر: لا بأس به.

٧...... حريش بن خريت، قال البخارى: فيه نظر. وقال أيضا: أرجو. قال اليمانى المعلمى فى تعليقه عليه فى التاريخ الكبير: كأنه يريد: أرجو أنه لا بأس به. وفى تهذيب التهذيب: قال البخارى فى تاريخه: أرجو أن يكون صالحا. وقال أبو حاتم: لا بأس به.

٨...... سليمان بن داود الخولانى، قال البخارى: فيه نظر. وقد أثنى عليه أبو زرعة، وأبو حاتم، وعثمان بن سعيد، وجماعة من الحفاظ. قال ابن حجر: لا ريب فى أنه صدوق.

٩...... طالب بن حبيب المدنى الأنصارى، قال البخارى: فيه نظر. وروى له أبو داود، وقال ابن عدى: أرجو أنه لا بأس به. وذكره ابن حبان فى الثقات. ووثقه الهيثمى فى مجمع الزوائد ٥/ ١٠٦.

١٠...... صعصعة بن ناجية، قال البخارى: فيه نظر. وهو صحابى ذكره ابن حجر فى تهذيب التهذيب والإصابة.

(جاری ہے)

امام بخاری رحمہ اللہ کی مطبوعہ تصانیف

(۱) صحیح البخاری

اس کا تفصیلی تعارف ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

(۲) التاریخ الکبیر

امام بخاری رحمہ اللہ نے دورِ صحابہ سے لے کر اپنے دور تک کے راویانِ حدیث کے مختصر حالات اس میں ذکر کئے ہیں، اس میں ۳۶۵۲ روات کا ذکر ہے، یہ کتاب حروفِ معجم کی

(گذشتہ سے پیوستہ) ۱۱...... عبد الرحمن بن سلمان الرعینی، قال البخاری: فیه نظر. وقد وثقه ابن یونس. وقال أبو حاتم: ما رأیت من حدیثه منکرا، وهو صالح الحدیث. وله عند مسلم فی مبیت ابن عباس عند میمونة. وقال النسائی: لیس به بأس، کما فی تهذیب التهذیب ۶/ ۱۸۸. وقال ابن حجر: لا بأس به. وأدخله البخاری فی الضعفاء. فقال أبو حاتم: یحول من هناک.

والصواب عندی: أن ما قاله العراقی لیس بمطرد ولا صحیح علی إطلاقه، بل کثیرا ما یقوله البخاری ولا یوافقه علیه الجهابذة، وکثیرا ما یقوله ویرید به إسنادا خاصا کما قال فی التاریخ الکبیر ۳/ ۱/ ۱۸۳ فی ترجمة عبد اللّٰه بن محمد بن عبد اللّٰه بن زید رائی الاذان: فیه نظر، لأنه لم یذکر سماع بعضهم من بعض.

وکما فی ترجمته فی "تهذیب التهذیب ۶/ ۱۰.

وکثیرا ما یقوله ولا یعنی الراوی، بل حدیث الراوی، فعلیک بالتثبت والتأنی.

[حاشیة سیر أعلام النبلاء: ج۱۲ ص ۴۳۹، ۴۴۰/ حاشیه قواعد فی علوم الحدیث: ص ۱۵۵ تا ۱۵۷/ حاشیه الرفع والتکمیل: ص ۳۸۹ تا ۳۹۱

ترتیب پر ہے، سب سے پہلے محمد نام کے راویوں کے حالات ذکر کئے ہیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے برکت حاصل ہو جائے، امام بخاری رحمہ اللہ عموماً ہر راوی کا نام، والد کا نام، کنیت اور لقب ذکر کرتے ہیں اور اس راوی کے دو یا تین اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، اور بعض کی سنِ وفات بھی ذکر کرتے ہیں، رواۃ کے تذکرے کے دوران بعض مواقع پر احادیث بھی ذکر کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ الفاظِ جرح میں "**فیہ نظر**" اور "**سکتوا عنه**" کے الفاظ ذکر کرتے ہیں، جرح کے الفاظ میں سخت لفظ "**منکر الحدیث**" ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی جب یہ کتاب مکمل ہوئی تو امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے یہ کتاب عبداللہ بن طاہر رحمہ اللہ کو دکھائی اور کہا کیا میں آپ کو جادو نہ دکھاؤں؟ انہوں نے اس کتاب کو دیکھا اور بڑے تعجب کا اظہار کیا اور کہنے لگے "**لست أفهم تصنيفه**" میں ان کی تصنیف کو نہیں سمجھ سکا۔ ❶

یہ کتاب آٹھ جلدوں میں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے طبع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی اس کتاب میں موجود مرفوع روایات کی تخریج دکتور محمد بن عبدالکریم نے "**تخريج الأحاديث المرفوعة المسندة فی كتاب التاريخ الكبير للبخاری**" کے نام سے کی، اس میں کل ۱۸۵۱ احادیث ہیں، انہوں نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ تمام تراجم کے عمیق مطالعہ کے بعد ان احادیث کو تلاش کر کے تخریج کی۔ یہ کتاب ایک جلد میں مکتبۃ الرشد سے طبع ہے۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس تاریخ سے ان کے تسامحات اور خطاؤں کو "**بيان خطأ البخاری فی تاريخه**" کے نام سے یکجا کیا، یہ خطائیں انہوں نے اپنے والد امام ابو حاتم رازی اور امام ابو زرعہ رازی رحمہما

❶ تهذيب الكمال: ج١٦ ص٩٠

اللہ کے حوالے سے نقل کی ہیں، اس میں کل ۱۷۷ خطاؤں کی نشاندہی ہے۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے طبع ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ''موضح أوهام الجمع والتفريق'' نامی کتاب لکھی، اس میں ''أوهام البخاری'' کے عنوان کے تحت انہوں نے ۴۷ اوہام بالترتیب ذکر کئے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں دارالمعرفہ بیروت سے طبع ہے۔

(۳) التاریخ الأوسط

امام بخاری رحمہ اللہ اس کتاب کے آغاز میں لکھتے ہیں:

كتاب مختصر من تاريخ النبی صلی الله عليه وسلم والمهاجرين والأنصار وطبقات التابعين لهم بإحسان ومن بعدهم ووفاتهم وبعض نسبهم وكناهم ومن يرغب فی حديثه.

اس مختصر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ، مہاجرین اور انصارِ صحابہ، تابعین اوراس کے بعد تبع تابعین کی وفات، بعض کی نسبتوں اور کنیتوں کا ذکر ہے اور ان لوگوں کا ذکر جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے رغبت ہے۔

اس کتاب میں اولاً حضور کی ازواج اور بنات سے متعلق روایات ہیں، پھر آپ کی وفات کا ذکر ہے، پھر ان مہاجرین وانصار صحابہ کا ذکر ہے جن کا حضور کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ صحابہ جن کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ جن کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ جن کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ صحابہ جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا۔ پھر راویانِ حدیث کا ذکر ہے جن کا پچاس ہجری سے لے کر ساٹھ ہجری تک انتقال ہوا، پھر ساٹھ سے لے کر ستر ہجری تک، پھر ستر ہجری سے لے کر اسی ہجری تک، اسی طرح یہ سلسلہ دوسو چھپن

(۲۵۶) ہجری تک چلا ہے۔اس میں کل ۲۹۹۷ رواۃ کا تذکرہ ہے۔اس کتاب میں تراجم ایک سے دوسطروں میں ہیں۔یہ کتاب دوجلدوں میں دارالوعی حلب سے طبع ہے۔

(۴) التاريخ الصغير

اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ حضور، مہاجرین، انصار، تابعین اور تبع تابعین کی تاریخ ہے،اس میں ہرایک سال کے راویانِ حدیث کے تراجم الگ الگ ہیں، پھردوسرے سال کے، پھرتیسرے سال کے الی آخرہ،جبکہ ’’التاريخ الأوسط ‘‘میں خلفائے راشدین کے دور کے بعد کے تراجم دس دس سال کے یکجا ہیں،اوراس کتاب میں ہرایک سال کے الگ الگ ہیں،اوراگرسال میں کوئی اہم واقعہ پیش آیاہےتواس کی طرف بھی اشارہ کیاہے۔یہ کتاب دوجلدوں میں دارالمعرفہ بیروت سے طبع ہے۔

(۵) الضعفاء الصغير

اس کتاب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پرضعیف راویوں کانہایت اختصار کےساتھ ذکر کیاہے،اس میں راوی کا نام، والد کا نام،کنیت،نسبت ذکرکر کے جرح ذکر کی ہے،تراجم نصف سےایک سطرمیں ہیں۔یہ کتاب ایک جلدمیں دارالوعی حلب سے طبع ہے۔

(٦) خلق أفعال العباد

اس کتاب میں نصوص وآثارکی روشنی میں فرقِ باطلہ کی تردیدہے،خصوصاً معتزلہ اور قدریہ کی جواللہ تعالی سے قدرت کی نفی کرتے ہیں،اوراس بات کے قائل ہیں کہ بندہ اپنے افعال کاخودخالق ہے،اسی طرح جہمیہ اورمعطلہ کی تردیدہے جواللہ تعالی کی صفات کی نفی کرتے ہیں۔اسی طرح پرزورالفاظ میں ان لوگوں کی تردیدکی جوقرآنِ کریم کومخلوق کہتے ہیں۔اس میں جہمیہ کےشبہات کی تردیدکی ہے،اس میں مرفوع،موقوف اورمقطوع ۲۷۸

روایات وآثار ہیں۔اس میں تمام روایات صحیح نہیں ہیں بلکہ بعض روایات حسن اور ضعیف بھی ہیں، یہ کتاب ایک جلد میں دار المعارف السعودیہ سے طبع ہے۔

(۷) الأدب المفرد

اس میں آداب واخلاق اور معاشرت سے متعلق احادیث ہیں، اس کا نام ''الأدب المفرد'' اس لئے ہے کہ یہ صحیح بخاری میں موجود آداب سے متعلق روایات سے الگ ہے، اس میں کل ۱۳۲۲ احادیث ہیں، اس میں صحیح، حسن اور ضعیف ہر قسم کی روایات ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں فضائل ومناقب میں ضعیف روایت پر عمل جائز ہے ورنہ وہ اپنی اس کتاب میں ضعیف روایات کو ذکر نہ کرتے اور ایک دو بھی نہیں، بلکہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''ضعیف الأدب المفرد'' میں دوسو پندرہ (۲۱۵) روایات کی نشاندہی کی ہے، اب دو ہی صورتیں ہیں، یا تو یہ کہا جائے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کو معلوم نہیں تھا اور علامہ البانی رحمہ اللہ اور آج کے اہلِ حدیث حضرات کو پتہ چلا، یا کہا جائے کہ فضائل میں ان پر عمل جائز ہے اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں دار البشائر الاسلامیہ بیروت سے طبع ہے۔

(۸) جزء القراءة خلف الإمام

اس رسالہ میں امام بخاری رحمہ اللہ نے قراءت خلف الامام کے ثبوت میں احادیث وآثار کو ذکر کیا ہے، مصنف تمام نمازوں میں قراءت خلف الامام کے قائل ہیں، چاہے وہ سری نمازیں ہوں یا جہری، اس لئے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ''باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات کلها فی الحضر والسفر وما يُجهر فيها وما يخافت'' اس رسالہ میں کل ۱۸۹ احادیث وآثار ہیں، یہ رسالہ المکتبۃ السّلفیہ سے طبع ہے۔

(۹) جزء رفع الیدین فی الصلاۃ

اس رسالہ میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ''رفع الیدین فی الرکوع وعند رفع الرأس عن الرکوع'' سے متعلق روایات ذکر کی ہیں، اور ترکِ رفع یدین کے مستدلات کے جوابا دیئے ہیں، یہ رسالہ دارالارقم کویت سے طبع ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی غیر مطبوعہ تصانیف

(۱) کتاب الوحدان

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان صحابہ کا تذکرہ کیا ہے جن سے صرف ایک حدیث منقول ہے۔

(۲) أسامی الصحابۃ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں صحابہ کرام کے اسماء ذکر کیے ہیں۔

(۳) قضایا الصحابۃ والتابعین

امام بخاری رحمہ اللہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں یہ کتاب لکھی اور اس میں صحابہ وتابعین کے فیصلے ذکر کیے۔

(۴) کتاب الھبۃ

اس میں ہبہ سے متعلق احادیث وآثار ذکر کیے ہیں۔

(۵) کتاب المبسوط

اس کتاب کے موضوع کا علم نہیں ہے۔

(۶) کتاب الکنی

اس کتاب میں رواۃ کی کنیتوں کا ذکر ہے۔

(۷) کتاب الفوائد

اس کتاب کا ذکر امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”أبواب المناقب“ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اِن الفاظ میں ذکر کیا ہے ”وسمعت محمد بن إسماعیل یحدث بھذا عن أبی کریب ووضعه فی کتاب الفوائد“ لیکن اس کتاب کے موضوع کا صحیح علم نہیں ہوسکا۔

(۸) کتاب العلل

اس کتاب میں احادیث کی مخفی علتوں کا اور معلول روایات کا ذکر کیا ہے۔

(۹) بر الوالدین

اس رسالہ میں والدین کی اطاعت سے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔

(۱۰) الجامع الصغیر فی الحدیث

اس کے موضوع کا علم نہیں ہوسکا۔

(۱۱) کتاب الرقاق

اس کتاب میں زہد اور دنیا سے بے رغبتی سے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔

(۱۲) کتاب الأشربة (۱۳) المسند الکبیر (۱۴) التفسیر الکبیر

ان میں سے اکثر تصانیف کا تذکرہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی تصانیف میں ”ھدی الساری“ ص۴۹۱، ۴۹۲ میں کیا ہے۔

الصحيح البخاری

بخاری شریف کا مکمل نام

امام بخاری رحمہ اللہ کی تصانیف میں سب سے مشہور تصنیف بخاری شریف ہے، اس کا مکمل نام ''الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه'' ہے، یہ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا نام ''الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه'' تحریر کیا ہے۔ ❶

''جامع'' اس کو آٹھ قسم کے مضامین کی احادیث جمع ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

مسند: سند متصل کے ساتھ اس میں مرفوع روایات نقل کی گئی ہیں اور جو آثار وغیرہ مذکور ہیں وہ ضمناً وتبعاً ہیں۔

''صحیح'' اس لئے ہے کہ اس میں صحت کا التزام کیا گیا ہے۔

''مختصر'' اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے، خود امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ''ما أدخلت في هذا الكتاب إلا ما صح، وتركت من الصحاح كي لا يطول الكتاب. ❷

من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم'' یا ''من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم'' سے آپ کے اقوال مراد ہیں۔

''سنن'' سے افعال وتقریرات کی طرف اشارہ ہے۔

---

❶ تهذيب الأسماء واللغات: ج ۱ ص ۷۳/ هدى السارى: ص ۸

❷ سير أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۰۲

''أیـــام'' سے غزوات اوران تمام واقعات کی جانب اشارہ ہے جو آپ کے عہد مبارک میں پیش آئے۔

امام بخاری نے بہت سی روایتیں ایسی ذکر کی ہیں جن میں آپ کا قول یا فعل یا تقریر مذکور نہیں، ایسے مقامات میں لوگوں کو اشکال پیش آتا ہے اگر کتاب کا پورا نام پیش نظر ہو تو اشکال نہیں ہوتا۔ ❶

بخاری شریف کا سببِ تالیف

بخاری شریف کی تالیف کے دو سبب بتائے جاتے ہیں، دونوں سبب ہو سکتے ہیں، اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔

پہلا سبب

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے استاذ اسحاق بن راہویہ کے درس میں تھے، مجلس میں سے کسی نے کہا ''**لو جمعتم کتابا مختصرا لسنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم**'' یعنی کاش تم میں سے کوئی مختصر کتاب کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن (احادیث) کو جمع کرے۔ تو اس قول سے میرے دل میں اس کتاب (بخاری شریف) کی تالیف کا داعیہ پیدا ہوا۔ ❷

دوسرا سبب

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں آپ کے سامنے کھڑا تھا، اور میرے ہاتھ میں پنکھا تھا، جس سے میں آپ سے

❶ ماخوذ از کشف الباری: ج ا ص ۱۵۴، ۱۵۵

❷ تاریخ بغداد: ج ۲ ص ۸/ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۰۲

مکھیاں اڑا رہا تھا۔ تو صبح کو میں نے بعض معبرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ’’أنت تذب عنه الكذب‘‘

تو اس خواب کی وجہ سے بھی میرے دل میں احادیث صحیحہ جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ ❶

بخاری شریف کی تالیف کی ابتداء وانتہاء

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی ابتدا سن ۲۱۶ھ کو (جس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی) آغاز کیا اور سن ۲۳۳ھ میں (جس وقت آپ کی عمر ۳۹ سال تھی) سولہ سال کے عرصے میں اختتام کیا، کتاب مکمل کرنے کے بعد اپنے تین بڑے اساتذہ کو دکھایا، امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ)۔

ان حضرات نے مکمل صحیح بخاری میں نظر ثانی کرنے کے بعد چار احادیث میں اختلاف کیا، امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اُن چار میں بھی امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے راجح ہے۔ ❷

جب یہ کتاب ۲۳۳ھ کو مکمل ہوئی تو اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ اپنی وفات تک یعنی ۲۳ سال اس کا درس دیتے رہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد فربری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعَ كِتَابَ (الصَّحِيحِ) لِمُحَمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيلَ تِسْعُوْنَ أَلفَ رَجُلٍ. ❸

یعنی صحیح بخاری کا سماع امام بخاری سے نوے ہزار لوگوں نے کیا۔

صحیح بخاری کا ایک امتیاز

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے تراجم ریاض الجنہ میں منبر مبارک اور روضہ

❶ تهذيب الأسماء واللغات: ج ۱ ص ۷۴/ هدى السارى: ص ۷ ❷ هدى السارى: ص ۷ ❸ سير أعلام النبلاء: ج ۱۲ ص ۴۶۹

اطہر کے درمیان لکھے ہیں اور وہ ہر ترجمہ کے لئے پہلے دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے یہ کتاب مسجد حرام میں لکھی ہے، ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے استخارہ کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور جب تک اس کی صحت کا یقین نہ ہوتا تو اس کو کتاب میں درج نہ کرتا۔ ❷

ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، تراجم تو ریاض الجنہ میں روضہ مطہرہ کے سامنے باندھے ہوں اور احادیث کے لکھنے کا کام مسجد حرام میں کیا ہو۔

شرائطِ صحیح بخاری

امام بخاری رحمہ اللہ نے احادیث کے ذکر میں درج ذیل شرائط کی رعایت رکھی ہے:

پہلی شرط: سند متصل ہو۔

دوسری شرط: راوی کی مروی عنہ سے لقاء ثابت ہو ولو مرۃ۔

تیسری شرط: اگر راوی مدلس ہو تو تصریح سماع و تحدیث ضروری ہے۔

چوتھی شرط: راوی کی روایت پر کسی قسم کا کلام نہ ہو۔

پانچویں شرط: راوی کی روایت میں کسی قسم کا قصور نہ ہو، اگر قصور ہو تو اس کی تلافی دوسرے طریق سے ہو۔

موضوعِ کتاب

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود صرف صحیح احادیث کو جمع کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود احادیث سے مسائل کو استنباط کرنا ہے۔ احادیث سے خوب مسائل کو استنباط کرنے کے لئے انہوں نے ایک ایک حدیث سے بہت سے مسائل کو مستنبط کیا ہے اور یہ طریقہ ان سے پہلے کسی مصنف و محدث نے اختیار نہیں کیا۔

❶ تهذيب الأسماء واللغات: ج ۱ ص ۷۴ ❷ هدى السارى: ص ۴۸۹

بہر حال امام بخاری رحمہ اللہ کا ''صحیح البخاری'' کا اصل مقصود احادیث سے مسائل کا استنباط ہے، اور صحیح احادیث کا جمع کرنا ہے۔ ❶

صحیح بخاری شریف میں روایات کی تعداد

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق بخاری شریف میں مکررات سمیت سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) احادیث ہیں، یہی تعداد قابلِ اعتماد ہے، اسی طرح بخاری میں معلق روایات کی تعداد مکررات کے ساتھ ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) ہیں، اور متابعات کی تعداد تین سو چوالیس (۳۴۴) ہیں، ٹوٹل روایات کی تعداد جن میں مرفوع، موقوف، معلق، متابع سب شامل کر کے نو ہزار بیاسی (۹۰۸۲) ہیں۔ مرفوع اور موصول روایات کی تعداد بغیر تکرار کے دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) ہیں، معلق روایات جن کی متون میں تخریج نہیں کی گئی، ان کی تعداد ایک سو انسٹھ (۱۵۹) ہے، کل روایات بغیر تکرار کے بخاری شریف میں دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) ہیں۔

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ بخاری شریف میں کل احادیث کی تعداد مکررات کے ساتھ نو ہزار بیاسی ہے، اور بغیر مکررات کے احادیث کی تعداد دو ہزار سات سو اکسٹھ ہے۔ ❷

بخاری شریف میں کتاب وابواب اور مشائخ کی تعداد

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بخاری میں کتابوں کی تعداد سو سے کچھ اوپر ہے، اور ابواب کی تعداد ۳۴۵۰ ہے، اختلاف کے ساتھ مشائخ کی تعداد جن سے صحیح صراحتاً نقل کیا ہے ان کی تعداد ۲۸۹ ہے، جن میں امام مسلم سے ۱۳۴ میں متفرد ہیں۔ ❸

❶ هدى السارى: ص ۸ ❷ هدى السارى: الفصل العاشر فى عد أحاديث الجامع، ص ۴۶۵ تا ۴۶۹ ❸ الكواكب الدرارى: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۱۲

بخاری شریف کے نسخوں کی تعداد

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری سے صحیح بخاری کو نقل کرنے والے چار حضرات تھے، ایک ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر الفربری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۰ھ) دوسرا ابومحمد حماد بن شاکر النّسوی (متوفی ۳۱۱ھ) تیسرا ابواسحاق ابراہیم بن معقل بن الحجاج النسفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۴/ ۲۹۵ھ) چوتھا ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی البز دوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۹ھ) ہے۔

لیکن ہمارے پاس جو نسخہ موجود ہے وہ علامہ فربری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۰ھ) کا ہے۔ باقی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فربری کا یہ کہنا کہ ابھی میرے سوا اور کوئی راوی باقی نہیں رہا ہے، یہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق کہا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ آخری راوی ابوطلحہ منصور بن محمد بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۹ھ) ہے، تقریباً فربری اور بزدوی کی وفات کے درمیان نو سال کا فرق ہے۔ ❶

صحیح بخاری کی خصوصیات

۱...... اگر احادیث لکھنے کے دوران انقطاع آ جائے تو امام بخاری رحمہ اللہ جب دوبارہ لکھنا شروع کرتے ہیں تو ''بسم اللہ'' سے کرتے ہیں، اس لئے بعض کتب اور بعض شروحات کے شروع میں موجود ہے۔

۲......امام بخاری رحمہ اللہ عموماً ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے روایت کو صیغہ تمریض کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، یہ کلیہ نہیں ہے اکثر یہ ہے۔

۳......امام بخاری رحمہ اللہ ''قال فلان'' کہیں تو یہ روایت مذاکرہ پر محمول ہوگی۔

۴......اگر روایت میں کوئی غریب لفظ ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں، اور اگر وہ لفظ

❶ هدى الساري: ص ۴۹۱

یا اس مادے سے قرآن میں کوئی صیغہ آیا ہے تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔

۵......امام بخاری رحمہ اللہ کسی روایت کو بعینہ اسی سند اور متن کے ساتھ مکرر ذکر نہیں کرتے، خود فرماتے ہیں:

ولكنى أريد أن أدخل فيه غير معاد.

۶......امام بخاری رحمہ اللہ ہر کتاب کے آغاز میں عموماً قرآن کریم کی آیات ذکر کرتے ہیں اور یہ اشارہ کرتے ہیں کہ احادیث قرآن کی تشریح ہے۔

۷...... ہر کتاب کے شروع میں ایسے ابواب قائم کرتے ہیں جس سے اُس حکم کے زمانہ نزول، آغاز اور مشروعیت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۸...... بخاری شریف کی سب سے اہم خصوصیت تراجم ہیں، ایسے تراجم نہ ان سے پہلے کسی نے قائم کئے اور نہ ان کے بعد کسی نے قائم کئے ہیں۔

۹......امام بخاری تراجم میں آیاتِ قرآنیہ ذکر کرتے ہیں، تاکہ اثباتِ احکام اور ترجمۃ الباب ثابت ہو جائے۔

۱۰...... امام بخاری رحمہ اللہ بخاری شریف میں اکثر کتاب کے اختتام پر براعتِ اختتام کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۱......امام بخاری بسا اوقات بدء الحکم کا ذکر بھی کرتے ہیں، جیسے: بدء الوحی، بدء الحیض وغیرہ۔

۱۲......صحیح بخاری میں امام بخاری کی سب سے بڑی خصوصیت ثلاثیات ہیں۔

۱۳......حدیث سے پہلے غسل کرتے اور دو رکعت نفل پڑھ کر استخارہ کرتے اس کے بعد حدیث کو اپنی کتاب میں درج کرتے۔

۱۴......اس کی تمام احادیث صحت کے اعلی مرتبہ پر ہیں۔

۱۵......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حاصل ہے کہ ابوزید مروزی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں رکن اور مقام کے درمیان سورہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا ''یا أبا زید! إلی متی تدرس کتاب الشافعی ولا تدرس کتابی؟ '' اے ابوزید کب تک شافعی کی کتاب کا درس دوگے اور میری کتاب کا درس آخر کب دینا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا ''جامع محمد بن إسماعیل ''یعنی صحیح بخاری۔ ❶

۱۶......اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا مقام اس کو حاصل ہے۔

۱۷......علماء نے لکھا ہے کہ تین کتابیں ایسی ہیں جن کے بعد دعا عموماً قبول ہوتی ہے رَد نہیں ہوتی، ایک کتاب اللہ، دوسری صحیح بخاری، تیسری ''الشفاء''

''أصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری'' کی وضاحت

صحیح بخاری کی شرائط، خصائص اور فضائل جان لینے کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس کو دیگر کتبِ حدیث پر مجموعی طور پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جس بالغ نظری کے ساتھ صحیح احادیث کا انتخاب کیا ہے پھر ان کی جلالت شان اور معرفتِ علل میں ان کا تقدم بھی مسلّم ہے، ان چیزوں کے پیش نظر اگر کسی نے ''أصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری'' کہہ دیا تو یہ بے جا نہیں ہے بلکہ بالکل درست ہے۔

سوال: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''أصح الکتب بعد کتاب فھو موطأ مالک'' تو یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول آپ کے قول کے برخلاف ہوا۔

جواب: امام شافعی رحمہ اللہ کا قول بالکل درست ہے لیکن یہ اس وقت تھا جب تک بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی، جب بخاری لکھی گئی تو اب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا

❶ ھدی الساری: ص ۴۸۹

اطلاق بخاری شریف پر ہونے لگا۔ نیز موطا مالک کی جملہ روایات بخاری میں موجود ہیں، نیز موطا میں مراسیل وبلاغات صلبِ کتاب میں موجود ہیں، جبکہ بخاری میں تعلیقات استشہاد کے لئے لائی گئی ہیں، صلبِ کتاب کا جز نہیں ہیں۔

صحیح بخاری کی مسلم پر فوقیت

صحیح بخاری کے ساتھ صحت میں صحیح مسلم بھی شریک ہے، لیکن جمہور امت نے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت دی ہے چند وجوہ کی بناء پر:

پہلی وجہ: عدالتِ رُوّات کے اعتبار سے بخاری کو مسلم پر فوقیت حاصل ہے، امام بخاری رحمہ اللہ جن رواۃ میں منفرد ہے تو ان کی تعداد چار سو پینتیس (۴۳۵) ہے، ان میں سے متکلم فیہ راوی صرف اسّی (۸۰) ہیں، جبکہ امام مسلم جن رواۃ میں منفرد ہے ان کی تعداد چھ سو بیس (۶۲۰) ہے، ان میں متکلم فیہ راوی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں، ظاہر ہے متکلم فیہ رواۃ جس میں کم ہوں گے تو اس کو فوقیت حاصل ہوگی۔

دوسری وجہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے متکلم فیہ رواۃ سے زیادہ احادیث نہیں لی ہیں، جبکہ امام مسلم نے اپنے متکلم فیہ رواۃ سے کثرت کے ساتھ احادیث لی ہیں۔

تیسری وجہ: امام بخاری رحمہ اللہ متکلم فیہ رواۃ کی روایات کو بطورِ استشہاد ومتابع اور تعلیق کے ذکر کرتے ہیں، جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ ان کو اصل کتاب میں بطورِ احتجاج کے ذکر کرتے ہیں۔

چوتھی وجہ: اتصالِ سند کے اعتبار سے امام بخاری نے حدیثِ معنعن کے لئے لقاء ولو مرۃ کی شرط لگائی ہے، جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے معاصرت کو کافی سمجھا ہے۔

پانچویں وجہ: علت وشذوذ کے اعتبار سے صحیحین کی کل دو سو دس (۲۱۰) حدیثوں پر کلام ہوا ہے جن میں اسی سے بھی کم بخاری شریف کی ہیں جبکہ باقی حدیثیں مسلم شریف کی ہیں۔

اس تفصیل سے خوب معلوم ہوگیا کہ بخاری شریف کو مسلم شریف اور دیگر کتب حدیث پر فوقیت حاصل ہے۔❶

سوال: اہلِ مغاربہ وغیرہ حضرات کہتے ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ وہ صحیح مسلم ہے، حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے مخالف ہے۔

جواب: جن لوگوں نے صحیح مسلم کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے وہ ترتیب وحسن کے اعتبار سے کہا ہے اس کے تو ہم بھی قائل ہیں، لیکن مجموعی طور پر فوقیت بخاری شریف کو حاصل ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ہم نے جو یہ کہا کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف ہے، اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ صحیح بخاری کی ہر ہر حدیث کو صحیح مسلم یا دیگر کتب حدیث کی ہر ہر حدیث پر فوقیت حاصل ہے، بلکہ صحیح بخاری کو افضلیت مجموعی طور پر حاصل ہے۔

دراصل اس غلط فہمی کی ابتداء اس تقسیم سے ہوتی ہے جو حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے مراتبِ صحیح کو بیان کرتے ہوئے ذکر کی ہے، چنانچہ وہ صحیح کی اقسام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَأَوَّلُهُمَا: صَحِيحٌ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ جَمِيعًا.

اَلثَّانِي: صَحِيحٌ اِنْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ، أَيْ عَنْ مُسْلِمٍ.

اَلثَّالِثُ: صَحِيحٌ اِنْفَرَدَ بِهِ مُسْلِمٌ، أَيْ عَنِ الْبُخَارِيِّ.

اَلرَّابِعُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا لَمْ يُخْرِجَاهُ.

اَلْخَامِسُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ لَمْ يُخْرِجْهُ.

---

❶ هدی الساری: ص ۱۱، ۱۲

اَلسَّادِسُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ لَمْ يُخْرِجْهُ.

اَلسَّابِعُ: صَحِيحٌ عِنْدَ غَيْرِهِمَا، وَلَيْسَ عَلَى شَرْطِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا.

هَذِهِ أُمَّهَاتُ أَقْسَامِهِ، وَأَعْلَاهَا الْأَوَّلُ. ❶

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کی اتباع میں دیگر علمائے حدیث نے بھی اس تقسیم کو ذکر کر دیا، لیکن محققین ائمہ حدیث نے اس کو رد کیا ہے، چنانچہ سب سے پہلے محقق ابن الہمام رحمہ اللہ نے اس تقسیم پر تنقید کی، ان کی تائید حافظ زین الدین قاسم بن قطلو بغا نے اور علامہ ابن امیر الحاج رحمہم اللہ نے کی ہے۔

پھر یہاں پر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ''ما أخرجه الشيطان'' کو مطلق اصح قرار کیسے دے سکتے ہیں جبکہ خود امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما أدخلت في كتابي الجامع إلا ما صحّ، وتركت من الصحاح لحال الطول.

اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ليس كل شيء عندي صحيح وضعته ههنا.

بہرحال حدیث کی صحت کا دارومدار اس بات پر نہیں ہوتا کہ فلاں حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم یا فلاں کتاب میں ہے بلکہ اس کا دارومدار شروطِ صحت کے وجود پر ہوتا ہے، تو جس حدیث میں شروطِ صحت جس قدر مکمل ہوں گی وہ حدیث صحت کے اسی مرتبہ پر ہوگی، چنانچہ حافظ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

القول المعتمد عليه المختار: أنه لا يطلق على إسناد معين بأنه أصح الأسانيد مطلقا لأن تفاوت مراتب الصحة مرتب على تمكن الإسناد من

❶ مقدمة ابن الصلاح: النوع الأول، ص۲۷، ۲۸

شروط الصحة. ❶

نیز فرماتے ہیں:

اعلم أن درجات الصحيح تتفاوت بحسب تمكن الحديث من شروط الصحة وعدم تمكنه. ❷

علامہ زین الدین قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قوة الحديث إنما هي بالنظر إلى رجاله لا بالنظر إلى كونه في كتاب كذا.

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کی بیان کردہ اس ترتیب کو علمائے حدیث نے عموماً اور محدثین حنفیہ نے خصوصاً رد کر دیا ہے، چنانچہ دوسری کتب حدیث سے صحیحین یا صحیح بخاری کی احادیث سے معارضہ بھی کرتے ہیں۔ علامہ حازمی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۴ھ) نے اپنی کتاب ''**الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار**'' میں احادیث کے درمیان تعارض کے وقت ترجیح دینے کے لئے جو وجوہات لکھی ہیں انہوں نے تقریباً پچاس وجوہات ذکر کی ہیں، ان میں سے کہیں بھی یہ وجہ ترجیح نہیں لکھی کہ ''**ما أخرجه الشيخان أو أحدهما**'' کو تعارض کے موقع پر ترجیح حاصل ہوگی۔

نوٹ: امام بخاری رحمہ اللہ کی سوانح اور صحیح بخاری سے متعلق ان تفصیلی مباحث ومعلومات میں زیادہ تر استفادہ مقدمہ ''**كشف الباري عما في صحيح البخاري**'' افادات شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب نوّر اللہ مرقدہ سے کیا ہے۔

---

❶ شرح الألفية للعراقي: ص ۹ ❷ شرح الألفية للعراقي: ص ۲۱

امام بخاری کے صحیح بخاری میں ذکر کردہ اصول

اصول نمبر (۱)

وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی کے آخری عمل کو لیا جائے گا۔

اصول نمبر (۲)

وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ.

(ثقہ راوی) کی زیادتی قبول ہوگی۔

بخاری جلد اول صفحہ ۲۸۴ مکتبہ رحمانیہ

اصول نمبر (۳)

وَالْمُفَسَّرُ يَقْضِي عَلَى الْمُبْهَمِ، إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبَتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ: قَدْ صَلَّى، فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ. ❷

مبہم روایت کی وضاحت مفسر روایت سے کی جائے گی جبکہ ثقہ راوی اُسے نقل کرے، جیسے حضرت فضیل بن عباس نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی، حضرت بلال فرماتے ہیں کہ پڑھی ہے، اب حضرت بلال کا قول لیا جائے گا اور حضرت فضیل بن عباس کے قول کو چھوڑ دیا جائے گا۔

اصول نمبر (۴)

مثبت اور منفی روایت میں مثبت روایت کو ترجیح ہوگی۔

❶ بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۴، مکتبہ رحمانیہ ❷ بخاری جلد اول صفحہ ۲۸۴ مکتبہ رحمانیہ

یہ اصول امام بخاری رحمہ اللہ کے بیان کردہ اس مثال سے ماخوذ ہے:

كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ:قَدْ صَلَّى، فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ. ❶

یہاں حضرت فضل کا قول منفی ہے اور حضرت بلال کا قول مثبت ہے، تو مثبت کو منفی پر ترجیح ہوگی۔

اصول نمبر (۵)

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اگر ایک روایت کی سند قوی ہے اور دوسری روایت کی سند اس درجہ قوی نہیں لیکن اس میں احتیاط زیادہ ہے تو دوسری روایت کو لیں گے۔

اس مسئلہ میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے کہ ران عورت ہے یا نہیں، جمہور علماء کے ہاں عورت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کھولی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر نہیں ہے، اس روایت کی سند قوی ہے، جبکہ دوسری روایت حضرت جرید رضی اللہ عنہ سے کہ ران ستر ہے، اس روایت میں احتیاط زیادہ ہے کہ اختلافِ علماء کی صورت میں متفق علیہ صورت پر عمل کرنا انسب وبہتر ہے۔ اگر ران کو چھپائے رکھیں تو فریقین میں سے کسی کے نزدیک گناہ نہیں اور نماز بالاتفاق درست ہوگی لیکن اگر ران کھلی رکھیں تو جمہور کے نزدیک گناہ بھی ہوگا اور نماز بھی فاسد ہوگی:

قال أبو عبد الله: ويروى عن ابن عباس وجرهد ومحمد بن جحش عن النبي صلى الله عليه وسلم "الفخذ عورة" وقال أنس رضى الله عنه عنه: حسر النبي صلى الله عليه وسلم عن فخذه. قال أبو عبد الله وحديث أنس أسند وحديث جرهد أحوط حتى تخرج من اختلافهم. ❷

---

❶ بخاری جلد اول صفحہ ۲۸۴ مکتبہ رحمانیہ

❷ بخاری جلد اول ص ۱۱۹، ط: مکتبہ رحمانیہ

فائدہ

وَقَالَ أَبُوُ عَبُدِ اللّٰهِ: يُرَاد فِی هَذَا الُبَاب: هَمُ هَذَا الُحَدِيُثُ حَدِيث مَالک عَنِ ابُنِ شِهَابٍ، وَلَكِنِّی لَا أُرِيد أَن أَدُخُلَ فِيهِ معادا. ❶

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب (صحیح بخاری) میں غیر مکرر روایت کو لانے کا اردہ کیا ہے، یعنی بعینہ ایک ہی سند و متن کے ساتھ روایت مکرر نہیں لاؤں گا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَقُول: هَذَا تَصُرِيح من الُبُخَارِیّ بِأَنَّهُ لم يعد حَدِيثا فِی هَذَا الُجَامِع وَلم يُكَرر شَيُئا مِنُهُ، وَمَا اشُتهر أَن نصفه تَقُرِيبًا مُكَرر، فَهُوَ قَول إقناعی على سَبِيل الُمُسَامحَة، وَأما عِنُد التَّحُقِيق فَهُوَ لَا يَخُلُو إِمَّا من تَقُيِيد أَو إهمال أَو زِيَادَة أَو نُقُصَان أَو تفَاوت فِی الُإِسُنَاد وَنَحُوه. ❷

صحیح بخاری کی ثلاثیات

ثلاثیات کا مطلب راوی حدیث سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ تک سند میں تین واسطے ہوں، سند کے اندر ثلاثیات فخر کی بات ہوتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کل بائیس ثلاثی روایات کو ذکر کیا ہے، جن میں سے بیس ثلاثی روایات حنفی مشائخ سے حاصل کی ہیں، اور باقی دو روایتوں کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا کہ وہ حنفی مشائخ سے لی گئی ہیں یا دیگر سے۔

بائیس ثلاثی روایات میں سے گیارہ روایات مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ سے منقول ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ نے ان

❶ بخاری جلد اول صفحہ ۳۱۲ مکتبہ رحمانیہ ❷ عمدة القاری: ج ۹ ص ۳۰۵

کو علم پر لگایا تھا، چھ روایات ابو عاصم النبیل سے ہیں، جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ تین روایتیں محمد بن عبداللہ انصاری رحمہ اللہ سے منقول ہیں، یہ امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں، ایک روایت خلاد بن یحیی کوفی رحمہ اللہ سے منقول ہے اور ایک عصام بن خالد رحمہ اللہ سے منقول ہے، ان دونوں کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا کہ یہ حنفی محدث ہیں یا دیگر۔

یہ بائیس ثلاثیات سند کے لحاظ سے بائیس ہیں باقی متن کے لحاظ سے سترہ ہیں۔

بائیس ثلاثی روایات کی نشاندہی

بخاری شریف کی ثلاثیات کی نشاندہی کے لئے کتاب، باب، جلد، صفحہ پاکستانی طبع کے مطابق ذکر کیا جارہا ہے تاکہ مراجعت میں آسانی ہو۔

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی گیارہ ثلاثی روایات:

۱ ...... **کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱ ص ۸۰، ط: رحمانیہ**

۲ ...... **کتاب الصلاۃ، باب قدر کم ینبغی أن یکون بین المصلی والسترۃ، ج ۱ ص ۱۳۸، ط: رحمانیہ**

۳ ...... **کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ إلی الأسطوانۃ، ج ۱ ص ۱۳۸، ط: رحمانیہ**

۴ ...... **کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت المغرب، ج ۱ ص ۱۴۶، ط: رحمانیہ**

۵ ...... **کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ج ۱ ص ۳۶۰، ط: رحمانیہ**

۶...... كتاب الحوالات، باب إذا أحال دين الميت على رجل جاز،

ج ا ص ۳۰۲، ط:رحمانیہ

۷...... كتاب الجهاد، باب البيعة فى الحرب على أن يفرّوا، ج ا

ص ۴۱۳، ط:رحمانیہ

۸...... كتاب المغازى، باب غزو خيبر، ج۲ ص ۸۱، ط:رحمانیہ

۹...... كتاب الديات، باب إذا قتل نفسه خطأ فلا دية عليه، ج۲

ص ۴۵۵، ط:رحمانیہ

۱۰...... كتاب الجهاد، باب من رأى العدو فنادى بأعلى صوته، ج ا

ص ۵۳۵، ط:رحمانیہ

۱۱...... كتاب الذبائح والصيد، باب آنية المجوس والميتة، ج۲

ص ۸۲۴، ط:رحمانیہ

امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی چھ ثلاثی روایات:

۱۲...... كتاب الصوم، باب إذا نوى بالنهار صوما، ج ا ص ۲۵۸،

ط: رحمانیہ

۱۳...... كتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا، ج۲ ص ۳۰۵،

ط: رحمانیہ

۱۴...... كتاب المظالم، باب هل تكسر الدنان التى فيها الخمر، ج ا

ص ۶۳۴، ط: رحمانیہ

۱۵...... كتاب المغازى، باب بعث النبى صلى الله عليه وسلم أسامة

بن زيد، ج۲ ص ۸۹، ط: رحمانیہ

۱۶...... کتاب الأضاحی، باب ما یؤکل من لحوم الأضاحی وما یتزوّد منها، ج۲ ص ۸۳۵، ط: رحمانیہ

۱۷...... کتاب الأحکام، باب من بایع مرتین، ج۲ ص۱۰۷۰، ط: رحمانیہ

امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی تین ثلاثی روایات:

۱۸...... کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیۃ، ج۱ ص۳۷۳، ط: رحمانیہ

۱۹...... کتاب التفسیر، باب یا أیھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص، ج۲ ص ۶۴۶، ط: رحمانیہ

۲۰...... کتاب الدیات، باب السن بالسن، ج۲ ص ۱۰۲۰، ط: رحمانیہ

امام خلاد بن یحیی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت:

۲۱...... کتاب التوحید، باب وکان عرشہ علی الماء، ج۲ ص۱۱۰۴، ط: رحمانیہ

امام عصام بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۴ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت

۲۲...... کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱ ص ۵۰۲، ط: رحمانیہ

فائدہ: ان بائیس ثلاثی روایات کا متن وترجمہ اور ابتدائی تینوں محدثین کے حنفی ہونے پر تصریحات کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام''

امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) نے تفصیل

کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ کا ذکر کیا ہے، میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف ان کے نام ذکر کرتا ہوں، اہل علم حضرات تفصیلاً دیکھنے کے لئے اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

۱......حضرت عبداللہ بن مبارک	۲......امام یحیی بن قطان
۲......امام معلیٰ بن منصور	۴......امام ابو عاصم النبیل
۵......امام محمد بن عبداللہ بن المثنی انصاری	۶......امام مکی بن ابراہیم
۷......امام حسن بن ابراہیم	۸......امام عمر بن حفص بن غیاث
۹......امام فضیل بن عیاض	۱۰......امام یحیی بن معین
۱۱......امام وکیع بن جراح	۱۲......امام یحیی بن اکثم
۱۳......امام یحیی بن صالح	۱۴......امام یوسف بن بہلول
۱۵......امام عبداللہ بن داود الخریبی	۱۶......امام ابراہیم بن طہمان
۱۷......امام جریر بن عبدالحمید بن قرط	۱۸......امام حسن بن صالح
۱۹......امام حفص بن غیاث	۲۰......امام داود بن رشید
۲۱......امام زائدہ بن قدامہ	۲۲......امام زکریا بن ابی زائدہ
۲۳......امام زہیر بن معاویہ	۲۴......امام محمد بن فضیل
۲۵......امام مغیرہ بن مقسم	۲۶......امام یزید بن ہارون رحمہم اللہ ❶

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمٰن صاحب مدظلہم نے اپنی کتاب ''**الوردة الحاضرة فی أحادیث تلامیذ الإمام الأعظم وأحادیث العلماء الأحناف فی الجامع الصحیح للإمام البخاری**'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ اور ائمہ

❶ لامع الدراری: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷، ۱۸

احناف سے جو روایات مروی ہیں انہیں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ہر ایک امام کے مختصر حالات اور صحیح بخاری شریف میں ان سے مروی تمام روایات کی نشاندہی کی ہے، کتاب کا تحقیقی وتدقیقی معیار نہایت بلند ہے، اہلِ علم حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

صحیح بخاری میں پندرہ اوہام، اَخطا اور تسامحات

ان تسامحات کے ذکر کرنے سے ہرگز ہمارا یہ مقصود نہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی جلالتِ شان یا صحیح بخاری کی عظمت ومقام کو کم کیا جائے بلکہ درست بات کی نشاندہی ہے، غالب گمان یہی ہے کہ یہ اَغلاط ناقلین سے ہوئی ہوں گی۔

بخاری جلداول میں صفحہ اور سطر کی نشاندہی

۱...... بخاری جلداول (صفحہ نمبر ۱۵۹ سطر نمبر ۱۶ مکتبہ رحمانیہ) ''سمعت رجلا من الأزد يقال له مالك بن بجينة '' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں دوغلطیاں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ بُحَیْنَہ عبداللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی، بلکہ مالک کی بیوی ہے، دوسرا یہ ہے کہ روایت کرنے والا صحابی عبداللہ ہے نہ کہ مالک، مالک تو سرے سے مسلمان ہی نہیں ہوا تھا، اس لئے لفظ ''بـــــن'' کے شروع میں الف ہونا چاہئے، اس میں راوی کی دونوں جانب نسبت ہے یعنی والد اور والدہ:

بِالْوَهْمِ فِيهِ فِي مَوْضِعَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّ بُحَيْنَةَ وَالِدَةُ عَبْدِ اللَّهِ لَا مَالِكٍ وَثَانِيهُمَا أَنَّ الصُّحْبَةَ وَالرِّوَايَةَ لِعَبْدِ اللَّهِ لَا لِمَالِكٍ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكِ بْنِ الْقِشْبِ. ❶

۲...... بخاری جلداول (صفحہ نمبر ۲۱۲ سطر نمبر ۲۳ مکتبہ رحمانیہ) ''باب: إذا استشفع

❶ فتح الباری: ج ۲ ص ۱۴۹

المشركون بالمسلمين، قوله: زاد أسباط عن منصور ‘‘علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسباط سے اسباط بن نصر مراد ہے، جیسے بیہقی شریف کی روایت میں صراحت آئی ہے۔

اس جملے پر اعتراض یہ ہے کہ قحط سالی کا واقعہ مکہ میں پیش آیا، جبکہ استسقاء کا یہ واقعہ مدینہ میں پیش آیا ہے، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے مدینہ والے قصے کو قحط سالی والی روایت میں داخل کر دیا، نیز یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبکہ مدینہ والے واقعہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بارش کی کثرت کی شکایت اور پھر آپ کی دعا مدینہ میں استسقاء کے موقع پر ہوئی ہے، جبکہ یہاں مکہ میں قحط سالی کا ذکر ہے۔ اس موقع پر آپ نے دعا نہیں فرمائی، گویا اہلِ مدینہ کے قصہ اور بارش کی کثرت کی شکایت کو قریش کے قصہ میں داخل کر کے گڈمڈ کر دیا ہے:

قلت: ذكر فِي رِوَايَة الْبَيْهَقِيّ أَنه أَسْبَاط بن نصر، وَهُوَ الصَّحِيح، وَهُوَ أَسْبَاط بن نصر الْهَمدَانِي أَبُو يُوسُف...... وَاعترض على البُخَارِيّ بِزِيَادَة أَسْبَاط هَذَا، فَقَالَ الدَّاودِيّ: أَدخل قصَّة الْمَدِينَة فِي قصَّة قُرَيْش وَهُوَ غلط، وَقَالَ أَبُو عبد الْملك: الَّذِي زَاده أَسْبَاط وهم واختلاط لِأَنَّهُ ركب سَنَد عبد الله ابْن مَسْعُود على متن حَدِيث أنس بن مَالك. ❶

٣...... بخاری جلد اول (صفحہ نمبر ٢٤٩ سطر نمبر ١٥ مکتبہ رحمانیہ) ‘‘باب: إحداد المرأة على غير زوجها’’ قوله: لما جاء نعى أبى سفيان من الشام ‘‘اس روایت میں ہے کہ شام سے ابوسفیان کے انتقال کی خبر آئی، یہ درست نہیں ہے، اس لئے کہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ابوسفیان کا انتقال مدینہ میں ہوا ہے۔ یہاں راوی سے لفظ ’’ابن‘‘

❶ عمدة القاری: ج٧ ص ٤٥

چھوٹ گیا ہے، یعنی ابوسفیان کے بیٹے کی انتقال کی خبر آئی، یہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، ان کا نام یزید بن ابی سفیان ہے، یہ شام کے گورنر تھے:

لما جَاءَ نعی أبی سُفیَان من الشَّام الْمَعْرُوف لما جَاءَ نعی یزِید بن أبی سُفیَان فَلَعَلَّهُ کَانَ فِیهِ نعی بن أبی سُفیَان فَسقط بن وَأما أَبُو سُفیَان فَمَاتَ بِالْمَدِینَةِ بِلَا خلاف بَین أهل الْأَخْبَار وَابْنه یزِید مَاتَ علی الشَّام أَمِیرا. ❶

۴...... بخاری جلد اول (صفحہ نمبر ۲۸۴ سطر نمبر ۱۱ مکتبہ رحمانیہ) "**باب العشر فیما یسقی من ماء السماء وبالماء الجاری**" **قوله:**

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا تَفْسِیرُ الْأَوَّلِ، لِأَنَّهُ لَمْ یُوَقِّتْ فِی الْأَوَّلِ یَعْنِی حَدِیثَ ابْنِ عُمَرَ، وَفِیمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ، وَبَیَّنَ فِی هَذَا.

اس عبارت میں تسامح اس طرح ہے کہ اس عبارت کا تعلق اس مقام سے نہیں ہے بلکہ اس کا مقام وتعلق آنے والے باب "**باب لیس فیما دون خمسة أوسق صدقة**" کی حدیث کے بعد ہے، امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتلا رہے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت پہلی روایت جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی تفسیر ہے۔ لہذا اس عبارت کا غیر مقام پر آنا یہ ناقلین کا تسامح ہے۔

۵...... بخاری جلد اول (صفحہ نمبر ۲۷۳ سطر نمبر ۵ مکتبہ رحمانیہ) "**باب فضل صدقة الشحیح الصحیح**" اس باب کے بعد ایک باب بلا ترجمہ لایا ہے، اس میں یہ عبارت ہے "**قوله: وکانت أسرعنا لحوقا**" "**کانت**" کی ضمیر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرف راجع ہے، اس بات کی تصریح امام بخاری نے تاریخ صغیر میں بھی کی ہے، اسی طرح بیہقی، ابن حبان وغیرہ میں بھی ہے۔

---

❶ فتح الباری: ج ۱ ص ۲۶۸

یہ تسامح ہے اس لئے کہ حضور کی رحلت کے بعد سب سے پہلے ازواج میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا ہے، حضرت سودہ کا نہیں۔

اس لئے کہ حضرت سودہ کا انتقال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شوال سن ۵۴ھ میں ہوا۔ امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر لفظ ''زینب'' رہ گیا ہے، اصل عبارت اس طرح ہے ''وكانت زينب أسرعنا لحوقا'' اگر یوں عبارت ہو تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا:

قَوْلُهُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا كَذَا وَقَعَ فِي الصَّحِيحِ بِغَيْرِ تَعْيِينٍ وَوَقَعَ فِي التَّارِيخِ الصَّغِيرِ لِلْمُصَنِّفِ عَنْ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَسْرَعَنَا الخ وَكَذَا أخرجه الْبَيْهَقِيّ فِي الدَّلَائِل وبن حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ مِنْ طَرِيقِ الْعَبَّاسِ الدُّورِيِّ عَنْ مُوسَى وَكَذَا فِي رِوَايَةِ عَفَّانَ عِنْدَ أَحْمد وبن سعد عَنهُ قَالَ بن سَعْدٍ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ يَعْنِي الْوَاقِدِيَّ هَذَا الْحَدِيثُ وُهِلَ فِي سَوْدَةَ وَإِنَّمَا هُوَ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَهِيَ أَوَّلُ نِسَائِهِ بِهِ لُحُوقًا وَتُوُفِّيَتْ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ وَبَقِيَتْ سَوْدَةُ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَتْ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ قَالَ بن بَطَّالٍ هَذَا الْحَدِيثُ سَقَطَ مِنْهُ ذِكْرُ زَيْنَبَ لِاتِّفَاقِ أَهْلِ السِّيَرِ عَلَى أَنَّ زَيْنَبَ أَوَّلُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي أَنَّ الصَّوَابَ وَكَانَتْ زَيْنَبُ أَسْرَعَنَا. ❶

۶......بخاری جلد اول (صفحہ نمبر ۳۱۲ سطر نمبر ۶ مکتبہ رحمانیہ) ''باب التعجيل إلى الموقف'' قوله: يزاد في هذا الباب هم، هذا الحديث ''اس عبارت میں لفظ ''هم'' جو کہ فارسی کلمہ ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ لفظ امام

❶ فتح الباری: ج۳ ص ۲۸۶

بخاری رحمہ اللہ کے کلام میں بغیر قصد وارادہ کے داخل ہوگیا ہے۔ پھر اسی طرح اس کو نقل کیا گیا ہے، یہ لفظ فارسی ہے عربی نہیں ہے:

هـم هَذَا الحَدِيث، وَالظَّاهِر أَنه وَقع مِنهُ هَذِه اللَّفْظَة فِي كَلامه من غير قصد، فَنقل مِنهُ على هَذَا الْوَجْه، وَأَن هَذِه اللَّفْظَة فارسية وَلَيُسَت بعربية. ❶

۷...... بخاری جلد اول (صفحہ نمبر ۳۹۵ سطر نمبر ۳ مکتبہ رحمانیہ) "**بـــاب إذا وقف أرضـا أو بـئـرا إلـخ**" **قوله: قال من حفر رومة فله الجنة فحفرتها** "علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں بعض روات سے وہم ہوا ہے، وہ اس طرح کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**مـن حـفـر رومة فـلـه الجنة**" جس نے بئر رومہ کو کھودا اس کے لئے جنت ہے، یہ بات وہم ہے اس لئے حضور نے کھودنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ خریدنے کا حکم دیا تھا، جیسا کہ مشہور روایات میں صراحت ہے۔ لہذا اس عبارت میں "**حفر**" کا لفظ وہم ہے، اصل لفظ "**اشترى**" ہے:

قَالَ ابن بَطَّالٍ هَذَا وَهَمٌ مِنْ بَعْضِ رُوَاتِهِ وَالْمَعْرُوفُ أَنَّ عُثْمَانَ اشْتَرَاهَا لَا أَنَّهُ حَفَرَهَا قُلْتُ هُوَ الْمَشْهُورُ فِي الرِّوَايَاتِ. ❷

۸...... بخاری جلد اول (صفحہ نمبر ۴۳۵ سطر نمبر ۱۴ مکتبہ رحمانیہ) "**بـاب مـا يقول إذا رجع من الغزو**" **قوله:**

كُـنَّـا مَـعَ الـنَّبِـيِّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُولُ اللَّهِ صلّى اللّه عليه وسلم عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ.

علامہ دمیاطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں "**من عُسفان**" کا لفظ وہم ہے اس لئے کہ یہ سن چھ ہجری میں ہوا ہے، جب کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور کی ردیف

❶ عمدة القاري: ج ۹ ص ۳۰۵ ❷ فتح الباري: ج ۵ ص ۴۰۷

غزوہ خیبر سن سات ہجری میں بنی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت صفیہ بنت حیی یہ غزوہ خیبر میں قید ہوئی تھیں، پھر یہ حضور کے حصے میں آئیں، آپ نے واپسی پر ان کو اپنا ردیف بنایا تھا:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ قَالَ الدِّمْيَاطِيُّ هَذَا وَهْمٌ لِأَنَّ غَزْوَةَ عُسْفَانَ إِلَى بَنِي لِحْيَانَ كَانَتْ سَنَةَ سِتٍّ وَإِرْدَافُ صَفِيَّةَ كَانَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَنَةَ سَبْعٍ. ❶

بخاری جلد ثانی میں صفحہ اور سطر کی نشاندہی

ا......بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۳۸ سطر نمبر ۳ مکتبہ رحمانیہ) "**باب قصة غزوة بدر**" **قوله: وقال وحشي: قتل حمزة طعيمة بن عدى بن الخيار يوم بدر** "علامہ عینی، حافظ ابن حجر وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں ابن الخیار وہم ہے، صحیح لفظ ابن نوفل ہے:

وَقَالَ وَحشِي أَى بن حَرْب قتل حَمْزَة أَى بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْم بدر كَذَا وَقع فِيهِ بن الْخِيَار وَهُوَ وهم وَصَوَابه بن نَوْفَلٍ. ❷

۲......بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۵۴ سطر نمبر ا مکتبہ رحمانیہ) "**باب غزوة أحد**" **قوله: يوم أحد هذا جبرئيل أخذ برأس فرسه عليه أداة الحرب**" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور کے گھوڑے کی لگام کو پکڑنا) دو وجہ سے وہم ہے، پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ روایت پہلے گزر چکی ہے لیکن اس میں یہ جملہ موجود نہیں ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بدر کا واقعہ ہے احد کا نہیں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ

---

❶فتح الباری: ج٦ ص ١٩٣

❷فتح الباری: ج٧ ص ٢٨٦ / عمدة القاری: ج١٧ ص ٧٨

الْحَدِيثَ وَهُوَ وَهَمٌ مِنْ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ تَقَدَّمَ بِسَنَدِهِ وَمَتْنِهِ فِي بَابِ شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا وَلِهَذَا لَمْ يَذْكُرْهُ هُنَا أَبُو ذَرٍّ وَلَا غَيْرُهُ مِنْ مُتْقِنِي رُوَاةِ الْبُخَارِيِّ وَلَا اسْتَخْرَجَهُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَلَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَانِيهِمَا أَنَّ الْمَعْرُوفَ فِي هَذَا الْمَتْنِ يَوْمَ بَدْرٍ كَمَا تَقَدَّمَ لَا يَوْمَ أُحُدٍ. ❶

۳...... بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۵۹ سطر نمبر ۱۳ مکتبہ رحمانیہ) ''باب من قُتل من المسلمين يوم أحد'' قوله: والنضر بن أنس '' حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نضر بن انس خطا ہے، صحیح نام انس بن نظر ہے، باقی نضر بن انس یہ اس کا بیٹا ہے، جو اس وقت چھوٹا تھا، اس کے بعد کئی عرصہ حیات رہا:

وَأَمَّا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ فَكَذَا وَقَعَ لِأَبِي ذَرٍّ عَنْ شُيُوخِهِ وَكَذَا وَقَعَ عِنْدَ النَّسَفِيِّ وَهُوَ خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مَا وَقَعَ عِنْدَ الْبَاقِينَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ فِي أَوَائِلِ الْغَزْوَةِ عَلَى الصَّوَابِ فَأَمَّا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ فَهُوَ وَلَدُهُ وَكَانَ إِذْ ذَاكَ صَغِيرًا وَعَاشَ بَعْدَ ذَلِكَ زَمَانًا. ❷

۴...... بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۶۱ سطر نمبر ۲۵ مکتبہ رحمانیہ) ''باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة'' قوله: فانطلق حرام أخو أُمّ سليم وهو رجل أعرج ورجل من بني فلان '' اس عبارت میں کاتب سے غلطی ہوگئی ہے، وہ اس طرح کہ ''وهو رجل ''میں ''و'' ''هو'' کے بعد ہے نہ کہ ''هو'' سے پہلے، ورنہ عبارت کا مفہوم بالکل خراب ہو جائے گا کہ یہ ''وهو رجل أعرج '' یہ حرام کی صفت بن جائے گا، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اعرج اس کے علاوہ ہے، اعرج حرام نہیں ہے، بلکہ اس کا نام کعب بن زید ہے، اور ''رجل من بني فلان'' کا نام منذر بن محمد ہے:

❶ فتح الباری: ج۷ ص ۳۴۹ ❷ فتح الباری: ج۷ ص ۳۷۵

قَوْلُهُ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ كَذَا هُنَا عَلَى أَنَّهَا صِفَةُ حَرَامٍ وَلَيْسَ كَذٰلِکَ بَلِ الْأَعْرَجُ غَيْرُهُ وَقَدْ وَقَعَ فِي رِوَايَة عُثْمَان بن سعيد فانطلق حرام ورجلان مَعَه رجل أعرج وَرجل مِنْ بَنِي فُلَانٍ فَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ الْوَاوَ فِي قَوْلِهِ وَهُوَ قُدِّمَتْ سَهْوًا مِنَ الْكَاتِبِ وَالصَّوَابُ تَأْخِيرُهَا وَصَوَابُ الْكَلَامِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ هُوَ وَرَجُلٌ أَعْرَجُ فَأَمَّا الْأَعْرَجُ فَاسْمُهُ كَعْبُ بْنُ زَيْدٍ وَهُوَ مِنْ بَنِي دِينَارِ بْنِ النَّجَّارِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ. ❶

۵......بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۶۱۳ سطر نمبر ۱ مکتبہ رحمانیہ) ''باب غزوة الفتح فی رمضان'' قوله: خرج النبی صلی الله علیه وسلم فی رمضان إلی حنین ''اس عبارت میں ''فی رمضان'' کا لفظ وہم ہے، اس لئے کہ غزوہ حنین رمضان میں نہیں بلکہ شوال سن آٹھ ہجری میں ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے ۱۰ رمضان المبارک کو مدینہ سے نکلے، پھر وسطِ رمضان میں مکہ پہنچے، فتحِ مکہ سترہ رمضان المبارک کو ہوا ہے، انیس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہرے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے، جب آپ فتح مکہ کے بعد انیس دن ٹھہرے تو آپ کا خروج حنین کی طرف شوال میں ہوا نہ کہ رمضان میں:

(خرج النَّبِی صلی الله عَلَيْهِ وَسلم فِي رَمَضَان إِلَى حنين) وَقع كَذَا، وَلم تكن غَزْوَة حنين فِي رَمَضَان، وَإِنَّمَا كَانَت فِي شَوَّال سنة ثَمَان، وَقَالَ ابْن التِّين: لَعَلَّه يُرِيد آخر رَمَضَان لِأَن حنيناً كَانَت عَام ثَمَان إِثْر فتح مَكَّة، وَفِيه نظر لِأَنَّهُ صلى اللَّه عَلَيْهِ وَسلم خرج من الْمَدِينَة فِي عَاشر رَمَضَان

❶فتح الباری: ج۷ ص۳۸۷

فَقَدم مَكَّة فِي وَسطه وَأَقَام بهَا تِسْعَة عشر يَوْمًا كَمَا سَيَأْتِي فِي حَدِيث ابْن عَبَّاس، فَيكون خُرُوجه إِلَى حنين فِي شَوَّال. ❶

۶...... بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۶۰۷ سطر نمبر ۱۹ مکتبہ رحمانیہ) ''**باب قصة الأسود العنسي**'' **قوله: وهي أُمّ عبد الله بن عامر** ''علامہ دمیاطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''**وهي أم**'' کے بعد لفظ ''**أولاد**'' رہ گیا ہے، اصل میں عبارت یوں ہے ''**وهي أم أولاد عبد الله بن عامر**'' اس لئے کہ یہ اس کی بیوی ہے نہ کہ اس کی والدہ، ابن عامر کی والدہ کا نام ''اروی بنت کریز'' ہے، یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں:

وَقَالَ الدمياطي: الصَّوَاب أم أَوْلَاد عبد اللَّه بن عَامر لِأَنَّهَا زَوجته لا أمه، فَإِن أم ابن عَامر أروى بنت كريز، وهي والدة عثمان بن عَفَّان رضى الله تعالى عنه. ❷

۷...... بخاری جلد ثانی (صفحہ نمبر ۶۳۵ سطر نمبر ۱۲ مکتبہ رحمانیہ) ''**باب إثم من أوى محدثا**'' **قوله: قال عاصم: فأخبرني موسى بن أنس** ''امام دارقطنی رحمہ اللہ کتاب العلل میں فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن انس یا تو امام بخاری کا وہم ہے یا موسیٰ بن اسماعیل کا جو امام بخاری کے شیخ ہیں، اصل میں یہ نضر بن انس ہے، جیسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت نقل کی ہے:

قَوْله: قَالَ عَاصِم: فَأَخْبرنِي هُوَ مَوْصُول بالسند الْمَذْكُور. قَوْله: مُوسَى بن أنس قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ فِي كتاب الْعِلَل: مُوسَى بن أنس وهم من البُخَارِيّ أَو من مُوسَى بن إِسْمَاعِيل شَيْخه، وَالصَّوَاب: النَّضر، بِسُكُون العجمة ابْن أنس كَمَا رَوَاهُ مُسلم فِي صَحِيحه. ❸

---

❶ عمدة القاري: ج۱۷ ص۲۷۷ ❷ عمدة القاري: ج۱۸ ص۲۶

❸ عمدة القاري: ج۲۵ ص۴۳

صحیح بخاری میں مستدلات، اہم فوائد اور نکات کی نشاندہی

بخاری جلد اول میں ۱۰۷ مقامات

صحیح بخاری میں موجود علمی فوائد، معروف روایات، مستدلات، اختلافی مسائل کے دلائل اور اہم نکات کی بقیدِ صفحات نشاندہی کی ہے، عموماً ان احادیث کو تلاش کرنے میں کافی وقت صرف ہو جاتا ہے۔ راقم نے بخاری کا معروف نسخہ جو قدیمی کتب خانہ سے طبع ہے اس کے مطابق صفحہ نمبر ذکر کیا ہے۔

۱......آپ کو حکم دیا گیا کہ بوقتِ قراءت سنیں اور خاموش رہیں ''فاستمع وأنصت'' ص۳

۲...... من یرد اللہ به خیرا ص ۱۶

۳......فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ص ۲۰

۴......عبداللہ بن شداد حضرت میمونہ کے بھانجے ہیں ص ۴۷

۵......حضرت ابن عباس کے لئے حضور کی دعا ص ۱۷، ۲۶

۶......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ''باب البول قائما وقاعدا'' اور روایت صرف قیام کی ذکر، پوری بخاری میں قعود کی روایت نہیں ہے ص ۳۵

۷......سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں ص ۵۷

۸......مس امرأۃ ناقض وضو نہیں ہے ص ۴۷

۹...... کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد ص ۲۹

۱۰......''من رآنی فی المنام'' ص ۲۱

۱۱......حضرت جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث کے لئے ایک مہینے کا سفر کیا ص ۱۷

۱۲ ...... سترة الإمام سترة من خلفه ص ۱۷

۱۳......حضرت عبداللہ بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھتے تھے ص ۲۲

۱۴......''مروا أبا بكر فليصل بالناس''ص ۹۸

۱۵......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امامہ بنت زینب کو اٹھا کر نماز پڑھی ص ۷۴

۱۶......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار شہادت کی تمنا کی ص ۱۰

۱۷......''من كذب علي متعمدا''ص ۲۱

۱۸......قراءت بعد الفاتحہ کے متعلق روایات ''وسورة سورة''ص ۱۰۵

۱۹......حضور اور صحابی نے نماز کا طریقہ بتلایا اور رفع یدین کا ذکر نہیں کیا ص ۱۰۵، ۱۱۳

۲۰......لفظ کان سے استمرار ثابت نہیں ہوتا ''كانوا لا يزالون يقصون ''ص ۱۵۵

''كان النبى صلى الله عليه وسلم يدعو فى القنوت''ص ۴۱۰

۲۱......قراءت خلف الامام سے متعلق ص ۱۰۴

۲۲......حضرت سعد بن ابی وقاص نے تین بددعائیں کی ۱۰۴

۲۳......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے ''الميت يسمع خفق النعال''

ص ۱۷۸

۲۴......جنازہ میں چار تکبیرات ہیں ص ۱۶۷، ۱۷۸

۲۵......حضور عالم الغیب نہیں ہیں ''أفلا آذنتمونى ''اور آپ حاضر ناظر نہیں ہیں

''فدلونى على قبره''ص ۱۷۸

۲۶......وتر تین رکعت ہے ''رأينا أناسا منذ أدركنا يوترون بثلاث ''ص ۱۳۵

نیز ''ثم يصلى ثلاثا'' ۱۵۴

۲۷ ...... الإنصات حين يخطب الامام ص ۱۲۸

۲۸......سجدے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اوجھڑی رکھی گئی ص ۳۷

۲۹......حضرت عثمان کے دور میں جواذ ان شروع ہوئی ص ۱۲۵

۳۰......نجاشی کا جنازہ ص ۱۶۷

۳۱......نفی علم غیب نیز قبر پر جنازہ کی نماز پڑھنا ص ۱۶۷

۳۲...... لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة ص ۱۲۹

۳۳......''لا دريت ولا تليت'' ص ۱۷۸

۳۴......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی ص ۱۷۸

۳۵......مردے کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے ص ۱۷۸

۳۶......فاتحہ بھی قراءت ہے ''ان النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر كانوا يفتتحون الصلاة بالحمد لله رب العلمين'' ص ۱۰۳

۳۷......حضور کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق کا خطبہ ۱۲۶، ۵۱۷

۳۸......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''أنا اصغر القوم'' نیز ''متى يصح سماع الصغير'' ''تفقهوا قبل أن تسودوا'' ص ۱۷

۳۹......قواعد ابراہیم پر تعمیر کعبہ کی خواہش ص ۲۱۵

۴۰......حضرت مالک بن حویرث ۲۰ دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ''فأقمنا عنده عشرين يوما وليلة'' ص ۸۸، ۹۵

۴۱......حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ''فلو كنت ثم لاريتكم قبره'' ص ۴۸۴

۴۲......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر عمل لیا جائے گا ص ۹۶

۴۳......نفی علم غیب ص ۱۶۴

۴۴...... دو قبر والوں کو عذاب ہورہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہنی لے کر دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر گاڑ دیا ص ۳۵

۴۵......ایصال ثواب ''إن أمی توفیت و أنا غائب عنها'' ص ۳۸۶، ۳۸۷

۴۶......ذکر بالجہر ''إن رفع الصوت بالذکر'' ص ۱۱۶

۴۷......روافض کی تکفیر ۵۲۶ کے حاشیہ نمبر ۲ میں

۴۸......''لا نورث ما ترکنا فهو صدقة'' ص ۵۲۶

۴۹......مسجد نبوی کی جگہ میں پہلے قبورِ مشرکین تھیں ''فأمر بقبور المشرکین'' ص ۲۵۱

۵۰......ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة '' ص ۱۵۹، ۲۵۳

۵۱......عبدالمطلب کا آخری کلام ص ۱۸۱

۵۲......''عذاب القبر حق '' ص ۱۸۳

۵۳......عذاب قبر کا ثبوت نیز کلام میت ص ۳۴، ۱۸۲، ۱۸۴

۵۴......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کے مشورہ کے لئے چھ آدمیوں کو نامزد کیا ص ۱۸۷

۵۵......امام بخاری رحمہ اللہ نے عذاب قبر پر باب قائم کیا ''باب ما جاء فی عذاب القبر '' اور اس کے تحت تین آیات اور سات حدیثیں ذکر کیں ص ۱۸۳

۵۶......میت پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے ص ۱۸۴

۵۷......حضور کا خواب میں مختلف لوگوں کو مختلف عذاب میں دیکھنا ص ۱۸۵

۵۸......دو قبروں سے آواز سنی ص ۳۴، ۳۵

۵۹......حضرت عمر کا حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کرنا ص ۵۲۶

۶۰ ......حضور نے چار عمرے کئے ص ۲۳۹

۶۱ ......رمضان میں عمرے کا ثواب ص ۲۳۹

۶۲ ......سید اور مولا کا اطلاق درست ہے ''ولیقل سیدی ومولای'' ص ۳۴۶

۶۳ ......غسل رجلین نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا امتحان لیا ص ۱۴

۶۴ ......صلح حدیبیہ اور حضرت ابو جندل کا واقعہ ص ۳۸۱

۶۵ ......حضرت عمر کی رائے کے مطابق پردے کا حکم آیا، نیز حضرت ابن عباس نے حضور کی خدمت کی تو آپ نے ان کے لئے دعا کی ص ۲۶

۶۶ ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرا نام مٹاؤ، انہوں نے نہیں مٹایا، نیز ''من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد'' ص ۳۷۱

۶۷ ......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۶ سال کی عمر میں اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں ہوئی ص ۵۵۱

۶۸ ......اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹوں گا ص ۴۹۴

۶۹ ......لعل الله أن یصلح به بین فئتین من المسلمین ص ۵۱۲

۷۰ ...... حدثاء الأسنان سفاء الأحلام ص ۵۱۰

۷۱ ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا ''انت اخونا مولانا'' ص ۵۲۸

۷۲ ......حضور کی سیرت میں سب سے زیادہ آپ کے مشابہ حضرت ابن مسعود تھے ص ۵۳۱

۷۳ ......خیبر سے واپسی پر نماز قضاء ہوئی ص ۵۰۴

۷۴ ......حضرت عدی بن حاتم کا واقعہ سیاہ وسفید دھاگہ سے متعلق ص ۲۵۷

۷۵......امام ابن ہمام رحمہ اللہ کا قول صحیحین کی ترجیح سے متعلق ص ۱۵۸ پر حاشیہ نمبر ا میں۔

۷۶......حدیث ''مسیئ الصلاۃ'' ص ۱۰۵، ۱۰۹

۷۷...... امام سے سبقت کرنے والے کی صورت گدھے کی صورت میں مسخ نہ ہو جائے ص ۹۶

۷۸......قنوتِ نازلہ ایک ماہ پڑھا گیا ص ۱۳۶

۷۹......حضرت عائشہ نے فرمایا اگر حضور یہ دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد آنے سے روک دیتے ص ۱۲۰

۸۰......حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام سے ملاقات ص ۴۵۹

۸۱......فدک کی میراث کے متعلق ص ۵۲۶

۸۲......اجماع امت کا ثبوت ''تلزم جماعة المسلمين وإمامهم'' ص ۵۰۹

۸۳......تنام عيني ولا ينام قلبي، نیز رمضان غیر رمضان میں آپ کا معمول ۱۱ رکعت تھا، آپ کا معمول چار چار رکعت اور تین رکعت وتر تھا۔ ص ۵۰۴

۸۴......صحابی کی تعریف ص ۵۱۵

۸۵......''لم يكذب إبراهيم إلا ثلاثا'' ص ۴۷۳، ۴۷۴

۸۶......مسئلہ قرطاس، کتابت حدیث، حضرت ابو ہریرہ کے حافظے کے لئے حضور کی دعا ص ۲۲

۸۷...... ہر سو سال کی انتہا پر ایک مجدد آتا ہے ص ۲۲

۸۸......رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الرأس عند الرکوع ص ۱۰۲

۸۹......تقلید شخصی کا ثبوت ''لا نأخذ بقولك وندع قول زيد'' ص ۲۳۷

۹۰......ایمان اور اسلام کسے کہتے ہیں ص ۱۲

۹۱......عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے ص ۱۰۷

۹۲......آمین سے متعلق روایات ص ۱۰۸

۹۳......قیاس کا ثبوت ص ۲۵۰

۹۴......اس امت کا عمل کم اور اجر زیادہ ہے ص ۴۹۱

۹۵......آپ نے صحابہ کو تین دن تک تراویح کی نماز پڑھائی، نیز حضرت عمر نے صحابہ کو حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں جمع کیا، نیز قاری ایک ہوتا ہے، ۲۶۹

۹۶......آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا اگر آئندہ آپ نہ ہوں، تو حضور نے فرمایا ابوبکر کے پاس آنا، اس میں نیابت کی طرف اشارہ ہے ص ۵۱۶

۹۷......"خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم" ص ۵۱۵

۹۸......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار حضرات سے قرآن کا علم حاصل کرو، ان میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں ص ۵۳۱

۹۹......قتادہ کا عنعنہ نیز حضور، حضرت ابوبکر و حضرت عمر نماز کا افتتاح سورہ فاتحہ سے کرتے تھے ص ۱۰۳

۱۰۰......حضرت عمر نے شہادت کی دعا کی، نیز وہ روایت جس میں حضور نے بحری جہاد کرنے والوں کی فضیلت بیان کی جو حضرت امیر معاویہ کے دور میں پوری ہوئی ص ۳۹۱

۱۰۱......حضرت حذیفہ کو صاحب سر النبی کہا گیا ہے ص ۵۲۹

۱۰۲......امامتِ جبرائیل نیز حضرت عائشہ کو جبرائیل کا سلام ۴۵۷

۱۰۳......تراویح کی نماز دورِ نبوت میں تین دن ہوئی ص ۲۶۹

۱۰۴......رمضان میں نماز فجر جلدی ہوتی تھی "تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام إلی الصلاۃ" ص ۲۵۷

۱۰۵......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نماز کی امامت کی، نیز نوافل گھروں میں پڑھنا افضل ہے ص ۱۵۸

۱۰۶......قنوت قبل الرکوع ہے ص ۱۳۶

۱۰۷ ...... فیکبر کلما خفض ورفع ص ۱۰۸

بخاری جلد ثانی کے ۹۵ مقامات

۱ ...... ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة ص ۹۷۵، ۱۰۹۰

۲......خطبہ سیدنا ابو بکر صدیق ص ۶۴۰

۳...... توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری ص ۶۴۰

۴......جمع قرآن ص ۷۰۰

۵......جنگ یمامہ میں قراء صحابہ کی شہادت ص ۶۷۶

۶......خلافت ابو بکر صدیق ۱۰۷۲

۷......حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب سورہ قمر نازل ہوئی میں کم سن لڑکی تھی، کھیل رہی تھی ص ۷۲۳

۸......"فزت ورب الکعبة" ص ۵۸۷

۹......حضور حضرت ابو بکر کے ہاں صبح وشام آتے تھے ص ۸۹۸

۱۰......سات قراء تیں ص ۷۴۶، ۷۴۷

۱۱ ...... إنما كان النفاق على عهد النبى صلى الله عليه وسلم فأما اليوم فانما هو الكفر ص ۱۰۵۴

۱۲......عذاب قبر ص ۹۴۲، ۹۴۳

۱۳......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا أدری" ص ۱۰۸۲، ۱۰۸۷

۱۴......’’لا تجهر بصلاتک‘‘ کا شانِ نزول نماز ہے، نیز جماعت کے ساتھ نماز مکہ میں ہوتی تھی ص ٦٨٦

۱۵......فی نفسہ کا معنی تنہا ہے ’’فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسه‘‘ ص ۱۱۰۱

۱۶......نماز میں سکون کا حکم اور ’’وقوموا لله قانتین‘‘ کا شانِ نزول ص ٦٥٠

۱۷......حضرت علی وحضرت عباس کا مطالبہ مالِ خیبر ص ۱۰۸۵،۱۰۸٦

۱۸......ہاتھوں پر دم کر کے جسم پر پھیرنا ص ۸۵۴

۱۹ ...... اثنا عشر أميرا كلهم من قريش ص ۱۰۷۲

۲۰......اذان کے بعد کی دعا ص ٦٨٦

۲۱......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت زہر کی وجہ سے رگیں کٹ رہی تھی ص ٦٣٧

۲۲ ...... تعاهدوا القرآن فوالذی نفسی بیده لهو أشد تفصيا من الإبل ص ۷۵۳

۲۳......اطاعتِ امیر اگرچہ حبشی ہو ص ۱۰۵۷

۲۴......قیاس نبوی ص ۱۰۸۸

۲۵ ...... إذا حكم الحاكم فاجتهد فأصاب فله أجران ص ۱۰۷۲

۲٦ ...... فمن رغب عن سنتی فلیس منی ص ۷۵۷، ۷۵۸

۲۷......جمع قرآن ص ۷۴۵

۲۸ ...... إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله ص ۸۵۴

۲۹......امام کی سرین کا برہنہ ہونا ص ٦١٦

۳۰...... فاستمع له و أنصت ص ۱۱۲۲

۳۱...... نحن الذين بايعوا محمدا ص ۱۰۶۹

۳۲......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''الشرط فی الرقية بقطيع من الغنم''ص۸۵۴

۳۳......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے''الرقى بالقرآن والمعوذات''ص۸۵۴

۳۴...... باب استعارة القلائد ص ۸۷۴

۳۵......واقعہ بنو قریظہ دلیلِ اجتہاد،ص۵۹۱

۳۶......حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کفر ہے ص۶۷۲ کے حاشیہ نمبر ۷ میں ہے۔

۳۷...... دعه لا يتحدث الناس إن محمدا يقتل أصحابه ص ۷۲۸

۳۸...... أمر بما سواه من القرآن فى كل صحيفة أن يحرق ص ۷۴۶

۳۹...... إنك لاتدرى ما أحدثوا بعدك ص ۹۷۴

۴۰......انصار کے فضائل ص۶۲۱

۴۱......امام بخاری رحمہ اللہ باب قائم کیا ہے''الرقى بالقرآن والمعوذات'' یعنی قرآن اور معوذات کے ساتھ دم کرنا درست ہے ص۸۵۴

۴۲...... اضربوا لى سهم ص ۸۵۴

۴۳...... وما مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم يد امرأة ص ۱۰۷۱

۴۴......خلافتِ عثمان ص۱۰۷۰

۴۵......قال حذيفة لعثمان يا أمير المؤمنين أدرك هذه الامة قبل أن

یختلفوا فی الکتاب ص۶۴۷

۴۶......حضرت صدیق اکبر کو خلیل بنانا ص۹۹۸

۴۷......حضور کا مشرکین کے لئے بددعا کرنا ص۹۴۶

۴۸...... **اهج المشرکین فإن جبرائیل معک** ص ۵۹۱

۴۹......مسجد میں زخمی کے لئے خیمہ لگانا ص۵۹۱

۵۰......خارجی شراء الخلق ہیں، مسلمانوں پر کفار والی آیات فٹ کرتے ہیں ص۱۰۲۴

۵۱...... **فمن أحدث فیها حدثا فعلیه لعنة الله والملائکة والناس أجمعین** ص ۱۰۸۴

۵۲...... **إنی لأراکم من بعد ظهری إذا ما رکعتم** ص ۹۸۳

۵۳......قرآن کا اولین مصداق سورہ فاتحہ ہے ص۶۸۳

۵۴......"**لأعلمنّک سورة هی أعظم سورة من القرآن قال: الحمد لله رب العالمین**" یہاں فاتحہ کو قرآن کی بڑی سورت قرار دیا گیا ہے، یعنی فاتحہ قرآن میں سے ہے، ص۶۴۲

۵۵......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کے بڑے عالم تھے اور ہر سورت کے متعلق اور شانِ نزول کے متعلق انہیں علم تھا ص۷۴۸

۵۶......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن مسعود سے قرآن سننا ص۶۵۹

۵۷......حضرت ابوسعید خدری کا دم کر کے بکریوں کا ریوڑ لینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "**واضربوا فی بسهم**" ص۸۵۴

۵۸...... **لعل الله أن یصلح به بین فئتین من المسلمین** ص ۱۰۵۳

۵۹...... **ثم إنی سالت أهل العلم فأخبرونی** ص ۹۸۱

۶۰......سورہ فاتحہ کی پہلی آیت الحمد للہ ہے ص۶۴۲، ۷۴۹

۶۱......داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو ص۸۷۵

۶۲......یمن میں مسائل صرف حضرت معاذ بن جبل سے لوگ پوچھتے تھے (تقلید شخصی) ص۹۹۷

۶۳...... حديث مسيئ الصلاة ص ۹۸۶

۶۴...... إن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی صلی الله عليه وسلم أتحل للأول قال لا. ص ۷۹۱

۶۵...... فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة ص۱۰۵۷

۶۶......ایک مشت سے زائد داڑھی کاٹنا ص۸۷۵

۶۷......اللہ کو آہستہ پکارو ص۶۰۵، ۹۷۸

۶۸...... وقال أهل العلم إذا طلق ثلاثا فقد حرمت عليه ص ۷۹۲

۶۹...... صافح حماد بن زيد ابن المبارك بيديه ص ۹۲۶

۷۰......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا "باب الأخذ باليدين" ص۹۲۶

۷۱......"إذا قال الإمام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين" "قال" مفرد کا صیغہ ہے کہ فاتحہ صرف امام پڑھے گا اور آمین سب کہیں گے ص۶۴۲

۷۲......زوجِ ثانی کے ساتھ صرف نکاح کافی نہیں ہے مباشرت ضروری ہے ص۷۹۱

۷۳......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے "باب: من أجاز طلاق الثلاث" ص۷۹۱

۷۴......"يا أيها الناس ارجعوا على أنفسكم فإنكم لا تدعون أصم ولا

غـائبـا إنـما تدعون سميعا بصير ''(آمین دعا ہے اللہ تعالی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس لئے آہستہ ہو)ص ۹۷۸

۷۵......پہلی امتوں کی پیروی کرنا ص ۱۰۸۸

۷۶......**ورای أبـو بـكـر قتـال من منع الزكاة، فقال عمر: كيف تقاتل الناس** ص ۱۰۹۶

۷۷......تاخیر صلاۃ عصر سے متعلق ایک روایت سے استدلال ص ۷۵۱

۷۸......سورہ نصر کے نزول سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سمجھنا ص ۷۴۳

۷۹...... **فـإن الـنبـي صـلى الله عليه وسلم أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيره** ص ۷۹۲

۸۰...... **فقال سبقك بها عكاشة** ص ۸۵۰

۸۱......ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۷۹۱

۸۲......''**باب من شبّه أصلا معلوما بأصل مبيّن** ''ثبوتِ قیاس از امام بخاری رحمہ اللہ ص ۱۰۸۸

۸۳......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد بارہ رکعت بھی پڑھی ہے ص ۶۵۷

۸۴......دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ص ۹۲۶

۸۵......**لا تسألوني ما دام هذا الحبر فيكم**''ص ۹۹۷ اس میں تقلید شخصی ہے۔

۸۶...... **لو كان الايمان عند الثريا** ص ۷۲۷

۸۷...... **باب القلائد والسخاب للنساء** ص ۸۷۳

۸۸......جنگِ یمامہ میں قراء کی شہادت ص ۶۷۶

۸۹......''انتزاع العلم بقبض العلماء ''نیز حاشیہ نمبر۵ میں قیاس حجت ہے ص۱۰۸٦

۹۰......''فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته ''نیز جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی ص ۱۰۵۷

۹۱...... من بدل دینه فاقتلوه ص ١٠٩٦

۹۲...... خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ص ٩٥١، ٩٨٥، ٩٩٠

۹۳......''إذا امّن القاری ''یہاں قاری واحد کا صیغہ ہے ص ۹۴۷

۹۴...... قوموا إلی سیدکم ص ٥٩١

۹۵......''قلادة'' کا اطلاق ہار پر ہوتا ہے''استعارت من أسماء''ص ۸۷۴

امام ابوحنیفہ کی مختصر سوانح اور علم حدیث میں مقام ومرتبہ

ولادت باسعادت

جمہور ائمہ کے ہاں معروف ومختار قول کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ولادت (۸۰ھ) میں ہوئی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنیفة سنة ثمانین من الهجرة، وتوفی ببغداد سنة خمسین ومائة، هذا هو المشهور الذی قاله الجمهور. ❶

علامہ بدالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں''ولد أبو حنیفة سنة ثمانین وهذا أصح الأقوال''❷

❶تهذیب الأسماء واللغات: ج٢ ص٢١٦ ❷مغانی الأخیار: ج٣ ص١٢٠

نام ونسب

نام نعمان، والد کا نام ثابت، کنیت ابوحنیفہ، لقب امام اعظم۔

ابوحنیفہ کنیت کی وجہ

ا......آپ کا حلقہ درس وسیع تھا، آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے چونکہ اہلِ عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں، اس لئے آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا یعنی دوات والے۔

۲......بعض نے کہا ہے کہ آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے، لہذا آپ کو اس لئے ابوحنیفہ کہا گیا۔

بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوحنیفہ اس لئے ہے کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا، اسی مناسبت کی وجہ سے آپ کو ابوحنیفہ کہتے ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں اس لئے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی، اور نہ ہی حماد کے علاوہ آپ کا اور کوئی بیٹا تھا:

ولا يعلم له ولد ذكر ولا أنثى غير حماد.❶

اکابر اہلِ علم کا آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کرنا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا.❷

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) فرماتے ہیں:

الإمام الأعظم صاحب المذهب اسمه النعمان.❸

---

❶الخيرات الحسان: ص ۳۲ ❷تذكرة الحفاظ: ج ۱ ص ۱۶۲ ۱

❸الوافي بالوفيات: ج۱۳ ص ۱۲۹

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

الإمام الأعظم أبو حنيفة النعمان بن ثابت. ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فارسی النسل تھے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فارسی النسل تھے، آپ کے آباء واجداد سرزمین فارس کے ایک شہر اَنبار کے رہنے والے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) صراحتاً بیان کرتے ہیں:

سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول: أنا إسماعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الأحرار، والله ما وقع علينا رق قط. ❷

امام اعظم رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد کے اس تصریحی بیان کے بعد امام صاحب کے فارسی النسل ہونے کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی، کیونکہ ''صاحب البيت أدرى بما فيه''

فقہائے ثلاثہ میں سے کوئی بھی فارسی النسل نہیں تھا

فقہ کے باقی ائمہ ثلاثہ میں سے کوئی ایک بھی اہلِ فارس میں سے نہیں تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۹۳ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۸۶ سال کی عمر میں اتوار کے روز ربیع الاول ۱۷۹ھ کو ہوا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۵۰ھ بیت المقدس کے علاقے عسفان یا غزہ میں ہوئی، آپ کا وصال ۵۴ سال کی عمر میں جمعہ کی رات بعد نماز مغرب ۲۰۴ھ میں مصر میں ہوا۔

امام احمد بن حنبل والد اور والدہ دونوں کے اعتبار سے اصلاً عربی النسل تھے، امام احمد

❶ الجواهر المضية: ج ۱ ص ۲۶ ❷ تاريخ بغدادي: ج ۱۳ ص ۳۲۷

کی ولادت بیس ربیع الاول ۱۶۴ھ کو بغداد میں ہوئی، اور آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول جمعہ کے دن بغداد میں ۲۴۱ھ کو ہوا۔

معلوم ہوا کہ تینوں ائمہ فقہ میں سے کوئی ایک بھی فارسی النسل نہیں تھا، فارسی النسل صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی

اللہ تبارک وتعالی نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات میں فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِهِمْ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. (الجمعة: ۲، ۳)

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو طرح کے لوگوں کا ذکر کیا ہے، ایک قسم کے لوگوں میں وہ امی لوگ ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود براہِ راست فیض یاب فرمایا، جنہیں آپ نے تلاوت، تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کے نور سے روشن کیا ہے، یعنی صحابہ کرام۔ دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں فرمایا "**وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ**" اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ابھی تک صحابہ کرام کے درمیان نہیں تھے جب تک حضور ان کے درمیان موجود تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیض ان کے لئے بھی بیان ہوا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بخاری ومسلم کی ایک متفق علیہ حدیث ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ میں نے تین بار یہی

سوال کیا، اس وقت ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلمان فارسی پر رکھا اور فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ. ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (یعنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) کی قوم فارس کے لوگوں میں سے کچھ لوگ یا ایک شخص آئے گا، اگر ایمان ثریا کی بلندیوں تک بھی ہوگا تو وہ اتنی بلندی پر بھی پہنچ کر اس کی معرفت حاصل کرلے گا، اس روایت میں ایک شخص یا چند اشخاص کا بیان ہے لیکن امام مسلم کی روایت میں رجل کا ذکر ہے، حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. ❷

حدیث کا مصداق امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں

١......علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ٩١١ھ) فرماتے ہیں:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة. ❸

٢......علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ٩٤٢ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے یہ بات یقین کے ساتھ کہی ہے کہ حدیثِ سابق سے مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد من

❶ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله: وآخرين منهم لما يلحقوا بهم، رقم الحديث: ٤٨٩٧ ❷ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، رقم الحديث: ٢٥٤٦ ❸ تبييض الصحيفة: ص ٢١

هـذا الـحـديـث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه، ولا مبلغ أصحابه. ❶

۳...... علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ہمارے استاذ نے یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ ❷

شرفِ تابعیت

اللہ تعالی کی مخلوقات میں سب سے برتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، آپ کے بعد اولوالعزم من الرسل، ان کے بعد باقی انبیاء کا مقام ہے، انبیاء کے بعد صحابہ کرام اور صحابہ کے بعد تابعین عظام سے اونچا کسی کا مقام نہیں ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے تابعی ہونے پر دس اکابر اہلِ علم کی تصریحات

۱...... خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''**رأيت أنس بن مالك قائما يصلي**'' ایک اور جگہ امام صاحب فرماتے ہیں ''**قدم أنس بن مالك الكوفة ونزل النخع رأيته مرارا**'' ❸

۲...... معروف مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ یقیناً امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے:

أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ. ❹

❶ سبل الهدى والرشاد: ج١٠ ص١١٦ ❷ الخيرات الحسان: ص٢٤ ❸ التدوين في أخبار قزوين: ج٣ ص١٥٣ ❹ جامع بيان العلم وفضله: ج١ ص٢٣٠، رقم: ٢١٦

۳......خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ''رأی أنس بن مالک'' یعنی آپ نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی ہے۔ ❶

۴......علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ''ولہ سنة ثمانین رأی أنس بن مالک'' یعنی آپ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ ❷

۵......علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔ ❸

۶......علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں فرمایا ''رأی أنس بن مالک لما قدم علیهم الکوفة'' ❹

۷......حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ ان چار ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے، اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے:

فَقِیهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْکَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتْبُوعَةِ، وَهُوَ أَقْدَمُهُمْ وَفَاةً، لِأَنَّهُ أَدْرَکَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ، وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ. ❺

❶ تاریخ بغداد: ج۱۳ ص ۳۲۵ ❷ المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ج۸ ص ۱۲۹ ❸ وفیات الأعیان: ج۵ ص ۴۰۶ ❹ سیر أعلام النبلاء: ج۶ ص ۳۹۱ ❺ البدایة والنهایة: ج۱۰ ص ۱۱۴

۸......شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تیمی الکوفی بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ نے حضرت انس کو دیکھا تھا:

النعمان بن ثابت التيمى أبو حنيفة الكوفى مولى بنى تيم الله بن ثعلبة وقيل إنه من أبناء فارس رأى أنسا. ❶

۹......شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ آپ تابعین کے سرداروں میں سے ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اس بات میں شک نہیں کرسکتا مگر جاہل اور حاسد شخص:

كان أبو حنيفة، رضى الله عنه، من سادات التابعين، رأى أنس بن مالك، ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. ❷

۱۰......شارحِ مشکوۃ محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) تابعی کی تعریف کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس تعریف کی رو سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعین کے زمرے میں شامل ہیں، یقینی بات ہے کہ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی زیارت کی تھی۔ ❸

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور رؤیت پر پچیس (۲۵) اہلِ علم کی تصریحات، اور آپ کی صحابہ سے روایتِ حدیث کا انکار کیسے اور کب سے ہوا؟ اور آپ پر نقد وجرح کے جوابات کے لئے راقم کی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام'' کا مطالعہ کریں۔

---

❶ تهذيب التهذيب: ج ١٠ ص ٤٤٩ ❷ مغانى الأخيار: ج٣ ص ١٢٢

❸ شرح نخبة الفكر للقارى: ص ٦٩٦

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علم شریعت کے مدوّنِ اول ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں: سب سے پہلے امام اعظم نے علم شریعت کی تدوین کی اور ابواب کی صورت میں اِسے مرتب کیا، پھر امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں ان کی پیروی کی، امام ابوحنیفہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا، کیونکہ حضراتِ صحابہ کرام وتابعین نے علوم شریعت میں ابواب اور کتابوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہیں کیا، وہ تو صرف اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے، جب امام ابوحنیفہ نے علوم کو منتشر دیکھا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو ابواب میں اس کو مدون کیا۔ ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایتِ حدیث کیلئے شرط

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی سند سے علامہ یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث پائے لیکن اسے یاد نہیں تو وہ کیا کرے؟ علامہ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کو بیان کرنے کا مجاز نہیں ہے، وہ صرف وہی حدیث بیان کرسکتا ہے جو اسے یاد ہو:

قال أبو زكريا يعني يحيى بن معين وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا: كان أبو حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. ❷

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:

سمعت سفيان الثوري يقول: كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا

❶ تبييض الصحيفة: ص ۱۲۹ ❷ الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازه الروايةمن الكتاب الصحيح، ص ۲۳۱

عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التى كان يحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا وله. ❶

میں نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علم کے حاصل کرنے میں بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی ہو اور صحیح ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے بلاوجہ ان پر طعن کیا، اللہ تعالی ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تمام علوم میں مہارت

امام صاحب رحمہ اللہ کے مناقب نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے علوم کا بہت بڑا حصہ پایا تھا، علم کلام میں تو آپ کی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں، قیاس اور اصابت رائے تو کمال پر تھی یہاں تک کہ آپ کو امام اہل الرائے کا خطاب بلاشرکت غیر دیا گیا، علم ادب اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا، بہت سے مسائل فقہیہ کی بنیاد ہی عربیت پر ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کی عربیت کے خلاف ان کے مخالفین نے جو باتیں کہی ہیں عیسی بن ایوب رحمہ اللہ نے ان کا رداں ہی مسائل فقہیہ کو ذکر کر کے کیا ہے، شعر گوئی کے سلسلے میں ان سے نظم نقل کی گئی ہے جو کثیر النفع ہے، علم قراءت کے سلسلے میں لوگوں نے مستقل تصنیفات کی ہیں، اور کتب تفسیر وغیرہ میں بھی ان کی سند سے قرائتیں مذکور ہیں جیسا کہ علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

قال بعض من صنف في المناقب: كان الإمام أبو حنيفة آخذا من العلوم

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: عيسى بن يونس، ص ۱۴۲

بأوفر نصيب. أما علم الكلام فقد تقدم أنه بلغ فيه مبلغا يشار إليه بالأصابع وناهيك به أنه سلم إليه علم النظر والقياس وإصابة الرأى حتى قالوا فيه أبو حنيفة إمام أهل الرأى. وأما علم الأدب والنحو فبلغ فيه الغاية ولا التفات إلى ما قاله بعض أعدائه، فقد ذكر الملك المعظم عيسى بن أيوب في الرد عليه من المسائل الفقهية اللتى بنى أبو حنيفة أقواله فيها على علم العربية ما إن وقفت عليه لرأيت العجب الحجاب من تمكنه في هذا العلم وحسن استنباطه. وأما الشعر فقد رووا عنه من نظمه أشياء عظيمة النفع. وأما القراءات فقد أفردوا بالتاليف قراء ات انفرد بها ورووها عنه بالأسانيد وهى مذكورة مشهورة في كتب التفاسير وغيرها وممن أفردها أبو القاسم الزمخشري. ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت وعدالت

فنِ اسماء الرجال کے امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق سوال کیا گیا، کیا وہ حدیث میں ثقہ تھے؟ تو حضرت نے فرمایا ثقہ تھے، ثقہ تھے، اللہ کی قسم! ان کی شان اس سے بہت بلند وبالا تھی کہ وہ جھوٹ کہتے:

حدثنا أحمد بن الصلت الحماني قال: سمعت يحيى بن معين وهو يسأل عن أبي حنيفة أثقة هو في الحديث؟ قال: نعم ثقة ثقة. والله أورع من أن يكذب، وهو أجل قدرا من ذلك. ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابوحنیفہ

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ١٦٥ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ماقاله العلماء في ذم رايه، ج١٣ ص ٤٢٢

رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں:

وقال علی بن المديني: أبو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد وهشيم ووكيع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به. ❶

علامہ یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ثقہ تھے، صرف وہی حدیث بیان کرتے تھے جوان کو از بریاد ہوتی تھی، اور جو حدیث ان کو یاد نہ ہوتی تو وہ اس کو بیان نہ کرتے تھے:

كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظ، ولا يحدث بما لا يحفظ. ❷

محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) حدیث کی سند کے راویوں پر بحث کرتے ہوئے امام الجرح والتعدیل یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

(يحيى بن سعيد) هذا هو القطّان إمام الجرح والتعديل وأوّل من صنف فيه، قاله الذهبي. وكان يفتي بمذهب أبي حنيفة رحمه الله تعالى وتلميذه وكيع بن الجراح تلميذ للثوري وهو أيضاً حنفي. ونقل ابن معين: أن القطان سئل عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى، فقال: ما رأينا

---

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالىٰ بالرأى، ج۲ ص ۱۰۸۲ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ماقاله العلماء في ذم رايه، ج۱۳ ص ۴۲۲

أحسن منه رأياً وهو ثقة. ونقل عنه أني لم أسمع أحداً يجرح على أبي حنيفة رحمه الله تعالى، فعُلم أن الإمام الهُمام رحمه الله تعالى لم يكن مجروحاً إلى زمن ابن معين رحمه الله تعالى. ❶

یحيي سے مراد یحيي بن سعید القطان رحمہ اللہ ہیں جو جرح وتعدیل کے امام ہیں، اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اس فن میں کتاب تصنیف کی ہے، ان کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے، اوران کے شاگرد وکیع بن جراح رحمہ اللہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور وہ بھی حنفی ہیں، یحيي بن معین رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت یحيي بن سعید القطان رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ہم نے ان سے اچھی رائے والا کوئی نہیں دیکھا، اور وہ ثقہ ہیں، علامہ یحيي بن معین رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح کرتا ہو۔ پس اس سے معلوم ہوگیا کہ یحيي بن معین رحمہ اللہ کے زمانے تک امام صاحب رحمہ اللہ مجروح نہیں تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اکابر اہلِ علم کا سماعتِ حدیث

۱.....شیخ الاسلام عبداللہ بن یزید مقری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) کے بارے میں امام کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

سمع من الإمام تسعمائة حديث. ❷

۲.....علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے امام حماد بن زید رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے حالات میں نقل کیا ہے:

❶ فيض الباري شرح صحيح البخاري: كتاب العلم، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم، ج ۱ ص ۲۵۱ ❷ مناقب أبي حنيفة للكردري: ج ۲ ص ۲۳۱

وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً.❶

حماد بن زید نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

۳.....علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ مشہور محدث خالد بن عبداللہ الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے حالات میں نقل کیا:

وَرَوَى عَنْهُ خَالِدُ الْوَاسِطِيُّ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً.❷

امام خالد الواسطی نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

۴.....امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) سے حافظ حارثی رحمہ اللہ نے بسند متصل نقل کیا ہے:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيراً.❸

میں نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔

۵.....علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا کہ امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳) امام وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ، وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنَ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا.❹

میں وکیع پر کسی کو مقدم نہیں کرتا، وکیع امام ابوحنیفہ کی رائے پر فتوی دیتے تھے، اوران کو امام ابوحنیفہ کی ساری حدیثیں یاد تھیں، وکیع نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔

❶الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، حماد بن زيد، ج ا ص ۱۳۰ ❷الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، خالد الواسطي، ج ا ص ۱۳۶ ❸مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ا ص ۴۰ ❹جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأي، ج ۲ ص ۱۰۸۲

۶.....امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے ترجمہ میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قُلْت: لمحمد بن شجاع الثلجي عَنِ الْحَسَن بن زياد اللؤلؤي عَنْ أَبِي حنيفة روايات كثيرة. ❶

امام محمد بن شجاع ثلجی نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

امام حسین بن حسن بن عطیہ بن سعید رحمہ اللہ کے ترجمہ میں امام ابوبکر محمد بن خلف بن حیان المعروف وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۶ھ) نے نقل کیا ہے:

كان العوفي كثير الرواية عَن أبي حنيفة. ❷

امام حسین بن حسن نے امام ابوحنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

۷.....مشہور محدث امام عبد الرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) جن کی مشہور تصنیف ''مصنف عبد الرزاق'' جو گیارہ جلدوں میں محقق العصر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق سے ''المكتب الإسلامي'' بیروت سے چھپی ہے۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بکثرت احادیث کا سماع کیا ہے:

وقد سمع منه كثيرا. ❸

۸.....امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ابومحمد عبداللہ بن محمد بن وہب الدینوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۸ھ) کے ترجمہ میں نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: الحسن بن زياد أبو على اللؤلؤى، ج۷ ص۳۲۸، رقم الترجمة: ۳۸۲۷ ❷ أخبار القضاة: ذكر قضاة بغداد وأخبارهم، ج۳ ص۲۶۷
❸ الاستذكار: كتاب المكاتب، باب الشرط في المكاتب، ج۷ ص۴۲۲

رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) سے پوچھا کہ اے ابوزرعہ! آپ کو امام ابوحنیفہ کی امام حماد سے روایت کردہ کتنی احادیث یاد ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے احادیث سنانے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا: **فقلت: يا أبا زرعة ما تحفظ لأبي حنيفة عن حماد؟ فسرد أحاديث.** ❶

۹.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بے شمار محدثین وفقہاء نے روایت نقل کی ہے:

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لا يُحْصَوْنَ. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اڑتیس (۳۸) کبار محدثین کرام کے اسماء گرامی نقل کیے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث روایت کی ہے، ان میں امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ اور صحیح بخاری کے گیارہ ثلاثیات کے راوی مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ اور چھ ثلاثی روایات کے راوی ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ، امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، ابوبکر بن عیاش، عبدالرزاق بن ہمام رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ بھی اس میں شامل ہیں، استفادہ کی غرض سے میں پوری عبارت نقل کر دیتا ہوں تا کہ قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں:

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لا يُحْصَوْنَ فَمِنْ أَقْرَانِهِ: مُغِيرَةُ بْنُ مُقْسِمٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَمِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، وَيُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَمِمَّنْ بَعْدَهُمْ: زَائِدَةُ، وَشُرَيْكٌ، وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو محمد عبد الله بن محمد بن وهب، ج۲ ص۲۲۷، رقم الترجمة: ۷۵٦ ❷ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

الْمُبَارَكِ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، وَالْمُحَارِبِيُّ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ، وَالْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ، وَزَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، وَسَعْدُ بْنُ الصَّلْتِ، وَمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، وَحَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، وَهَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ. ❶

یہ وہ اکابر محدثین ہیں جن میں سے ہر ایک علم حدیث وفقہ کا آفتاب وماہتاب ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقدِفن، اسماء الرجال جیسے دقیق فن پر گہری نظر رکھنے والے امام کی یہ شہادت اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اندازہ اہل علم حضرات ہی کر سکتے ہیں۔

۱۰.....شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) سے ان کے نامور شاگرد علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے امام صاحب کے متعلق نقل کیا ہے:

بأنه كان يرى إنه لا يحدث إلا بما حفظه منذ سمعه إلى أداه، فلهذا قلّت الرواية عنه، وصارت روايته قليلة بالنسبة لذلك وإلا فهو في نفس الأمر كثير الرواية. ❷

امام ابوحنیفہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ آدمی صرف اس حدیث کو بیان کرنے کا مجاز ہے کہ جو حدیث اس کو سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک برابر یاد ہو، اس شرط کی وجہ سے آپ کی روایات کا دائرہ کم ہوگیا، ورنہ حقیقت میں آپ کثیر الروایات تھے۔

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ٢٠ ❷ الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر، توثيق الإمام أبي حنيفة، ج ٢ ص ٩٤٦، ٩٤٧

بارہ اکابر اہلِ علم کا امام ابوحنیفہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرنا

۱.....محدث کبیر امام ابوعبداللہ حاکم نیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے امام صاحب کو مشہور ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''**معرفة علوم الحديث**'' کی انچاسویں نوع جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ التَّاسِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا النَّوْعُ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَئِمَّةِ الثِّقَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنَ التَّابِعِينَ وَأَتْبَاعِهِمْ مِمَّنْ يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ، وَالْمُذَاكَرَةِ، وَالتَّبَرُّكِ بِهِمْ، وَبِذِكْرِهِمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْغَرْبِ. ❶

تابعین اور اتباع تابعین میں سے اُن ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے، اور جن کا تذکرہ مشرق سے لیکر مغرب تک ہے۔

اس نوع میں انہوں نے تمام مشہور بلادِ اسلامیہ کے ائمہ ثقات کے نام ذکر کئے ہیں، اور کوفہ کے ائمہ کی فہرست میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کا بھی ذکر کیا ہے۔

۲.....شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ائمہ حدیث ہونے کی تصریح کی ہے، چنانچہ ایک مسئلے کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ وَأَبِي ثَوْرٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ وَهَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ فِي أَعْصَارِهِمْ. ❷

❶معرفة علوم الحديث: ذكر النوع التاسع والأربعين، ص ۲۵۵ ❷التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد، عبد الله بن أبي بكر بن حزم، الحديث الثالث والعشرون، ج۱۷ ص۳۹۷

یہی قول مالک، شافعی، ابوحنیفہ، ثوری، اوزاعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، ابوعبید رحمہم اللہ کا ہے۔ اور یہ سب اپنے اپنے زمانہ میں فقہ اور حدیث کی امامت کا شرف رکھتے تھے۔

نیز امام موصوف ایک مسئلے کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہی قول امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ رحمہم اللہ اوران کے اصحاب کا ہے اور یہ سب اپنے اپنے زمانہ میں رائے (فقہ) اور حدیث کے امام تھے:

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمْ وَهؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الرَّأْيِ وَالْحَدِيثِ فِي أَعْصَارِهِمْ. ❶

نیز امام موصوف نے ایک اور مسئلے کے ذیل میں بھی امام صاحب کو فقہ اور حدیث کا امام شمار کیا ہے:

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَالثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالْحَدِيثِ. ❷

۳.....علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے استاذ حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ اور آپ کے تلامذہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ سب کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے:

وحماد بن أبي سليمان، وأبو حنيفة، وأبو يوسف، ومحمد بن الحسن. وهؤلاء كلهم أئمة الحديث. ❸

۴.....شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو

---

❶ الاستذكار، كتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن، ج ۲ ص ۴۷۲

❷ الاستذكار، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج ۱ ص ۳۱۴

❸ الملل والنحل، الفصل الخامس: المرجئة: الصالحية، ج ۱ ص ۱۴۶

محدثین، مفسرین، صوفیاء اور فقہاء چاروں طبقے کے امام تسلیم کرتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ لَا يُطْلِقُ عَلَى اللّٰهِ اسْمَ الْجِسْمِ كَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ وَالتَّصَوُّفِ وَالْفِقْهِ، مِثْلِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَأَتْبَاعِهِمْ. ❶

وہ حضرات جو اللہ تعالی پر اسم جسم کا اطلاق نہیں کرتے مثلاً حدیث، تفسیر، تصوف اور فقہ کے ائمہ جیسے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ) اور ان کے متبعین ہیں۔

۵.....امام محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) صاحبِ مشکاۃ بھی امام صاحب کو فنِ حدیث میں امام تسلیم کرتے ہیں: چنانچہ موصوف آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**إماما في علوم الشريعة**'' ❷

امام ابوحنیفہ علوم شریعت کے امام تھے۔

ظاہر ہے کہ علوم شریعہ میں علم حدیث بھی شامل ہے۔ لہٰذا اس بیان سے آپ کا علم حدیث میں بھی امام ہونا ثابت ہو گیا۔

۶.....امام محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے اپنی کتاب ''**طبقات علماء الحديث**'' میں آپ کا ترجمہ لکھ کر آپ کا ائمہ محدثین میں سے ہونے کی صاف تصریح کی ہے۔ ❸

۷.....فن اسماء الرجال کے مسلم امام، رجال وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے، جن کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

---

❶ **منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدريد، الوجه الخامس وفيه الرد التفصيلي، ج۲ ص۱۰۵** ❷ **الإكمال في أسماء الرجال مع مشكاة المصابيح، ج۲ ص۶۲۴** ❸ **طبقات علماء الحديث، ج۱ ص۲۶۰**

هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال.

عظیم نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے طبقات محدثین پر ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام "**المعين في طبقات المحدثين**" ہے، موصوف اس کتاب کی ابتداء میں فرماتے ہیں: **فهذا مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية.**

اس مقدمے میں ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ ہے جو بلند پایہ حاملین احادیث نبویہ ہیں، کتاب کے آخر میں ہے:

وإلى هنا انتهى التعريف بأسماء كبار المحدثين والمسندين.

یہاں کبار محدثین اور مسندین کے اسماء کی تعریف اختتام کو پہنچ گئی۔

اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے، بلکہ آپ کو انہوں نے محدثین کے جس طبقے میں ذکر کیا ہے، اس کا عنوان یوں قائم کیا "**طبقة الأعمش وأبي حنيفة**" اس سے آپ کا علم حدیث میں بلند پایہ مقام ہونا آفتاب کی طرح روشن ہے۔ ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ نے نہایت باخبر ائمہ جرح وتعدیل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف فقال: أبو حنيفة ما رايت أكذب من جابر الجعفي. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے، اوراپنی شہرہ

❶ المعين في طبقات المحدثين، طبقة الأعمش وأبي حنيفة، ص ۵۱ ❷ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ۱۷۶

آفاق کتاب ’’تـذکـرۃ الحفاظ ‘‘میں آپ کا تذکرہ کیا،اگرامام ابوحنیفہ کوعلم حدیث میں دسترس اور بلند پایہ مقام حاصل نہیں ہوتا تو کبھی امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، کیونکہ آپ نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو قلیل الحدیث ہے،اور اگرکسی قلیل الحدیث شخص کا ذکرانہوں نے ضمناً کربھی دیا تو ساتھ یہ بھی وضاحت کردی کہ یہ شخص چونکہ قلیل الحدیث ہے اس لئے میں نے اس کوحفاظ میں شمارنہیں کیا۔مثلاًمشہورفقیہ خارجہ بن زید رحمہ اللہ(متوفی ۹۹ھ)کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

خـارجة بـن زيـد بـن ثـابـت الأنصاري المدني:أحد الفقهاء من كبار العلماء إلا انه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ. ❶

یہ فقہاءاور کبارعلماء میں سےایک ہیں لیکن چونکہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کوحفاظ میں ذکرنہیں کیا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ بھی خارجہ بن زید طرح اگرقلیل الحدیث ہوتے تو آپ کوکبھی حفاظ حدیث میں شمارنہ کرتے،اوراپنی اس کتاب میں’’امام اعظم‘‘کے لقب کےساتھ آپ کا تذکرہ نہ کرتے۔❷

۸.....شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نامور شاگرد اورآپ کے علوم کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کوفن حدیث کے ائمہ میں شمارکرتے ہیں:

وَأَمَّا طَرِيقَةُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَأَئِمَّةِ الْحَدِيثِ كَالشَّافِعِيِّ وَالْإِمَامِ

❶تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت، ج ا ص ا ٧، رقم الترجمة: ٨٢

❷تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ا ص ١٢٦، رقم الترجمة: ١٦٣

أَحْمَدَ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَالْبُخَارِيِّ وَإِسْحَاقَ فَعَكْسُ هَذِهِ الطَّرِيقِ. ❶

صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری، امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ ہیں، ان کا طریقہ ان لوگوں کے طریقے کے برعکس تھا۔

۹.....شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اپنی کتاب ''تقریب التهذیب'' کے باب الکنی میں فرماتے ہیں:

ابو حنيفة: النعمان بن ثابت ، الإمام المشهور. ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا آپ کو ''امام'' کہنا آپ کے امام فی الحدیث ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ کتاب راویانِ حدیث پر مشتمل ہے۔

۱۰.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام صاحب کا تذکرہ حفاظ حدیث میں کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❸

۱۱.....صاحب ''سبل الهدى والرشاد'' علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق باقاعدہ ایک عنوان قائم کیا ہے:

في بيان كثرة حديثه وكونه من أعيان الحفاظ من المحدثين.

یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کثیر الحدیث اور جلیل القدر حفاظ حدیث محدثین میں سے ہیں۔

---

❶ إعلام الموقعين عن رب العالمين، يصار إلى الاجتهاد وإلى القياس عند الضرورة، ج۲ ص ۲۰۹ ❷ تقريب التهذيب، باب الكنى، حرف الحاء، ج ۱ ص ٦٣٥، رقم: ٨٠٦٧ ❸ طبقات الحفاظ، الطبقة الخامسة، ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ٨٠، رقم الترجمة: ١٥٦

اس باب کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

وذكره الحافظ الناقد أبو عبد اللّٰه الذهبي في كتابه المتسع طبقات المحدثين منهم، ولقد أصاب وأجاد، ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه، فإنه أوّل من استنبطه من الأدلة، وعدم ظهور حديثه في الخارج لا يدل على عدم اعتنائه بالحديث كما زعمه بعض من يحسده، وليس كما زعم. ❶

امام ابوحنیفہ کو حافظ ناقد ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی مبسوط کتاب طبقات المحدثین (تذکرۃ الحفاظ) میں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور تحقیق انہوں نے درست اور بہتر کیا ہے، اگر آپ نے علم حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا تو آپ مسائل فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ادلہ شرعیہ (قرآن وحدیث) سے فقہ کو مستنبط کیا ہے، اور آپ کی احادیث کا خارج میں ظاہر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ کا حدیث کے ساتھ شغف نہیں تھا، جیسا کہ آپ کے بعض حاسدین کا غلط گمان ہے۔

۱۲.....علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

إنه من أهل الشان. ❷

بے شک امام ابوحنیفہ اہل فن حدیث (محدثین) میں سے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ محدث بنانے والے تھے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

❶عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹، ۳۲۰ ❷عقد الجواهر الثمين مع شرحه الفضل المبين: ص ۱۰۶

أوّل من أقعدني للحديث وفي رواية: أوّل من صيرني محدثا أبو حنيفة وقال سفيان: قدمت الكوفة فقال أبو حنيفة: إن هذا أعلم الناس بحديث عمرو بن دينار فاجتمعوا عليّ فحدثتهم. ❶

سب سے پہلے جس شخص نے مجھے حدیث کیلئے بٹھایا،اور ایک روایت میں ہے کہ اوّل جس شخص نے مجھے محدث بنایا وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، میں کوفہ آیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شخص (سفیان بن عیینہ) عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے مروی روایات کے لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں،سو لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور میں نے ان کو حدیثیں بیان کیں۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وفيه دليل عظيم على جلالة أبي حنيفة في علم الحديث واعتماد الناس على قوله تعديل الرجال فلم يكن محدثا فقط بل كان ممن يجعل الرجال محدثين. ❷

اسمیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جلالتِ شان کی بڑی دلیل ہے،اور تعدیلِ رجال میں ان کے قول پر لوگوں کے اعتماد میں بھی، پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہ صرف محدث تھے بلکہ وہ لوگوں کو محدث بنانے والے تھے۔

متفق علیہ شخصیت کے متعلق جرح مردود ہے

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

❶ مرآة الجنان: سنة ثمان وتسعين ومائة، ترجمة: سفيان بن عيينه، ج ۱ ص ۳۵۲

❷ قواعد في علوم الحديث: أبو حنيفة إمام ثقة حافظ للحديث مكثر عنه، ص ۳۱۶

الصواب عندنا أن من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحوه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي أو غيره فإنا لا نلتفت إلى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة وإلا فلو فتحنا هذا الباب وأخذنا بتقديم الجرح على إطلاقه لما سلم لنا أحد. ❶

ہمارے نزدیک صحیح اور درست بات یہ ہے کہ جس کی امامت وعدالت ثابت ہو جائے اور اس کی مدح کرنے والے زیادہ، جرح کرنے والے کم ہوں اور کوئی قرینہ بھی اس بات پر دلالت کرے کہ اس شخصیت پر جو جرح کی گئی وہ مذہبی تعصب یا کسی دیگر دنیوی اغراض کی وجہ سے کی گئی ہے، جیسا کہ ہم عصروں میں ہوتا ہے تو ایسی جرح قابل قبول نہیں ہے، اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو کوئی شخص بھی جرح سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو، ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے:

والصحيح في هذا الباب أن من صحت عدالته وثبتت في العلم إمامته وبانت ثقته وبالعلم عنايته لم يلتفت فيه إلى قول أحد. ❷

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت، عدالت، تقوی اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے:

---

❶قاعدة في الجرح والتعديل: من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه، ص ١٩

❷جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج٢ ص١٠٩٣

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته. ❶

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أن الضابط ما نقوله من أن ثابت العدالة لا يلتفت فيه إلى قول من تشهد القرائن بأنه متحامل عليه إما لتعصب مذهبي أو غيره. ❷

ضابطہ یہ ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ جس کی عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں اس شخص کی بات قابل التفات ہی نہیں ہے جس سے متعلق قرائن یہ شہادت دیتے ہوں کہ وہ زیادتی یا تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے الزام قائم کرتا ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس شخص کی عدالت، دیانت، ثقاہت ثابت ہو تو پھر کسی شخص واحد کی جرح سے جو کہ متعصب یا متشدد ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر ہر شخص کی جرح کا اعتبار کرلیا جائے تو پھر اس امت میں کوئی شخص بھی جرح سے نہیں بچ سکے گا، جب جرح بھی مبہم ہو اور مذہبی تعصب، عناد، یا حسد کی بناء پر ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام ابوحنیفہ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی کثرت

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة'' میں پہلے چھبیس (۲۶) اکابر محدثین وفقہاء کے امام صاحب کی توثیق وتوصیف سے متعلق تفصیلی اقوال نقل کیے، پھر اکتالیس (۴۱) علم وفضل کے آفتاب وماہتاب کے اسماء نقل کیے ہیں کہ

❶ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادى عشر، ج ۱ ص ۳۰۸ ❷ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن صالح المصرى أبو جعفر الطبري، قاعدة في الجرح والتعديل، ج ۲ ص ۹

یہ سب امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح کرتے ہیں گویا (٦٧) اکابر اہل علم امام صاحب کی مدح وتوصیف کرتے ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❶

علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ٤٧٦ھ) فرماتے ہیں:

وجملته أن الراوى لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال، فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعى وأجلاء الأئمة كمالك وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجرى مجراهم وجب قبول خبره ولم يجب البحث عن عدالته. ❷

جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا یا وہ مجہول الحال ہوگا، اگر اس کی عدالت معلوم ہو جیسے کہ حضرات صحابہ کرام یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی رحمہم اللہ یا ان جیسے بزرگ ترین ائمہ دین جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں تو انکی خبر قبول کی جائے گی اور انکی عدالت وتوثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ونعتقد أن أبا حنيفة ومالكا والشافعي وأحمد والسفانين والأوزاعي وإسحاق بن راهويه وداود الظاهرى وابن جرير وسائر أئمة المسلمين على هدى من الله في العقائد وغيرها ولا الثقات إلى من تكلم فيهم بما هم

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص ۱۹۳ تا ۲۳۳ المكتبة الغفورية العاصمة ❷ اللمع في أصول الفقه: باب القول فى الجرح والتعديل، ص ۷۷

بـريـئـون مـنـه فـقد كانوا من العلوم اللدنية والمواهب الإلهية والاستنباط الـدقيـقة والـمعـارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل لا يسامى. ❶

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داود ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین رحمہم اللہ عقائد و اعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے اور ان ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بری تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں، کیونکہ یہ حضرات علوم لدُنی، خدائی عطایا، باریک استنباط، معارف کی کثرت اور دین و پرہیزگاری، عبادت و زہد کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جا سکتا۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی توثیق اور آپ کی مدح و توصیف کرنے والوں کی تعداد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے:

الـذيـن رووا عـن أبـي حـنـيـفة ووثـقـوه وأثنوا عليـه أكثر من الذين تكلموا فيه. ❷

علامہ ابن الوزیر یمانی کے قلم سے امام ابوحنیفہ کا مفصّل دفاع

علامہ محمد بن ابراہیم بن علی المعروف ابن الوزیر یمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ آپ علم حدیث میں کامل نہیں تھے اس لئے کہ آپ نے ضعیف رواۃ سے روایت لی ہے، اس کہنے والے کی غرض صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شک ڈالنا ہے وگرنہ امام ابوحنیفہ کا فضل و عدالت، تقوی

❶ جـمع الجوامع للسبكي: ج۳ ص ۱۴۴۱ ❷ جـامـع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأى والظن، ج۲ ص ۱۰۸۲

وامانت تواتر سے ثابت ہے، اگر کسی نے علم اور تامل کے بغیر فتوی دیا ہے تو یہ اس کی عدالت میں جرح اور دیانت وامانت میں قدح اور اس کی عقل ومروت میں سبک سری ہے۔ اس لئے جس شے کو انسان نہیں جانتا یا اچھی طرح نہیں جانتا اس کے جاننے اور اس میں حاذق ہونے کا دعوی کرنا جاہلوں اور بے وقوفوں کی عادت ہے، اہل خساست ودنائت میں حیاء اور مروت نہیں ہوتی وہ ایسا دعوی اور ایسی جرأت کر سکتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے مناقب اور مناقب کی وجوہ میں ایسے قبیح عیب کی سیاہی نہیں ہے، امام ابوحنیفہ کے علم کی روایت ودرایت کی کتابوں کو مدوّن کر کے اسلام کے خزانہ علمی میں داخل کیا گیا، اور اس کا معنی یہ ہے کہ علماء نے امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کو اچھا جانا اور پہچانا ہے اس لئے کہ علماء کے لئے ابوحنیفہ کے مذہب کی روایت ابوحنیفہ کے علم واجتہاد کے جاننے کے بعد ہی جائز ہوسکتی ہے، امام ابوحنیفہ کے علم واجتہاد پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، اور میری مراد اس بات سے یہ ہے کہ کبار علماء کے مابین امام ابوحنیفہ کے اقوال متداول ہیں۔ یمن، شام، مکہ، شرق وغرب میں تابعین کے زمانے ۱۵۰ھ سے لے کر آج کے دن تک لوگوں میں اور تمام محکموں میں امام ابوحنیفہ کے اقوال پھیلے ہوئے ہیں، اور اس وقت سے لے کر آج نویں صدی کے شروع تک امام ابوحنیفہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، ان پر کسی نے انکار نہیں کیا، مسلمان یا تو امام ابوحنیفہ کے اقوال پر عمل کرتے ہیں یا ان کے اقوال پر انکار کرنے سے خاموش ہیں اور اس قسم کے مباحث میں اکثر مواضع پر اس طریقہ سے اجماع کا دعوی ثابت ہوتا ہے، اہلسنت اور غیر اہل سنت ہر دو فریق کو امام ابوحنیفہ کی تعظیم واحترام اور تقلید پر اتفاق ہے، اہل اعتزال میں ابو علی، ابو ہاشم، ابوالحسن بصری اور زمخشری اس وقت امام ابوحنیفہ کی تقلید سے باہر ہو گئے ہیں جب انہوں نے طلبِ علم کے بعد اپنی فکر ونظر کو بدل دیا مگر پھر بھی ان کو حقیقت کے انتساب میں عار نہ تھا۔ اگر امام ابوحنیفہ علم حدیث سے واقف اور علم حدیث میں کمال کے زیور سے

آراستہ نہ ہوتے تو علم کے کوہِ گراں علماء امام ابوحنیفہ کے مذہب میں ہرگز شامل نہ ہوتے جیسے قاضی ابو یوسف، محمد بن الحسن، امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اوران کے امثال واضعاف، ہند میں، شام میں، مصر میں، یمن میں، جزیرہ میں، حرمین شریفین اورعراق عرب اورعراق عجم میں ۱۵۰ھ سے لے کر آج تک چھ صدی سے زیادہ عرصہ میں ہزار ہا احاطہ نہیں کئے جاسکتے، جہاں جہاں ہیں گنے نہیں جاسکتے۔اہل علم وفتوی اور اربابِ ورع وتقوی علماء احناف میں موجود ہیں۔ ❶

علامہ شعرانی کی نظر میں امام ابوحنیفہ کا علم حدیث میں مقام

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) شافعی المسلک ہونے کے باوجود امام ابوحنیفہ کا دفاع ان الفاظ میں کرتے ہیں:

جس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے دلائل کمزور اورضعیف ہیں تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ اے میرے بھائی! میں نے مذاہب اربعہ کے دلائل کا مطالعہ کیا ہے اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے دلائل کو خصوصیت کیساتھ مطالعہ کرنے کا اہتمام کیا ہے، میں نے زیلعی کی کتاب تخریج ہدایہ ''نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية'' پڑھی ہے، میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کے اصحاب کے دلائل کو دیکھا ہے یا تو وہ صحیح احادیث ہیں یا حسن ہیں یا ایسی ضعیف احادیث ہیں جن کے طرق کثیرہ ہوں اور یا وہ حسن سے جاملتے ہیں یا صحیح احادیث سے ملتے ہیں۔

میں حُسن ظن یا باطن کے علم واعتقاد سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب نہیں دیتا ہوں بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال اور آپ کے اصحاب کے اقوال کے تتبع اور گہرے مطالعہ کے بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے میں نے جواب دیا ہے، میں نے

❶ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: ص: ۱۵۸ تا ۱۶۳

”نهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين“ نامی کتاب لکھی ہے اور میری یہ کتاب اس بات کی پوری ضمانت دیتی ہے کہ میں نے پوری تلاش اور دلائل کے جانچنے کے بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب دیا ہے۔ اللہ تعالی نے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تین مسندوں کے صحیح نسخوں کو پڑھا ہے جن پر حفّاظ کے خطوط ہیں اور آخر میں حافظ دمیاطی کا خط ہے، میں نے دیکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایسے عدول وثقات تابعین سے حدیث کو روایت کرتے ہیں جن کے زمانے کے خیر ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان مسندوں میں اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری رحمہم اللہ جیسے حضرات سے حدیث کو روایت کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین یہ کل رواۃ عدول، ثقہ، اور روایات کے خوب جاننے والے ہیں، ان میں کوئی جھوٹا یا متہم بالکذب نہیں ہے اور خصوصاً ان حضراتِ تابعین کے بارہ میں خوب غور وفکر کرلو جن کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے روایت کے لئے پسند فرمایا ہے اور جن سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شدت ورع وتقوی اور امت محمدیہ پر غایت شفقت کے ساتھ دین کے احکام کو لیتے ہیں۔ محدثین ائمہ مجتہدین کے رواۃ میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جو تعدیل وجرح سے بالاتر ہو اس لئے کہ وہ معصوم تو نہیں ہیں لیکن شریعتِ محمدیہ کے امین ہیں۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ اس سلسلے میں مزید لکھتے ہیں:

ہدایت اور نیکی چاہنے والے تمام ائمہ اربعہ کا ادب واحترام رکھو اور جن لوگوں نے ان میں کلام کیا ہے ان پر دھیان نہ دو، سوائے اس صورت کے کہ جب ان کے خلاف واضح برہان اور دلیل موجود ہو، تم لوگوں کو برا کہنے اور نکتہ چینی کرنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ دین کے ضروری اور لازمی امور میں مشغول رہو۔

میرے پاس ایک اچھا خاصا منتہی طالب علم ائمہ کے آپس کے اختلاف میں دلچسپی لیتا تھا، اس کی سزا میں اس پر ایک عبرتناک مصیبت پڑی اور اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔

اگر تم لوگ امام ابوحنیفہ کے مذہب کا تتبع کرو جیسا کہ میں نے کیا ہے تو تم جان لوگے کہ باقی مجتہدین کے مذاہب میں امام ابوحنیفہ کا مذہب سب سے زیادہ صحیح ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ آفتاب نصف النہار کی طرح امام ابوحنیفہ کے مذہب کا زیادہ صحیح ہونا تم پر ظاہر ہوجائے تو تم علم اور عمل میں اخلاص اور عقیدے کے ساتھ اہل اللہ اور بزرگان دین کے راستے پر چلو۔ ❶

علم جرح وتعدیل میں امام اعظم ابوحنیفہ کا نمایاں مقام

علوم حدیث میں علم جرح وتعدیل کی ایک خاص اہمیت ہے، یہ وہ علم ہے جس میں رُوات حدیث کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ جرح کہتے ہیں راوی کے ایسے سقم اور ضعف کو ظاہر کرنا جو اس کی روایت کو مردود قرار دینے کا موجب ہو، اور تعدیل راوی کی ایسی خوبی اور ثقاہت بیان کرنے کو کہا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی روایت کو قابل قبول سمجھا جائے۔ ان دونوں کے مجموعہ کا نام علم جرح وتعدیل ہے اور اسی کو فن اسماء الرجال بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دیگر علوم حدیث کی طرح اس علم میں بھی بلند پایہ مقام اور عظیم منصب پر فائز ہیں۔

مؤرخ اسلام اور حدیث و اسماء الرجال کے امام، علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کو ان لوگوں میں سے قرار دیا ہے جن کے اقوال کو جرح وتعدیل میں قبول کیا جاتا ہے، اور جن کا شمار اس فن کے جہابذہ (وہ ائمہ جو رُواۃ حدیث کو جرح وتعدیل

❶ المیزان الکبریٰ: فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة غالبا، ص ٦٧، ٦٨

کے اصولوں پرپَرکھتے ہیں) میں ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ علم جرح وتعدیل کی تاریخ بیان کرتے ہوئے دوسری ہجری کے احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم كان في المائة الثانية في أوائلها جماعة من الضعفاء من أوساط التابعين وصغارهم ممن تكلم فيهم من قبل حفظهم، أو لبدعة فيهم كعطية العوفي وفرقد السبخي وجابر الجعفي وأبي هارون العبدي، فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين ومائة، تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، فقال أبو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي، وضعف الأعمش جماعة ووثق آخرين وانتقد الرجال شعبة ومالك. ❶

پھر جب دوسری صدی ہجری کا آغاز ہوا تو اس کے اوائل میں اوساط اور صغار تابعین میں سے ضعفاء کی ایک جماعت سامنے آئی، جن پر حافظہ کی خرابی یا کسی بدعت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کلام کیا گیا۔ جیسا کہ عطیہ عوفی، فرقد سبخی، جابر جعفی اور ابو ہارون عبدی ہیں۔ پھر ۱۵۰ھ کی حدود میں جب اکثر تابعین دنیا سے رحلت فرما گئے تو جہابذہ (ائمہ ناقدین) کی ایک جماعت نے (راویوں کی) توثیق وتضعیف میں لَب کشائی کی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ امام اعمش رحمہ اللہ نے راویانِ حدیث کی ایک جماعت کی تضعیف کی اور کئی لوگوں کو ثقہ قرار دیا، امام شعبہ اور امام مالک رحمہم اللہ نے بھی رجالِ حدیث پر نقد کیا۔

امام عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) جو حافظ عراقی رحمہ اللہ وغیرہ حفاظِ حدیث کے استاذ اور ثقہ محدث ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

❶ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ۱۷۴، ۱۷۵

اعلم أن الإمام أبا حنيفة قد قبل قوله في الجرح والتعديل، وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به كتلقيهم عن الإمام أحمد والبخاری وابن معين وابن المدينى وغيرهم من شيوخ الصنعة، وهذا يدلک على عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته.❶

جان لوکہ امام ابوحنیفہ کے قول کو جرح وتعدیل میں قبول کیا گیا ہے، اوراس فن کے علماء نے اس کو اپنایا ہے اوراس کے مطابق عمل کیا ہے، جیسا کہ وہ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی رحمہم اللہ اوراس فن کے دیگر شیوخ کے اقوال کو اپناتے ہیں، اس سے آپ کو (اس فن میں) امام صاحب رحمہ اللہ کی عظمت شان، وسعت علمی اور بزرگی کا پتہ چلے گا۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

وكان رحمه الله تعالى بصيرا بعلل الحديث وبالتعديل والتجريح، مقبول القول في ذلک.❷

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عِلَل حدیث (روایت میں پوشیدہ نقائص) اور تعدیل وجرح میں پوری بصیرت رکھتے تھے اوراس علم میں آپ کا قول مقبول ہے۔

محدث جلیل امام محمد مرتضٰی زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) امام صاحب رحمہ اللہ کی بابت ارقام فرماتے ہیں:

فان كلامه مقبول في الجرح والتعديل... وقد عقد ابن عبد البر في كتاب جامع العلم باباً في أن كلام الإمام يقبل في الجرح والتعديل.❸

❶الجواهر المضيئة: مقدمة، فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۳۰ ❷عقود الجمان: ص۱۶۷ ❸عقود الجواهر المنيفة: باب الرباء، ج۲ ص۸

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کلام جرح وتعدیل میں قبول کیا جاتا ہے.....اور امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم'' میں مستقل ایک باب اس بارے میں قائم کیا ہے کہ آپ کی بات جرح وتعدیل میں مقبول ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فنِ جرح وتعدیل

فن جرح وتعدیل کا تعلق اسماء الرجال سے ہے اور اسماء الرجال سے پوری واقفیت اور اس میں مہارت تامہ کے بعد فن جرح وتعدیل کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور بلاشبہ امام صاحب کو اسماء الرجال سے جس قدر واقفیت تھی کبار محدثین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) ابو یحیی حمانی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام اعظم رحمہ اللہ سے جابر جعفی کی تضعیف نقل کرتے ہیں :

حدثنا أبو يحيى الحماني قال سمعت أبا حنيفة يقول: ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح. ❶

امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) ابوسعد صغانی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام صاحب سے سفیان ثوری رحمہ اللہ کی توثیق نقل کرتے ہیں:

يا أبا حنيفة، ما تقول في الأخذ عن الثوري؟ فقال: اكتب عنه، فإنه ثقة ما خلا أحاديث أبي إسحاق عن الحارث، وحديث جابر الجعفي. ❷

اے ابوحنیفہ! آپ کی سفیان ثوری سے روایت کرنے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا ان سے حدیثیں لکھو کیونکہ وہ ثقہ ہیں، لیکن ان کی وہ حدیثیں نہ لکھو جو

❶ العلل الصغير للترمذي: جواز الحكم على الرجال والأسانيد، ص: ٧٣٩

❷ دلائل النبوة للبيهقي: فصل في اختلاف الأحاديث، فصل، ج ١ ص ٤٥

وہ ابواسحاق کے واسطے سے حارث سے نقل کرتے ہیں، اوران سے جابر جعفی کی حدیثیں بھی نہ لکھو۔

علامہ عبدالقادر بن محمد قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے طلق بن حبیب پر جرح نقل کی ہے:

وقال أبو حنيفة طلق بن حبيب كان يرى القدر. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابوجعفر صادق رحمہ اللہ کی توثیق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد. ❷

یہی امام ذہبی رحمہ اللہ نہایت باخبر ائمہ جرح وتعدیل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو سرفہرست ذکر کرتے ہیں:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف فقال ابو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي وضعف الأعمش جماعة ووثق اخرين وانتقد الرجال شعبة ومالك. ❸

معلوم ہوا کہ عہد تابعین کے انقراض کے وقت یعنی ۱۵۰ھ کے قریب جن ائمہ کرام نے توثیق یا تضعیف رواۃ پر کام کیا ہے ان میں سرفہرست امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے جابر جعفی کی تضعیف کی ہے، جبکہ امام اعمش رحمہ اللہ نے ایک جماعت کی تضعیف اور دوسروں کی توثیق کی ہے، اس طرح امام شعبہ رحمہ اللہ نے رجال کی تنقید کی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی۔

---

❶الجواهر المضية في طبقات الحنفية: فصل فى ذكر مولده ووفاته، فصل، ج ١ ص ٣٠ ❷تذكرة الحفاظ: ترجمة: جعفر بن محمد بن على، ج ١ ص ١٢٦ ❸ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ١٧٦

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زید بن عیاش پر جرح نقل کرتے ہیں:

وقال أبو حنيفة: زيد بن عياش مجهول.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان پر جرح نقل کی ہے:

قال أبو حنيفة: أتانا من المشرق رأيان خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال محمد بن سماعه عن أبي يوسف عن أبي حنيفة: أفرط جهم في النفي حتى قال أنه ليس بشيئ وأفرط مقاتل في الإثبات حتى جعل اللّٰه مثل خلقه. ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مشرق سے دو باطل رائے پہنچی ہیں، ایک جہم کی تعطیل والی رائے۔ اور دوسری مقاتل کی تشبیہ والی رائے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے واسطے سے جو روایت امام صاحب سے منقول ہے اسمیں ہے کہ جہم بن صفوان نے نفی میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ اللہ تعالی کے وجود سے بھی انکار کر گئے، اور مقاتل بن سلیمان نے اثبات میں اتنی زیادتی کی اللہ تعالی کو مخلوق کے مثل قرار دیا۔

اندازہ کیجئے کہ فن اسماء الرجال کے ماہرین روات کی توثیق وتضعیف کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء نقل کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو فنِ جرح وتعدیل میں بھی خوب دسترس حاصل تھی۔

امام ابوحنیفہ سے مروی روایات کی تعداد

چونکہ بعض نادان یہ کہتے کہ امام اعظم کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اس لئے ہم یہ بتلانا

❶ تهذيب التهذيب: حرف الميم، ترجمة: مقاتل بن سليمان بن بشير، ج ١٠ ص ٢٨١

چاہتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے پاس احادیث کا کتنا وافر ذخیرہ تھا۔ امام محمد بن سماعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن الإمام ذكر في تصانيفه نيفا وسبعين ألف حديث، وانتخب الآثار من أربعين ألف حديث. ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآ ثار کا انتخاب کیا ہے۔

وانتخب أبو حنيفة الآثار من أربعين ألف حديث. ❷

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کتاب الآ ثار کا انتخاب چالیس ہزار حدیثوں سے کیا ہے۔

روایتِ حدیث میں امام ابوحنیفہ کا مقام

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) احادیث کو بیان کرنا اور کتاب الآ ثار کا چالیس ہزار حدیثوں سے انتخاب کرنا چنداں کمال کی بات نہیں ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کو ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) احادیث صحیحہ اور دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) احادیث غیر صحیحہ یاد تھیں اور انہوں نے صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) حدیثوں سے کیا تھا، پس فنِ حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کے مقابلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مقام بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ احادیث کی کثرت اور قلت درحقیقت طرق اور اسانید کی قلت اور کثرت سے عبارت ہے، ایک ہی متنِ حدیث اگر سو مختلف طرق اور سندوں سے روایت کیا گیا ہے تو محدثین کی اصطلاح میں اسے سو (۱۰۰) حدیثیں کہا جائے گا، حالانکہ ان تمام حدیثوں کا متن واحد ہوگا، منکرین حدیث انکارِ حدیث کے سلسلے میں یہ دلیل بھی پیش

❶ قواعد في علوم الحديث: أبو حنيفة إمام ثقة حافظ للحديث مكثر منه، ص ۳۱۶ ❷ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۵ بحواله ما تمس إليه الحاجة: ص ۱۰

کرتے ہیں کہ تمام کتب حدیث کی روایت کو اگر جمع کیا جائے تو یہ تعداد کروڑوں کے لگ بھگ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری رسالت کی زندگی کے شب وروز پر ان کو تقسیم کیا جائے تو یہ احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے بڑھ جائیں گی، پس اس صورت میں احادیث کی صحت کیونکر قابل تسلیم ہوگی، لیکن ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ روایت کی یہ کثرت دراصل اسانید کی کثرت ہے ورنہ نفس احادیث کی تعداد چار ہزار چار سو سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ علامہ محمد بن اسماعیل الصنعانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

الأحاديث المسندة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يعنى الصحيحة بلاتكرر أربعة آلاف وأربعمائة حديث. ❶

بلاشبہ وہ تمام مسند احادیث صحیحہ جو بلاتکرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی ولادت ۸۰ھ ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ ۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے درمیان ایک سو سولہ سال کا طویل وقفہ ہے، اور ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھیں اور ایک ایک حدیث کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا، امام اعظم رحمہ اللہ کے زمانہ میں راویوں کا اتنا شیوع اور عموم نہیں تھا اسلئے امام اعظم رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کے درمیان جو روایات کی تعداد کا فرق ہے وہ دراصل اسانید کی تعداد کا فرق ہے نفس روایت کا نہیں ہے، ورنہ اگر نفس احادیث کا لحاظ کیا جائے تو امام اعظم رحمہ اللہ کی مرویات امام بخاری رحمہ اللہ سے زیادہ ہیں۔

اس زمانہ میں احادیث نبویہ جس قدر اسناد کے ساتھ مل سکتی تھیں امام اعظم رحمہ اللہ نے ان تمام طرق واسانید کے ساتھ ان احادیث کو حاصل کر لیا تھا، اور حدیث واثر کسی صحیح

❶ توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار: في عدد أحاديث الصحيحين، ج ١ ص ٦٣، ٦٤

سند کے ساتھ موجود نہ تھے مگر امام اعظم رحمہ اللہ کا علم ان میں شامل تھا، وہ اپنے زمانہ کے تمام محدثین پر ادراکِ حدیث میں فائق اور غالب تھے، چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کے معاصر اور مشہور محدث امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں:

قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. ❶

میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی لیکن وہ ہم سب پر غالب رہے، اور زہد میں مشغول ہوئے تو وہ اس میں ہم سب سے بڑھ کر تھے، اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کی اور فقہ میں ان کا مقام تو تم جانتے ہی ہو۔

نیز محدث بشر بن موسی رحمہ اللہ اپنے استاذ وامام ابوعبد الرحمٰن مقری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

بشر بن موسى، حدثنا أبو عبد الرحمن المقري وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال: حدثنا شاهان شاه. ❷

امام مقری رحمہ اللہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے تو کہتے کہ ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی ہے۔

ان حوالوں سے ظاہر ہوگیا کہ امام اعظم نے اپنے معاصر محدثین کے درمیان فنِ حدیث میں تمام پر فائق اور غالب تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ان کی نگاہ سے اوجھل نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ ان کے تلامذہ انہیں حدیث میں حاکم اور شہنشاہ تسلیم کرتے تھے، اصطلاح حدیث میں حاکم اس شخص کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مرویات پر متناً وسنداً دسترس رکھتا ہو، مراتب محدثین میں یہ سب سے اونچا مرتبہ ہے اور امام اعظم رحمہ

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

اللہ اس منصب پر یقیناً فائز تھے، کیونکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ناواقف ہو وہ حیاتِ انسانی کے تمام شعبوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایات کے مطابق جامع دستور نہیں بنا سکتا۔

امام ابوحنیفہ حفّاظِ حدیث میں سے ہیں

علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بڑے حفاظِ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا؟

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولو لا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذکرة الحفاظ" میں امام صاحب رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے، اپنی اس کتاب کے متعلق خود فرماتے ہیں:

هذه تذكرة بأسماء معدلي حملة العلم النبوى ومن يرجع إلى اجتهادهم في التوثيق والتضعيف والتصحيح والتزييف. ❷

یہ ان حاملین علم نبوی کا تذکرہ ہے جن کی بارگاہِ علم سے راویانِ حدیث کو ثقاہت اور عدالت کی سند ملتی ہے، اور جن کی رائے راویوں کے ثقہ ہونے، ضعیف ہونے، کھرا ہونے اور کھوٹا ہونے میں فیصلہ کن ہے۔

اگر امام صاحب رحمہ اللہ حفاظِ حدیث میں سے نہ ہوتے تو امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقد فن کبھی اس کتاب میں آپ کا تذکرہ نہ فرماتے، اور اس کتاب میں آپ کے نام کے ساتھ

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹ ❷ تذكرة الحفاظ، ج ۱ ص ۷

''امام اعظم'' کا لقب نہ لگاتے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں یہ اصول پیش نظر رکھا ہے اور کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جس میں مذکورہ بالا اوصاف نہ ہوں، یا وہ قلیل الحدیث ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رحمہ اللہ اگرچہ فقہائے سبعہ میں سے ہیں مگر ان کے متعلق صاف فرما دیا کہ یہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کا حفاظ میں تذکرہ نہیں کیا:

خارجة بن زيد بن ثابت الأنصاری المدنی: أحد الفقهاء من كبار العلماء إلا أنه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ. ❶

محدث جلیل امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ متقی، پاک باز، عالم، صداقت شعار اور اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظِ حدیث تھے:

كان أبو حنيفة تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه. ❷

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلته اعتنائه بالحديث فهو إما لتساهله أو حسده. ❸

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے، اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر۔

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے تھے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت، ج ۱ ص ۷۱ ❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى فى زهده، ص ۴۸ ❸ الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۰

بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر رداً وقبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے:

ویدل علی أنه من کبار المجتهدین في علم الحدیث اعتماد مذهبه بینهم والتعویل علیه واعتباره رداً وقبولاً. ❶

امام ابوحنیفہ سے محدثین کرام کا سماعِ حدیث

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبد اللّٰه بن المبارک بن واضح، الحافظ، العلامة، شیخ الإسلام، فخر المجاهدین، قدوة الزاهدین. ❷

یہی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی احادیث بیان کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کے درس میں شریک ایک شخص نے امام صاحب رحمہ اللہ کی حدیث پر اعتراض کیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بہت ناراض ہوئے اور قسم کھائی کہ میں تمہیں ایک مہینے تک سبق نہیں پڑھاؤں گا، مکمل واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

کان عبد اللّٰه بن المبارک یوما جالسا یحدث الناس فقال حدثني النعمان بن ثابت فقال بعضهم من یعنی أبو عبد الرحمن؟ فقال أعني أبا حنیفة مخ العلم فأمسک بعضهم عن الکتابة، فسکت ابن المبارک هنیهة ثم قال: أیها الناس ما أسوأ أدبکم، وما أجهلکم بالأئمة، وما أقل معرفتکم بالعلم وأهله، لیس أحد أحق أن یقتدی به من أبي حنیفة لأنه کان

❶مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحدیث، ج ۱ ص ۵۶۲

❷تذکرة الحفاظ: ترجمة: عبداللّٰه بن المبارک، ج ۱ ص ۲۵۱، ۲۵۲

إمـامـا تقيا نقيا ورعا عالما فقيها، كشف العلم كشفا لم يكشفه أحد ببصر وفهم وفطنة وتقي، ثم حلف أن لا يحدثهم شهرا. ❶

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ حدیث بیان کررہے تھے فرمانے لگے "**حـدثـني نعمان بن ثابت**" نعمان بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے، کسی نے عرض کیا اے ابوعبد الرحمٰن (یہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی کنیت ہے) آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ تو فرمایا امام ابوحنیفہ جو علم کا مخزن ہیں، یہ سن کر بعض لوگوں نے حدیث لکھنا بند کردیا، تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا اے لوگوں! آپ لوگ کتنے بے ادب ہو، ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر ناواقف، علم اور اہل علم سے آپ لوگوں کی معرفت کتنی کم ہے، کوئی بھی امام ابوحنیفہ بڑھ کر اقتداء کے لائق نہیں، اس لئے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف وبیداغ تھے، پرہیزگار تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو بصیرت، فہم وفراست اور تقوی کے ذریعہ اس طرح کھول کر بیان کیا جیسا کسی اور نہیں کیا، اس کے بعد قسم کھائی کہ میں ایک مہینہ سبق نہیں پڑھاؤں گا۔

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حفص بن غياث، الإمام الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي قاضي بغداد. ❷

یہی حفص بن غیاث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بہت حدیثیں سنیں ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا. ❸

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص۱۸۷

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: حفص بن غياث، ج۱ ص۲۱۷

❸ مناقب أبي حنيفة للموفق، ج۱ ص۹۵

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكيع بن الجراح بن مليح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. ❶

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ علامہ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

ما رأيت أحدا أقدمه على وكيع وكان يفتي برأى أبي حنيفة وكان يحفظ حديثه كله، وكان قد سمع من أبي حنيفة حديثا كثيراً. ❷

میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جسے امام وکیع رحمہ اللہ پر مقدم کروں، اور امام وکیع رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیتے تھے، اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔

امام حماد بن زید رحمہ اللہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هو من أئمة المسلمين من أهل الدين.

یحیی بن معین رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ليس أحد من أثبت من حماد بن زيد

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

حماد بن زيد بن درهم، الإمام، الحافظ، المجود، شيخ العراق. ❸

یہی امام حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے محبت کرتا ہوں، انہوں نے امام صاحب سے بہت سی حدیثیں روایت کیں ہیں:

سليمان بن حرب قال سمعت حماد بن زيد يقول والله إني لأحب أبا

❶تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن جراح، ج ۱ ص ۲۲۳ ❷جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالىٰ بالرأى والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲ ❸تذكرة الحفاظ: ترجمة: حماد بن زيد بن درهم، ج ۱ ص ۱۶۷

حنيفة لحبه لأيوب وروى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديث كثيرة. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے محدثین وفقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون. ❷

امام اعظم ابوحنیفہ کی روایتِ حدیث میں احتیاط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک متواتر حدیث "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" کے پیش نظر روایتِ حدیث میں محدثین کی احتیاط اہل علم پر مخفی نہیں، محدثین کرام روایت حدیث کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے تاکہ کوئی غلط قول وفعل آپ کی طرف منسوب نہ ہوجائے، اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے روایت حدیث میں بڑے حزم واحتیاط سے کام لیا ہے، چنانچہ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) جو امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے اساتذہ میں سے ہیں، ان کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكيع بن الجراح بن مليح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. ❸

یہی امام وکیع رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ❹

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام یحیی بن معین رحمہ اللہ

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، حماد بن زيد ص ١٣٠ ❷ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ٢٠ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمه: وكيع بن الجراح، ج ١ ص ٢٢٣ ❹ مناقب أبي حنيفة: ج ١ ص ١٩٧

سے سوال کیا گیا:

وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا كان أبو حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. ❶

اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث پائے لیکن وہ اسے یاد نہیں تو وہ کیا کرے، امام ابوزکریا یحیی بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ وہ اس کو بیان کرنے کا مجاز نہیں ہے، صرف وہی حدیث بیان کرسکتا ہے جو اسے یاد ہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ جن کے متعلق امام شعبہ، یحیی بن معین رحمہ اللہ اور اہلِ علم کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ حدیث میں امیر المؤمنین ہیں، انکے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سفيان بن سعيد بن مسروق الإمام، شيخ الإسلام، سيد الحفاظ. ❷

یہی سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حدیث میں احتیاط کے متعلق فرماتے ہیں:

سفيان الثورى يقول كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم اللّٰه أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التى كان يحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول اللّٰه وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر اللّٰه لنا ولهم. ❸

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدود الٰہی کی بے

---

❶ الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازة الرواية من الكتاب، ص ۲۳۱ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: سفيان بن سعيد بن مسروق، ج ۱ ص ۱۵۱ ❸ الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۴۲

حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے،اور صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہو،اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا،مگر پھر بھی ایک قوم نے بلاوجہ ان پر طعن کیا،اللہ تعالی ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے۔

اس سے جہاں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی زبان سے امام صاحب رحمہ اللہ کا محتاط فی الحدیث ہونا معلوم ہوا،اس طرح ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب رحمہ اللہ پر طعن وتشنیع کو گناہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے تو "**يغفر الله لنا ولهم**" سے مغفرت کی دعاء فرمائی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا طرزِ استدلال

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مسئلہ کو جب کتاب اللہ میں پاتا ہوں تو وہاں سے لیتا ہوں اور اگر وہاں نہ ملے تو آپ کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقات کے ہاتھوں شائع ہو چکی ہوں:

إني آخذ بكتاب الله إذا وجدته فلما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله والآثار الصحاح عنه التى فشت في أيدى الثقات عن الثقات. ❶

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے طرز عمل کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التى كان يحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم. ❷

❶ أخبار أبي حنيفة واصحابه،ماروى عن أبي حنيفة فى الأصول اللتي بنى عليها مذهبه،ص ۲۴ ❷ الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس،ص ۱۴۲

جو احادیث ان کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں اور ثقات روایات کرتے چلے آتے ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہوتا ہے اس کو لیتے ہیں۔

فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ میں امام ابوحنیفہ کی سند سب سے عالی ہے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ پر دو طرح کا امتیاز حاصل ہے، ایک یہ کہ آپ تابعی ہیں، جبکہ فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ میں کوئی امام بھی تابعی نہیں ہے، اس خصوصیت میں آپ کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ امام صاحب کو دوسرا امتیاز یہ حاصل ہے کہ آپ کی سند سب سے عالی ہے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیک واسطہ تلمذ رکھنے کا شرف حاصل ہے، یعنی آپ کی سب سے عالی روایات وحدانیات ہیں جبکہ ائمہ متبوعین اور ارباب صحاح ستہ میں یہ شرف کسی کو حاصل نہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کی احادیث میں سب سے عالی روایت ثنائی ہے، جبکہ امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام بخاری، امام ابوداود، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثی ہیں، جبکہ امام مسلم اور امام نسائی رحمہما اللہ کی احادیث میں سب سے عالی روایات رباعیات ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی سے بھی وحدانی یا ثنائی روایات مروی نہیں ہیں جبکہ امام صاحب سے یہ دونوں مروی ہیں۔

امام ابوحنیفہ سے مروی ثنائی اور ثلاثی روایات کی تعداد

تین کتب حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ثنائیات کی تعداد پانچ سو چھ (۵۰۶) ہے:

۱...... "**جامع المسانيد**" میں تین سو چھیاسٹھ (۳۶۶)

۲...... "**كتاب الآثار للإمام أبي يوسف**" میں اکیاسی (۸۱)

۳......''كتاب الآثار للإمام محمد''میں انسٹھ(۵۹)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثنائی روایات کو تحقیق وتخریج کے ساتھ مولانا عبدالعزیز تحیي سعدی نے''الإمام الأعظم أبو حنيفة والثنائيات فی مسانیده''میں جمع کیا ہے۔

تین کتب حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ثلاثیات کی تعداد گیارہ سو چھبیس (۱۱۲۶) ہے۔

ا......''جامع المسانيد''میں چھ سو ستتر (۶۷۷)

۲......''كتاب الآثار لأبی یوسف''میں دوسو اکاون (۲۵۱)

۳......''كتاب الآثار للإمام محمد''میں ایک سو اٹھانوے (۱۹۸)

اس کے باوجود بعض متعصب اور متشدد یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب سے صرف سترہ احادیث مروی ہیں۔ والی الله المشتکیٰ

امام ابوحنیفہ کی سند''أصح الأسانيد''اور''سلسلة الذهب''ہے

محدثین کی اصطلاح میں أصح الأسانيد (صحیح ترین سند) اور سلسلة الذهب (سونے کی لڑی) اس سند کو کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی عدالت، امامت وثقاہت تسلیم شدہ ہو، نیز وہ سند اس موضوع کی دیگر اسانید کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اور قوی شمار ہوتی ہو۔

أصح الأسانيد أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس.

سند کا پہلا راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)''تذكرة الحفاظ''میں فرماتے ہیں: الإمام الأعظم، فقيه العراق، نیز فرمایا: كان إماما ورعا عالما، عاملا، متعبدا كبير الشأن.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے''سير أعلام النبلاء''میں آپ کے ترجمہ کا آغاز ان القابات

کے ساتھ کیا: **الإمام، فقیه الملة، عالم العراق،** آگے فرمایا:

وَأَمَّا الفِقْهُ وَالتَّدْقِيْقُ فِي الرَّأْيِ وَغوَامِضِهِ، فَإِلَيْهِ المُنْتَهَى، وَالنَّاسُ عَلَيْهِ عِيَالٌ فِي ذَلِکَ.

تو پہلا راوی تابعی کبیر، فقیہ اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔

سند کے دوسرے راوی حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإِمَامُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، مُفْتِي الحَرَمِ.

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سید التابعین (تابعین کے سردار) ہیں:

عطاء بن أبي رباح، سيد التابعين علما وعملا وإتقانا في زمانه بمكة وكان حجة إماما كبير الشأن، أخذ عنه أبو حنيفة. ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام عطاء رحمہ اللہ نے دوسو (۲۰۰) صحابہ کا زمانہ پایا:

عن عطاء أدركت مائتين من الصحابة.

جب اہل مکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ارد گرد جمع ہوجاتے احادیث اور مسائل پوچھنے کے لئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ تمہارے درمیان عطاء موجود ہے (کوئی بات پوچھنی ہے تو ان سے پوچھ لیں):

عن ابن عباس أنه كان يقول تجتمعون إلي يا أهل مكة وعندكم عطاء وكذا روى عن ابن عمر. ❷

❶ ميزان الاعتدال: ترجمه: عطاء بن أبي رباح، ج۳ ص ۷۰، رقم: ۵۶۴۰

❷ تهذيب التهذيب: ترجمة: عطاء ابن أبي رباح، ج۷ ص ۱۹۹، ۲۰۰

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کے ترجمہ کا آغاز کرتے ہوئے دونوں اوصاف کے ساتھ آپ کا ذکر خیر کیا:

عطاء بن أبي رباح مفتي أهل مكة ومحدثهم القدوة العلم. ❶

سند کے تیسرے راوی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں، جن کے لئے تفسیر، فقاہت، اور حکمت کی دعا خود جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئے، جب آپ لوٹے تو باہر پانی کا ایک لوٹا رکھا ہوا تھا، اور اوپر سے ڈھکا ہوا تھا، تو آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے رکھا ہے، (تو آپ اس حسنِ ادب اور خدمت سے خوش ہوئے تو) آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے تفسیر قرآن کا علم سکھا:

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المخرج ثم خرج فإذا تور مغطى فقال: من صنع هذا؟ قال عبد الله فقلت: أنا، فقال: اللّٰهم علمه تأويل القرآن. ❷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے بہترین ترجمان عبداللہ بن عباس ہیں:

قال ابن مسعود: نعم ترجمان القرآن ابن عباس.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطاء فرما:

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱ ص ۷٦

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبدالله بن عباس، ج ۱ ص ۳۳

فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے مطہر اور پاکیزہ سینے کے ساتھ لگایا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو اس کو حکمت کا علم عطا فرما:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الحِكْمَةَ. ❷

معلوم ہوا کہ یہ سند ''أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس'' یہ اصح الاسانید اور سلسلۃ الذہب ہے، اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو سلسلہ سند فقہاء محدثین (جو فقہ وحدیث دونوں کے جامع ہوں) پر مشتمل ہو، اس کو شیوخ محدثین (جو صرف محدث ہوں) کے سلسلہ سند پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ محدث کبیر امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) سے پوچھا گیا کہ ان دوسندوں ''أعمش عن أبي وائل عن عبداللّٰه'' اور ''سفيان عن منصور عن علقمة عن عبداللّٰه'' میں کونسی سند آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ، الْأَعْمَشُ شَيْخٌ، وَأَبُو وَائِلٍ شَيْخٌ، وَسُفْيَانُ فَقِيهٌ، وَمَنْصُورٌ فَقِيهٌ، وَإِبْرَاهِيمُ فَقِيهٌ، وَعَلْقَمَةُ فَقِيهٌ، وَحَدِيثٌ يَتَدَاوَلُهُ الْفُقَهَاءُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَدَاوَلَهُ الشُّيُوخُ. ❸

سبحان اللہ! (ان دونوں میں کیا موازنہ ہوسکتا ہے؟ حالانکہ) اعمش شیخ (صرف محدث) ہیں، ابووائل بھی شیخ ہیں، جبکہ ان کے بالمقابل سفیان ثوری (محدث ہونے کے ساتھ) فقیہ ہیں، منصور بھی فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی بھی فقیہ ہیں، علقمہ بھی فقیہ ہیں، اور جس حدیث کو

❶ صحيح البخاری: كتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم الحديث: ۱۴۳ ❷ صحيح البخاری: كتاب المناقب، باب ذكر ابن عباس، ج۵ ص ۲۷، رقم الحديث: ۳۷۵۶ ❸ معرفة علوم الحديث: النوع الاول، ج ۱ ص ۱۱

فقہاء محدثین روایت کریں وہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو (صرف) شیوخ محدثین روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء کرام احادیث کا معنی زیادہ جانتے ہیں:

الفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الحَدِيثِ. ❶

امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں کہ فقہاء کرام کی احادیث مجھے زیادہ پسندیدہ ہیں شیوخِ حدیث کی روایت سے:

كان حديث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة. ❷

تراجم بخاری پر لکھی گئی کتابیں

امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری کی ایک اہم خصوصیت اس کے تراجم ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے کسی مصنف نے اس قسم کے تراجم قائم نہیں کئے، اور نہ ہی ان کے بعد اس قسم کے تراجم ابواب وجود میں آئے، گویا امام بخاری رحمہ اللہ اس دروازے کے کھولنے والے ہیں اور آپ ہی اس دروازے کو بند کردینے والے ہیں:

إن المصنف رحمه الله سبّاق غايات، وصاحب آيات في وضع التراجم، لم يسبقه به أحد من المتقدمين ولم يستطع أن يحاكيه أحد من المتأخرين، فكان هو الفاتح لذلك الباب وصار هو الخاتم. ❸

ان تراجم سے متعلق اہل علم کے درمیان مشہور ہے ''**فقه الخباری فی تراجمه**''

❶ سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، ج۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۹۰ ❷ الجرح والتعديل: باب في اختيار الأسانيد، ج ۱ ص ۳۱۵ ❸ فيض الباری: مقدمة، ج ۱ ص ۳۵

امام بخاری رحمہ اللہ نے فقہ میں کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی، ان کی فقہی آراء کو معلوم کرنا ہو تو تراجم سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی تفقہ کا اندازہ ان کے تراجم سے ہوتا ہے۔ امام صاحب نے اپنے تراجم میں جس دقتِ نظر کا مظاہرہ فرمایا ہے اس کو سمجھنے سے بڑے بڑے اہلِ علم قاصر ہیں، ان تراجم کی وقعت واہمیت اوران میں واردشدہ احادیث کی ابواب سے مناسبت کے پیشِ نظر کئی اہلِ علم نے اس پر مستقل کتابیں لکھیں، جن میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

(۱) المتواری علی تراجم أبواب البخاری

یہ علامہ ناصر الدین احمد بن محمد بن منیر اسکندرانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۳ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب ایک جلد میں دکتور صلاح الدین مقبول احمد کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبۃ المعلی کویت سے طبع ہے۔

(۲) ترجمان التراجم

یہ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رُشید الفہری رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۱ھ) کی تصنیف ہے۔ ❶

(۳) حل الأغراض المبهمة فی الجمع بین الحدیث والترجمة

یہ فقیہ ابوعبداللہ محمد بن منصور بن حمامہ مغراوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ ❷

(۴) تعلیق المصابیح علی أبواب الجامع الصحیح

یہ بدر الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر عمر القرشی المخزومی الاسکندرانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۸ھ) کی ہے، مصنف نے اپنی بخاری کی شرح "المصابیح فی شرح البخاری" میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴۱ ❷ کشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴۱

(۵) شرح تراجم البخاری

یہ شیخ المشائخ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) کی ہے۔

(۶) الأبواب والتراجم

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۹ھ) یہ آپ کی آخری تصنیف ہے، جو مالٹا کی جیل میں آپ نے لکھی، اس میں آپ نے تراجم ابواب سے متعلق پندرہ اصول بیان کئے ہیں، اس میں ''کتاب الإیمان'' اور ''کتاب العلم'' کے تراجم کی توضیح ہے۔ ۶۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب جامعہ عربیہ احسن العلوم سے شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب مدظلہ کی تقدیم وتعارف کے ساتھ طبع ہے۔

(۷) الأبواب والتراجم لصحیح البخاری

یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) کی تصنیف ہے، تراجم پر لکھی گئی تمام کتابوں میں یہ سب سے جامع اور مفصل کتاب ہے۔ اس میں حلِ تراجم کے لئے ستر اصول ذکر کئے ہیں۔ تراجم ابواب کے حل اور ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مناسبت پر اس سے مفید کتاب کوئی نہیں۔ اس تصنیف سے ان کی علم حدیث میں جلالتِ شان کا اندازہ ہوتا ہے، یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ راقم نے اس سے استفادہ کر کے تہذیب وتنقیح، حذفِ تکرار اور اَمثلہ میں اصل سے مراجعت کر کے اردو میں پچاس (۵۰) اصول ذکر کئے ہیں۔

صحیح بخاری کے تراجم سے متعلق پچاس اصول

راقم نے تراجم الابواب کے حل کے لئے پچاس (۵۰) اصول ذکر کئے ہیں، ہر اصل کو عربی میں ایک جامع عنوان کے ساتھ ذکر کر کے عام فہم انداز میں اس کی تشریح کی، اصل مرجع سے عبارت ذکر کر کے تطبیق ذکر کی، ان شاء اللہ یہ اصول تراجم بخاری کے حل میں نہایت ممد ومعاون ہوں گے۔

اصول (۱)...... يترجم بحديث مرفوع ليس على شروطه

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں مرفوع حدیث کے ساتھ جو امام بخاری کی شرائط پر نہیں ہوتا اور اس باب میں احادیث کو ذکر کرتے ہیں بطورِ شواہد کے، یعنی اپنی روایات سے جو ان کی شرط پر ہے اس سے تائید کرتے ہیں، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے "کتاب الوضوء" میں باب قائم کیا ہے "**باب لا يقبل صلاة بغير طهور**" یہ الفاظ سننِ ترمذی کی روایت کے ہیں، یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ کی شرائط پر نہیں تھی، اس لئے ترجمۃ الباب میں عنوان قائم کیا لیکن روایت ذکر نہیں کی۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا "**باب الأمراء من قريش**" یہ اشارہ تھا "مسند احمد" کی اس روایت کی طرف "**الأئمة من قريش**" اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا "**باب اثنان فما فوقهما جماعة**" یہ اشارہ تھا "سننِ ابن ماجہ" کی روایت "**اثنان فما فوقهما جماعة**" اسی طرح "**باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة**" یہ اشارہ تھا "صحیح مسلم" کی روایت کی طرف۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا "**باب سترة الإمام سترة من خلفه**" یہ "**المعجم الأوسط**" کی اس روایت کی طرف اشارہ تھا "**سترة الإمام سترة من خلفه**" اسی طرح "**باب الصعيد**

الطیب وضوء المسلم ''یہ ''مسند بزار'' کی اس روایت کی طرف اشارہ ہے ''**الصعید الطیب وضوء المسلم أو المؤمن وإن لم یجد الماء عشر سنین** ''خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ایسی روایات کو ترجمہ بناتے ہیں جو ان کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتی، پھر روایات سے اُس کی تائید کرتے ہیں۔

اصول (۲)...... بنوع من الدلالات

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ حدیث سے مستنبط مسائل کے ذریعے ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں، چاہے وہ مسئلہ نص سے مستنبط ہو یا اشارۃ النص سے یا عموم نص سے ہو یا اُس کی طرف اشارہ ہو، جیسے ''**باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ**'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی جس میں دن اور رات کے ملائکہ کا اجتماع فجر کی نماز میں ہوتا ہے، اس سے فجر کی جماعت کی فضیلت پر استنباط کیا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

تَفْضُلُ صَلاۃُ الجَمِیعِ صَلاۃَ أَحَدِکُمْ وَحْدَہُ، بِخَمْسٍ وَعِشْرِینَ جُزْءً ا، وَتَجْتَمِعُ مَلائِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلائِکَۃُ النَّھَارِ فِی صَلاۃِ الفَجْرِ.

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''**باب الماء الذی یغسل به شعر الإنسان**'' یعنی وہ پانی جس سے انسان کے بال دھوئے جائیں وہ پاک ہے، یہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استنباط کیا:

عَنِ ابْنِ سِیرِینَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِیدَۃَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاہُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَھْلِ أَنَسٍ فَقَالَ: لَأَنْ تَکُونَ عِنْدِی شَعَرَۃٌ مِنْہُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیھَا.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی باب کے ساتھ مناسبت اس طور پر ہے کہ بال پاک ہیں ورنہ اس کی حفاظت کیوں کی جاتی، اور نہ ہی راوی اس کی تمنا کرتا، جب بال

پاک ہے تو اُسے جس پانی سے دھویا جائے گا وہ بھی پاک ہوگا (جب تک اس پر ظاہری طور پر نجاست لگی ہوئی نہ ہو):

وَوَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنْهُ عَلَى التَّرْجَمَةِ أَنَّ الشَّعْرَ طَاهِرٌ وَإِلَّا لَمَا حَفِظُوهُ وَلَا تَمَنَّى عُبَيْدَةُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَهُ شَعْرَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُ وَإِذَا كَانَ طَاهِرًا فَالْمَاءُ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ طَاهِرٌ. ❶

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب الوضوء من النوم'' اس کے بعد یہ روایت ذکر کی:

إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ.

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز کے دوران اونگھ آئے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ نیند ختم ہو جائے، معلوم ہوا کہ سونے سے وضو لازم ہوگا، یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا استنباط ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب عرق الجنب'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ، فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

اور اس سے یہ استنباط کیا کہ جب مسلمان نجس نہیں ہے تو اس کا پسینہ بھی نجس نہیں ہے:

وَبَيَانُ أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ وَإِذَا كَانَ لَا يَنْجُسُ فَعَرَقُهُ لَيْسَ

---

❶ فتح الباری: ج ۱ ص ۲۷۳

بِنَجِسٍ. ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب ذكر البيع والشراء على المنبر في المسجد'' اس کے تحت حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی:

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ابْتَاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّ الوَلاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنبَرِ.

اوراس سے اشارتاً یہ استنباط کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خریدلو پھر آزاد کرو، اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیع وشراء کا ذکر کیا جا سکتا ہے:

مُطَابَقَةُ هَذِهِ التَّرْجَمَةِ لِحَدِيثِ الْبَابِ مِنْ قَوْلِهِ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ فَإِنَّ فِيهِ إِشَارَةً إِلَى الْقِصَّةِ الْمَذْكُورَةِ وَقَدِ اشْتَمَلَتْ عَلَى بَيْعٍ وَشِرَاءٍ وَعِتْقٍ وَوَلاءٍ. ❷

اصول (۳)...... من قال كذا

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کسی مذہب کی تائید میں قائم کرتے ہیں اوراس باب میں ان احادیث کوذکر کرتے ہیں جواس پر مکمل طور پر دلالت کریں، تاکہ اس مذہب کو ترجیح حاصل ہوجائے، اوراس باب کا نام یوں قائم کرتے ہیں ''باب من قال كذا'' امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب من قال لا يقطع الصلاة شيئ'' اس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کوذکر کیا:

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ :لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ القِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ.

❶فتح الباری: ج ۱ ص ۳۹۰ ❷فتح الباری: ج ۱ ص ۵۵۰

اور اس مذہب کو ترجیح دی کہ عورت کے سامنے سے گزرنے کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

اسی طرح ’’باب من قال: لا رضاع بعد الحولين ‘‘اسی طرح ’’باب من قال: لا نكاح إلا بولی ‘‘ان ابواب کے قیام سے امام بخاری رحمہ اللہ اپنی رائے کے مطابق راجح مذہب کو بیان کر رہے ہیں۔

اصول (۴)...... عدم جزم الحكم فی الروايات المختلفة

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب ایسے مسئلہ پر قائم کرتے ہیں جس کے بارے میں احادیث متعارض ہوتی ہیں، امام بخاری دونوں قسم کی روایات ذکر کر دیتے ہیں، کسی کو ترجیح نہیں دیتے، جیسے ’’باب الصلاة على الشهيد ‘‘اس کے تحت دونوں متعارض روایات ذکر کیں:

۱ ...... كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ:أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ :أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا،وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ.

۲ ...... أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ :إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ.

اب ایک روایت میں نماز جنازہ پڑھنے کی نفی ہے جبکہ دوسری روایت میں اثبات ہے۔

اسی طرح ’’باب رفع الصوت فی المساجد ‘‘کے تحت ان دو روایتوں کو ذکر کیا:

۱ ...... كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ

أَنْتُمَا؟ قَالاَ :مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ :لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ البَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲ ...... أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي المَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ :يَا كَعْبُ قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ، قَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قُمْ فَاقْضِهِ.

پہلی روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا کہ تم حضور کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔ دوسری روایت میں دو صحابہ کے درمیان قرض کے معاملے میں مسجد میں آواز بلند ہوگئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے دونوں قسم کی روایات ذکر کیں لیکن کسی ایک جانب حکم نہیں لگایا، عمومی باب قائم کیا۔

اصول (۵)...... التطبیق

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طور پر قائم کرتے ہیں کہ دلائل کے درمیان تعارض واقع ہو رہا ہو تو ہر ایک روایت کو الگ الگ محمل پر محمول کر کے اس میں تطبیق قائم کرتے ہیں جیسے ’’باب: لا تستقبل القبلة بغائط أو بول إلا عند البناء جدار أو نحوه‘‘ اس کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دو روایات میں تطبیق قائم کی:

۱ ...... عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الغَائِطَ فَلاَ يَسْتَقْبِلِ القِبْلَةَ وَلاَ يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا.

۲...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: لَقَدْ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ، مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِه.

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قولی روایت کو صحراء پر محمول کیا، جب کوئی حائل وغیرہ نہ ہو۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی فعلی روایت کو عمارتوں پر محمول کیا، جب کوئی حائل وغیرہ ہو۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یعذب المیت ببعض بکاء أهله علیه إذا کان النوح من سنته'' حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بکاءِ اہل کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار کرتی ہیں اور اس آیت سے استدلال کرتی ہیں ''لا تزر وازرة وزر أخرى'' تو امام بخاری رحمہ اللہ تطبیق قائم کر رہے ہیں کہ میت کو اس وقت عذاب دیا جائے گا جبکہ نوحہ کرنا اس کی عادت ہو (یا اس نے وصیت کی ہو)۔

اصول (٦)...... باب فی باب

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب قائم کر کے بہت سی احادیث ذکر کرتے ہیں جو باب پر دلالت کرتی ہیں، پھر ان احادیث میں کوئی اہم فائدہ معلوم ہوتا ہے تو اس پر باب کا عنوان قائم کر کے وہ فائدہ بتاتے ہیں (اس کو ''الباب فی الباب'' کہا جاتا ہے) اس باب کی غرض یہ نہیں ہے کہ پہلا والا باب مکمل ہو گیا ہے، بلکہ یہ باب بمنزلہ ایک فائدے کے ہے، جیسے کہا جاتا ہے ''بات سے بات نکل گئی'' تو اس اصول کو ''الباب فی الباب'' کہا جاتا ہے، جیسے ''باب من مضمض من السویق'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

خَـرَجَ مَـعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ، حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِـالـصَّهْبَـاءِ، وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِـالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

اس روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو کھا کر کلی کی وضو نہیں کیا۔

اس روایت میں مضمضہ کا ذکر ہے تو اس مناسبت سے اگلا باب قائم کیا ''باب هل يمضمض من اللبن'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

أَنَّ رَسُـولَ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ، وَقَالَ: إِنَّ لَهُ دَسَمًا.

اسی طرح ''بـاب الأسيـر أو الـغـريـم يربط في المسجد'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

إِنَّ عِـفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمْكَنَنِي الـلّٰـهُ مِـنْـهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ.

اس حدیث میں کہ حضور نے چاہا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی سے باندھ دوں۔اب قیدی کی مناسبت سے کہ جب کوئی قیدی اسلام لے آئے تو وہ غسل کرے، تو باب قائم کیا ''باب الاغتسال إذا أسلم'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

بَـعَـثَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَـنِـي حَـنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ، فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ

قَرِيبٍ مِنَ المَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَخَلَ المَسْجِدَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ’’باب فضل صلاۃ الجماعة ‘‘ اس کے تحت جماعت کی فضیلت پر یہ حدیث نقل کی:

صَلاةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاةَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.

اس کے بعد ’’باب فضل صلاة الفجر فی جماعة‘‘ اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

تَفْضُلُ صَلاةُ الجَمِيعِ صَلاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ، بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا، وَتَجْتَمِعُ مَلائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلاةِ الفَجْرِ.

اس حدیث میں فجر کی فضیلت ہے کہ ملائکہ لیل اور ملائکہ نہار کا اجتماع فجر میں ہوتا ہے، اس کے بعد جو دو حدیثیں امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں:

۱ ...... وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا.

۲ ...... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلاَةِ أَبْعَدُهُمْ، فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي، ثُمَّ يَنَامُ.

ان دونوں حدیثوں میں جماعت کی فضیلت کا ذکر ہے لیکن فجر کی فضیلت کا ذکر نہیں ہے تو یہ ’’هذا باب فی باب ‘‘ کے قبیل سے ہے کہ پہلے جو باب قائم کیا تھا وہ جماعت کی فضیلت پر تھا، اور ان دو روایتوں کا تعلق بھی اسی سے ہے۔

اصول (۷)...... باب مکان ’’ح‘‘

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ لفظِ باب قائم کرتے ہیں محدثین کے قول ’’بهذا الإسناد ‘‘

کی جگہ، مطلب یہ ہوتا ہے کہ دو حدیثیں ایک ہی سند کے ساتھ آئی ہیں، جیسے کہ محدثین لفظِ ''ح'' لاتے ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث دو سند سے آئی ہے، جیسے ''**باب ذكر الملائكة**'' اس کے تحت وہ تمام حدیثیں نقل کیں جن میں ملائکہ کا ذکر آیا ہے، پھر آگے یہ باب قائم کیا ''**باب إذا قال أحدكم: آمين والملائكة في السماء آمين...... إلخ**'' اب اس باب کے تحت جو روایات لائی ہیں ان سب میں ملائکہ کا ذکر تو ہے لیکن آمین کی فضیلت کا ذکر نہیں ہے، نیز اس باب کی یہاں مناسبت بھی نہیں ہے، اس لئے کہ ''**كتاب بدء الخلق**'' کے تحت ''**باب ذكر الملائكة**'' سے ملائکہ کا وجود مقصود ہے، اب یہاں جو ''**باب**'' کا لفظ ہے اس سے مراد ''**وبهذا الإسناد**'' ہے، یعنی اس روایت میں بھی ملائکہ کا تذکرہ آیا ہے، یہاں مقصود آمین کی فضیلت نہیں ہے، اس لئے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

زيادة الباب ههنا من تصرف النساخ، فإن الأحاديث الموردة بعد ذلك من الباب الأول من غير تفاوت. ❶

یہاں باب کی زیادتی ناسخین کا تصرف ہے، کیونکہ بعد میں ذکر کردہ حدیثیں بھی بغیر کسی فرق کے بابِ اول کا حصہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ کبھی ''**باب**'' کا لفظ ''**بهذا الإسناد**'' کی جگہ آتا ہے، اس اصول کی مثال مکمل بخاری میں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

(۸) الحديث بضد الترجمة

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ وہ حدیث نقل کرتے ہیں جو باب کے برعکس ہوتی ہے، مثلاً باب قائم کیا ''**من كفن بغير قميص**'' اس کے تحت وہ روایت ذکر کی جو قمیص پر دلالت

❶ الكنز المتواری: ج ۱۳ ص ۱۴۹

کرتی ہے۔اسی طرح باب قائم کیا’’**باب تحری لیلة القدر فی الوتر** ‘‘اوراس کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا’’**التمسوا فی أربع وعشرین**‘‘ یعنی باب طاق راتوں میں لیلۃ القدر کے تلاش کا قائم کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر جفت کے بارے میں ذکر کیا ہے (اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے طاق کے متعلق بھی مرفوع احادیث ذکر کی ہیں)۔

(۹) استنباط الأحوال التاريخية

امام بخاری رحمہ اللہ بعض اوقات تاریخی واقعات اور احوال کا ذکر کرتے ہیں، جیسے ’’**باب ذكر قحطان**‘‘اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ، يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

اسی طرح تاریخی روایات سے امام بخاری رحمہ اللہ استنباط بھی کرتے ہیں، جیسے’’**باب كيف كان بدء الحيض** ‘‘کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نقل کی:

سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: خَرَجْنَا لَا نَرَى إِلَّا الحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، قَالَ: مَا لَكِ أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ.

اس حدیث سے استنباط کیا کہ حیض کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے۔

(۱۰) الإشارة إلى بعض طرق الحديث

امام بخاری رحمہ اللہ بعض اوقات باب میں اشارہ اس روایت کے دیگر طرق کی طرف کرتے ہیں، جیسے’’**باب السمر فی العلم**‘‘اس کے تحت یہ روایت لائے:

بِتُّ فِی بَیْتِ خَالَتِی مَیْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ زَوْجِ النَّبِیِّ صلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِی لَیْلَتِهَا، فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَی مَنْزِلِه، فَصَلَّی أَرْبَعَ رَکَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: نَامَ الغُلَیِّمُ أَوْ کَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِه، فَجَعَلَنِی عَنْ یَمِینِه، فَصَلَّی خَمْسَ رَکَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّی رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّی سَمِعْتُ غَطِیطَهُ أَوْ خَطِیطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَی الصَّلَاةِ.

اس حدیث کی باب سے مناسبت نہیں ہے، البتہ ”کتاب التفسیر“ میں اسی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً، ثُمَّ رَقَدَ.

گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ”باب الفتیا وھو واقف علی الدابة“ اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِی حَجَّةِ الوَدَاعِ بِمِنًی لِلنَّاسِ یَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فَقَالَ: اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِیَ؟ قَالَ: ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

اس حدیث میں ”دابة“ کا ذکر نہیں ہے، البتہ اس روایت کا دوسرا طرق جو ”کتاب الحج“ میں ہے، اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ”باب الفتیا علی الدابة“ اس کے تحت جو روایت نقل کی، اس میں ”دابة“ کا ذکر ہے، وہ الفاظ یہ ہیں:

وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ.

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب التقاضی والملازمة فی المسجد'' اس کے تحت یہ حدیث نقل کی:

عَنْ كَعْبٍ، أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى: يَا كَعْبُ قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هَذَا وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ: أَيِ الشَّطْرَ، قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: قُمْ فَاقْضِهِ.

اس میں صرف ''تقاضی'' کا ذکر ہے لیکن ''ملازمة'' کا ذکر نہیں ہے، البتہ ''کتاب الخصومات'' میں ''باب فی الملامسة'' میں جو روایت ذکر ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں:

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ، فَلَقِيَهُ، فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا.

اس میں صراحتاً ''ملازمة'' کا ذکر ہے۔

(۱۱) قلیل الجدوی

یعنی ترجمۃ الباب سے کم فائدہ اٹھانا، اس کا مطلب یہ ہے کہ باب کے قیام سے کوئی عمومی فائدہ مقصود نہیں ہوتا، البتہ کسی شخصی قول پر رد کرنا مقصود ہوتا ہے، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب قول الرجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: ما صلینا'' اس میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے قول کی تردید ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ استعمال کرنا مکروہ ہے، تو امام بخاری رحمہ اللہ حدیث ذکر کر کے اس کا اثبات کر رہے ہیں۔

(۱۲) تعقبات

امام بخاری رحمہ اللہ بعض اوقات امام عبدالرزاق یا امام ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ کا تعقب کرتے ہیں، یعنی انہوں نے باب قائم کیا ہوتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ اس کی تردید کرتے ہیں، جیسے امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب لا یقطع الصلاۃ شیء بمکۃ'' امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب ''باب السترۃ بمکۃ وغیرھا'' قائم کرکے ان کی تردید کی ہے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے یہ نقل کیا:

أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ، كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ الْمُؤَذِّنُ وَهُوَ أَعْمَى.

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''باب أذان الأعمی'' کا عنوان قائم کرکے یہ بتلا دیا کہ نابینا کا اذان دینا درست ہے۔

(۱۳) الآداب والعادات المسلوکة

امام بخاری رحمہ اللہ بعض اوقات ابواب قائم کرکے آداب، عادات اور سلوک کے طریقوں کو بیان کرتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے خصوصاً ''کتاب العلم'' میں ایسے کئی ابواب قائم کیے جن سے آداب اور حدیث سے مستنبط لطائف وفوائد کی طرف اشارہ کیا ہے: ''باب من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثه فأتم الحدیث ثم أجاب السائل'' ''من رفع صوته بالعلم'' ''طرح الإمام المسألة علی أصحابه لیختبر ما عندھم من العلم'' ''القراءۃ علی المحدث'' ''من قعد حیث ینتھی به المجلس'' ''من جعل لأھل العلم أیاماً معلومةً'' ''باب الفتیا وھو واقف علی الدابة'' ''الفتیا بإشارۃ الید والرأس'' ''باب من برک علی رکبتیه عند الإمام أو المحدث'' وغیرہ۔

(۱۴) الترجمة بكل محتمل

امام بخاری رحمہ اللہ کبھی حدیث میں جتنے معانی کا احتمال ہوتا ہے، ترجمہ میں سب کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں، جیسے "باب الرجل يأتم بالإمام ويأتم الناس بالمأموم" اس کے تحت یہ روایت ذکر کی ہے:

اِئْتَمُّوا بِیْ وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ.

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں دونوں احتمال ہیں، عبادت کی ادائیگی کے بعد تھکاوٹ دور کرنے کے لئے سحری کے وقت کچھ آرام کرتے، یا فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مراد ہے، سحری کی طرف نسبت قرب کی وجہ سے ہے، یا کبھی نصف شب میں عبادت کرتے اور سحری کے وقت آرام کر لیتے، یا کبھی ویسے ترک کر دیتے، تو روایت میں سونے کا تذکرہ ہے، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا "باب من نام عند السحر" اور اس روایت سے استدلال کیا:

مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِی إِلَّا نَائِمًا تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۱۵) تعدد الطرق

کبھی ایک حدیث کے متعدد طرق ہوتے ہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ اس پر متعدد ابواب قائم کرتے ہیں، ہر طرق میں جو زائد الفاظ ہوں ان کی مناسبت سے مختلف مسائل کا استنباط بھی کرتے ہیں، لیکن اصل مقصود اس روایت کے تعددِ طرق کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے، جیسے یہ حدیث:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَی نُخَامَةً فِی الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰی رُئِیَ فِی وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِی صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِی رَبَّهُ، أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا

يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِيْهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ، فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.

اس روایت کے متعدد طرق پر امام بخاری رحمہ اللہ نے درج ذیل ابواب قائم کئے:

۱ ...... **باب حک البزاق بالید من المسجد**

۲ ...... **باب حک المخاط بالحصی من المسجد**

۳ ...... **باب لا یبصق عن یمینه فی الصلاة**

۴ ...... **باب لیبزق عن یساره أو تحت قدمه الیسری**

۵ ...... **باب کفارة البزاق فی المسجد**

۶ ...... **باب دفن النخامة فی المسجد**

۷ ...... **باب إذا جدده البزاق فلیأخذ بطرق ثوبه**

(۱۶) إرادة العام بالترجمة الخاصة

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمہ خاص قائم کرتے ہیں اور مقصود عموم ہوتا ہے، جیسے ''**باب رفع البصر إلی الإمام فی الصلاة**'' مقصود یہ ہے کہ نمازی کی نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو، لیکن اگر کسی نے نماز میں امام کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اب باب خاص قائم کیا لیکن مقصود عموم ہے کہ نماز میں کسی جانب نگاہ نہ اٹھائی جائے۔ اسی طرح ''**باب غسل المرأة أباها الدم عن وجهه**'' عورت کے لئے اپنے والد کے چہرے سے خون دھونا جائز ہے، اب یہ باب خاص ہے حالانکہ مقصود عموم ہے کہ عورت کے لئے نجاست وغیرہ کے ازالہ میں کسی بھی محرم کے ساتھ تعاون جائز ہے۔

(۱۷) الإثبات بالأولوية

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں دو چیزیں ذکر کرتے ہیں، ان میں

ایک کا ثبوت نص سے ہوتا ہے اور دوسرے کا اوّلیت سے، جیسے ''بــــاب التیــمــن فــی الـوضـوء والغسل ''اس کے تحت جو روایت پہلے ذکر کی ہے وہ ہے میت کو دائیں جانب سے غسل دیا جائے، جب میت کے لئے دائیں جانب ہے تو زندہ انسان کے لئے دائیں جانب سے غسل کی ابتداء تو بطریق اولی ہے۔ اسی طرح ''بـاب البـول قـائما وقاعدا'' اس کے تحت جو روایت ذکر کی ہے وہ کھڑے ہوکر بول کرنے کی ہے، تو جب بول علی القیام روایتاً درست ہے تو بول علی القعود تو بطریقِ اولی درست ہوگا، اس لئے علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَـالَ اِبْـنُ بَطَّالٍ دَلَالَةُ الْحَدِيثِ عَلَى الْقُعُودِ بِطَرِيقِ الْأَوْلَى لِأَنَّهُ إِذَا جَازَ قَائِمًا فَقَاعِدًا أَجُوَزُ.❶

(۱۸) باب بلا ترجمة

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ باب بغیر ترجمہ کے قائم کرتے ہیں، عموماً وہ باب ''کالفصل من الباب السابق'' کے حکم میں ہوتا ہے، یعنی من وجہ اس کا بابِ سابق سے تعلق ہوتا ہے اور من وجہٍ نہیں ہوتا، اس لئے یہ پہلے والے باب کے لئے بمنزلہ فصل کے ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باب بلا ترجمہ تشحیذ اذہان کے لئے ہے تاکہ طالب علم خود باب قائم کرکے اور اس میں استخراج اور استنباط کی صلاحیت پیدا ہو۔ یا کبھی باب کی روایت بہت سے فوائد پر مشتمل ہوتی ہے، تو باب اس لئے ذکر نہیں کیا جاتا کہ تمام فوائد ونکات کی طرف ذہن متوجہ ہو۔

(۱۹) المدلول الالتزامی

❶فتح الباری: ج ۱ ص ۳۲۸

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب سے مدلولِ مطابقی مراد نہیں لیتے بلکہ مدلولِ التزامی مراد لیتے ہیں، جو اشارات وکنایات سے ثابت ہورہا ہوتا ہے، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم '' اس کے تحت چھ حدیثیں نقل کی ہیں، اس میں صرف ایک روایت میں ''بدء الوحی '' کا ذکر ہے، بقیہ روایات میں وحی کا تذکرہ تو ہو لیکن ''بدء'' کا تذکرہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ مقصود وحی کا آغاز نہیں ہے بلکہ غرض وحی کی عظمت اور اس کا واجب الاتباع ہونا اور اس کا خطا اور سہو سے پاک ہونا ہے۔

(۲۰) الترجمة الشارحة

عموماً ترجمۃ الباب دعوی پر مشتمل ہوتے ہیں اور اس کے تحت احادیث ترجمۃ الباب کے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے ہوتے ہیں، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کے ذریعے احادیث کی تشریح کرتے ہیں، جیسے ''باب أحب الاسماء إلی الله عز وجل '' اس کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ القَاسِمَ، فَقُلْنَا: لاَ نَكْنِيكَ أَبَا القَاسِمِ وَلاَ كَرَامَةَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

اسی طرح ''باب الطیب عند غسلها من المحیض '' ''طیب'' کی قید لگا کر بتلا دیا کہ ''مشک'' ضروری نہیں ہے بلکہ مطلق خوشبو کافی ہے۔ اسی طرح ''باب الذکر بعد الصلاة '' یہ اُن روایات کی تشریح ہے جن میں اَدعیہ کے ساتھ دبرِ صلاۃ کی قید ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ اذکار نماز کے بعد ہیں۔ اسی طرح ''باب برکة السحور من غیر

إیجاب ’’جوسحری کھانے کے متعلق روایت میں صیغہ امر آیا ہے:

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً.

تو امام بخاری رحمہ اللہ بتلا رہے ہیں کہ یہ صیغہ وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لئے ہے۔اسی طرح ’’باب رفع معرفة ليلة القدر ‘‘اس روایت میں ’’معرفت‘‘ کی قید ہے، یہ رَد ہے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر کا مطلقاً علم اٹھا دیا گیا ہے، حالانکہ تعیین اٹھی ہے مطلقاً علم باقی ہے،اس لئے طاق راتوں میں تلاش کا حکم ہے۔

(۲۱) ذكر الآثار لأدنى مناسبة

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کے بعد بہت سے آثار ذکر کرتے ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق باب سے ہوتا ہے اور بعض ادنی مناسبت سے ذکر کر دیتے ہیں ’’فإن الشيء بالشيء يذكر ‘‘اب تمام آثار کو باب سے جوڑنے کے لئے تکلفات بعیدہ کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ادنی مناسبت سے انہیں ذکر کیا ہے، جیسے ’’باب تقضى الحائض المناسك كلها إلا الطواف ‘‘اس باب کے تحت بہت سے آثار ہیں لیکن اِن کا ذکر ادنی مناسبت سے ہے۔اسی طرح ’’باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره ‘‘اسی طرح ’’باب وضوء الرجل مع امرأته ‘‘اسی طرح ’’باب الصلاة في مسجد السوق ‘‘وغیرہ کے بعد جو آثار وروایات ہیں ان کا تذکرہ ادنی مناسبت سے ہے، ہر ایک کا من کل الوجوہ باب سے متعلق ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۲۲) الترجمة مطلقة والحديث مقيّد

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمہ مطلق ذکر کرتے ہیں اور حدیث مقید لاتے ہیں، جیسے ’’باب ليبزق عن يساره ‘‘یہ باب مطلق ہے جبکہ اس کے تحت جو حدیث ذکر کی ہے

اس میں ''فی الصلاۃ '' کی قید ہے۔اسی طرح ''باب إذا أقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ إلا المکتوبۃ '' یہ باب مطلق ہے جب کہ اس کے تحت جو روایت ذکر کی ہے وہ صلاۃِ فجر کے ساتھ مقید ہے۔

(۲۳) الترجمۃ مقید والحدیث مطلقۃ

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب مقید ذکر کرتے ہیں اور حدیث مطلق لاتے ہیں جیسے ''باب الصفرۃ والکدرۃ فی غیر أیام الحیض '' یہ باب ''فی غیر أیام الحیض '' کی قید کے ساتھ مقید ہے جبکہ روایت مطلق ہے:

كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا.

یعنی غیر ایام حیض میں زرد اور مٹیالا رنگ کا اعتبار نہیں ہے جبکہ ایام حیض میں یہ رنگ حیض شمار کئے جائیں گے۔

(۲۴) الاستدلال بالمجموع علی المجموع

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت کئی حدیثیں نقل کرتے ہیں لیکن ہر ہر حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہوتی، بلکہ کسی ایک روایت کی من کل الوجوہ مناسبت ہوتی ہے اور دیگر روایات کی مجموعہ سے مناسبت ہوتی ہے، جیسے ''باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''اس کے تحت چھ حدیثیں ذکر کی ہیں، اس میں صرف تیسری روایت کی کامل مناسبت ہے، بقیہ روایات میں مجموعہ کے ساتھ مناسبت ہے، یعنی جملہ روایات میں ''وحی '' کا تذکرہ ہے اگرچہ ''بدء '' کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح ''باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء ''اس کے تحت کئی آثار اور روایت ذکر کی ہیں، اب ہر ایک کی الگ الگ باب سے مناسبت نہیں ہے، بلکہ مجموعہ کی

مجموعہ سے ہے۔اسی طرح ’’**باب الحلواء والعسل**‘‘ کے تحت دوسری روایت کی کامل مناسبت نہیں ہے بلکہ مجموعہ کے ساتھ ہے۔

(۲۵) الترجمة بقوله: هل

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ’’**هل**‘‘ استفہامیہ کے ساتھ باب قائم کرتے ہیں جب روایت میں دونوں باتوں کا احتمال ہو، جیسے ’’**باب المتیمم هل یُنفخ فیها**‘‘ اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے:

فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

اب پھونک مارنے میں یہ بھی احتمال ہے کہ مٹی کے ساتھ کوئی تنکا وغیرہ لگ گیا ہوگا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفخ تیمّم کے سنت کے طور پر کیا ہو۔اسی طرح ’’**باب هل یقال مسجد بنی فلان**‘‘،’’**باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل**‘‘ کبھی امام بخاری رحمہ اللہ استفہام کے ساتھ باب قائم کرتے ہیں، پھر اس کے تحت روایات نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں، جیسے ’’**باب: هل یسافر بالجاریة قبل أن یستبرئها**‘‘ کبھی تفصیل کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ترجمہ استفہامیہ لاتے ہیں، جیسے:

بَابٌ: هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا، إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ.

اب ہاتھوں پر اگر کوئی ظاہری نجاست ہو تو اُسے دھوئے بغیر برتن میں ہاتھ دخل کرنا درست نہیں ہے ورنہ درست ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے دونوں قسم کی روایات ذکر کی ہیں، ایک میں ہاتھ دھونے کا ذکر ہے اور دوسری میں نہیں ہے:

۱ ...... **عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا**

اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ.

۲ ...... عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ.

(۲۶) زيادة "أو غيرها"

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں "أو غیرھا" کا لفظ بڑھا دیتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ حکم عام ہے، اس میں تخصیص کا وہم نہ ہو، جیسے "باب الفتیا وھو واقف علی ظھر الدابة أو غیرھا" امام بخاری رحمہ اللہ نے "أو غیرھا" کا لفظ بڑھا کر بتلا دیا کہ فتوی جانور پر کھڑے ہو کر دینا بھی درست ہے اور اس کے علاوہ کسی اور چیز پر بھی کھڑے ہو کر دیا جا سکتا ہے، اسی طرح "باب یفطر بما تیسر من الماء أو غیرہ" اور "باب الإھلال من البطحاء وغیرھا"

(۲۷) عدم الجزم لاختلاف العلماء

جب فقہائے کرام کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو امام بخاری رحمہ اللہ قطعی طور پر کوئی حکم نہیں لگاتے، جیسے "باب إذا صلی ثم أمّ قوما" "باب الوضوء من غیر حدث" "باب الصلاة علی الشھید"

مذکورہ تینوں باتوں میں فقہاء کا اختلاف ہے اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی حکم نہیں بیان فرمایا۔

(۲۸) عدم الذكر لأحد جزئي الترجمة إشارة إلى ما ورد

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب دو اجزاء پر قائم کرتے ہیں، ایک کے متعلق روایت ذکر کر دیتے ہیں اور دوسرے جز کے متعلق روایت کی طرف اشارہ کر دیتے

ہیں، شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اُسے ذکر نہیں کرتے، جیسے ''باب غسل المنی وفرکه'' اس کے تحت غَسل والی روایت ذکر کی ہے اور ''دلک'' والی روایت جو صحیح مسلم میں ہے اس کی طرف اشارہ کردیا۔ اسی طرح ''باب البول قائما وقاعدا'' قیام علی البول کی روایت ذکر کی ہے لیکن قعود کی روایت شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کی، البتہ ترجمہ میں اشارہ کردیا۔

(۲۹) عدم الذكر لأحد جزئى الترجمة إشارة إلى عدم الثبوت

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب دو اجزاء پر قائم کرتے ہیں اور ان میں سے ایک کے متعلق روایت ذکر کرتے ہیں کہ یہ ثابت ہے اور دوسرے کے متعلق ذکر نہیں کرتے اس لئے کہ وہ ثابت نہیں ہے، جیسے ''باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها'' اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ صلاۃ بعد الجمعہ کی روایت ذکر کی ہے لیکن قبل الجمعہ کی روایت ذکر نہیں کی، یہاں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود صلاۃ بعد الجمعہ کو ثابت کرنا ہے اور قبل الجمعہ کی نفی کرنی ہے۔ اسی طرح ''باب الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد'' اس کے تحت جو روایت ذکر کی ہے اس کا تعلق عیدگاہ کے ساتھ ہے، یعنی باب کے پہلے جز کو ثابت کرنا مقصود ہے اور دوسرے جز یعنی مسجد کی نفی مقصود ہے۔

(۳۰) يؤخذ مختار البخارى من الآثار

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات باب میں حکم بیان نہیں کرتے لیکن اس کے بعد جو آثار وروایات ذکر کرتے ہیں ان سے ان کے ہاں راجح قول کی تعیین ہوجاتی ہے، جیسے ''باب: فی کم تصلی المرأة فی الثیاب'' عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟ اس کے تحت امام عکرمہ رحمہ اللہ کا یہ اثر نقل کیا ہے:

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ لَأَجْزْتُهُ.

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں اگر ایک کپڑے سے بھی جسم اور سر ڈھک جائے تو کافی ہے، اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان سور کلب کی طہارت کا ہے، روایات وآثار سے یہی رجحان معلوم ہوتا ہے، دیکھئے اس باب کے تحت ''باب الماء الذی یغسل به شعر الإنسان'' اسی طرح ''باب أبوال الإبل والدواب والغنم'' امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی صریح حکم بیان نہیں کیا لیکن اس کے بعد حدیث العرنیین ذکر کی ہے جس سے ان کا رجحان طہارت کا معلوم ہوتا ہے۔

(۳۱) یقوی بالترجمة حدیثا لیس علی شرطه

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب میں ایسی روایت کا مفہوم ذکر کر کے اُسے تقویت دیتے ہیں جو ان کی شرط پر پوری نہیں اترتی لیکن اس روایت کا معنی ومفہوم درست ہوتا ہے، جیسے ''باب: کم بین الأذان والإقامة'' یعنی اذان اور اقامت کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے، حافظ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے:

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ اجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ. ❶

اسی طرح ''باب الصلاة فی النعال'' سے مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا حضرت شداد بن اوس کی اس روایت کی طرف اشارہ کرنا ہے، حافظ فرماتے ہیں:

قُلْتُ قَدْ رَوَى أَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ مَرْفُوعًا

❶ فتح الباری: ج ۲ ص ۱۰۶

خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ فَيَكُونُ اسْتِحْبَابُ ذَلِكَ مِنْ جِهَةِ قَصْدِ الْمُخَالَفَةِ الْمَذْكُورَةِ. ❶

اسی طرح ''باب الثياب البيض لكفن'' سفید کفن پہنانے سے متعلق روایت امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہے، اس لئے سنن کی درج ذیل روایت کی تقویت کے لئے باب قائم کیا:

وَكَأَنَّ الْمُصَنِّفَ لَمْ يُثْبِتْ عَلَى شَرْطِهِ الْحَدِيثَ الصَّرِيحَ فِي الْبَابِ وَهُوَ مَا رَوَاهُ أَصْحَابُ السّنَن من حَدِيث بن عَبَّاسٍ بِلَفْظِ الْبَسُوا ثِيَابَ الْبَيَاضِ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ صَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَخْرَجُوهُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ أَيْضًا. ❷

اسی طرح ''باب حمل الرجال الجنازة دون النساء'' امام بخاری رحمہ اللہ اس باب سے مسند ابو یعلی کی درج ذیل روایت کی طرف اشارہ کرکے تقویت ذکر کررہے ہیں:

وَلَعَلَّهُ أَشَارَ إِلَيْهِ وَهُوَ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةٍ فَرَأَى نِسْوَةً فَقَالَ أَتَحْمِلْنَهُ قُلْنَ لَا قَالَ أَتَدْفِنَّهُ قُلْنَ لَا قَالَ فَارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ. ❸

(۳۲) ترجمة غير متعلقة بالكتاب

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب ایسا قائم کرتے ہیں کہ اس کا کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا، اب مذکورہ کتاب کے ساتھ اس کا تعلق قائم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، جیسے ''باب الاغتسال إذا أسلم'' اس باب کا ''أبواب المساجد'' کے ساتھ

❶ فتح الباری: ج ۱ ص ۴۹۴ ❷ فتح الباری: ج ۳ ص ۱۳۵

❸ فتح الباری: ج ۳ ص ۱۸۲

کوئی تعلق نہیں ہے، مساجد کے ابواب کے تحت غسل کا تذکرہ فہم سے بعید ہے، اس لئے حافظ فرماتے ہیں اس باب کا احکام مساجد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے مگر بہت دور کا:

والاغتسال إذا أسلم لاتعلق لَهُ بِأَحْكَامِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا عَلَى بُعْدٍ وَهُوَ أَنْ يُقَالَ الْكَافِرُ جُنُبٌ غَالِبًا وَالْجُنُبُ مَمْنُوعٌ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ فَلَمَّا أَسْلَمَ لَمْ تَبْقَ ضَرُورَةٌ لِلُبْثِهِ فِي الْمَسْجِدِ جُنُبًا فَاغْتَسَلَ لتسوغ لَهُ الْإِقَامَة فِي الْمَسْجِد. ❶

دراصل بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ باب سے متعلق روایت ذکر کرتے ہیں، وہ روایت ایک اہم فائدے پر مشتمل ہوتی ہے، تو مصنف اس فائدے کے پیشِ نظر باب قائم کر لیتے ہیں اگر چہ سیاق وسباق کے ابواب کے ساتھ اس کی کوئی مناسبت نہیں ہوتی، لیکن اس اہم فائدے ونکتہ کی وجہ سے اس کے لئے مستقل ابواب کا انتظار نہیں کرتے، بلکہ انہیں ابواب کے درمیان اختصاراً مطلوبہ فائدے پر ترجمہ قائم کر لیتے ہیں، جیسے مذکورہ بالا باب میں۔ اسی طرح ’’**باب فضل صلاة الفجر والحديث**‘‘ اب فجر کے فضائل کی روایت کے تحت عشاء کے بعد گفتگو کی کوئی مناسبت نہیں ہے، یہاں ’’**الحديث**‘‘ سے متعلق ’’**الحديث بعد العشاء**‘‘ ہے، تو یہاں پر بھی فجر کے فضائل کے تحت روایت کے اہم فائدے پر تنبیہ کرنے کے لئے یہیں اس کا تذکرہ کر دیا:

قلتُ: وهذا مِنْ عادات المصنِّف رحمه اللّه تعالى أَنَّ الحديثَ إذا اشتمل على فائدةٍ، ويريد أَنْ يُنبِّه عليها، فإِنَّه يَذْكُرها في الترجمة وإِنْ لم يُناسِب سلسلة التراجم، أعنى به أَنَّ التَّراجِمَ إِذا تكون عندهُ مُسَلْسَلَة ثم تَبْدُو له فائدة في الأحاديث المستخرجة ويراها مهمة، فلا يَنْتَظر أَنْ يُبَوِّب

❶ فتح الباری: ج ۱ ص ۵۵۵

لھا بـابًا، مستقلا، ولکن یُفرِّغُ عنھا فی ذیول ھذہ التراجم، وأسمیه إنجازا فقوله: والحدیث، أی: الحدیث بعد العشاء وإنْ لم یُناسب ذکرہ ھھنا لأنَّه عَقَدَ الترجمةَ لفضلِ صلاۃ الفجر ولا مناسبة بینه وبین الحدیث بعد العشاء إلا أنَّه لمَّا کان مَذْکُورًا فی الحدیث المترجَم له ذکرہ إنجازًا. وقد اضطرب فی توجیھِهِ الشارحون، ولم یَأْتُوا بشیء. ❶

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب الفاظِ حدیث کے برخلاف قائم کرتے ہیں، اس سے مقصود اس روایت کے الفاظ کے اختلاف کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ روایت الفاظ کی تقدیم وتاخیر کے ساتھ یوں بھی مروی ہے، جیسے ''باب من أدرک من الصلاۃ رکعة'' اب اس کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت اِن الفاظ میں نقل کی ہے:

مَنْ أَدْرَکَ رَکْعَةً مِنَ الصَّلاۃِ، فَقَدْ أَدْرَکَ الصَّلاۃَ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''من الصلاۃ'' کی باب میں جو تقدیم ذکر کی ہے یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی نقل کردہ روایت کی طرف اشارہ ہے، جن میں الفاظ بعینہ اسی طرح ہیں:

ھَکَذَا تَرْجَمَ وَسَاقَ الْحَدِیثَ بِلَفْظِ مَنْ أَدْرَکَ رَکْعَةً مِنَ الصَّلاۃِ فَقَدْ أَدْرَکَ الصَّلاۃَ وَقَدْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَایَةِ عُبَیْدِ اللّٰہِ الْعُمَرِیِّ عَنِ الزُّھْرِیِّ وَأَحَالَ بِهِ عَلَی حَدِیثِ مَالِکٍ وَأَخْرَجَهُ الْبَیْھَقِیُّ وَغَیْرُہُ مِنَ الْوَجْهِ الَّذِی أَخْرَجَهُ مِنْهُ مُسْلِمٌ وَلَفْظُهُ کَلَفْظِ تَرْجَمَةِ ھَذَا الْبَابِ قَدَّمَ. ❷

(۳۴) التطابق بجزء الترجمة

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ جو روایت ذکر کرتے ہیں اس کی مکمل ترجمۃ الباب

❶ فیض الباری: باب فضل صلاۃ الفجر، ج۲ ص ۱۷۴

❷ فتح الباری: ج۲ ص۵۷

سے مناسبت نہیں ہوتی، بلکہ ترجمہ کے ایک جز کے ساتھ ہوتی ہے، جیسے ''باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ'' اس کے تحت مصنف نے ایک روایت یہ ذکر کی ہے:

وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا.

اب اس روایت میں صرف جماعت کا ذکر ہے لیکن فجر کی فضیلت کا ذکر نہیں ہے، تو یہاں باب کے جز کے ساتھ مناسبت ہے:

فَدلَّ ذَلِکَ على أَن فضل الصَّلَاة بِالْجَمَاعَة فِي الْفجْر، وَالَّذِي يفهم من هَذَا الحَدِيث أَعم من ذَلِک، فَكيف يكون التطابق؟ قلت: إِذا طابق جُزْء من الحَدِيث التَّرْجَمَة يَكْفِي، وَمثل هَذَا وَقع لَهُ كثيرا فِي هَذَا الْكتاب. ❶

اسی طرح ''باب تشبیک الأصابع فی المسجد وغیرہ'' اس کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے:

شَبَّکَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ.

اس روایت میں تشبیک کا ذکر ہے لیکن مسجد کا ذکر نہیں ہے، تو یہاں باب کے جز کے ساتھ مطابقت ہے۔ اسی طرح ''باب الأذان للمسافر إذا کانوا جماعۃ والإقامۃ'' یعنی سفر میں جب جماعت کے ساتھ نماز ہو تو اذان واقامت کہی جائے، اس باب کے تحت مصنف نے یہ روایت ذکر کی ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ المُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ حَتَّى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

❶ عمدۃ القاری: ج۵ ص۱۶۸

وَسَلَّمَ: إِنَّ شِدَّةَ الحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

اس حدیث میں اذان کا ذکر ہے لیکن اقامت کا ذکر نہیں ہے، تو یہاں پر بھی باب کے جز کے ساتھ مطابقت ہے۔

(۳۵) بتّ الحکم مع الاختلاف

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات اختلافی مسائل میں اپنی رائے کے مطابق دلیل کی قوت کی وجہ سے قطعی حکم بیان کرتے ہیں، جیسے ''باب وجوب صلاۃ الجماعۃ'' یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے وجوب کا قطعی حکم لگایا ہے:

هَكَذَا بَتَّ الْحُكْمَ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ وَكَأَنَّ ذَلِكَ لِقُوَّةِ دَلِيلِهَا عِنْدَهُ. ❶

اسی طرح ''باب التیمم للوجه والكفين'' صیغہ جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے:

وَأَتَى بِذَلِكَ بِصِيغَةِ الْجَزْمِ مَعَ شُهْرَةِ الْخِلَافِ فِيهِ لِقُوَّةِ دَلِيلِهِ. ❷

اسی طرح ''باب وقت الجمعۃ إذا زالت الشمس'' میں مخالف کی دلیل کے ضعف کی وجہ سے جمعہ کے وقت کا قطعی حکم بیان کیا:

إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ جَزَمَ بِهَذِهِ الْمَسْأَلَةِ مَعَ وُقُوعِ الْخِلَافِ فِيهَا لِضَعْفِ دَلِيلِ الْمُخَالِفِ عِنْدَهُ. ❸

اسی طرح ''باب التكبير على الجنازة أربعا'' میں موصوف نے قطعی حکم بیان کیا ہے کہ جنازہ میں چار تکبیرات ہوں گی۔

(۳۶) عدم الجزم للتوسع

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں قطعی حکم بیان نہیں کرتے توسع کی وجہ

❶ فتح الباری: ج۲ ص ۱۲۵ ❷ فتح الباری: ج ۱ ص ۴۴۴

❸ فتح الباری: ج۲ ص ۳۸۷

سے، باب کے تحت مختلف قسم کی روایات ذکر کرتے ہیں، اس میں اشارہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک حکم جائز ہے، جیسے ''باب ما یقول بعد التکبیر ''اس میں اشارہ ہے کہ تکبیر کے بعد مختلف دعائیں روایات میں آئی ہیں ان میں سے ہر ایک جائز ہے، اسی طرح ''باب ما یقول إذا سمع المنادی ''اس کے تحت یہ دونوں روایات ذکر کی ہیں:

۱ ...... أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ.

لَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.

معلوم ہوا کہ دونوں عمل جائز ہیں، اسی طرح ''باب ما جاء فی الوتر ''ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا، اور فصل و وصل سے متعلق دونوں قسم کی روایات ذکر کی ہیں۔

(۳۷) الإشارة إلى حديث آخر لهذا الصحابى

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کے تحت صحابی کی جو روایت ذکر کرتے ہیں اس کی باب سے مناسبت نہیں ہوتی، یہ اشارہ ہوتا ہے کہ صحابی کی اس روایت کی تو باب سے مناسبت نہیں ہے البتہ اسی صحابی کی دوسری روایت جو امام بخاری رحمہ اللہ کی شرائط پر نہیں ہے لیکن اس میں ایک نئے فائدے کا ذکر ہوتا ہے، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ اس کی طرف باب میں اشارہ کرتے ہیں، مصنف یہ اسلوب تشحیذ اذہان کے لئے اختیار کرتے ہیں، جیسے ''باب طول القیام فی صلاۃ اللیل ''اس کے تحت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

اب اس روایت میں مسواک کا ذکر ہے جبکہ باب میں ''طولِ قیام'' کا ذکر ہے، تو یہ اشارہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی سے دوسری روایت ہے، جس میں طولِ قیام کا ذکر ہے، وہ روایت یہ ہے:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ، فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ، فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ. ❶

گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس صحابی کی دوسری روایت کی طرف دیکھتے ہوئے ترجمہ قائم کیا:

وَقَالَ الْبَدْرُ بْنُ جَمَاعَةَ يَظْهَرُ لِي أَنَّ الْبُخَارِيَّ أَرَادَ بِهَذَا الْحَدِيثِ اسْتِحْضَارَ حَدِيثِ حُذَيْفَةَ الَّذِي أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ يَعْنِي الْمُشَارَ إِلَيْهِ قَرِيبًا قَالَ وَإِنَّمَا لَمْ يُخْرِجْهُ لِكَوْنِهِ عَلَى غَيْرِ شَرْطِهِ فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أَشَارَ إِلَى أَنَّ اللَّيْلَةَ وَاحِدَةٌ أَوْ نَبَّهَ بِأَحَدِ حَدِيثَيْ حُذَيْفَةَ عَلَى الْآخَرِ. ❷

(۳۸) الاستدلال بالعموم

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب میں عموم سے استدلال کرتے ہیں، جیسے ''باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات کلها فی الحضر والسفر وما یجهر فیها وما یخافت'' اس باب پر استدلال اس روایت سے کیا:

---

❶ صحیح مسلم: باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل، رقم الحدیث: ۷۷۲ ❷ فتح الباری: ج۳ ص ۲۰

لَا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ.

روایت عام ہے، اس میں کسی نماز یا مصلین کی کوئی قید نہیں ہے، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے قراءت کے وجوب کا حکم امام ومقتدی، سفر وحضر، جہری اور سری تمام صورتوں میں لگایا۔

اسی طرح ''باب التشهد في الآخرة '' میں روایت کے عموم سے استدلال کیا، مندرجہ ذیل حدیث میں قعدہ اخیرہ کا ذکر نہیں ہے:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ اَلسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.

اسی طرح ''باب التيمن في دخول المسجد '' میں استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل روایت سے کیا، اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں حتی الامکان دائیں جانب کو پسند کرتے تھے، اب ان امور میں دخولِ مسجد بھی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ.

(۳۹) إثبات الأبواب العديدة بحديث واحد

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات متعدد ابواب قائم کرتے ہیں اور ہر باب کے تحت حدیث ذکر نہیں کرتے، بلکہ آخر میں ایک حدیث لاتے ہیں، جس کا تعلق گزشتہ تمام ابواب سے ہوتا ہے، مصنف ایسا تشحیذ اذہان کے لئے کرتے ہیں، جیسے ''باب الرياء في

الصدقة ''پھر ''**باب لا يقبل الله صدقة من غلول** ''پھر ''**باب الصدقة من كسب طيب** ''ان تینوں ابواب کے بعد یہ درج ذیل روایت نقل کی ہے جس کی تینوں کے ساتھ مناسبت ہے:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ''**باب صدقة العلانية** ''پھر دوسرا باب قائم کیا ''**باب صدقة السر** ''پھر تیسرا قائم کیا ''**باب إذا تصدق على غنى وهو لا يعلم** ''ان تینوں کے بعد ایک روایت ذکر کی جس کا تعلق تینوں سے ہے۔

(۴۰) إثبات الترجمة بالنظير والقياس

بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ نظیر وقیاس کے ذریعے ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں، جیسے ''**باب القسمة وتعليق القنو في المسجد** ''اس باب کے تحت ''**تعليق القنو** '' سے متعلق کوئی روایت نہیں ہے، بلکہ بحرین سے جو مالِ غنیمت آیا تھا اسے مسجد میں پھیلایا گیا، ضرورت مند حضرات آتے گئے اور اپنا حصہ لیتے گئے، اسی طرح خوشے کو جو مسجد میں لٹکایا جاتا وہ بھی اس لئے کہ ضرورت مند آئیں اور لیں۔ گویا تعلیق القنو کو مسجد میں پھیلائے ہوئے مال پر قیاس کیا، وجہ تشبیہ دونوں میں محتاج افراد کا مال لینا ہے۔ اسی طرح ''**باب فضل صلاة الفجر في جماعة** ''اس کے تحت ایک روایت یہ ذکر کی:

أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ، فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ.

اس میں فجر کی نماز کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ روایت کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ

عشاء کی نماز ہے، اب روایت اور باب میں مناسبت اس طور پر ہے کہ روایت میں جو جتنا دور سے چل کر آئے گا اس کا اجر وثواب اتنا زیادہ ہوگا، تو زیادتی اجر کا سبب مشقت ہے، اب پیدل چلنے میں مشقت زیادہ ہے تو اجر زیادہ ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے فجر کی نماز کے لئے آنا یہ نفس پر بہت گراں ہے، اس میں مشقت زیادہ ہے اس لئے اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا۔ اسی طرح ''باب تفریق الغسل والوضوء'' اس باب کے تحت یہ روایت ذکر کی ہے:

قَالَتْ مَيْمُونَةُ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثَلاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ، فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ.

اس حدیث میں تفریقِ غسل کا ذکر ہے لیکن اعضاءِ وضو میں تفریق کا ذکر نہیں ہے، یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے وضو کو غسل پر قیاس کیا۔

(۴۱) الإشارة إلى مبدأ الحكم

امام بخاری رحمہ اللہ اکثر کتاب کے شروع میں وہ تراجم قائم کرتے ہیں جو اس کتاب کی ابتداء پر دلالت کرتے ہیں، جیسے ''کتاب الصلاة'' کے بعد سب سے پہلا باب ''باب کیف فرضت الصلاة فی الإسراء'' کا قائم کیا، اسی طرح ''کتاب الوضوء'' کے تحت سب سے پہلا باب ''باب ما جاء فی الوضوء'' اس میں اولاً یہ آیت ذکر کی:

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

اس آیت سے وضو کی ابتداء پر استدلال ہے۔ اسی طرح ''کتاب الصوم'' کے تحت

پہلا باب ''باب وجوب صوم رمضان'' اوراس کے تحت یہ آیت ذکر کی:

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَی: یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ.

اسی طرح ''کتاب الحج'' کے تحت پہلا باب ''باب وجوب الحج'' اوراس کے تحت یہ آیت ذکر کی:

وَقَوْلِ اللّٰہِ: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْہِ سَبِیلًا، وَمَنْ کَفَرَ فَإِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِینَ.

اسی طرح ''کتاب التیمم'' کے تحت یہ آیت ذکر کی:

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالَی: فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَیَمَّمُوا صَعِیدًا طَیِّبًا، فَامْسَحُوا بِوُجُوھِکُمْ وَأَیْدِیکُمْ مِنْہُ.

اوراس کے تحت وہ حدیث ذکر کی جس میں تیمّم کے نزولِ حکم کا ذکر ہے۔ گویا مصنف ہر کتاب کے شروع میں وہ ابواب اور آیات ذکر کرتے ہیں جو اس حکم کے آغاز پر دلالت کرتے ہیں۔

(۴۲) بعض التراجم تفصیل لما أجمل أولًا

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات پہلے اجمالی باب قائم کرتے ہیں جس میں تمام اہم باتوں کا ذکر آجاتا ہے، اس کے بعد تفصیلی ابواب قائم کرتے ہیں، جیسے

بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِی الصَّلَوَاتِ کُلِّھَا، فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا یُجْھَرُ فِیھَا وَمَا یُخَافَتُ.

اس اجمالی باب کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے درج ذیل تفصیلی ابواب قائم کئے:

۱ ...... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الظُّھْرِ

۲...... **بَابُ القِرَاءَ ةِ فِی العَصْرِ**

۳...... **بَابُ القِرَاءَ ةِ فِی المَغْرِبِ**

۴...... **بَابُ الجَهْرِ فِی المَغْرِبِ**

۵...... **بَابُ الجَهْرِ فِی العِشَاءِ**

۶...... **بَابُ الجَهْرِ بِقِرَاءَ ةِ صَلَاةِ الفَجْرِ.**

(۴۳) ذکر الأضداد

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات کتاب کے تحت اس کے متعارض ابواب بھی قائم کرتے ہیں تا کہ شے کی ضد کی وجہ سے اس کی کامل معرفت ہو جائے، جیسے ''**كتاب الإيمان**'' کے تحت ''**أبواب الكفر والنفاق**''

(۴۴) التراجم المستقلة على أجزاء الحديث الواحد

جب کسی ایک حدیث میں مختلف اوامر یا مختلف نواہی ہوں تو امام بخاری رحمہ اللہ اُن میں سے ہر ایک پر مستقل باب قائم کرتے ہیں اُن کی اہمیت کے پیشِ نظر، جیسے یہ حدیث:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ، وَشَقَّ الجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ.

اس روایت پر امام بخاری رحمہ اللہ درج ذیل ابواب قائم کیے:

۱...... **باب ليس منا من شق الجيوب**

۲...... **باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة**

۳...... **باب ليس منا من ضرب الخدود**

۴...... **باب ما ينهى من الويل ودعوى الجاهلية عند المصيبة**

اسی طرح درج ذیل روایت کے ہر ہر جز پر بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے مستقل ابواب قائم کیے:

كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ.

(۴۵) الترجمة المبهمة لتعارض الأدلة

امام بخاری رحمہ اللہ کبھی ادلہ کے تعارض کی وجہ سے ترجمہ مبہم قائم کرتے ہیں، جیسے ''باب ما جاء في قاتل النفس ''بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا، دیگر قوی دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، تعارضِ ادلہ کی وجہ سے مصنف نے باب مبہم رکھا۔

(۴۶) الإشارة إلى عموم الحكم

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ عموم حکم کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ حکم صاحبِ واقعہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ سب کے لئے ہے، جیسے ''باب من برک علی رکبتیه عند الإمام أو المحدث ''ہر حدیث پڑھنے والے طالب کے لئے بہتر ہے کہ شیخ کے سامنے دوزانو بیٹھے۔

(۴۷) بيان مذهب المختار

کبھی امام بخاری رحمہ اللہ مذہب مختار کو بیان کرنے کے لئے صریح الفاظ میں عنوان قائم کرتے ہیں، جیسے ''باب من لم يتوضأ إلا من الغشي المثقل ''اسی طرح ''باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر ''

(۴۸) إيضاح المشكل دون الجلي

امام بخاری رحمہ اللہ کبھی رفعِ اشکال کے لئے ترجمہ قائم کرتے ہیں، جیسے ''باب ترک الحائض الصوم ''حائضہ عورت کے لئے ترکِ صلاۃ اور صوم دونوں کا حکم ہے،

ترکِ صلاۃ واضح ہے اس لئے کہ صحتِ صلاۃ کے لئے طہارت شرط ہے اور حائضہ طاہر نہیں ہے، البتہ صوم کے لئے طہارت شرط نہیں ہے، پس اس کا ترک کرنا امرِ تعبدی ہے اس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں، اس لئے اس کی صراحت کی ضرورت تھی برخلاف نماز کے:

قَالَ ابنُ رَشِيدٍ وَغَيُرُهُ جَرَى الْبُخَارِيُّ عَلَى عَادَتِهِ فِي إِيضَاحِ الْمُشْكِلِ دُونَ الْجَلِيِّ وَذٰلِكَ أَنَّ تَرُكَهَا الصَّلَاةَ وَاضِحٌ مِنُ أَجُلِ أَنَّ الطَّهَارَةَ مُشْتَرَطَةٌ فِي صِحَّةِ الصَّلَاةِ وَهِيَ غير طَاهِرٍ وَأَمَّا الصَّوُمُ فَلَا يُشْتَرَطُ لَهُ الطَّهَارَةُ فَكَانَ تَرُكُهَا لَهُ تَعَبُّدًا مَحُضًا فَاحُتَاجَ إِلَى التَّنُصِيصِ عَلَيُهِ بِخَلَافِ الصَّلَاةِ. ❶

(۴۹) ربما جواز العمل إذا كان الترجمة شرطية

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمہ شرطیہ قائم کرتے ہیں اور اس کے بعد صحابی یا تابعی کا اثر ذکر کرکے اس کا جواز بتلاتے ہیں، جیسے ''باب إذا أقرضه إلى أجل مسمى'' اس کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اثر نقل کیا:

قَالَ ابُنُ عُمَرَ فِي الْقَرُضِ إِلَى أَجَلٍ: لَا بَأُسَ بِهِ، وَإِنُ أُعُطِيَ أَفُضَلَ مِنُ دَرَاهِمِهِ، مَا لَمُ يَشُتَرِطُ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر سے استدلال کرکے اس کے جواز کو بیان کررہے ہیں:

وَكَأَنَّ الْبُخَارِيَّ احُتَجَّ لِلُجَوَازِ فِي الْقَرُضِ بِالُجَوَازِ فِي الْبَيُعِ مَعَ مَا استظهر بِهِ من أثر ابن عمر. ❷

(۵۰) الترجمة بمفهوم الحديث إشارة إلى أنه لم يجد على شرطي

امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب حدیث کے مفہوم پر قائم کرتے ہیں اور

❶فتح الباری: ج ۱ ص ۴۰۵ ❷فتح الباری: ج۵ ص ۶۶

اس باب کے تحت آیت یا اثر ذکر کرتے ہیں، لیکن حدیث کو شرائط پر نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے، یعنی حدیث کی طرف باب میں اشارہ کر دیتے ہیں، البتہ شرائط پر نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے، جیسے ''باب فضل العلم'' کے تحت یہ دو آیات ذکر کی ہیں، حدیث ذکر نہیں کی:

وَقَولِ اللَّهِ تَعَالَى :يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ. وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا.

اسی طرح ''باب صدقة العلانية'' کے تحت صرف یہ آیت ذکر کی ہے:

وَقَوْلِهِ:الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً.

اسی طرح ''باب صدقة الكسب والتجارة'' کے تحت صرف یہ آیت ذکر کی ہے:

لِقَوْلِهِ تَعَالَى :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ، وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ.

اسی طرح ''باب زكاة البقر'' اور ''باب العدل بين النساء'' ان کے تحت بھی صرف آیات ذکر کی ہیں۔

صحیح بخاری پر لکھی گئی شروحات کی تعداد

صحیح بخاری پر چوتھی صدی ہجری سے شروحات وتعلیقات لکھنے کا آغاز ہوا، سب سے پہلی شرح علامہ خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) نے ''أعلام السنن'' لکھی، اس شرح کے متعلق حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وهو شرح لطيف فيه نكت لطيفة ولطائف شريفة وسماه أعلام السنن. (۱)

(۱) كشف الظنون: ج۲ ص ۴۳۰

موصوف نے ابوداود کی معروف شرح ''معالم السنن'' بھی لکھی ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے صحیح بخاری پر لکھی گئی ۸۲ شروح وحواشی کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

شیخ محمد عصام عرار الحسینی نے بخاری پر لکھی گئی ۳۷۵ شروح وحواشی کا تفصیلاً ذکر کیا ہے، کتاب کا نام ہے ''إتحاف القاری بمعرفة جهود وأعمال العلماء على صحيح البخاری'' یہ کتاب شروحِ بخاری پر سب سے مفصل کتاب ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے ''لامع الدراری'' کے مقدمہ میں ''الفصل الرابع'' کے تحت ترتیب کے ساتھ ۱۳۲ شروح وحواشی کا ذکر کیا ہے، بخاری کی چار اہم شروح پر بھی جامع گفتگو کی ہے:

۱......فتح الباری ۲......عمدۃ القاری ۳......ارشاد الساری ۴......الکواکب الدراری

دیکھئے تفصیلاً: ❷

محترمہ غزالہ حامد نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے ۱۹۶۶ء میں ہندوستان میں ایک مقالہ لکھا جو ''شروحِ بخاری'' کے نام سے طبع ہے، اس میں ۲۰۰ سے زائد شروح وحواشی کا ذکر ہے، اس میں مطبوعہ شروحات کا بھی ذکر ہے اور مخطوطات کا بھی تذکرہ ہے۔

حضرت مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ نے ۹۹ شروح وحواشی کا ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❸

صحیح بخاری کا وہ نسخہ جو مکتبہ بشری سے طبع ہے اس کے مقدمے میں ۳۷ شروح وحواشی کا ذکر ہے۔

حنفی علماء میں علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) نے ''شرح البخاری'' کے نام سے مختصر شرح لکھی ہے۔

---

❶ کشف الظنون: الجامع الصحیح، ج ۲ ص ۴۲۷ تا ۴۳۸ ❷ لامع الدراری: الفصل الرابع، ص ۱۲۶ تا ۱۵۱ ❸ شیوخ بخاری: ص ۸۸ تا ۹۳

امام نجم الدین عمر بن نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) نے ''النجاح'' کے نام سے حدیث کی روشنی میں حنفی مسائل کی وضاحت کی ہے۔

علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) نے ''التلویح'' کے نام سے مبسوط شرح لکھی اس میں تعلیقات اور مشکل الفاظ پر بحث ہے۔ (1)

صحیح بخاری کی مطبوعہ عربی شروحات

''شروح'' شرح کی جمع ہے، شرح کہتے ہیں کسی بات کی وضاحت اور تشریح کرنا، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہایت فصاحت اور بلاغت ہے اس لئے ہر دور میں محدثین نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ آپ کے کلام مبارک کی عمدہ انداز میں توضیح اور تشریح کی جائے، چوتھی صدی ہجری سے لے کر اب تک شرح حدیث پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، قرآن کریم کے بعد جس کتاب کی سب سے زیادہ خدمت اہلِ علم نے کی ہے وہ صحیح بخاری ہے، اس کتاب پر لکھی گئی شروح، حواشی اور تعلیقات کی تعداد سینکڑوں میں ہے، ان میں سے اکثر غیر مطبوعہ ہیں، راقم نے مطبوعہ عربی شروح کا سن ہجری کی ترتیب کے ساتھ مختصر تعارف ذکر کیا ہے۔

۱ ...... شرح صحیح البخاری لابن بطال

امام ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک المعروف علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۹ھ) نے اس شرح میں یہ انداز اختیار کیا ہے کہ حدیث کی عام فہم انداز میں مختصر تشریح کی، اس میں فنی اور علمی مباحث کم ہیں، البتہ متعارض فیہ روایات کے درمیان تطبیق، غریب الفاظ کی تشریح اور حدیث کی عمدہ وضاحت اس میں ہے، انہوں نے تراجم ابواب پر مختصر

(1) کشف الظنون: ج ۲ ص ۴۳۰، ۴۳۱

بحث کی ہے، معانی حدیث کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ اس شرح میں عموماً ہر کتاب کے شروع میں فقہاء کے مذاہب ذکر کئے ہیں، اور ائمہ تابعین کی آراء واقوال بھی ذکر کئے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال زیادہ تر ''مدونة الکبری'' سے نقل کرتے ہیں، فقہ مالکی کی طرف رجحان نمایاں ہے، بعد کے جملہ شارحین نے اس سے استفادہ کیا ہے، ان کی مطبوعہ تصنیفات میں یہی ایک کتاب ہے۔

یہ شرح ۱۰ جلدوں میں ابوتمیم یاسر بن ابراہیم کی تحقیق سے ۱۴۲۳ھ میں مکتبۃ الرشد سے طبع ہوئی ہے۔

۲...... فتح الباری لابن رجب

علامہ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب المعروف علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) موصوف مسلک کے اعتبار سے حنبلی ہیں، ان کی مطبوعہ کتابوں میں معروف کتب درج ذیل ہیں ''**ذیل طبقات الحنابلة، شرح علل الترمذی، جامع العلوم والحکم، تفسیر ابن رجب، القواعد لابن رجب، لطائف المعارف، أهوال القبور، أسباب المغفرة**''

اس شرح میں بخاری کی ہر ہر حدیث کی تشریح نہیں ہے بلکہ بعض بعض روایات کی ہے، موصوف غریب الفاظ کے معانی ذکر کرتے ہیں، کہیں کہیں حدیث کے طرق بھی ذکر کرتے ہیں، مشہور مسائل میں ائمہ اربعہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں، اس میں تراجم ابواب اور حل کتاب نہیں ہے، البتہ جا بجا موضوع اور غیر مستند روایات کی نشاندہی خوب ہے، جیسے ''**کتاب الأذان، باب بدء الأذان**'' کے تحت شروع میں یہ روایت ''**عن ابن عباس قال: الأذان نزل علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مع فرض الصلاة**'' اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں ''**هذا إسناد ساقط لا یصح**'' (ج۵ ص۱۷۸)

اس طرح یہ روایت:

عن سالم عن أبيه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لما أسرى به إلى السماء أوحى اللّٰه إليه الأذان، فنزل به فعلمه جبرئيل.

اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں ”**وهو موضوع بهذا الإسناد بغير شك وطلحة هذا كذاب مشهور**“ (ج۵ص۱۷۹)

اس طرح یہ روایت ”**لا ينبغي أن يلقى الشعر إلا وهو طاهر**“

اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں ”**هذا منكر جدا بل الظاهر أنه موضوع**“ (ج۱ص۳۴۶)

اسی طرح یہ روایت:

فهو أول من جمع مصعب بن عمير، حتى قدم رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المدينة، فجمع عند الزوال من الظهر، وأظهر ذلك.

وهذا إسنادٌ موضوعٌ، والباهلي هو غلام خليلٍ، كذاب مشهور بالكذب. (ج۸ ص۶۵)

اگر کوئی صاحب علم وتحقیق اس شرح سے موضوع اور غیر مستند روایات کو یکجا کر کے مقالہ لکھ دے تو یہ ایک مفید کام ہوگا۔ یہ شرح ”**كتاب السهو**“ تک ہے، یعنی اس شرح میں ایمان، علم، طہارت اور صلوۃ کی مختصر تشریح ہے، اس سے آگے کے ابواب کی شرح نہیں ہے۔ اس کتاب کے محققین نے شرح پر کوئی علمی کام نہیں کیا، ساری توجہ نسخوں کی عبارت پر دی ہے۔ یہ شرح آٹھ اہل علم کی تحقیق کے ساتھ ۹ جلدوں میں مکتبۃ الغرباء الاثریہ سے ۱۴۱۷ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۳...... التوضيح لشرح الجامع الصحيح

علامہ سراج الدین عمر بن علی بن احمد المعروف علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی

۸۰۴ھ) موصوف کی تصنیفات میں معروف ''البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعة فی الشرح الکبیر'' ہے،اس کتاب کی تلخیص حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر'' کے نام سے کی۔ مصنف نے اپنی اس شرح کا آغاز ۷۶۳ھ میں کیا اور اس کی تکمیل ۷۸۵ھ میں ہوئی،تقریباً ۲۲ سال کی عرصے میں یہ شرح مکمل ہوئی۔شرح کے آغاز میں ایک مفید مقدمہ ہے،مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے اس شرح میں سند کے دقائق ولطائف،مشکل تراجم کا ضبط،جن رواۃ کی کنیتوں کا ذکر ہے اُن کے اسماء ذکر کئے ہیں اور جن کے اسماء ہیں اُن کی کنیتوں اور القابات کا ذکر کیا ہے، رواۃ کے مختصر حالات، معلق روایات کی اسناد، مبہمات کی وضاحت، استنباطِ مسائل، تراجم ابواب کی وضاحت، ناسخ منسوخ کی تعیین اور مذاہب کا تذکرہ کیا ہے۔(ج۲ص۹،۱۰)

مصنف نے ۹۵ صفحات پر مقدمہ لکھا ہے، جس میں سببِ تالیف، صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد، امام بخاری رحمہ اللہ کے حالات، صحیح کے رجال، متابع اور شواہد کی وضاحت، اصول حدیث کے بعض قواعد بھی ذکر کئے ہیں۔اس مقدمہ میں ۲۳ فصلیں ہیں۔ مصنف کا انداز یہ ہے کہ غریب الفاظ کی وضاحت، معلق روایات کی اسناد، مختصر تشریح، اور فقہاء کے مذاہب ذکر کرتے ہیں۔اس شرح میں ہر ہر حدیث کی توضیح نہیں ہے، ابتدائی حصے میں قدرے تفصیل ہے جبکہ بعد کے حصے میں شارح کا کلام نہایت مختصر ہے۔شرحِ حدیث سے زیادہ فقہی مباحث پر زور دیا ہے۔علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اعتمد فیه علی شرح شیخ مغلطائی والقطب وزاد فیه قلیلا'' ❶

اس شرح کے شروع میں محقق کا نہایت علمی وتحقیقی مقدمہ ہے جو ۴۳۸ صفحات پر محیط

---

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴۱

ہے۔اس میں تفصیل کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کے حالات اور صحیح بخاری پر گفتگو کی ہے، نیز علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ کے بھی تفصیلی حالات وتصنیفات کا ذکر کیا ہے، اس میں موصوف کی ۹۱ تصنیفات کا ذکر ہے۔تعلیق وتحقیق سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ شرح ۳٦ جلدوں میں دار النور دمشق سوریا سے ۱۴۲۹ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۴...... فتح الباری لابن حجر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) حافظ کو اللہ تعالی نے علم حدیث اور رجال میں تبحر کا درجہ دیا تھا، حدیث میں ان کا پایہ اتنا مسلّم ہے کہ حافظ ان کے نام کا جزء بن چکا ہے، حافظ نے بخاری کی یہ شرح لکھ کرامت پر جو قرض تھا وہ ادا کر دیا، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) نے ’’مقدمة ابن خلدون ص ۳۳۸‘‘ پر کہا تھا کہ بخاری کی شرح امت پر قرض ہے، لیکن جب ’’فتح الباری‘‘ پوری ہوگئی تو علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ میرے استاد نے یہ شرح لکھ کر الحمد للہ بخاری کا حق ادا کر دیا۔ حافظ کی دو کتابیں ’’فتح الباری‘‘ اور ’’التلخيص الحبير‘‘ میں اگر کوئی روایت ہو اور اس پر کلام نہ ہو تو بعض محدثین کے ہاں یہ روایت حافظ کے نزدیک کم از کم حسن درجہ کی ضرور ہوتی ہے، اس لئے کہ اگر روایت پر کلام ہوتا تو حافظ ان دونوں کتابوں میں ضرور کرتے، اس لئے کہ انہوں نے ان دو کتابوں میں اس کا التزام کیا ہے۔ تو اندازہ کریں کہ جس کا سکوت دلیل ہے تو اس کا کلام کیوں دلیل نہیں ہوگا:

ما ذكره الحافظ من الأحاديث الزائدة فى فتح البارى وسكت عنه فهو صحيح أو حسن عنده كما سرح به فى مقدمته...... وفيه دليل على أن سكوت الحافظ فى الفتح عن حديث حجة ودليل على صحته أو حسنه، قلت: وكذا سكوت الحافظ عن حديث فى التلخيص الحبير دليل على

صحته أو حسنه. ❶

حافظ کو علامہ عراقی رحمہ اللہ کی صحبت ملی تھی، علامہ عراقی رحمہ اللہ کا انتقال ۸۰۶ھ میں ہوا، ان کی اور دیگر محدثین کی صحبت سے اللہ تعالی نے حافظ کو علم حدیث میں خوب دسترس دی۔ حافظ کی تصانیف کی وہ فہرست جو ان کے شاگرد علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے اپنی کتاب میں جمع کی وہ تقریباً ۲۷۳ بنتی ہے، علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے استاد کے حالات پر ایک جامع کتاب ''الجواهر والدرر فی ترجمة شیخ الإسلام ابن حجر'' لکھی، یہ کتاب تین جلدوں میں ہے، اس کتاب کا پانچواں باب حافظ کی تصنیفات سے متعلق ہے، جس میں حافظ کے چھوٹے بڑے تمام رسائل اور تصنیفات کا ذکر ہے، حافظ کے حالات پر اس سے مدلل اور جامع کتاب نہیں ہے، چونکہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے حافظ کو بہت قریب سے دیکھا اور جب تک حافظ زندہ رہے اس وقت تک انہوں نے خوب استفادہ کیا، اور اپنے اس کبار استاد کے ساتھ تلمذ کو فخریہ انداز میں بیان کرتے تھے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے حافظ کے اساتذہ، تلامذہ کے حالات، حافظ کا بچپن اور جوانی، حافظ کی شخصیت اور تصنیفات کے متعلق اہل علم کی آراء، ان کی کتابوں کی قبولیت اور ان کی تصانیف کا تعارف اور ان کے انتقال پر اہل علم کے اشعار اور مرثیہ نقل کئے ہیں، الغرض کہ حافظ کے متعلق ہر اہم بات کو ذکر کیا ہے۔ بہر حال حافظ نے یہ شرح بڑی محنت اور لگن کے ساتھ لکھی۔ یہ صحیح بخاری کی سب سے مشہور، متداول اور قابل اعتماد شرح ہے، اس کتاب کا مقدمہ شرح سے پہلے لکھا گیا، مقدمہ کا نام ''هدی الساری'' ہے۔ ۸۱۷ھ سے شرح کی ابتداء ہوئی اور ۸۴۲ھ میں تکمیل ہوئی۔ شرح کی تالیف کا طریقہ یہ تھا کہ جب شرح کا معتد بہ حصہ ہو جاتا تو اس کو محدثین کی ایک جماعت نقل کرتی، پھر ہفتہ میں ایک دن اس پر مباحثہ

❶ قواعد فی علوم الحدیث: الفصل الثانی، ص ۸۹، ۹۰

ہوتا، علامہ ابن خضر پڑھتے اور باقی لوگ اپنے اعتراضات پیش کرتے، حافظ جواب دیتے، اس طرح پچیس سال کی محنتِ شاقہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ❶

اس شرح کے منظر عام پر آنے کے بعد اس کو ''**لا هجرة بعد الفتح**'' کا اعزاز بخشا گیا یعنی معانی حدیث سمجھنے کے لئے فتح الباری کے بعد ہجرت کی ضرورت نہیں ہے۔

جب یہ شرح مکمل ہوئی تو انہوں نے بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور ارد گرد کے بڑے کبار علماء کو جمع کیا، دو شعبان ۸۴۲ھ بروز ہفتہ اس دعوت کا اہتمام ہوا اور اس دعوت میں یہ کتاب ۳۰۰ دینار میں فروخت کی گئی:

ولما تم عمل مصنفه وليمة عظيمة، لم يتخلف عنها من وجوه المسلمين إلا نادرا بالمكان المسماة: بالتاج والسبع وجوه في يوم السبت ثاني شعبان سنة ۸۴۲ اثنتين وأربعين وثمانمائة وكان المصروف في الوليمة المذكورة نحو خمسمائة دينار، فطلبه ملوك الأطراف بالاستكتاب، واشترى بنحو ثلثمائة دينار وانتشر في الآفاق. ❷

علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شرح مکمل ہوئی تو میرے شیخ قاری کے ساتھ کرسی پر بیٹھے، اس دن دعوت میں علماء، قضاۃ، رؤساء، فضلاء اور اہل علم کی اتنی بڑی جماعت تھی جس کی تعداد اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے مشہور علماء کے نام بھی ذکر کئے ہیں:

وجلس شيخنا المصنف مع القارى على الكرسي، وكان يوما مشهودا لم يعهد أهل العصر مثله بمحضر من العلماء والقضاة والرؤساء والفضلاء وغيرهم ممن لا يحصيهم الله إلا الله عز وجل. ❸

---

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴۱ ❷ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴۱

❸ الجواهر والدرر: الباب الخامس، ج ۲ ص ۷۰۳

اس دعوت کا منظر علامہ سخاوی کی زبانی سنئے:

وكان المصروف في الوليمة المذكورة نحو خمسمائة دينار، ولم يترك مِنْ أنواع المآكل والمشارب والفواكه والحلوى وما أشبه ذلك شيءٌ، فكان شيئًا عجبًا. ❶

علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے اس بات کی صراحت کی ہے بخاری کی اس طرح شرح نہیں لکھی گئی، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ اگر یہ شرح دیکھ لیتے تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں:

وصرح كثيرٌ مِنَ العلماء أنه لم يشرح البخاري بنظيره،ولو تأخر ابن خلدون حتى رآه أو بعضهَ، لقرَّ عينًا، حيث يقول وهو متأخر عن شرحي الكرماني وابن الملقن، وإن لم يسلِّم قوله :شرح البخاري دَيْنٌ على هذه الأمة. ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس شرح میں حدیث کی فنی حیثیت اور رجال پر گفتگو کرتے ہیں، روایت کے طرق، شواہد اور متابع نقل کرتے ہیں، رواۃ پر گفتگو کرتے ہیں، مشکل الفاظ کا تلفظ بتلاتے ہیں، حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ذکر کرتے ہیں، مکرر روایات کی نشاندہی کرتے ہیں، متعارض فیہ روایات میں تطبیق بیان کرتے ہیں، معلق روایات کی اسناد ذکر کرتے ہیں، (حافظ نے اس پر مستقل ایک کتاب ''**تغليق التعليق** '' کے نام سے لکھی ہے)۔

استنباط مسائل اور فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہیں، مبہم روایات کی تفصیل کرتے

---

❶ الجواهر والدرر: الباب الخامس، ج۲ ص ۷۰۴

❷ الجواهر والدرر: الباب الخامس، ج۲ ص ۷۰۷

ہیں، متن اور سند پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات ذکر کرتے ہیں، متقدمین شارحین اور محدثین سے بھی جابجا استفادہ کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ "**ما أوفى بحق البخاري إلا العسقلاني**"

حاجی خلیہ رحمہ اللہ اس شرح کے متعلق فرماتے ہیں:

وشهرته وانفراده بما يشتمل عليه من الفوائد الحديثية، والنكات الأدبية، والفرائد الفقهية تغني عن وصفه سيما❶.

حافظ میں شعر وشاعری کا سلیقہ فطری تھا، فن حدیث کو انہوں نے نہایت محنت سے حاصل کیا اور ساری زندگی اسی مبارک فن کی تعلیم وتعلم میں گزار دی، آپ کو فقہ حدیث اور توجیہ حدیث میں وہ مقام حاصل نہیں تھا جو امام خطابی اور نووی رحمہما اللہ کو تھا، فقہ میں آپ کو فن حدیث کی طرح دسترس نہیں تھی، کسی نے آپ کے بارے میں کیا خوب کہا:

كان شاعرا، طبعا، محدّثا صناعة، فقيها تكلّفا❷.

حافظ کے قلم میں سختی تھی خصوصاً حنفی روّات اور معاصرین کے تراجم میں انہوں نے اعتدال سے کام نہیں لیا، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ "**الجواهر والدرر**" کے تعارف میں حافظ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان قلم ابن حجر سيئاً في مثالب الناس، ولسانه حسناً، وليته عكس ليبقى الحسن❸.

ابن حجر کا قلم لوگوں کے عیوب بیان کرنے میں برا تھا، زبان اچھی تھی، کاش معاملہ الٹا ہوتا تا کہ اچھی چیز باقی رہتی۔

❶ كشف الظنون: ج ١ ص ٥٤١ ❷ شذرات الذهب: سنة اثنتين وخمسين وثمانمائة، ج ٩ ص ٣٦٩ ❸ كشف الظنون: ج ١ ص ٦١٨

حافظ تراجم کے تذکرے میں ہر ایک کو اس کا وہ حق نہیں دیتے تھے جس کا وہ نفس الامر میں مستحق ہوتا تھا، مثالب وعیوب اور طعن وجرح کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے:

إِن فِيهِ من سيء الْخِصَال أَنه لَا يُعَامل أحدا بِمَا يسْتَحقّهُ من الْإِكْرَام فِي نفس الْأَمر ❶.

ان میں ایک بری عادت یہ ہے کہ وہ کسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ نہیں کرتے جس کا وہ حقیقت میں مستحق ہوتا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ حافظ کے متعلق فرماتے ہیں:

الحافظ ابن حجر، وهو ضَرٌّ الحنفية بما استطاعه حتى أنه جمع مثالب الإمام الطحاوی والطعون فيه، مع أن أبا جعفر الطحاوی إمام عظيم لم يبلغ إلى أحد من أئمة الحديث خبره إلا حضره عنده بمصر وجلس فی حلقة أصحابه وتتلمذ عليه❷.

حافظ ابن حجر اپنے وسعت کے مطابق حنفیہ کو نقصان پہنچایا، یہاں تک کہ انہوں نے امام طحاوی کے متعلق معائب اور طعن جمع کیے، حالانکہ امام طحاوی ایک جلیل القدر امام ہیں، مصر میں ان کے متعلق ائمہ حدیث میں جس کو بھی ان کی خبر پہنچتی وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا، اِن کے حلقہ اصحاب میں شامل ہوتا اور اِن سے تلمذ اختیار کرتا۔

اس شرح کے شروع میں ایک مقدمہ ''**هدی الساری فی مقدمة فتح الباری**'' کے نام سے ہے، اس مقدمے میں صحیح بخاری پر جملہ اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں، اس میں حافظ نے کل دس فصلیں قائم کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

❶الضوء اللامع: ج ۱ ص ۱۰۴ ❷فیض الباری: ج ۱ ص ۱۸۸

۱ ...... فـی بیـان السبـب البـاعث لأبی عبد الله البخاری علی تصنیف جامعه الصحیح.

۲ ...... فـی بیـان مـوضـوع صـحیح البخاری والکشف عن مغزاه فیه وتسمیة جامعه الصحیح.

۳...... فـی بیـان تـقـطیعـه لـلـحدیث واختصاره وفائدة إعادته له فی الأبواب وتکراره.

۴...... فی بیان السبب فی إیراده للأحادیث المعلقة مرفوعة وموقوفة وشرح أحکام ذلک.

۵...... فـی سیاق الألفاظ الغریبة الواردة فی صحیح البخاری مشروعة علی ترتیب حروف المعجم.

۶ ...... فـی بیـان الـمؤتلف والمختلف من الأسماء والکنی والألقاب والأنسـاب مـما وقع فی صحیح البخاری علی ترتیب الحروف ممن ذکر فیه أو روایة وضبط الأسماء المفردة فیه.

۷...... فی تبیین الأسماء المهملة التی یکثر اشتراکها.

۸...... فـی سیاق الأحادیث التی انتقدها علیه أبو الحسن الدار قطنی وغیره من النقاد وإیرادها حدیثا حدیثا علی سیاق الکتاب.

۹ ...... فـی سیـاق أسماء من طعن فیه من رجال هذا الکتاب مرتبا لهم عـلـی حـروف المعجم والجواب عن الاعتراضات موضعا موضعا وتمییز مـن أخـرج لـه مـنهم فی الأصول أو فی المتابعات والاستشهادات مفصلا لذلک جمیعه.

۱۰ ...... فی عد أحادیث الجامع.

اگر راوی کے نام میں کوئی اشتباہ ہے یا ان کے مشابہ کسی اور کا نام ہے تو اس کی وضاحت کرتے ہیں، اگر راوی ہم نام ہیں تو ان کی وضاحت نام، لقب، کنیت یا علاقہ ان میں سے کسی کے ساتھ کرتے ہیں، عموماً روایت کے جتنے طرق، متابع اور شواہد ہوں تو حدیث کی شرح میں سب ذکر کرتے ہیں، یہ بہت کمال کی بات ہے کہ اُس دور میں جب شاملہ بھی نہیں تھا اور حدیث کی اکثر کتابیں مطبوعہ بھی نہیں تھیں، نسخے بھی بہت کم ہوا کرتے تھے، اور ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں ہوتیں، اس کے باوجود بھی حافظ نے ہر حدیث کی شرح میں اتنے طرق جمع کئے کہ اگر اس وقت کوئی آدمی شاملہ کی مدد سے بھی اتنے طرق جمع کرنا چاہے تو شاید اتنے جمع نہ کر سکے، نیز ہر طرق پر فنی لحاظ سے گفتگو بھی کرتے ہیں۔

جب روایت میں ''کان رجل '' آئے تو ''رجل '' کی وضاحت دیگر روایات سے کرتے، کوئی روایت بخاری میں کہاں کہاں آئی اس کی وضاحت بھی کرتے، حدیث کی تشریح نہایت عمدہ ہے، اگر کہیں بھی حدیث پر اشتباہ ہو تو اس کتاب کو بنیاد بنایا جائے، البتہ اس میں بلاغت کے نکات کم ہیں، جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بلاغت کے نکات کیوں نہیں لائے حالانکہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''عمدة القاری ''میں ذکر کئے ہیں، تو حافظ نے جواب دیا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے جو نکات ذکر کئے علم بیان اور بدیع کے یہ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں لکھے بلکہ علامہ رکن الدین رحمہ اللہ نے جو نقل کئے ہیں اُن سے نقل کیا ہے، جہاں علامہ رکن الدین رحمہ اللہ نے نکات چھوڑ دیئے تو علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی چھوڑ دیئے، اس لئے ''عمدة القاری ''میں کتاب الایمان اور کتاب العلم کے بعد بہت کم نکات ملتے ہیں۔

وحكى أن بعض الفضلاء ذكر لابن حجر ترجيح شرح العينى بما اشتمل عليه من البديع وغيره، فقال: بديهة هذا شيئ نقله من شرح لركن

الـديـن، وقـد كنت وقفت عليه قبله، ولكن تركت النقل منه لكونه لم يتم، إنـمـا كتـب منه قطعة، وخشيت من تعبى بعد فراغها فى الإرسال، ولذا لم يتكلم العينى بعد تلك القطعة بشئ من ذلك انتهى. ❶

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی خودنوشت سوانح کے لئے دیکھئے: ''رفـع الإصـر عـن قضاة مصر: ص ۶۲ تا ۶۴''

''فتح الباری'' پراہل علم کی خدمات

اس شرح کی اہمیت وقبولیت کے پیشِ نظر کئی اہل علم نے مختلف مناہج کو سامنے رکھ کر اس پر قلم اٹھایا، شیخ ابوالا شبال صغیر احمد شاغف نے ''فتح الباری'' کی اغلاط، تسامحات اور وہ عبارات جو مصنف سے چھوٹ گئی تھیں اُن کی نشاندہی کی، اور مختلف نسخوں سے موازنہ کرکے تصحیحات بھی کی ہیں، کتاب کا نام ''إتحـاف القـاری بسد بيـاضـات فتح البارى'' یہ کتاب دارالوطن سے ۱۴۲۰ھ میں طبع ہوئی ہے۔

شیخ عبدالمجید نے ''فتـح البـاری ''میں تفسیر سے متعلق جتنی روایات ہیں ان کو یکجا کرکے ترتیب کے ساتھ ان کی تخریج کی ہے اور روایات کا حکم بھی بیان کیا ہے، موصوف نے ۳۵۴۱ روایات کی تعلیق وتخریج کی ہے، اس کتاب کا نام ''الـروايات التفسيرية فى فتح البارى ''ہے، یہ کتاب تین جلدوں میں ''وقف السلام الخيرى ''سے ۱۴۲۶ھ میں طبع ہوئی ہے۔

شیخ نبیل بن منصور بن یعقوب بصارہ نے ''فتـح البـاری ''میں موجود احادیث وروایات کی تخریج کی ہے، روّات پر کلام اور حکم بھی بیان کیا ہے، بیس سال کے عرصہ میں محنتِ شاقہ کے ساتھ تمام روایات کو اولاً جمع کیا پھر ان احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر

---

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۵۴۱

اتارا، پھر ہر حدیث کی تخریج کر کے روایت کے دیگر طرق کی نشاندہی کی، نیز حافظ کے اوہام بھی ذکر کئے ہیں، اہلِ علم کے فائدے کے لئے راقم انہیں نقل کر رہا ہے:

لأوهام التى وقع فيها الحافظ عند ذكره للأحاديث:

١ ...... ذكر الحافظ حديث أم سلمة "إنّ اللّه لم يجعل شفاء أمتى فيما حرّم عليها "ونسبه لأبى داود، ووهم فى ذلك لأنّ أبا داود لم يخرج هذا الحديث فى كتابه، ولذلك ذكر الحافظ الحديث فى ''المطالب العالية'' ونسبه إلى أبى يعلى.

٢ ...... ذكر الحافظ حديث عائشة: كان خلقه القرآن، يغضب لغضبه، ويرضى لرضاه ونسبه لمسلم، وإنما هو عند مسلم بالفقرة الأولى منه فقط، وأما الحديث بتمامه فهو عند الطبرانى فى ''الأوسط'' كما بينت ذلك فى حرف الكاف.

٣...... ذكر الحافظ حديث كفى بك إثما أن لا تزال مخاصما وقال :أخرجه الطبرانى عن أبى أمامة.

ولم أره عند الطبرانى من حديث أبى أمامة وإنما هو من حديث ابن عباس، والله تعالى أعلم.

٤...... ذكر الحافظ حديث ''كُفِّن عليه الصلاة والسلام فى ثوبين وبُرُد حبرة'' وقال: أخرجه أبو داود من حديث جابر.

ولم أره من حديث جابر، وإنما هو من حديث ابن عباس وغيره.

٥ ...... قال الحافظ فى مسند أحمد أنه (أى هرقل) كتب من تبوك إلى النبى صلى اللّه عليه وسلم: إنى مسلم، فقال النبى صلى اللّه عليه

وسلم كذب بل هو على نصرانيته.

ولـم أره فـى مسـنـد أحـمـد، وإنـمـا هـو عند ابن حبان فى صحيحـه (۴۵۰۴)

۶...... ذكـر الـحـافـظ حـديـث "كـنـت نهيتكم عن زيـارة القبور فزوروها" وقال: أخرجه مسلم من حديث بُرَيدة، وزاد أبو داود والنسائى من حديث أنس "فإنها تذكرة للآخرة"

ولـم أره عـنـدهما من حديث أنس، وإنما أخرجاه من حديث بريدة، وأما حديث أنس فأخرجه الحاكم وغيره كما سيأتى.

۷...... ذكـر الـحـافظ حديث أم سلمة أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم كان يتقى سورة الدم ثلاثا ثم يباشر بعد ذلک، وقال: رواه ابن ماجه.

ولـم أره عـنـده، وإنـمـا أخـرجـه الطبرانى فى "الكبير" و"الأوسط" والإسماعيلى فى "معجمه" وغيرهما.

۸...... ذكـر الحافظ حديث حذيفة مرفوعا شغلونا عن صلاة العصر" وقال: أخرجه مسلم.

وليـس هـو عـنـد مسلم من حديث حذيفة، وإنما هو عند البزار وابن حبان والطبرانى فى "الأوسط" وغيرهم .

(ج ص ۵۱)

یہ علمی وتحقیقی کاوش "انيـس السـارى فـى تخريج وتحقيق الأحاديث التى ذكرها الحافظ ابن حجر العسقلانى فى فتح البارى" کے نام سے گیارہ جلدوں میں مؤسسۃ الرسالہ بیروت سے ۱۴۲۶ھ میں طبع ہوئی ہے۔

امام ابومحمد عبدالسلام بن محمد نے ''فتح الباری'' سے علامہ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ) کی معروف کتاب ''عمدة الأحكام من كلام خير الأنام'' ماخوذ کرکے اس کی شرح لکھی ہے، کیونکہ یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی (اب یہ کتاب محمود الارناؤوط کی تحقیق کے ساتھ دار الثقافۃ العربیہ سے طبع ہوچکی ہے) تو انہوں نے فتح الباری سے اس کے اقتباسات نقل کرکے فقہی ترتیب پر مرتب کیا پھر اس کی شرح لکھی، کتاب کا نام ''فتح السلام شرح عمدة الأحكام من فتح الباری'' یہ کتاب ۷ جلدوں میں طبع ہے۔

۵...... عمدة القاری شرح صحيح البخاری

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) مسلک کے اعتبار سے ایک مضبوط حنفی عالم ہیں، فقہ، حدیث، اصول فقہ اور علوم عربیت میں اللہ تعالی نے خوب دسترس عطا فرمائی تھی، آپ نویں صدی کے اکابر اہل علم میں شمار ہوتے ہیں، آپ علامہ سخاوی اور علامہ قاسم بن قطلو بغا اور علامہ ابن ہمام رحمہم اللہ کے شیخ ہیں، آپ حافظ کے ہمعصر ہیں، حافظ کی وفات ۸۵۲ھ اور آپ کی وفات ۸۵۵ھ میں ہے یعنی حافظ کے تین سال بعد۔ علامہ عینی رحمہ اللہ حافظ کے شیوخ میں سے ہیں۔

حافظ نے آپ سے صحیح مسلم کی دو اور مسند کی ایک حدیث سماعت کی ہے، اور اپنی تصنیف ''البلدانیات'' میں اس کی تخریج بھی کی ہے۔ حافظ نے ''المجمع المؤسس للمعجم المفهرس'' کے تیسرے طبقہ میں اپنے اساتذہ کے تذکرہ میں آپ کا ذکر بھی کیا ہے۔

عمر میں آپ حافظ سے ۱۲ سال بڑے تھے، علامہ عینی رحمہ اللہ کی مشہور تصانیف میں ''عمدة القاری، مبانی الأخبار شرح معانی الآثار، البناية فی شرح الهداية،

شرح سنن أبی داود، رمز الحقائق شرح کنز الدقائق، عقد الجمان فی تاریخ أهل الزمان، تحفة الملوک، الدرر الزاهرة فی شرح البحار الذاخرة" وغیرہ ہیں، علامہ عینی رحمہ اللہ کا اس شرح میں انداز یہ ہے کہ حدیث کو مکمل نقل کرنے کے بعد حدیث کی شرح میں چند عنوان ذکر کرتے ہیں، پہلے باب اور حدیث میں مناسبت ذکر کرتے ہیں، بعض مقامات پر کئی کئی مناسبتیں بھی ذکر کی ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اگر کوئی آیت نقل کی ہو تو اس آیت کی توضیح کرتے ہیں، پھر اس آیت کو ذکر کرنے کی وجہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کا اس سے استدلال ذکر کرتے ہیں۔
حدیث کے تحت "**بیان رجاله**" کے عنوان میں اس سند میں جتنے راوی موجود ہوں ان کا تذکرہ کرتے ہیں، مثلاً چھ راوی ہیں تو "**الأول، الثانی، الثالث**" کہہ کر ان کا تذکرہ کرتے ہیں، راوی کے نام میں اگر تلفظ مشکل یا مشتبہ ہو تو ضبطِ اعراب بتلاتے ہیں۔ راوی کی کنیت، لقب، ان کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ اور اہل علم کی ان کے متعلق رائے بھی بتاتے ہیں، بعض مقامات پر راوی کی سن وفات بھی بتاتے ہیں۔

اس راوی سے صحاح ستہ میں سے کس کس نے روایت نقل کی ہے اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر اہل علم میں سے کسی نے اس راوی پر کچھ نقد کیا ہو تو وہ بھی نقل کرتے ہیں، ہم معنی رواۃ کی نسب یا لقب کے ذریعے سے تمییز کرتے ہیں کہ یہ کوفی، بصری یا شامی ہے، پھر عنوان ہوتا ہے "**بیان لطائف إسناده**" اس کے تحت اس سند میں موجود لطائف اور نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مثلاً "**إن فیه التحدیث والعنعنة والسماع**" اسی طرح "**إن فیه روایة الأبناء عن الآباء**" یا اس کے برعکس "**إن فیه روایة الآباء عن الأبناء**" ایک عنوان اس میں "**بیان تعدد موضعه ومن إخراجه غیره**" اس عنوان کے تحت یہ بتاتے ہیں کہ یہ روایت بخاری میں کتنی جگہ کن کن مقامات پر آئی ہے اور اس

روایت کو دیگر کن کن محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے، جس راوی نے ذکر کیا ہو اس کا نام بھی بتلاتے ہیں، جیسے ''أخرجه مسلم من حدیث أنس رضی الله عنه '' اسی طرح دیگر صحاح ستہ میں ہو تو اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ پھر عنوان ''بیان اللغات '' ہوتا ہے اس کے تحت حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں۔ حدیث میں اگر کوئی صیغہ آئے تو اس کی تشریح کرتے ہیں، جیسے ''أمرت'' علی صیغة المجهول، ''عصم منی دمائهم ''اب ''عصم '' کا معنی بتاتے ہیں ''أی حفظوا وحقنوا ومعنی العصم فی اللغة المنع ''لفظ کا مادہ بھی بتاتے ہیں، صرفی اعتبار سے تعلیل کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، پھر عنوان ''بیان الإعراب '' کے تحت حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی ترکیب کرتے ہیں۔

اگر کوئی لفظ مرفوع یا منصوب ہے تو اس کی وجہ بتاتے ہیں جیسے ''أُمرت أن أقاتل الناس حتی یشهدوا أن لا إله إلا الله ''اب یہاں بتاتے ہیں کہ ''یشهدوا منصوب بأن المقدرة '''' دمائهم '' ترکیب میں کیا ہے، ''إلا بحق الإسلام '' میں استثناء کی کون سی قسم ہے، پھر عنوان ''بیان المعانی والبیان '' کے تحت حدیث میں موجود بلاغت کے عمدہ نکات، معانی، بدیع اور بیان کے اعتبار سے نکات ذکر کرتے ہیں، اور حدیث پر اس کی تطبیق ذکر کرتے ہیں، پھر عنوان ''بیان استنباط الأحکام '' میں حدیث سے کتنے احکامات مستنبط ہوتے ہیں ان کو ترتیب سے ذکر کرتے ہیں، جیسے حدیث ''أمرت أن أقاتل الناس حتی یشهدوا أن لا إله إلا الله '' سے علامہ عینی نے بارہ احکامات مستنبط کئے ہیں، پھر آخری عنوان ''الأسئلة والأجوبة '' کے تحت روایت پر ہونے والے اشکالات یا اعتراضات کے جوابات ذکر کرتے ہیں۔ عموماً ابتدائی جلدوں میں ایک ایک روایت پر کئی کئی صفحات پر مباحث ہیں، جیسے ''أمرت أن أقاتل الناس '' والی حدیث پر

بحث صفحہ ۲۸۳ سے لے کر صفحہ ۲۹۴ تک ہے۔ اس شرح کی لکھائی بہت چھوٹی ہے اگر اس کی لکھائی بڑی کر دی جائے تو یہ ۳۵ جلدوں میں آسکتی ہے۔

''عمدۃ القاری'' کی چند اہم خصوصیات

۱......حدیث کے پورے متن کو نقل کرتے ہیں۔

۲......رُوّات کے انساب کی وضاحت کرتے ہیں۔

۳......راوی کے مختصر حالات ذکر کرتے ہیں۔

۴......لغات، اعراب، معانی، بیان اور بدیع کی وضاحت کرتے ہیں۔

۵......حدیث سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

۶......مکرر احادیث کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۷......حدیث کی تخریج کرتے ہیں۔

۸......حدیث کی شرح کو متعدد ابحاث میں تقسیم کرتے ہیں۔

۹......حدیث کے معانی و مطالب پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔

۱۰......تعلیقات کے مآخذ ذکر کرتے ہیں۔

۱۱......آیات کی تفسیر معتبر اہلِ علم سے کرتے ہیں۔

۱۲...... ہر باب کی دوسرے باب کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہیں۔

۱۳......اس میں اشکالات اور جوابات ''فتح الباری'' سے زیادہ ہیں۔

۱۴......اس میں حنفی مکتبہ فکر کی صحیح نہج کے مطابق ترجمانی ہے۔

۱۵......فقہ حنفیہ کے مفتیٰ بہ اقوال کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۶......ائمہ کے مذاہب اور دلائل تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔

۱۷......''قال بعض الناس'' پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔

۱۸......حنفیہ پر کیے گئے حافظ کے اشکالات کے جوابات دیتے ہیں۔

۱۹......روایت کے متعدد طرق اور شواہد کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۰......علامہ کوثری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ’’**عمدة القاری**‘‘ ’’**فتح الباری**‘‘ سے ایک ثلث ضخامت میں زائد ہے۔

اس میں ایسی مباحث کا تذکرہ ہے جو قاری کو دیگر شروحات سے مستغنی کر دیتی ہے۔ اگر ’’**فتح الباری**‘‘ کا مقدمہ نہ ہوتا تو ’’**عمدة القاری**‘‘ کو اس پر نمایاں فوقیت ہوتی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے حافظ کے کئی اوہام پر تنبیہ بھی کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس شرح کو ۸۲۱ھ میں شروع کیا اور ۸۴۷ھ کو مکمل کیا، اس پر تقریباً ۲۶ سال کا عرصہ لگا، مختلف موانع کی بناء پر علامہ عینی رحمہ اللہ کو اس شرح کا کام کئی مرتبہ روکنا پڑا، ورنہ زیادہ سے زیادہ اس پر دس سال لگتے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس شرح میں زیادہ استفادہ حافظ کی ’’**فتح الباری**‘‘ سے کیا ہے، حافظ نے شرح کا آغاز علامہ عینی سے پہلے کیا تھا، برہان بن خضر کے واسطے سے علامہ عینی نے یہ مسودہ عاریتاً لے کر مطالعہ کیا اور اس سے کافی استفادہ کیا، پھر اپنی شرح میں جابجا حافظ پر نقد کیا، اوہام پر تنبیہ کی، تعقبات واعتراضات کئے، حافظ نے اس کے جواب میں ’’**انتقاض الاعتراض فی الرد علی العینی فی شرح البخاری**‘‘ کے نام سے کتاب لکھی، یہ کتاب دو جلدوں میں مکتبۃ الرشد سے ۱۴۱۳ھ میں طبع ہوئی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ کی شرح ۲۵ جلدوں میں دار احیاء التراث اور مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے طبع ہے۔

۶ ...... التوشیح شرح الجامع الصحیح

عبدالرحمٰن بن ابی بکر المعروف علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) آپ نے صحاح ستہ پر مختصر شروح بطور حاشیے کی لکھیں، صحیح بخاری کی شرح ’’**التوشیح شرح**

الجامع الصحیح''صحیح مسلم کی شرح''**الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج**''سنن ترمذی کی شرح''**قوت المغتذی علی جامع الترمذی**''سنن ابی داود کی شرح''**مرقاۃ الصعود إلی سنن أبی داود**''کے نام سے لکھی۔سنن نسائی کی شرح''**زھر الربی علی المجتبی**''اور سنن ابن ماجہ کی شرح''**مصباح الزجاجۃ شرح سنن ابن ماجہ**''کے نام سے لکھی۔موطا مالک کی شرح''**تنویر الحوالک شرح موطأ مالک**''کے نام سے لکھی، نیز موطا کے رجال پر''**إسعاف المبطأ برجال الموطأ**''لکھی۔مسند احمد پر نحوی اعتبار سے''**عقود الزبرجد علی مسند الإمام أحمد**''اس میں مشکل حدیث کی تراکیب اور نحوی اعتبار سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور ضمناً غریب الفاظ کی وضاحت بھی کی ہے۔ذخیرہ حدیث کو''**الجامع الکبیر**''کے نام سے جمع کیا پھر اس کا اختصار''**الجامع الصغیر**''کے نام سے کیا، اصولِ حدیث پر''**تدریب الراوی**''اور''**ألفیۃ**''لکھی۔کوئی فن ایسا نہیں ہے جس پر آپ کی تصنیفات نہ ہوں۔آپ کی خود نوشت سوانح اور تصنیفات کے لئے دیکھیں:(۱)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں صرف احادیث کو حل کیا ہے، اس اعتبار سے کہ اگر کوئی غریب لفظ آیا تو انہوں نے وضاحت کی ہے، اسی طرح معانی حدیث، ضبطِ الفاظ، اختلافِ روایات اور تطبیق بھی ذکر کی ہے۔مختصر الفاظ میں حدیث کی تشریح کی ہے۔حدیث سمجھنے کے لئے اگر کسی طرق یا شواہد کی ضرورت پڑتی ہو تو بقدر ضرورت مختصراً اس کو بھی نقل کرتے ہیں، نفس کتاب سمجھنے کے لئے اچھی شرح ہے، لیکن اس میں علمی، فنی اور تحقیقی

---

(۱) **حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاھرۃ: ذکر من کان بمصر من الأئمۃ المجتھدین، ج ۱ ص ۳۳۵، ۳۴۵**

مباحث نہیں ہیں۔ یہ شرح رضوان جامع کی تحقیق کے ساتھ ۹ جلدوں میں مکتبۃ الرشد ریاض سے طبع ہوئی ہے۔

۷...... إرشاد الساری بشرح صحیح البخاری

امام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک المعروف علامہ قسطلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) آپ کی تصنیفات میں مطبوعہ کتابیں دو ہیں:

۱...... ''إرشاد الساری'' ۲...... ''المواهب اللدنية بالمنح المحمدية''

(اس کتاب کی شرح علامہ زرقانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے ''شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية'' کے نام سے ۱۲ جلدوں میں لکھی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے اس شرح میں ''شرح صحیح البخاری لابن بطال، الکواکب الدراری، فتح الباری'' اور ''عمدة القاری'' سے استفادہ کیا ہے۔

ان کا انداز یہ ہے کہ ترجمۃ الباب کو حل کرتے ہیں، سند میں موجود روّات کے اسماء کا ضبط بتلاتے ہیں، مختصراً ان کے اساتذہ وتلامذہ اور ان کے متعلق اہل علم کی رائے ذکر کرتے ہیں، حدیث کے متعدد طرق نقل کرتے ہیں، اگر کچھ فرق ہو تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں، غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں۔ اگر اس حدیث کے مشابہ کوئی اور روایت ہو تو اس کو بھی نقل کرتے ہیں۔ محذوف عبارات نکال کر اس سے حدیث کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں، حدیث کی شرح میں اہل علم کے اقوال ذکر کرتے ہیں، روایات میں بظاہر تعارض ہو تو تطبیق کرتے ہیں، حدیث میں مشکل الفاظ ہوں تو ائمہ لغت سے حل کرتے ہیں، ہر حدیث کی شرح عام فہم انداز میں کرتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس وقت کم ہو اور ''فتح الباری، عمدة القاری'' اور دیگر حدیث کی اہم مباحث کو یکجا دیکھنا چاہتا ہو تو یہ بہت مفید شرح ہے، ان دونوں شروح سے فی الجملہ مستغنی کر دیتی ہے۔

علامہ عبدالحی کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) اس شرح کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض شیوخ اس شرح کو جامعیت، افادیت اور اخذ وتکرار کے لحاظ سے تمام شروح پر فضیلت دیتے تھے، یہ مدرس کے لئے ''فتح الباری'' اور دیگر شروح سے مفید ہے:

قلت: وكان بعض شيوخنا يفضله على جميع الشروح من حيث الجمع وسهولة الأخذ والتكرار والإفادة، وبالجملة فهو للمدرس أحسن وأقرب من فتح البارى فمن دونه❶.

۸...... الكواكب الدرارى فى شرح صحيح البخارى

علامہ محمد یوسف بن علی بن سعید کرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸٦ھ) آپ کی مطبوعہ کتابیں صرف دو ہیں:

۱......''**الكواكب الدرارى**'' ۲......''**تحقيق الفوائد الغياثية**''
(یہ علم معانی اور بیان کے متعلق ہے)

اس شرح سے حافظ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہما اللہ دونوں نے استفادہ کیا ہے، مصنف نے اس شرح میں نحوی اعراب اور غریب الفاظ کو پوری طرح حل کیا ہے، روّات کی تعیین، کنیت، القاب اور سنین وفات کی بھی بقدرِ ضرورت رعایت رکھی ہے۔ راوی کا نام بتلا کر اس کے مختصر احوال بتاتے ہیں، نیز اگر اس کا ہم نام دوسرا راوی ہو تو ان کے درمیان فرق بتلاتے ہیں، حدیث میں موجود ضمائر کے مراجع کی تعیین کرتے ہیں، اسی طرح قائل کی تعیین، اعتراضات کے جوابات، باب اور حدیث کے درمیان مناسبت بیان کرتے ہیں، حدیث کا ایک ایک جز لکھ کر آگے وضاحت کرتے ہیں، حلِ کتاب، مفاہیم حدیث اور معانی حدیث کے اعتبار سے عمدہ شرح ہے، اختصار کے ساتھ حلِ کتاب کے لئے نہایت مفید

❶ فهرس الفهارس: ج۲ ص۹٦۸

ہے۔ یہ شرح ۲۵ جلدوں میں داراحیاء التراث العربی سے طبع ہوئی ہے۔

۹ ...... منحة الباری شرح صحیح البخاری

شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۶ھ) محقق نے اس شرح کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں مصنف کے تفصیلی حالات اور مصنف کے ۸۹ تصانیف کے نام شمار کئے ہیں، ان کی تصنیفات میں مطبوعہ ''أسنی المطالب فی شرح الروض الطالب'' ''فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب'' اور ''منحة الباری'' ہیں۔ اس شرح میں حدیث کی مختصر تشریح کی گئی ہے، معانی اور مفاہیم حدیث کے لئے مفید شرح ہے، اس کی لکھائی بڑی ہے، اگر کمپیوٹرائز کردی جائے تو یہ تین جلدوں میں سما سکتی ہے، یہ شرح سلیمان بن دریع عازمی کی تحقیق کے ساتھ ۱۰ جلدوں میں مکتبۃ الرشد سے طبع ہوئی ہے۔

۱۰ ...... عون الباری لحل أدلة البخاری

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نواب صاحب علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴) کے ہم عصر ہیں، یہ علامہ ابوالعباس احمد بن عبد اللطیف زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۶ھ) کی ''التجرید'' کی شرح ہے، تجرید میں صحیح بخاری کی مکرر روایات کو حذف کیا گیا ہے، ''عون الباری'' اس تلخیص کی شرح ہے۔ یہ شرح درحقیقت ''فتح الباری'' سے ماخوذ ہے، اس شرح میں الفاظِ حدیث کے معانی، مطالب اور حدیث کی عام فہم انداز میں تشریح ہے، فقہی، کلامی، ادبی اور فنی مباحث کا ذکر نہیں ہے، چونکہ متن اور شرح کی لکھائی بڑی ہے، اس لئے ضخامت بڑھ گئی ہے ورنہ کمپیوٹرائز تین جلدوں میں آسکتی ہے۔ یہ نسخہ ۷ جلدوں میں دارالرشید حلب سے طبع ہے۔

۱۱ ...... کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری

علامہ محمد خضر بن سید عبداللہ شنقیطی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۴ھ) اس شرح کے شروع میں یہ ابحاث ہیں:

''فضیلة الصحابة، ما قیل فی محبة الصحابة، عدالة الصحابة، فی عدد الصحابة وطبقاتهم'' ''أفضل التابعین'' یہ مباحث ۵۰ صفحات پر مشتمل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ **''تعریف البخاری، فضائل الجامع الصحیح، مبادی علم الحدیث''** اور دیگر کئی مفید مباحث اس مقدمے میں موجود ہیں۔

ان کا انداز یہ ہے کہ سند میں جتنے راوی ہوں ان کی تعداد بتلا کر ہر ایک کے مختصر حالات، ان کے شیوخ، تلامذہ نیز اس راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی آراء ذکر کرتے ہیں، پھر حدیث کی تشریح کرتے ہیں، اس میں انساب اور بلدان کا بھی تذکرہ ہے، اسی طرح **''علی تعلیق المعلقات''** اور **''فی سند من الطائف''** کا بھی ذکر کرتے ہیں، یہ شرح نہایت عمدہ ہے، اس میں حدیث اور فنی مباحث دونوں کا ذکر ہے، حدیث کو اصول حدیث کی روشنی میں حل کیا ہے، جابجا اصولِ حدیث کی بھی عمدہ تشریحات ذکر کی ہیں، ان شاء اللہ اس شرح کے پڑھنے سے علم حدیث میں بصیرت پیدا ہوگی۔ یہ شرح ۱۴ جلدوں میں مؤسسۃ الرسالۃ سے طبع ہوئی ہے۔

۱۲ ...... تیسیر القاری شرح صحیح البخاری

علامہ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۳ھ) یہ چھ جلدوں میں فارسی زبان میں ہے، دار العلوم کی لائبریری میں موجود ہے، علامہ نور الحق مشہور محدث

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) کے صاحب زادے ہیں، جس زمانے میں ان کے والد شیخ عبدالحق نے مشکوۃ کی دو شرحیں ''لمعات التنقیح'' اور ''أشعة اللمعات'' لکھیں اسی زمانے میں ان کے صاحب زادے علامہ نورالحق رحمہ اللہ نے بخاری کی یہ شرح لکھی، یہ شرح فارسی زبان میں ہے، فارسی زبان میں اس لئے ہے کہ اس وقت کی رائج اور سرکاری زبان یہی تھی، حلِ کتاب کے اعتبار سے یہ ایک اچھی شرح ہے، ہر حدیث کو لکھ کر پانچ سے چھ سطروں میں عام فہم انداز میں اس کی تشریح کرتے ہیں، عام فارسی دان آدمی اگر بخاری کی شرح پڑھنا چاہے تو اس کے لئے نہایت مفید ہے۔

۱۳ ...... لامع الدراری علی جامع البخاری

فقیہ العصر علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے درسِ بخاری کے افادات کو حضرت مولانا یحیی کاندھلوی رحمہ اللہ نے ''لامع الدراری'' کے نام سے اور سنن ترمذی کے افادات کو ''الکوکب الدری'' کے نام سے جمع کیا۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کو اللہ تبارک وتعالی نے علم حدیث اور فقہ میں ایک نمایاں مقام عطا کیا تھا، معانی ومفاہیم حدیث اور تطبیق بین الروایات میں آپ کو ید طولی حاصل تھا، مختصر الفاظ میں حدیث کی تشریح کرتے، حنفی نکتہ نظر کی مدلل وضاحت کرتے، اس شرح کی اہمیت کا اندازہ مفصل شروحات کے دیکھنے کے بعد ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے اس شرح پر ایک مبسوط اور جامع مقدمہ لکھا، یہ مقدمہ ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس مقدمہ میں چار فصلیں ہیں:

الفصل الأول فی أحوال الإمام البخاری

الفصل الثانی فی بیان الجامع الصحیح

الفصل الثالث فی بیان التراجم

الفصل الرابع فیما یتعلق بشروح البخاری وغیرها من متعلقات البخاری

اس مقدمہ میں صحیح بخاری کی ۱۳۲ شروحات کا تذکرہ کیا ہے، بخاری سے متعلق جملہ معلومات کے لئے یہ مقدمہ نہایت مفید ہے۔حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اس شرح پر نہایت علمی وتحقیقی حواشی لکھے، حدیث سے متعلق جملہ مباحث کو باحوالہ یکجا کیا، حضرت کے حواشی سے شرح کی افادیت بڑھ گئی، یہ شرح مظاہر العلوم سہارنپور سے ۴ جلدوں میں طبع ہوئی ہے، اور پاکستان میں ایچ ایم سعید سے طبع ہوئی ہے۔اگر کوئی صاحب علم اس شرح کو تحقیق وتخریج کے ساتھ کمپیوٹرائز ایڈیشن میں عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کرے تو یہ اہلِ علم کے لئے گراں قدر سرمایہ ہوگا۔

۱۴...... الکنز المتواری فی معادن اللامع الدراری وصحیح البخاری

اس شرح میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) کے تلامذہ اور خلفاء نے حضرت شیخ الحدیث کے بخاری پر موجود افادات اور مباحث کو یکجا کیا ہے، اس میں ''لامع الدراری''، ''تقریر بخاری''، ''أوجز المسالک، الکوکب الدری'' اور ''بذل المجہود'' کی مباحث ہیں۔یعنی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تصانیف اور تقاریر سے ان تمام افادات کو جمع کر کے ان کو شرح کے انداز میں مرتب کیا ہے۔

اس کی پہلی جلد میں مقدمہ ہے، جس میں حدیث کی عمدہ معلومات ہیں، جیسے انواعِ حدیث، امام بخاری کے حالات، پانچ شروح پر تبصرہ، افراد، غرائب، مستخرج، معاجم، کتب الجمع، مسانید، مسلسلات، اَمالی، اسبابِ حدیث، الثلاثیات، ناسخ ومنسوخ، خلاصہ یہ ہے کہ

مصنفات فی الحدیث کے تمام انواع کا تفصیلی ذکر ہے۔اس پہلی جلد کا اوراسی طرح ''**تحفة الأحوذی**'' کی پہلی جلد جوکہ مقدمہ پر مشتمل ہے، ان دونوں کا مطالعہ اہل علم کے لئے بہت مفید ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس شرح میں حضرت شیخ الحدیث کے تمام افادات عمدہ اسلوب کے ساتھ یکجا ہیں۔ یہ شرح ۲۰ جلدوں میں مؤسسة الرسالة الخلیل الاسلامیہ فیصل آباد سے طبع ہے۔

۱۵ ...... فیض الباری شرح صحیح البخاری

یہ امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کے افادات ہیں، امام العصر علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے یہ افادات ان کے شاگرد علامہ بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۵ھ) نے جمع کئے ہیں، اس شرح میں حدیث کی نہایت مفید مباحث ہیں، اس کا بنیادی ماخذ ''**فتح الباری**'' اور ''**عمدة القاری**'' ہے، اس میں جا بجا حدیث پر حضرت کے افادات ہیں، مشکل حدیث پر حضرت کی ذاتی توجیہات اور کئی خارجی مباحث کا اس میں ذکر ہے، حضرت کے وسعتِ مطالعہ اور علم حدیث میں تبحر کا اندازہ ان تین کتابوں سے ہوتا ہے ''**فیض الباری، معارف السنن، انوارالباری**'' ان تینوں شروحات کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ اور علوم عربیت میں امامت کا درجہ دیا تھا، درس بخاری آپ کی تحقیقات کے بغیر نامکمل ہے۔ حنفیہ کے اکثر دلائل جواب تک پس پردہ تھے، حضرت کے افادات میں ان کا بھی ذکر ہے، اور کئی مقامات پر ان روایات اور احادیث سے استدلال کیا ہے کہ ان سے پہلے کسی کا اس طرف ذہن نہیں گیا تھا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین قوت حافظہ آپ کو عطا فرمایا تھا، اس لئے حدیث کی عربی عبارات اور فقہ کی عبارات کے صفحات کے صفحات آپ کو زبانی یاد تھے، حضرت بنوری رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ ایک مرتبہ درس میں ''فتح القدیر'' کی طویل عبارت زبانی سنائی، استفسار پر بتایا کہ ۲۶ سال پہلے میں نے اس کا مطالعہ کیا تھا۔ ❶

اس شرح کے پڑھنے سے جہاں علم حدیث کے ساتھ ایک عمدہ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے، وہیں اس میدان کے نئے دریچے بھی کھلتے ہیں، آپ دیگر شارحین کی طرح صرف ناقل نہیں ہیں بلکہ اس فن میں مجتہدانہ بصیرت رکھتے تھے، ان کی وسعت مطالعہ کے سبب کم وقت میں نہایت عمدہ اور مفید معلومات یکجا دستیاب ہوتی ہیں، شرح پر تخریج اور حواشی کی وجہ سے اس کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے، یہ شرح چھ جلدوں میں مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے طبع ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی سوانح جلالتِ شان، علمی مقام ومرتبہ، وسعتِ مطالعہ اور آپ کے علمی فوائد ونکات اور آپ کی درس حدیث کی خصوصیات کے لئے ''نقش دوام'' ''ملفوظاتِ محدث کشمیری'' اور ''نوادراتِ کشمیری'' کا مطالعہ کریں۔

معروف غیر مطبوعہ شروحات

۱ ...... النصیحة فی شرح البخاری الصحیحة

یہ امام ابوجعفر احمد بن نصر داودی اسدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۲ھ) کی تصنیف ہے، یہ ''شرح الداودی'' کے نام سے معروف ہے۔

۲ ...... شرح السراج

یہ علامہ ابوالزناد سراج بن سراج قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۲ھ) کی تصنیف ہے۔

۳ ...... شرح المهلّب

یہ علامہ مہلب بن احمد بن ابی صفرہ ازدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۵ھ) کی تصنیف ہے۔

❶ نفحة العنبر: ص ۲۷

۴...... شرح ابن التین

یہ امام ابو محمد عبد الواحد بن تین سفاقسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۱ھ) کی تصنیف ہے، اس شرح کا پورا نام ''المخبر الفصیح فی شرح البخاری الصحیح'' بخاری کے شارحین اکثر ابن التین کے حوالہ سے اس شرح کا ذکر کرتے ہیں۔

۵...... شرح صحیح البخاری للنووی

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) یہ ''کتاب الإیمان'' کی مباحث کی شرح ہے۔

۶...... شرح ابن المنیّر

امام زین الدین علی بن محمد بن منصور اسکندرانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۵ھ) امام ابن المنیر رحمہ اللہ کا تذکرہ شروحِ بخاری میں کافی آتا ہے۔

۷...... التلویح شرح الجامع الصحیح

یہ علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کا اختصار علامہ جلال بن احمد یوسف تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ) نے ''مختصر شرح مغلطائی'' کے نام سے کیا ہے۔

۸...... الفیض الجاری

یہ علامہ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۵ھ) کی تصنیف ہے۔

۹...... منح الباری بالسیح الفسیح الجاری

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۷ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۰ ...... اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح

علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالدائم برماوی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۱ ...... الکوکب الساری فی شرح صحیح البخاری

یہ علامہ محمد بن احمد بن موسیٰ کفیری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۲ ...... مجمع البحرین وجواهر الحبرین

یہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) کے صاحبزادے علامہ تقی الدین یحیی بن محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۳ ...... تلخیص أبی الفتح لمقاصد الفتح

یہ امام ابوالفتح شرف الدین محمد بن ابی بکر بن حسن مراغی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۶ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے ''فتح الباری'' کا اختصار کیا ہے۔

۱۴ ...... الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری

یہ علامہ ابو یوسف یعقوب البنانی لاہوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۳ھ) کی تصنیف ہے، جو ''فتح الباری'' ''عمدة القاری'' اور ''إرشاد الساری'' سے ماخوذ ہے۔

۱۵ ...... ضوء الدراری شرح صحیح البخاری

یہ علامہ غلام علی بلگرامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ ''إرشاد الساری'' کی تلخیص ہے جو ''کتاب الزکاة'' تک ہے۔

۱۶ ...... زاد المجد الساری بشرح صحیح البخاری

یہ امام ابو علی محمد التاوودی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۹ھ) کی تصنیف ہے جو فارسی زبان میں ہے۔

صحیح بخاری کی اردو شروحات

۱......انوار الباری شرح صحیح البخاری

یہ علامہ احمد رضا خان بجنوری رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، یہ حضرت شاہ صاحب کے داماد تھے، انہوں نے حضرت شاہ صاحب کے بخاری کے افادات کو اردو زبان میں نہایت محققانہ انداز میں جمع کیا ہے، اس میں جہاں "**فتح الباری، عمدة القاری**" اور "**إرشاد الساری**" کے مباحث ہیں، وہیں جا بجا دیگر شارحینِ حدیث کی بھی عمدہ مباحث کا ذکر ہے، اس شرح کے مطالعے سے حضرت شاہ صاحب کی وسعتِ علمی اور کثرتِ مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے، اس میں کئی مواقعہ پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو حنفیہ پر اعتراضات کئے ہیں، یا شوافع کی طرف سے جو اعتراضات ہوئے ہیں ان کے بھی تفصیلی جوابات ہیں، اختلافی مسائل جیسے رفع یدین، آمین بالجہر، قرأت خلف الامام، طلاق اور تراویح پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ اس شرح کی پہلی جلد میں مقدمہ ہے جس میں علم حدیث سے متعلق اور صحیح بخاری سے متعلق بحث ہے، پھر آگے حنفی علماء کے تراجم کا ذکر ہے، حنفی علماء کے حالات عموماً دس سے بارہ سطروں میں ان کی تصانیف کے ساتھ ذکر ہیں، اردو زبان میں حنفی اہلِ علم کے حالات "حدائق الحنفیہ" کے بعد اس کتاب میں ہیں، یہ شرح مکمل نہیں ہوسکی بلکہ کتاب الحج تک ہے پھر حضرت کا انتقال ہوگیا، جیسے "**معارف السنن**" ابواب الحج تک

ہے، اس کی تکمیل نہ ہوسکی، اگر ان دونوں کی تکمیل ہوجاتی تو دیگر ابواب پر بھی حضرت شاہ صاحب کے افادات ہمارے سامنے آجاتے، ایمان، علم، طہارت اور صلاۃ کی مباحث نہایت تفصیل کے ساتھ ہیں، اہلِ علم کے لئے یہ علوم ومعارف کا گنجینہ ہے۔

۲......فضل الباری شرح صحیح البخاری

افادات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۹ھ) حضرت کی تصنیفات میں معروف ''تفسیر عثمانی'' اور ''فتح الملہم'' ہے، اس شرح کو مرتب کرنے والے حضرت مولانا قاضی عبد الرحمٰن صاحب ہیں، حضرت ڈابھیل میں بخاری پڑھاتے تھے، دورانِ درس آپ کے یہ شاگردان کو جمع کرتے، پھر اصل مراجع سے مراجعت کے بعد دیگر متعدد شروحات کے مطالعہ سے اس میں اضافہ کرتے، اس طرح انہوں نے ایک عمدہ گلدستہ تیار کیا، یہ مکمل بخاری کی شرح نہیں ہے، بلکہ صحیح بخاری کی ابتدائی ابواب کتاب الایمان، کتاب العلم اور کتاب الطہارت کی شرح ہے، جہاں تک یہ شرح ہے نہایت علمی، تحقیقی اور ٹھوس معلومات پر مشتمل ہے، اس میں ساری فنی مباحث ہیں، اگر یہ شرح مکمل ہوجاتی تو اردو میں بے مثال شرح ہوتی۔ علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح ''فتح الملہم'' کے نام سے لکھی ہے، آپ کو رجالِ حدیث، طرقِ حدیث، معانی حدیث اور علل پر گہری دسترس تھی، جس کی زندہ اور جاوید مثال ''فتح الملہم'' ہے، اس میں امام نووی، حافظ ابن حجر، علامہ عینی اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ کی شروحات کی مباحث حسنِ ترتیب کے ساتھ یکجا ہیں، علمی پختگی کے لئے اس شرح کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ یہ شرح دورِ حاضر کے افکار اور ضرورت کے مطابق ہے، یہ محققانہ شرح ادارہ علوم شرعیہ نشتر روڈ کراچی سے طبع ہوئی ہے۔

۳......ارشاد القاری الی صحیح البخاری

یہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے افادات ہیں، شروع کے پچپن صفحات پر نہایت مفید مقدمہ ہے، حجیتِ حدیث پر سیر حاصل بحث کی ہے، یہ شرح ''کتاب الإیمان ''اور''کتاب العلم '' تک کی تشریح وتوضیح اور اس سے متعلق فقہ، حدیث، تصوف اور کلام کی نہایت گراں قدر مباحث پر مشتمل ہے۔طویل مباحث کو دلنشین انداز میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، غریب الفاظ کی وضاحت، فقہاء کے مذاہب کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، دلائل اور تراجم ابواب کی اَغراض وتطبیق اور عالمانہ مباحث کے تذکرہ میں یہ شرح دیگر شروح پر فائق ہے، یہ شرح الحجاز کراچی سے طبع ہے۔

۴......ایضاح البخاری

افادات حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب، یہ نہایت عالمانہ شرح ہے، پہلی جلد ''کتاب الإیمان ''اور''کتاب العلم '' سے متعلق ہے، اس میں ''مقصد ترجمہ'' کے تحت تراجم کو حل کیا جاتا ہے، تراجم ابواب اور حدیث کے درمیان مناسبت ذکر کرتے ہیں، معلق روایات کی وضاحت کرتے ہیں، الفاظِ حدیث کی تشریح کرتے ہیں، فقہاء کے مذاہب ودلائل اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اس شرح میں اختراعی فوائد ونکات بھی کافی ہیں، طلبہ حدیث کے لئے مفید شرح ہے، یہ شرح قدیمی کتب خانہ سے طبع ہے۔

۵......الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری

یہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) کی تصنیف ہے، اس شرح میں علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا محمد ادریس کاندہلوی اور مولانا خیر محمد

جالندھری رحمہم اللہ کے علوم کا خلاصہ ہے۔اس میں تراجم ابواب کی ابحاث ''تحفة القاری'' مولانا محمد ادریس کاندہلوی رحمہ اللہ کی کتاب سے ماخوذ ہیں۔ ابتداء میں مبادیات ومتعلقاتِ حدیث سے متعلق ایک مفید مقدمہ ہے۔اس شرح میں تراجم ابواب کو اختصار کے ساتھ حل کیا گیا ہے، احادیث کی تشریح بقدرِ ضرورت ہے، اس میں احادیث کا ترجمہ اور طویل مباحث نہیں ہیں، اور نہ ہی علمی وتحقیقی، فنی وفقہی مباحث کا ذکر ہے۔ یہ شرح ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے طبع ہے۔

۶......الخیر الساری فی تشریحات البخاری

افادات استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان) پہلی جلد ''باب بدء الوحی'' ''کتاب الإیمان'' اور ''کتاب العلم'' کی مباحث پر مشتمل ہے، ابتداء میں حدیث اور صحیح بخاری سے متعلق ایک مفید علمی مقدمہ ہے۔اس شرح میں احادیث کے ترجمہ کے بعد تراجم ابواب کی متعدد اغراض اور عام فہم انداز میں احادیث کی مختصر تشریح ہے، یہ شرح طالبات کے نصاب کے مطابق ہے۔ یہ شرح مکتبہ امدادیہ ملتان سے طبع ہے۔

۷......تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری

حضرت مولانا وحید الزمان صاحب رحمہ اللہ، اس میں بخاری کی تمام احادیث کا ترجمہ ہے اور بقدرِ ضرورت حاشیہ میں وضاحت ہے۔ یہ ترجمہ نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور سے طبع ہے۔

۸......کشف الباری عمافی صحیح البخاری

افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳۸ھ)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے نصف صدی سے زائد صحیح بخاری کا درس دیا، قدیم اور جدید کوئی شرح ایسی نہیں ہے جو آپ کے مطالعے سے نہ گزری ہو، فنِ حدیث اور رجال میں اللہ تعالی نے آپ کو بے مثال دسترس دی، علم حدیث کے ساتھ فنونِ عربیت میں بھی آپ کو یدِ طولی حاصل تھا۔ اردو میں اس جیسی مفصل ومدلل محققانہ شرح موجود نہیں ہے، اگر کسی کے پاس صرف یہی ایک شرح ہو اور اس کا مطالعہ کرے تو اس کو عربی اردو شروحات سے فی الجملہ مستغنی کردے گی، اس شرح میں علامہ خطابی، علامہ ابن بطال، امام نووی، حافظ ابن حجر، علامہ عینی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ قسطلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ رشید احمد گنگوہی، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہم اللہ، ان تمام اکابر اہل علم کے حدیث سے متعلق افادات باحوالہ حسنِ ترتیب کے ساتھ یکجا ہیں۔ جن علماء کرام نے حضرت کے ان افادات کو جمع کیا وہ بھی قابلِ داد ہیں کہ انہوں نے بڑی محنت اور جاں فشانی کے بعد ہر ہر بات کو اصل مرجع سے مراجعت کے بعد لکھا، یہ شرح قدیم وجدید متقدمین ومتاخرین تمام علماء کی تحقیقات سے لبریز ہے، اس شرح کی دس وہ خصوصیات جو حضرت شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے "کشف الباری" پر تبصرے کے دوران بیان کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱......مشکل الفاظ کے لغوی معانی کا اور یہ کہ یہ لفظ کس باب سے آتا ہے بیان ہوتا ہے۔

۲......اگر نحوی ترکیب کی ضرورت ہو تو جملے کی نحوی ترکیب کو ذکر کیا گیا ہے۔

۳......حدیث کے الفاظ کا مختلف جملوں کی صورت میں سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔

۴......ترجمۃ الباب کے مقصد کا تحقیقی طریقے سے مفصل بیان کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال کا تنقیدی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

۵......باب کا ماقبل سے ربط و تعلق کے سلسلے میں بھی پوری تحقیق وتنقید کے ساتھ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

۶......مختلف فیہا مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک اور دوسرے مسالک کی تنقیح وتحقیق کے بعد ہر ایک کے مستدلات کا استقصاء اور پھر دلائل پر تحقیقی طریقے سے رد وقدح اور احناف کے دلائل کی وضاحت اور ترجیح بیان کی گئی ہے۔

۷......اگر حدیث میں کوئی تاریخی واقعہ مذکور ہو تو اس کی پوری وضاحت کی گئی ہے۔

۸......جن احادیث کو تقریر کے ضمن میں بطورِ استدلال پیش کیا گیا ہے ان کی تخریج کی گئی ہے۔

۹......تعلیقاتِ بخاری کی تخریج کی گئی ہے۔

۱۰......سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مختلف اقوال کے نقل کرنے میں حضرت صرف ناقل نہیں ہیں بلکہ ہر قول پر محققانہ اور تنقیدی کلام بھی بوقتِ ضرورت کیا گیا ہے۔

حضرت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تدریس کا طویل موقع عنایت فرمایا، اس کتاب میں آپ کی پوری زندگی کی تدریس کا نچوڑ موجود ہے۔ اب تک اس شرح کی ۲۱ جلدیں مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی سے طبع ہو چکی ہیں۔

۹......درسِ بخاری

افادات حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ، حضرت کی تصنیفات میں ''شرح مقدمہ مسلم، شیوخِ بخاری، عقیدہ ظہورِ مہدی'' ہیں، آپ کی ترمذی اول کے افادات ''مجمع البحرین'' کے نام سے طبع ہیں۔ بخاری پر آپ کے افادات ''**كتاب الإيمان، كتاب العلم، كتاب الطهارة** '' سے متعلق ہیں، اس میں ربط، حدیث اور ترجمۃ الباب

کے درمیان مناسبت، مقاصدِ ابواب اور حدیث پر مربوط انداز میں جامع اور مختصر گفتگو ہے۔

۳۸۰ صفحات پر مشتمل یہ افادات ادارۃ النور کراچی سے ایک جلد میں طبع ہیں۔

۱۰......انعام الباری

افادات شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

آپ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب کے رحمہ اللہ قابلِ فخر فرزند ارجمند ہیں، دار العلوم میں آپ سے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ تھے، ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ کو حضرت کا انتقال ہوا، ان کے انتقال کے بعد حضرت شیخ الاسلام صاحب کے ذمہ بخاری کی تدریس کی ذمہ داری آئی، اللہ تعالی نے حضرت کو تفسیر، حدیث، فقہ اور علوم عربیت میں نمایاں مقام عطاء فرمایا ہے۔ آپ کو تینوں زبانوں عربی، اردو، اور انگریزی پر عمدہ عبور حاصل ہے، حضرت کی تصانیف تینوں زبانوں میں موجود ہیں، پاکستان ہی نہیں بلکہ شاید دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جس کی طرف آپ نے سفر کر کے قرآنِ کریم کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ نہ کیا ہو، ان کی زندگی کا اکثر حصہ اسفار میں گزرا، حضرت کے تین سفرنامے ''جہانِ دیدہ، دنیا مرے آگے، سفر در سفر'' عوام وخواص میں مقبول ہیں، ان تینوں سفرناموں میں جن جن ممالک کے دورے کیئے ان کے احوال اور وہاں کے نشیب وفراز اور ضمناً کئی ایک اہل علم کی سوانح بھی ذکر کی ہے۔ علم حدیث اور رجال میں آپ کی مہارت کا صحیح اندازہ ''تکملة فتح الملهم'' سے لگایا جا سکتا ہے، ''تکملہ'' چھ جلدوں میں ہے، اس پر عالم عرب کے محقق شیخ عبد الفتاح ابو غدہ اور علامہ یوسف القرضاوی رحمہما اللہ کی تقاریظ بھی ہیں، اس میں رجال اور حدیث کی کوئی بحث بغیر حوالہ کے ذکر نہیں کی۔ آپ کے فقہی مہارت کا اندازہ ''فقہی مقالات'' ''فقہ البیوع'' اور ''فتاوی عثمانی'' سے ہوتا ہے۔ صحاح

ستہ میں تین کتابوں سے متعلق آپ کے افادات چھپ چکے ہیں، صحیح بخاری پر ’’انعام الباری‘‘ صحیح مسلم پر ’’تکملہ‘‘ اور سنن ترمذی پر ’’درسِ ترمذی‘‘۔

’’انعام الباری‘‘ کو حضرت مولانا محمد انور حسین صاحب متخصص جامعہ دار العلوم نے کیسٹوں سے جمع کیا، انہوں نے حضرت کے افادات کو عمدہ اسلوب اور حسنِ ترتیب کے ساتھ تخریج اور تحقیق سے آراستہ کر کے اہلِ علم کے سامنے پیش کیا۔ اس شرح میں طویل مباحث نہیں ہیں، حدیث حل کرنے کے لئے جتنی بات کی ضرورت تھی اتنی ہی بات کہی ہے، کتاب کے آغاز سے انتہاء تک تشریح اور تفصیل کا ایک ہی انداز ہے، ایسا نہیں ہے کہ شروع میں تفصیل ہو اور آخر میں صرف عبارت ہو، بلکہ شروع سے آخر تک ایک ہی اسلوب ہے، اس میں زیادہ تر مباحث ’’فتح الباری، عمدۃ القاری، إرشاد الساری، فیض الباری ‘‘ اور ’’لامع الدراری ‘‘ سے ہیں، حلِ کتاب کے اعتبار سے اردو زبان میں نہایت مفید شرح ہے، اس میں جہاں حدیث کی مباحث یکجا ملتی ہیں وہیں دورِ حاضر کے نئے پیش آمدہ مسائل کا بھی عمدہ انداز میں حل موجود ہے، اس سے جہاں حدیث میں دسترس ہوتی ہے وہیں فقہ کے ساتھ گہری مناسبت بھی پیدا ہوتی ہے، ایسے لوگ بہت کم پیدا ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالی نے تمام فنون میں بیک وقت مہارت دی ہو، اور عوام وخواص میں ان کی بے حد مقبولیت ہو، خلاصہ کلام یہ ہے کہ اردو میں یہ شرح بے نظیر ہے، اہلِ علم کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ اس شرح کی ۷ جلدیں مکتبہ الحراء کراچی سے طبع ہو چکی ہیں۔

۱۱......تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری

افادات حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ (شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند) ان افادات کو آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی حسین

احمد صاحب پالن پوری مدظلہٗ نے جمع وترتیب دیا ہے۔اس سے پہلے سننِ ترمذی پرآپ کےافادات ''تحفۃ الالمعی'' کےنام سے طبع ہیں،آپ نے ''حجة اللّٰه البالغة '' کی مفصل ومدلل شرح ''رحمۃ اللہ الواسعۃ'' کے نام سے لکھی۔نصف صدی سے زائد آپ کا تدریسی تجربہ ہے،تیس سال سے سننِ ترمذی اورنو سال سے صحیح بخاری کا درس دے رہے ہیں،اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عربی متن اعلام وترقیم اوراعراب کے ساتھ تصحیح شدہ ہے۔شرح کے شروع میں تقریباً ۹۰صفحات میں ایک طویل مقدمہ ہے، جونایاب معلومات وتحقیقات پر مشتمل ہے، حدیث کی حیثیت وحجیت، حدیث کی ترتیب وتدوین کے تاریخی مراحل، حجازی اورعراقی مکاتبِ فکر کی تاریخ،جمع قرآن وجمع حدیث کی تاریخ بڑے اچھے انداز میں بیان کی ہے،تقلید کی ضرورت واہمیت پراعلی اوراستدلالی انداز میں روشنی ڈالی ہے،وحی اورصاحبِ وحی کے مقام پرعلمی گفتگو کی ہے۔

دیگر بھی اہم معرکۃ الآراء مسائل پرمحققانہ گفتگو کی ہے۔ایمانیات کے مسائل جواہل السنّت والجماعت کے درمیان اختلافی ہیں ان کی ایسی دلنشین وضاحت کی ہے اختلاف کی بنیاداوروجوہات واضح ہوجاتی ہیں اورقاری یہ محسوس کرتا ہے کہ اہلِ حق کے درمیان اختلاف محض لفظی ہے حقیقی اختلاف فرقِ باطلہ کے ساتھ ہے۔حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اورمقاصدِ ابواب پرخصوصی توجہ دی ہے، اس شرح کے پڑھنے سے فہم حدیث نصیب ہوتا ہے،تراجم،تعلیقات اورآثار کی خوب وضاحت کی ہے۔شرح میں اول سے آخرتک یکسانیت ہے،ائمہ سلف، ائمہ مجتہدین اورمحدثین کرام کا ذکرانتہائی ادب وعظمت کے ساتھ کرتے ہیں،فقہاء کے مذاہب اوردلائل کی وضاحت میں جوطریقہ اختیارکیا ہے وہ عام فہم ہونے کے ساتھ انوکھا بھی ہے،موصوف اقوالِ مختلفہ کی تنقیح اس انداز سے کرتے ہیں کہ ہرامام کا قول حدیث سے قریب نظرآتا ہے۔تراجم، مقاصدِ ابواب، فہم حدیث اورحلِ

کتاب کے اعتبار سے بے نظیر ہے۔ ❶

یہ شرح بارہ جلدوں میں زمزم پبلشرز کراچی سے طبع ہے۔

۱۲......نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری

یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عثمان غنی صاحب مدظلہ کی تصنیف ہے، یہ مکمل صحیح بخاری کی شرح ہے، مصنف کا انداز یہ ہے کہ پہلے حدیث کو اعراب کے ساتھ نقل کرتے ہیں، پھر ترجمہ کے ضمن میں بقدرِ ضرورت حدیث کی مختصر تشریح کرتے ہیں، حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی تحقیق کرتے ہیں، ''مطابقته للترجمة'' کا عنوان ذکر کر کے حدیث اور ترجمۃ الباب میں مناسبت بیان کرتے ہیں، اگر روایت مختصر ہو تو اس کے تفصیلی طرق کی وضاحت کرتے ہیں، روایت مکرر ہو تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں، متعارض فیہ روایت ہو تو اس میں تطبیق ذکر کرتے ہیں۔ یہ شرح اس اعتبار سے مفید ہے کہ یہ ایک متوسط انداز میں لکھی گئی ہے، اس سے طلبہ اور اہل علم استفادہ کر سکتے ہیں، حلِ کتاب کے لئے مفید ہے، البتہ اس میں علمی، فنی، تحقیقی، فقہی اور رجال پر مباحث کا تذکرہ کم ہے، بخاری کی شارحینِ حدیث کی جملہ مباحث اس میں یکجا نہیں ہیں، نفس کتاب اور احادیث سمجھنے کے لئے بے حد مفید ہے۔ یہ شرح ۱۳ جلدوں میں مکتبۃ الشیخ سے طبع ہے۔

۱۳......تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

حضرت مولانا ظہور الباری اعظمی صاحب (فاضل دار العلوم دیوبند) اس میں مکمل عربی متن اعراب کے ساتھ ہے، اور احادیث کا با محاورہ ترجمہ ہے، اور اختصار کے ساتھ حاشیہ میں بقدرِ ضرورت تشریح ہے، یہ ترجمہ اور مختصر توضیح دار الاشاعت کراچی سے طبع ہے۔

❶ ماخوذ از مقدمہ: ص ۳۰ تا ۳۵

۱۴......تشریحات بخاری

مرتب حضرت مولانا عبدالقادر قاسمی صاحب، اس شرح میں تین اکابر اہلِ علم کے افادات کو ہر حدیث کے تحت جمع کیا گیا ہے، (۱) علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (۲) حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (۳) حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ۔ یہ شرح کتب خانہ مجیدیہ ملتان سے طبع ہے۔

۱۵......تحفۃ القاری

یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف مدنی صاحب مدظلہ کی تصنیف ہے، یہ شرح بنات کے نصاب کے مطابق ہے، اس میں کتاب الایمان اور کتاب العلم کی مباحث ہیں، انداز یہ ہے کہ مختصراً رجال کا تذکرہ کرتے ہیں، روایت اور باب کے درمیان مناسبت بیان کرتے ہیں، حدیث کی تشریح کرتے ہیں، شرح حدیث میں ''**فتح الباری، عمدة القاری، إرشاد الساری، فیض الباری**'' اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے افادات ذکر کرتے ہیں، اردو شروحات میں ''کشف الباری'' سے بہت استفادہ کیا ہے، بہرحال طلبہ اور طالبات کے لئے امتحان حل کرنے کے لئے اور کتاب کے حل کے لئے مفید شرح ہے۔ شارحینِ حدیث کے طویل مباحث اس میں حسن ترتیب کے ساتھ اختصار سے یکجا ہیں، اگر کسی کے پاس تفصیلی وقت نہ ہو تو اس شرح کے مطالعے سے بھی شارحین کی تشریحات سے فی الجملہ واقفیت ہو جائے گی، طالبات کے نصاب کے مطابق ایک عمدہ شرح ہے، اور ان کے مزاج کے موافق بھی ہے۔

۱۶......فیوض البخاری شرح صحیح البخاری

بریلوی مکتبہ فکر کے چار علماء نے صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے، یہ شرح مولانا سید محمود

احمد رضوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ شرح صحیح بخاری کے گیارہ پاروں کی ہے، اس میں ترجمہ، غریب الفاظ کی وضاحت، ائمہ اربعہ کے مستدلات، حدیث سے متعلق احکام ومسائل ذکر کئے ہیں۔ موصوف نے ۳۰ سال کے عرصے میں ۱۰ جلدوں پر مشتمل یہ شرح لکھی ہے۔

۱۷......تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

یہ علامہ غلام رسول رضوی (متوفی ۱۴۲۲ھ) کی تصنیف ہے، اس میں حدیث کا بامحاورہ ترجمہ ہے، "فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری" اور "الکواکب الدراری" سے اقتباسات نقل کئے ہیں، متوسط انداز میں شرحِ حدیث ہے، بقدرِ ضرورت ائمہ کرام کے مسالک کی وضاحت کر کے حنفی مذہب کے مطابق تشریح کی ہے تاکہ حنفی مسلک کے مطابق حدیث سمجھنے میں کوئی اشکال نہ رہے، اس لئے اس کا نام "تفہیم البخاری" رکھا۔ (ج ا ص ۳،۴)

دس سال کے عرصے میں موصوف نے یہ شرح لکھی، یہ پوری بخاری کی شرح ہے جو ۱۱ جلدوں پر مشتمل ہے۔

۱۸......نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری

یہ مفتی محمد شریف الحق امجدی (متوفی ۱۴۲۲ھ) کی تصنیف ہے، موصوف نے ۱۶ سال ۸ ماہ کے عرصے میں ایک متوازن شرح لکھی، جس صحابی سے روایت مروی ہے اُس کے مختصر حالات لکھے ہیں، مکرر روایات کی وضاحت صرف پہلی مرتبہ کی ہے، صحاح ستہ سے حاشیے میں اس روایت کی تخریج کی ہے، احکام مستخرجہ کے عنوان کے تحت مسائل واحکام ذکر کئے ہیں، پانچ جلدوں پر مشتمل یہ شرح فرید بک اسٹال لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۹......نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری

علامہ غلام رسول سعیدی (شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی) موصوف کی تصنیفات میں ''شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن'' اور ''تذکرۃ المحدثین'' ہے۔ یہ شرح علم وتحقیق کے لحاظ سے مذکورہ بالا تینوں شروحات پر فائق ہے، شرح کے آغاز میں ایک مبسوط علمی مقدمہ ہے، اس شرح میں حدیث کے ساتھ ساتھ سند کا بھی ترجمہ ہے، رجال کا مختصر تعارف، ابواب کے درمیان ربط، ترجمۃ الباب کی وضاحت اور حدیث کے ساتھ مناسبت، تعلیقات کی تخریج، صحیح بخاری کی تمام روایات کی تخریج، شرح حدیث کے حوالہ جات کا التزام، استنباطِ مسائل، شارحینِ حدیث کی توضیحات، فقہاء کے مذاہب ودلائل اور فقہ حنفی کی ترجیح ذکر کی ہے، مصنف کے لب ولہجہ میں کچھ شدت ہے، موصوف نے اس میں کئی مباحث وتوضیح اپنی شرح مسلم سے نقل کی ہے۔ یہ شرح ۱۶ جلدوں میں فرید بک سٹال لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۲۰......مختصر صحیح بخاری

امام زین الدین احمد بن عبد المطلب زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۳ھ) نے بخاری کی مکرر روایات اور اَسناد کو حذف کر کے ایک تجرید ترتیب دی، یہ انہی احادیث کا ترجمہ اور مختصر تشریح ہے، یہ ترجمہ مولانا ظہور الباری صاحب کا ہے اور ترتیب مولانا محمد عابد صاحب نے دی ہے، ایک جلد پر مشتمل یہ ترجمہ ومختصر توضیح دار الاشاعت کراچی سے طبع ہے۔

۲۱......حل صحیح البخاری

حضرت مولانا سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۰ھ) اس میں صحیح بخاری کے مشکل مقامات کا حل ہے۔

۲۲......الالف المختارۃ من صحیح البخاری

مولانا عبدالسلام محمد ہارون صاحب نے صحیح بخاری کی ایک ہزار احادیث کا انتخاب کر کے ان کی مختصر شرح لکھی ہے۔

صحیح بخاری کے اردو تراجم

۱......صحیح بخاری مترجم: یہ ترجمہ مرزا حیرت دہلوی کا ہے۔

۲......تیسیر البخاری: یہ ترجمہ مولانا وحیدالزمان صاحب کا ہے۔

۳......ترجمہ صحیح بخاری: یہ ترجمہ سید نائب حسین نقوی نے کیا ہے، ترجمہ پر نظر ثانی کی تصدیق مولانا محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور نے کی ہے، یہ غلام علی اینڈ سنز سے طبع ہے۔

۴......ترجمہ صحیح بخاری: مولانا امیر علی صاحب، موصوف نے ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کا بھی اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

۵......ترجمہ صحیح بخاری: قاری عادل خان صاحب، قمر سعید پبلشرز سے تین جلدوں میں طبع ہے۔

۶......ترجمہ صحیح بخاری: مولانا عبدالرزاق صاحب، یہ ترجمہ ناشران قرآن اردو بازار لاہور سے شائع ہوا ہے۔

۷......تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری: یہ حضرت مولانا ظہور الباری اعظمی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند کا عام فہم انداز میں ترجمہ اور بقدرِ ضرورت تشریح ہے، یہ ترجمہ تین جلدوں میں دارالاشاعت سے شائع ہوا ہے۔

۸......فیض الباری: شیخ محمد ابوالحسن سیالکوٹی صاحب نے بخاری کا ترجمہ تین پاروں میں کیا ہے، چونکہ برصغیر میں صحیح بخاری کو تین پاروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(فائدہ) مکمل صحاح ستہ پر علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۹ھ) کے حواشی اور تعلیقات درج ہیں۔ صحیح بخاری پر اس وقت متداول حاشیہ علامہ احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) کا ہے، انہوں نے ۲۵ سپاروں تک کا حاشیہ لکھا وہاں سے آخر تک قاسم العلوم والخیرات علامہ محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے لکھا ہے۔

صحیحین کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

۱ ...... رجال البخاری ومسلم

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے اس میں صرف صحیحین کے رواۃ کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ۱۲۷ نمبر پر موجود ہے۔ (۱)

۲ ...... رجال صحیح البخاری

یہ امام ابوالنصر احمد بن محمد الکلاباذی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۸ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں صحیح بخاری کی رواۃ کا اختصار کے ساتھ ذکر ہے، دیگر کتب حدیث کے رجال کا تذکرہ اس میں نہیں ہے، انداز یہ ہے کہ راوی کا نام اس کا مختصر نسب ذکر کرنے کے بعد تین سے چار سطروں میں ان کے حالات کا ذکر کرتے ہیں، حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق رُوّات کا تذکرہ ہے، اس میں کل ۱۵۲۵ راویوں کا ذکر ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس

(۱) تاریخ التراث العربی: ج ۱ ص ۲۶۴

راوی سے جس باب میں روایت ذکر کی ہے اُس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں، عموماً سنینِ وفات بھی بتلاتے ہیں۔ چونکہ یہ اس فن پر ابتدائی کتابوں میں سے ہے اس لئے اس میں جامعیت نہیں ہے، اور بہت سی اہم باتیں ان سے چھوٹ گئی ہیں، اور ایسا عموماً ہوتا ہے جب کوئی مصنف ابتداء میں کسی فن پر لکھنے کا آغاز کرتا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں دار المعرفہ بیروت سے طبع ہے۔

۳...... الجمع بين رجال الصحيحين

امام ابو النصر احمد بن محمد کلابازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۸ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے صحیح بخاری کے رجال پر الگ سے لکھا، پھر انہی رجال کو اور صحیح مسلم کے رجال کو ملا کر ''الجمع بین رجال الصحیحین'' کے نام سے لکھا، لیکن یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

۴...... الجمع بين رجال الصحيحين

یہ امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے حدیث پر ''المستدرک على الصحيحين'' اور اصولِ حدیث پر ''معرفة أنواع علوم الحديث'' لکھی، امام حاکم کی اس کتاب کا تذکرہ ملتا ہے لیکن یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

۵...... رجال البخاری ومسلم

یہ امام ہبۃ اللہ بن حسن لالکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) کی تالیف ہے، لیکن یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے متعلق رجال پر لکھی گئی کتابوں کے لئے تفصیلاً دیکھئے: (۱)

(۱) بحوث فی تاریخ السنة: ص ۱۲۴

۶...... رجال صحیح مسلم

یہ امام احمد بن علی بن محمد بن ابراہیم المعروف امام ابوبکر بن منجویہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں صرف صحیح مسلم کے رجال کا ذکر ہے، دیگر کتب حدیث کے رُوات کا ذکر نہیں ہے، انداز یہ ہے کہ راوی کا نام، والد اور دادا کا نام، نسب، کنیت اور لقب ذکر کرتے ہیں، اور بعض رواۃ کے سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، راوی کے اساتذہ وتلامذہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، اور اس راوی سے کن کن ابواب میں حدیث مروی ہیں ان کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ ان سے روایات صوم، بیع اور صلوۃ وغیرہ میں مروی ہے۔

اس کتاب میں حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ۲۲۴۸ روّات کا تذکرہ ہے، اس میں راویوں کو ان کے نام کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، پھر کنیت اس کے بعد خواتین کے نام، پھر ان کی کنیت کا ترتیب وار ذکر کیا ہے۔ عموماً راویوں پر کوئی حکم نہیں لگاتے۔ یہ کتاب عبداللہ لیثی کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں دارالمعرفہ سے طبع ہوئی ہے۔

۷...... التعديل والتجريح لمن خرج له البخاری فی الجامع الصحيح

یہ امام ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد باجی اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۴ھ) صاحب ''المنتقی شرح الموطأ'' کی تصنیف ہے، اس کتاب میں حروف تہجی کی ترتیب پر ۱۴۷۴ صحیح بخاری کے رواۃ کا ذکر ہے، ناموں کے بعد کنیتوں کا اور آخر میں خواتین کا تذکرہ ہے۔ راوی کا نام ونسب، مشہور اساتذہ وتلامذہ، چند ایک ائمہ اسماء الرجال کی ان کے متعلق آراء، امام بخاری رحمہ اللہ اس راوی سے جس باب میں روایت نقل کی ہے اس کی

نشاندہی، اور بعض راویوں کی سنین وفات بھی ذکر کی ہیں، علمائے جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں راوی پر حکم بھی لگایا ہے، اس کتاب میں تراجم کہیں مفصل اور کہیں مختصر ہیں۔ بخاری کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں جامعیت وافادیت کے لحاظ سے یہ کتاب سب پر فائق ہے۔ یہ کتاب ابولبابہ حسین کی تحقیق کے ساتھ ۳ جلدوں میں دار اللواء للنشر والتوزیع ریاض سے طبع ہوئی ہے۔

۸......الجمع بين رجال الصحيحين

یہ علامہ ابوالفضل محمد بن طاہر رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے اس کتاب میں امام ابونصر کلاباذی رحمہ اللہ کی کتاب "**رجال صحيح البخاری**" اور امام ابن منجویہ رحمہ اللہ کی کتاب "**رجال صحيح مسلم**" سے استفادہ کیا ہے، اور زیادہ تر مواد انہی دو کتابوں سے لیا ہے، اور ان دونوں کے رجال کو یکجا ایک کتاب میں جمع کیا ہے، یہ کتاب پہلی دونوں سے مستغنی کر دیتی ہے، کیونکہ اس میں بیک وقت صحیحین کے رجال کا تذکرہ مل جاتا ہے۔ ان کا انداز یہ ہے کہ پہلے عنوان "**من اسمه اسحاق ممن اتفقا عليه**" یعنی اسحاق نام کے راوی جن سے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت نقل کی ہے، پھر راوی کا نام، والد کا نام، کنیت اور لقب کا تذکرہ کرتے ہیں، ان کے چند شیوخ اور تلامذہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، پانچ سے چھ سطروں میں راوی کا تعارف کراتے ہیں، بعض رواۃ کا سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، پھر عنوان "**أفراد البخاری ممن اسمه إسحاق**" یعنی اسحاق نام کے وہ راوی جن سے صرف بخاری میں روایت ہے، لیکن مسلم میں نہیں ہے، اس طرح اسحاق نام کے نو راویوں کا ذکر کیا ہے، پھر عنوان "**أفراد مسلم ممن اسمه إسحاق**" یعنی اسحاق نام کے وہ راوی جن سے صرف صحیح مسلم میں روایت ہے اور بخاری میں نہیں

ہے،اس کے تحت پانچ اسحاق نام کے راویوں کا ذکر کیا ہے۔ان کا انداز پوری کتاب میں یہ ہے کہ پہلے متفق علیہ راویوں کا تذکرہ، پھر اس نام کے راوی سے جو روایات بخاری میں مروی ہیں ان کا تذکرہ اور پھر مسلم میں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں دار الکتب العلمیہ سے طبع ہے۔

صحیح البخاری سے متعلق لکھی گئی کتابیں

۱ ...... تسمیة من أخرجهم البخاری ومسلم

یہ امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) صاحب ''المستدرک'' کی تصنیف ہے، اس کتاب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر بخاری ومسلم کے روّات کے صرف نام ہیں، پہلے متفق علیہ رواۃ کا ذکر کرتے ہیں پھر وہ جن سے امام بخاری رحمہ اللہ روایت میں متفرد ہیں اور پھر مسلم کے متفرد رواۃ کے اسماء ذکر کرتے ہیں۔اس کتاب میں کل ۲۰۹۵ رواۃ کا ذکر ہے۔ یہ کتاب دکتور کمال یوسف الحوت کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مؤسسۃ الرسالہ سے طبع ہے۔

۲ ...... تفسیر غریب ما فی الصحیحین البخاری ومسلم

امام محمد بن فتوح بن عبد اللہ ازدی حمیدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے اس کتاب میں بخاری ومسلم کی صرف غریب روایات کی تشریح کی ہے،صحابہ کرام کی مسانید کی ترتیب پر احادیث ذکر کرکے ان کی تشریح کرتے ہیں،اس کتاب میں کل ۱۹۳ روایات کی توضیح ہے، یہ کتاب دکتورہ زبیدہ کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبۃ السنہ سے طبع ہے۔

۳ ...... تقیید المهمل وتمییز المشکل

امام ابو علی حسین بن محمد غسانی جیّانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۸ھ) اس کتاب میں صحیح

بخاری کے راویوں کے انساب، قبائل، اور شہروں کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا ہے، نیز بخاری مسلم کے جن روّات کے درمیان لفظی اشتباہ ہے اس کی وضاحت کی ہے۔ یہ کتاب استاذ محمد ابوالفضل کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں وزارۃ الاوقاف سے شائع ہوئی ہے۔

۴...... مشارق الأنوار علی صحاح الآثار

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) نے اس کتاب میں ’’صحیح البخاری‘‘ ’’صحیح مسلم‘‘ اور ’’موطأ مالک‘‘ کے غریب الفاظ کی وضاحت ہے، یہ کتاب حروفِ تہجی کی ترتیب پر ہے، مصنف ہر غریب لفظ کی اختصار کے ساتھ وضاحت کرتے ہیں۔ اس کتاب کا موضوع مندرجہ بالا تین کتابوں کے غریب الفاظ کی تشریح ہے۔ اس کتاب کا اختصار حافظ ابواسحاق ابراہیم بن یوسف المعروف ابن قرقول رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۹ھ) نے ’’مطالع الأنوار علی صحاح الآثار‘‘ کے نام سے کیا۔

۵...... المعلم بشیوخ البخاری ومسلم

امام ابوبکر محمد بن اسماعیل بن خلفون رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۶ھ) نے اس کتاب میں امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے شیوخ کو حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے، مصنف کا انداز یہ ہے کہ ہر شیخ کا نام، کنیت، نسبت لکھ کر اس کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، ان کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے توثیقی اقوال ذکر کرتے ہیں، راوی کی سنِ وفات بھی ذکر کرتے ہیں، اگر امام بخاری یا امام مسلم رحمہما اللہ ان سے روایت کرنے میں متفرد ہوں تو اس کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ کتاب شیخ ابوعبدالرحمٰن عادل بن سعد کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں دارالکتب العلمیہ سے طبع ہے۔

۶...... شواهد التوضيح والتصحيح لمشكلات الجامع الصحيح

یہ امام ابن مالک رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۲ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں صحیح بخاری کے ان مشکل اعراب کے دلائل وشواہد بیان کئے ہیں جو بظاہر مروّجہ نحوی قواعد کے خلاف نظر آتے ہیں، اس طرح کے صحیح بخاری میں اکہتر (۷۱) مقامات ہیں، مصنف نے دلائل وشواہد، اَمثال ومحاورات اور مشہور شعراء کے اشعار سے استشہاد کرکے سیر حاصل جوابات دیئے ہیں، اس کتاب سے موصوف کی حدیث کے ساتھ عقیدت اور علم نحو میں تبحر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتاب میں کل ۲۱۸ اشعار ہیں۔ یہ کتاب دکتور طہٰ محسن کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ ابن تیمیہ سے طبع ہوئی ہے۔

۷...... بهجة النفوس وغايتها بمعرفة ما لها وما عليها

امام عبداللہ بن سعد بن ابی جمرہ ازدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۹ھ) نے صحیح بخاری کی تقریباً سو (۱۰۰) احادیث کا انتخاب کرکے پھر خود اس کی دو جلدوں میں شرح لکھی، یہ کتاب قاہرہ سے طبع ہے۔

۸...... التنقيح لألفاظ الجامع الصحيح

علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) نے اس کتاب میں مشکل اعراب کی وضاحت اور غریب الفاظ کی تشریح کی گئی ہے۔

۹...... مصابيح الجامع

علامہ بدرالدین محمد بن ابی بکر دمامینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے اس کتاب میں تراجم ابواب کی وضاحت، غریب الفاظ کی توضیح اور مشکل ترکیب کا ذکر کیا گیا ہے، ضبطِ

کلمات، الفاظِ غریبہ اور نحوی تراکیب کی وضاحت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ یہ کتاب نور الدین طالب کی تحقیق کے ساتھ دارالنوادر سے دس جلدوں میں طبع ہے۔

۱۰ ...... التنقیح فی حدیث التسبیح

علامہ ابن ناصرالدین دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲) نے اس کتاب میں امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری کی آخری حدیث ''**کلمتان حبیبتان إلی الرحمن، خفیفتان علی اللسان، ثقیلتان فی المیزان، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم**'' پر تقریباً سو صفحات میں تفصیلی گفتگو کی ہے، یہ کتاب صرف بخاری کی آخری حدیث کی شرح پر مشتمل ہے، ختم بخاری پڑھانے والوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

۱۱ ...... تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ صحیح بخاری میں وہ روایات جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بغیر سند کے تعلیقاً نقل کیا تو انہوں نے ان تمام روایات کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات اگر کسی روایت کو جو ان کی شرائط پر نہیں اترتی تو بغیر سند کے تعلیقاً ذکر کرتے ہیں، ایسی روایات عموماً ابواب کے شروع میں آتی ہیں۔ حافظ نے کتاب کا نام ''**تغلیق التعلیق**'' اس لئے رکھا کہ اس میں معلق روایات کی سندیں بیان کی ہیں، یہ حافظ کا بڑا علمی کارنامہ ہے، اس موضوع پر ان سے پہلے کسی نے مستقلاً قلم نہیں اٹھایا تھا، اور اس موضوع پر وہی شخص کام کرسکتا تھا جس کو علم حدیث کے پورے ذخیرے پر تبحر حاصل ہو، حافظ نے اصل کتاب کی ترتیب کے مطابق ان روایات کی اسناد ذکر کیں۔ حافظ نے اپنی اس کتاب میں

روایات کو جہاں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے وہیں یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ یہ حدیث کن کن کتابوں میں آئی ہیں، حدیث کو مکمل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، محشی نے ان تمام حوالوں کو صفحہ اور جلد نمبر کے ساتھ لکھا، جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی، اس کی پہلی جلد میں حافظ کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، حافظ کا نسب، لقب، کنیت، شہرت، اوصاف، فقہی اعتبار سے ان کا مذہب، اساتذہ وتلامذہ اور ان کی تصنیفات کا تفصیلی ذکر ہے۔ بہر حال بخاری پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے یہ علمی سوغات سے کم نہیں، اس کتاب سے حافظ کی علم حدیث اور رجال میں تبحر اور جلالتِ شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب المکتب الاسلامی سے ۵ جلدوں میں طبع ہے۔

۱۲......انتقاض الاعتراض فی الرد علی العینی فی شرح البخاری

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے ’’عمدة القاری‘‘ میں ’’فتح الباری‘‘ پر جو اعتراضات کئے حافظ نے اس کتاب میں ان کے جوابات دیئے ہیں، اس میں لفظ ’’ح‘‘ سے اشارہ ہے ’’فتح الباری‘‘ کی طرف، اور لفظ ’’ع‘‘ سے اشارہ ہے علامہ عینی کی طرف۔ اس شرح میں انداز یہ ہے کہ حافظ سب سے پہلے لفظ ’’ح‘‘ ڈال کر ’’فتح الباری‘‘ سے وہ مقام نقل کرتے ہیں جہاں علامہ عینی نے اعتراض کیا ہے، پھر لفظ ’’ع‘‘ ڈال کر علامہ عینی کا اعتراض نقل کرتے ہیں، پھر لفظ ’’قلت‘‘ ذکر کر کے اس کا جواب ذکر کرتے ہیں، اس کتاب کے محشی نے ’’فتح الباری‘‘ کی جلد اور صفحہ نمبر کی نشاندہی کی ہے، اس طرح

’’عمدۃ القاری ‘‘میں اعتراض کہاں ہوا ہے اس کے صفحہ اور جلد نمبر کی بھی نشاندہی کی ہے۔ کئی اعتراضات کے جوابات حافظ نہیں دے سکے تو وہ جگہ خالی چھوڑ دی، شاید یہ ارادہ تھا کہ آخر میں لکھوں گا لیکن عمر نے وفا نہ کی اور انتقال کر گئے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مکتبۃ الرشد ریاض سے طبع ہے۔

۱۳ ...... الریاض المستطابۃ فی جملۃ من روی فی الصحیحین من الصحابۃ

امام عماد الدین یحیی بن ابی بکر عامری یمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۳ھ) نے اس کتاب میں اُن صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے جن سے صحیحین میں روایات منقول ہیں، پہلے اُن صحابہ کا ذکر کیا ہے جن سے بخاری مسلم دونوں کتابوں میں روایات منقول ہیں، پھر وہ صحابہ جن سے صرف بخاری میں روایات ہیں اور پھر وہ صحابہ جن سے صرف مسلم میں روایات منقول ہیں۔

۱۴ ...... التجرید الصریح لأحادیث الجامع الصحیح

یہ امام زین الدین ابو العباس احمد بن احمد شرجی زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۳ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں صحیح بخاری کی مرفوع روایات کی اسناد اور مکررات کو حذف کر کے احادیث کو بالترتیب یکجا کیا ہے، ہر باب سے متعلق متفرق روایات کو جمع کیا ہے، جس سے احادیث تلاش کرنا آسان ہو گیا ہے، اس کی شرح علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے ’’عون الباری لحل أدلۃ البخاری‘‘ کے نام سے لکھی، جو دار الرشید حلب سے ۵ جلدوں میں طبع ہے۔

۱۵ ...... كشف الالتباس عما أورده الإمام البخاری علی بعض الناس

یہ علامہ عبدالغنی میدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) صاحبِ ''اللباب فی شرح الکتاب'' کی تصنیف ہے، اس کتاب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ''قَالَ بَعْضُ النَّاس'' کہہ کر عموماً احناف پر اعتراضات کیئے ہیں، جن کی تعداد ۲۴ ہے، ان اعتراضات کے مدلل جوابات علامہ میدانی رحمہ اللہ نے دیئے ہیں، یہ کتاب سو صفحات پر مشتمل ہے، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے حاشیے میں تمام حوالوں کی تخریج کی ہے جس کی وجہ سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

۱۶ ...... نبراس الساری فی أطراف البخاری

یہ علامہ عبدالعزیز سیالوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۹ھ) کی تصنیف ہے، صحیح بخاری میں ایک موضوع سے متعلق احادیث تلاش کرنا خاصہ دشوار ہے، اس لئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ادنی مناسبت سے بھی روایت کو دیگر ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی طرح ایک باب کی جملہ احادیث کو ایک ساتھ ذکر نہیں کرتے، اس لئے بخاری سے متعلقہ مصنف نے اس کتاب میں ہر روایت کے جملہ اطراف کو یکجا ذکر کیا ہے، جس سے حدیث تلاش کرنا کافی آسان ہوگیا، اور روایت کا مکمل مفہوم بھی سامنے آ گیا، یہ کتاب مطبع کریمی دہلی سے ۱۳۵۰ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۱۷ ...... هداية الباری إلی ترتيب أحاديث البخاری

یہ علامہ عبدالرحیم بن عنبر طہطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۵ھ) کی تصنیف ہے، اس

میں صحیح بخاری کی متفرق احادیث کو ابواب کی ترتیب کے مطابق یکجا کیا ہے، ایک موضوع سے متعلق احادیث بالترتیب جمع ہیں۔ یہ کتاب ۲ جلدوں میں مطبعۃ السعادۃ قاہرہ سے طبع ہوئی ہے۔

۱۸...... ترتیب أحادیث صحیح الجامع وزیادته علی الأبواب الفقهیة

شیخ عوفی نعیم شریف نے احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب پر یکجا کیا، اور شیخ علی حسن عبدالحمید نے غریب الفاظ کی توضیح کی ہے، یہ کتاب ۴ جلدوں میں مکتبۃ المعارف ریاض سے طبع ہوئی ہے۔

۱۹......دلیل القاری إلی مواضع الحدیث فی صحیح البخاری

یہ شیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان کی تصنیف ہے، اس میں صحیح بخاری کی مکرر روایات کی نشاندہی کی ہے۔ یہ کتاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

۲۰...... دلیل فهارس البخاری

شیخ مصطفیٰ مصری نے بخاری کی احادیث کی فہرست ذکر کی ہے، اس کتاب کی بدولت بخاری سے حدیث تلاش کرنا کافی آسان ہوگیا ہے، یہ کتاب مطبع صاوی مصر سے ۱۳۵۲ھ میں طبع ہوئی ہے۔

۲۱...... الإمام البخاری و کتابه الجامع الصحیح

یہ شیخ عبدالمحسن بن حمد البدر کی تصنیف ہے، مصنف نے نہایت تفصیل کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کی سوانح ذکر کی ہے اور صحیح بخاری پر ہر جہت سے مفصل گفتگو کی ہے۔ یہ

کتاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے طبع ہوئی ہے۔

۲۲ ...... شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری

شیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان نے امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری کی سب سے آخری کتاب ''کتاب التوحید '' کی احادیث کی شرح کی ہے، اس میں ترجمۃ الباب اور روایات پر مفصل گفتگو کی ہے، جن فرقِ باطلہ کی امام بخاری رحمہ اللہ نے تردید کی ہے موصوف نے اُن کی نشاندہی کی ہے۔ اس کتاب میں صحیح بخاری کی آخری حدیث پر بھی نہایت علمی و تحقیقی بحث ہے۔ یہ کتاب مکتبۃ الدار مدینہ منورہ سے ۲ جلدوں میں طبع ہے۔

۲۳ ...... منار القاری شرح مختصر صحیح البخاری

شیخ حمزہ محمد قاسم نے صحیح بخاری سے بترتیب (۱۲۰۰) احادیث کا انتخاب کر کے متوسط انداز میں ۵ جلدوں میں ان احادیث کی تشریح کی، اسناد حذف کی ہیں، غریب الفاظ کی وضاحت کی ہے، حدیث کی تخریج، حدیث سے مستنبط لطائف ومسائل ذکر کئے ہیں، اس شرح پر عالم عرب کے عظیم محقق شیخ عبدالقادر الارنؤوط نے تقریظ لکھی ہے اور کتاب کی خوب تعریف کی ہے۔ مصنف نے روایات کا انتخاب بہت خوب کیا ہے، اگر اس کتاب کا اردو ترجمہ ہو جائے تو اہل علم وعوام کے لئے ایک مفید کاوش ہوگی۔ یہ کتاب ۵ جلدوں میں مکتبہ دارالبیان دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

۲۴ ...... منهج الإمام البخاری فی تصحیح الأحادیث وتعلیلها (من خلال الجامع الصحیح)

شیخ ابوبکر کافی نے اس کتاب میں تین فصلیں قائم کی ہیں:

الفصل الأول: الحديث وعلومه إلى عصر الإمام البخاری

الفصل الثانی: منهج تصحيح الأحاديث عند الإمام البخاری

الفصل الثالث: منهج تعليل الأحاديث عند الإمام البخاری

یہ مصنف کی ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے جو دار ابن حزم بیروت سے طبع ہوا ہے۔

۲۵ ...... الوردة الحاضرة فی أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث علماء الأحناف فی الجامع الصحيح للإمام البخاری

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمٰن صاحب مدظلہ۔ مصنف نے صحیح بخاری میں امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ اور علمائے احناف سے جو احادیث مروی ہیں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی تعداد ایک سو پندرہ ہے، ہر راوی کا نام ذکر کر کے اس کے مختصر حالات ذکر کئے ہیں، پھر صحیح بخاری میں کن کن ابواب میں اُن سے روایات آئی ہیں ان کا بھی ذکر جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ کیا ہے، یہ کتاب زمزم پبلشرز سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۲۶ ...... إنعام المنعم الباری بشرح ثلاثيات البخاری

علامہ عبدالصبور بن عبدالتواب رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں بخاری کی ثلاثی روایات کی تشریح کی ہے۔ یہ کتاب جامعہ سلفیہ بنارس ہندوستان سے طبع ہے۔

۲۷ ...... درء الدراری فی شرح رباعيات البخاری

علامہ احمد بن محمد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں صحیح بخاری کی رباعی روایات جمع کر کے اُن کی تشریح کی ہے۔

۲۸...... إرشاد القاصد إلى ما تكرر فی البخاری بإسناد واحد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوری رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں اُن ۱۶۸ روایات کو بخاری سے جمع کیا ہے جن کی سند ومتن ایک ہے۔ یہ رسالہ ''الیواقیت الغالیة فی تحقیق وتخریج الأحادیث العالیة'' کی تیسری جلد میں ہے۔

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر

Designed & Printed By: Shafaq Urdu Bazar Karachi. 0321-2037721

اسٹاکسٹ

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)
021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)
0334-8414660,0313-1991422

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی وتحقیقی بیانات ودروس کے لئے اس وٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500